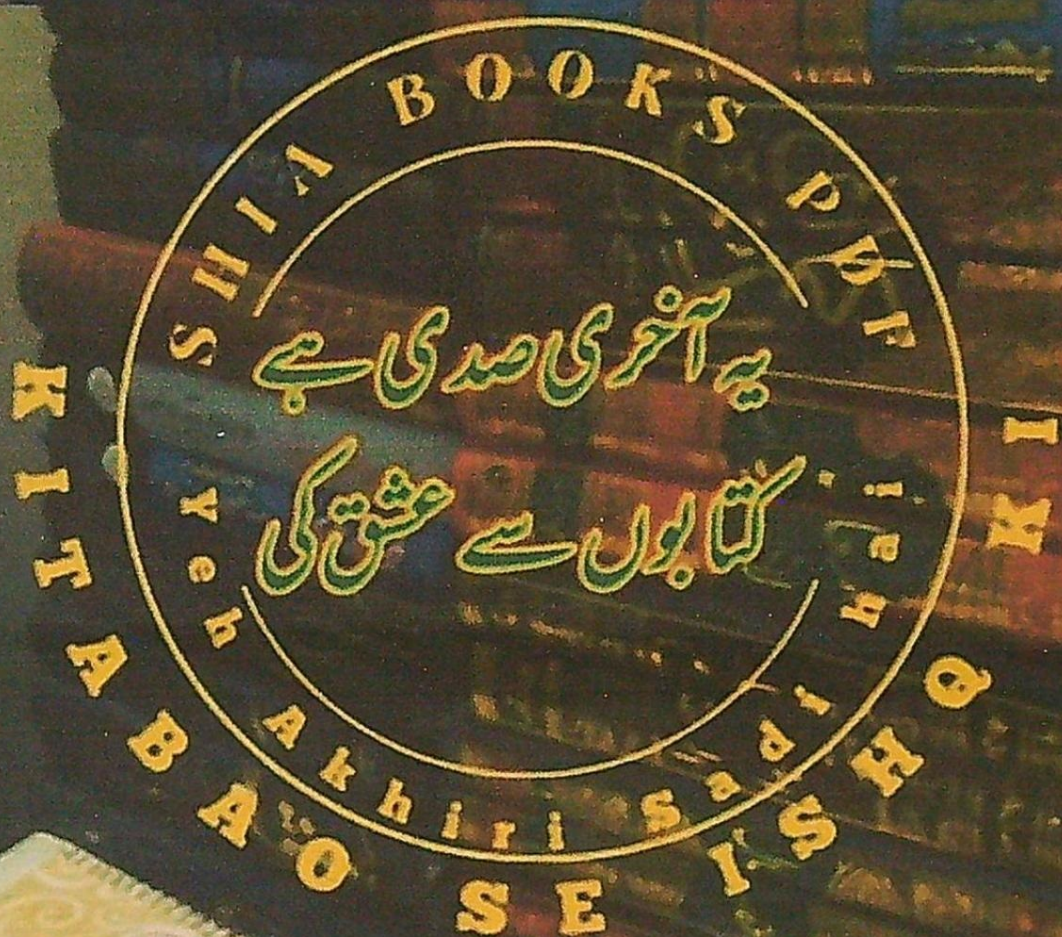


بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

منظر ایلیا Shia Books PDF



MANZAR AELIYA
9391287881
HYDERABAD INDIA

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا (احزاب ۲۳)

رجال ابو عمرو کشتی

راویوں کے متعلق معصومین کے فرامین کا مجموعہ

تالیف: شیخ ابو عمرو کشتی معاصر کلینی م ۳۲۹ق

جلد ششم

مرکز نشر میراث علمی مکتب اہل بیت^ع

علوم قرآن

علوم حدیث

علوم فقہ

علم عقائد

علم رجال *

علم تاریخ

علم ادب

علم سیرت

علم اصول

علم اخلاق

قوم شیعہ کے جلیل القدر عالم (شیخ ابو جعفر طوسی) متوفی ۴۶۰ جنہوں نے (رجال ابو عمرو کثی) کی تلخیص فرمائی اور نجف اشرف کے حوزہ کی بنیاد رکھی ائمہ معصومینؑ کی اتباع میں علم رجال کے بارے میں فرماتے ہیں:

ہم نے قوم شیعہ کو دیکھا کہ انہوں نے معصومینؑ کی روایات کو نقل کرنے والے راویوں میں امتیاز دے رکھا ہے؛

۱۔ جو ثقہ و صادق تھے انکی توثیق کی ہے اور جو ضعیف تھے انکو کو ضعیف کہا ہے۔

۲۔ اور جو حدیث میں معتمد ہے اس کو غیر معتمد سے جدا کیا ہے۔

۳۔ اور جو قابل تعریف تھے انکی تعریف کی ہے، اور جو مذموم تھے ان کی مذمت کی ہے۔

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

عنوان..... رجال ابو عمرو الکشی رحمۃ اللہ علیہ
مؤلف..... شیخ ابو عمرو کشی معاصر شیخ کلینی م ۳۲۹ ہجری
ترجمہ و تحقیق..... مرکز نشر میراث علمی اہل بیت علیہم السلام
تاریخ تحقیق..... ۲۰۰۷
ہدیہ..... ۳۰۰ روپے

SHIA BOOKS
PDF

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

اس کتاب کی علامات
مناسب عنوان کو [] میں اضافہ کیا گیا۔
بعض اوقات [] میں آیات کے ترجمہ کی زائد مقدار کو معنی کی تکمیل کیلئے ذکر کیا گیا۔

WWW.SHIABOOKSPDF.COM



تقدیم و اہداء

یہ رجالی اور حدیثی ناچیز تحقیق امام صادق آل محمدؑ کے نام؛ جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کو امت اسلامی میں پیش کیا اور آپ کے بتائے ہوئے اصولوں کے تحت راویوں کی تحقیق اور ان کو پرکھنے کو رواج دیا اور اس طرح نبی اکرم ﷺ پر جھوٹ بولنے والے راویوں کے خواب نقش بر آب ثابت ہوئے اور معصومینؑ کی لعنت کا طوق جھوٹے راویوں کے لیے ہمیشہ ثابت ہو گیا ہے، یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں نے بے شمار کتابیں اس علم میں لکھیں اور اس علم کو رواج تام ملا، اس کی بحثوں میں صحیح و سقیم کا فرق ہوا، آپ کی کوششوں سے علم حدیث میں ان راویوں کو جگہ نہ مل سکی جو وثاقت کے لحاظ سے مشکوک اور غیر معتبر تھے، آج کی دنیا میں اپنے و پرائے آپ کی عظیم شخصیت اور فکر کے قائل ہیں اسی سلسلے میں سپر برین آف اسلام لکھی گئی ہے جو آپ کی زحمات کا شکرانہ ادا کیا گیا ہے، خداوند متعال آپ کے صدقے میں اس تحقیق ناچیز کو طلبہ علوم دینیہ اور مومنین کرام کے لیے برابر مفید قرار دے اور ہمارے لیے اسے ذخیرہ آخرت قرار دے۔

MANZAR AELIYA

خلاصہ بحث

اس تحقیق میں علم رجال شیعہ کی اساسی کتاب رجال ابی عمرو کثی کے جزء سے مربوط مسائل کی علمی تحقیق کی گئی ہے اس میں جو کام ہوا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ امام کاظم سے امام زمانہ تک اصحاب اور راویوں کے بارے میں احادیث پیش کی گئی ہیں۔

۲۔ اصحاب اور راویوں کے حالات کی دیگر تاریخی، حدیثی اور رجالی مصادر سے جستجو کی گئی ہے۔

۳۔ اس تحقیق میں بعض ضعیف روایات جن کی وجہ سے رجال کثی کی طرف رجوع کرنے والے شبہات میں پڑ سکتے ہیں ان کی نشاندہی کی گئی ہے اور ان کی سند اور متن کی تحقیق کر کے اس کا حل پیش کیا گیا ہے۔

اس طرح یہ تحقیق اپنے موضوع اور فن میں نہایت عمدہ، نادر اور بہترین تحقیق ہے اردو زبان میں معارف اہل بیت اور ان کے راویوں کے بارے میں معلومات کا مجموعہ ہے اور اس کے ساتھ رجالی اور علمی تحقیقات کو پیش کیا گیا ہے جو اس علم رجال شیعہ میں اساسی اباحت شمار ہوتی ہیں اور ان کو حل کئے بغیر علم رجال شیعہ کے بارے میں کوئی رائے قائم کرنا صحیح نہیں ہے، خداوند متعال سے دعا ہے کہ ہمیں اپنے دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

فہرست مطالب

۱	خلاصہ بحث
۲	فہرست مطالب
۱۰	مقدمہ تحقیق
۱۲	شیعہ راویوں کے متعلق احادیث
۱۳	رہم انصاری
۱۴	علی بن سید سائی
۱۷	واہقی کردہ
۳۴	ابن سراج، ابن مکاری اور علی بن ابی حمزہ
۴۱	ابن ابو سعید مکاری
۴۵	زیاد بن مروان قتدی
۴۸	بکر بن محمد بن جناح
۴۹	احمد بن حسن میثمی
۵۰	علی بن وہبان
۵۰	احمد بن حارث انماطی
۵۱	منصور بن یونس بزرج
۵۳	حسن بن محمد بن سماعہ اور حسن بن سماعہ بن مہران

۵۳	علی بن خطاب اور ابراہیم بن شعیب
۵۸	ابو سہل کے بیٹے ابراہیم واسماعیل
۶۵	سلیمان بن جعفر جعفری
۶۶	یحییٰ بن ابوالقاسم ابوبصیر اور یحییٰ بن قاسم حذاء
۷۰	زرعہ بن محمد حضری
۷۱	جعفر بن خلف
۷۲	محمد بن بشیر
۱۱۱	[ثقہ راویوں کی مذمت میں جعلی روایات کے بارے میں جناب کشی کا تبصرہ]
۱۳۳	عمار ساباطی
۱۳۴	ابراہیم بن ابی بلاد
۱۳۵	دعبل بن علی خزاعی شاعر
۱۳۸	مرزبان بن عمران قتی اشعری
۱۳۹	ابوالحسن (امام رضا) کا غلام مسافر
۱۴۰	جوانی
۱۴۰	عبدالعزیز بن مہدی قتی
۱۴۲	محمد بن سنان
۱۴۸	امام ابوالحسن کا عبداللہ بن حمدویہ بیہقی کے نام خط
۱۴۹	علی بن حسین بن عبداللہ
۱۵۱	ابو علی محمد بن احمد بن حماد مروزی محمودی
۱۵۲	احمد بن محمد بن عیسیٰ اور اس کا بھائی بنان
۱۵۵	حسین بن عبید اللہ محرر

۱۵۶ ابو علی بن بلال اور ابو علی بن راشد
۱۶۱ حسن بن علی بن فضال کوفی
۱۶۵ امام حسن عسکریؑ کے زمانے کے غالی علی بن حسک اور قاسم بن یقطین قمی
۱۷۱ حسین بن علی خواتیمی غالی
۱۷۲ حسن بن محمد بن بابا قتی، فہری، محمد بن نصیر نمیری اور فارس بن حاتم قزوینی
۱۷۳ موسیٰ سواق، محمد بن موسیٰ شریقی اور علی بن حسک
۱۷۵ عباس بن صدقہ، ابی العباس طرنانی اور ابی عبد الرحمن کندی معروف (شاہ رئیس)
۱۷۵ فارس بن حاتم قزوینی غالی
۱۸۷ ہاشم بن ابی ہاشم، ابو سمہری، ابن ابی زر قاء، جعفر بن واقد اور ابو النمر
۱۹۲ ابراہیم بن مسزیار، حفص بن عمرو معروف (عمری) اور اس کا بیٹا محمد
۱۹۳ ابو یحییٰ جرجانی
۱۹۶ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن نعیم شاذانی
۱۹۷ ابو الحسن محمد بن میمون
۱۹۹ احمد بن ابراہیم ابو حامد مراغی اور حسن بن نصر
۲۰۱ احمد بن ہلال عبرتائی اور دہقان عروہ
۲۰۵ محمد بن عیسیٰ بن عبید بن یقطین
۲۰۷ فضل بن شاذان
۲۲۳ محمد بن سعید بن کلثوم مروزی
۲۲۴ جعفر بن محمد بن حکیم
۲۲۵ محمد بن علی صیرفی ابو سمینہ
۲۲۶ ابو عبد اللہ محمد بن خالد برقی

۲۲۷	ریان بن صلت خراسانی
۲۳۲	علی بن مسزیار
۲۳۹	حسن اور حسین اہوازی
۲۴۱	حسن بن علی ابی حمزہ بطائی
۲۴۲	احمد بن سابق
۲۴۳	حسین بن قیاما
۲۴۷	محمد بن فرات
۲۵۰	امام موسیٰ کاظمؑ اور امام علی رضاؑ کے اصحاب
۲۵۲	امام موسیٰ کاظمؑ اور امام علی رضاؑ کے اصحاب میں فقہاء کے نام
۲۵۴	احمد بن اسحاق قمی اور ایوب بن نوح
۲۵۸	محمد بن حسن واسطی
۲۵۸	ابو جعفر بصری
۲۶۲	احمد بن حماد مروزی
۲۶۹	علی بن اسباط کوفی
۲۷۱	محمد بن ولید خزازی، معاویہ بن حکیم، مصدق بن صدقہ اور محمد بن سالم بن عبد الحمید
۲۷۳	مروک بن عبید
۲۷۳	محمد بن ابراہیم حنفی اہوازی
۲۷۴	محمد بن اسماعیل بن زید و احمد بن حمزہ بن زید
۲۷۶	محمد بن عبد جبار، محمد بن ابی خنیس و ابن فضل
۲۷۷	حسن بن علی بن فضل کوفی
۲۷۸	ابو الخیر صالح بن ابی حماد رازی

۲۷۹.....	سہل بن زیاد آدمی ابو سعید
۲۸۰.....	منذر بن قابوس
۲۸۰.....	احمد بن عبد اللہ کرخی
۲۸۲.....	ابراہیم بن ابی محمود
۲۸۴.....	ابوطالب قتی
۲۸۵.....	عبد الجبار بن مبارک نہاوندی
۲۸۸.....	احکم بن بشار مروزی
۲۹۱.....	علی بن حدید
۲۹۱.....	علی بن حکم انباری
۲۹۲.....	ابو ہاشم داود بن قاسم جعفری
۲۹۳.....	محمد بن عبد اللہ بن مہران
۲۹۳.....	حسن بن علی بن ابی عثمان سجاده
۲۹۷.....	ایوب بن نوح بن دراج
۲۹۸.....	ابو عور لبرش
۳۰۱.....	عروہ بن یحییٰ دہقان
۳۰۲.....	فضل بن حارث
۳۰۴.....	اسحاق بن اسماعیل نیشاپوری، ابراہیم بن عبده، محمودی، عمری، بلالی اور رازی
۳۱۵.....	عبد اللہ بن حمدیہ بیهقی اور ابراہیم بن عبده نیشاپوری
۳۱۷.....	محمد بن سنان
۳۲۷.....	عبد اللہ بن جندب
۳۳۰.....	احمد بن محمد بن ابی نصر بن نطی

۳۳۶	اسماعیل بن مہران
۳۳۷	محمد بن ابی عمیر ازدی
۳۴۲	بکر بن محمد ازدی
۳۴۳	علی بن عبید اللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالبؑ
۳۴۷	عبداللہ بن مغیرہ کوفی
۳۵۴	احمد بن عمر حلبی
۳۵۷	عثمان بن عیسیٰ رواسی کوفی
۳۵۸	علی بن اسماعیل
۳۵۹	عثمان بن عیسیٰ
۳۶۹	عیسیٰ بن جعفر بن عاصم، ابو علی بن راشد اور ابن بند
۳۷۱	عبداللہ بن طاووس
۳۷۳	ابوالعباس حمیری
۳۷۴	جعفر بن بشیر بجلی
۳۷۵	اسحاق شعر کے بیٹے زید اور محمد
۳۷۷	ابو یحییٰ موصلی کوکب دم
۳۷۸	ابو عبداللہ احمد بن محمد سیاری اصفہانی
۳۸۰	علی بن جعفر
۳۸۷	محمد بن ابراہیم بن محمد ہمدانی
۳۸۸	خیران خادم قراطیسی
۳۹۳	ابراہیم بن محمد ہمدانی
۳۹۵	عمرو بن سعید مدائنی

۳۹۵ یعقوب بن زید کاتب انباری معروف (قنی)
۳۹۵ ابو خالد سبستانی
۳۹۶ ابو محمد انصاری صحابی امام رضا
۳۹۷ داود بن نعمان
۳۹۷ حسین بن ابو الخطاب
۳۹۸ حسن بن قاسم صحابی امام رضا
۳۹۹ واصل اور ابو فضل خراسانی
۴۰۰ مقاتل بن مقاتل
۴۰۳ حمزہ بن بزج
۴۰۵ ابو صلت عبدالسلام بن صالح ہروی
۴۰۷ رسول اکرم کی زیارت کی حقیقت
۴۰۸ جنت و جہنم کی خلقت
۴۱۱ حقیقت ایمان اور ولایت امام علی
۴۱۵ امام علی تقسیم النار والجنة
۴۱۷ عصمت انبیاء کا دفاع
۴۱۹ آیات کے حقیقی معانی کا بیان
۴۲۸ اصحاب الرس
۴۳۷ ولیعہدی کے لیے مامون کا جبر
۴۴۰ امام رضا کے معجزات
۴۴۲ امام رضا کی مامون اور اس کے حواریوں کی رسوائی کی دعا
۴۴۷ امام رضا کی شہادت کی تفصیل

۴۵۱	امام محمد تقی کی آمد اور بابا کی تجہیز و تکفین
۴۵۶	ابوصلت کی قید اور امام جواد کے واسطے سے رہائی
۴۵۷	حدیث سلسلہ ذہب "قلعہ توحید" کا بیان
۴۶۱	ساق عرش کا کلمہ اہل بیتؑ
۴۶۳	علوم اہل بیتؑ کا اثر
۴۶۶	ابوجریقی
۴۶۷	علی بن جعفر بن عباس خزاعی مروزی
۴۶۸	فہرست منابع

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

مقدمہ تحقیق

خداوند متعال اپنی لاریب کتاب میں فرماتا ہے: **مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَن يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا، لِيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِن شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا**۔^۱ مومنین میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اللہ

سے کیے ہوئے عہد کو سچا کر دکھایا، ان میں سے بعض نے اپنی ذمہ داری کو پورا کیا اور ان میں سے بعض انتظار کر رہے ہیں اور وہ ذرا بھی نہیں بدلے، تاکہ اللہ سچوں کو ان کی سچائی کی جزا دے اور چاہے تو منافقین کو عذاب دے یا ان کی توبہ قبول کرے، اللہ یقیناً بڑا معاف کرنے والا، رحیم ہے۔

مسلمانوں نے اس آیت کی روشنی میں پیامبر اکرم ﷺ اور معصومینؑ سے روایت کرنے والے افراد کی صداقت اور سچائی کو پرکھنے والے علم کا نام، علم رجال قرار دیا اور اس علم کو فریقین نے بہت اہمیت دی لیکن فرقہ حقہ کے ماننے والوں نے اس میں قرآن و سنت کی پیروی کرتے ہوئے اس علم کے معیار کو برقرار رکھا اور اس میں سینکڑوں کتابیں لکھی ہیں۔

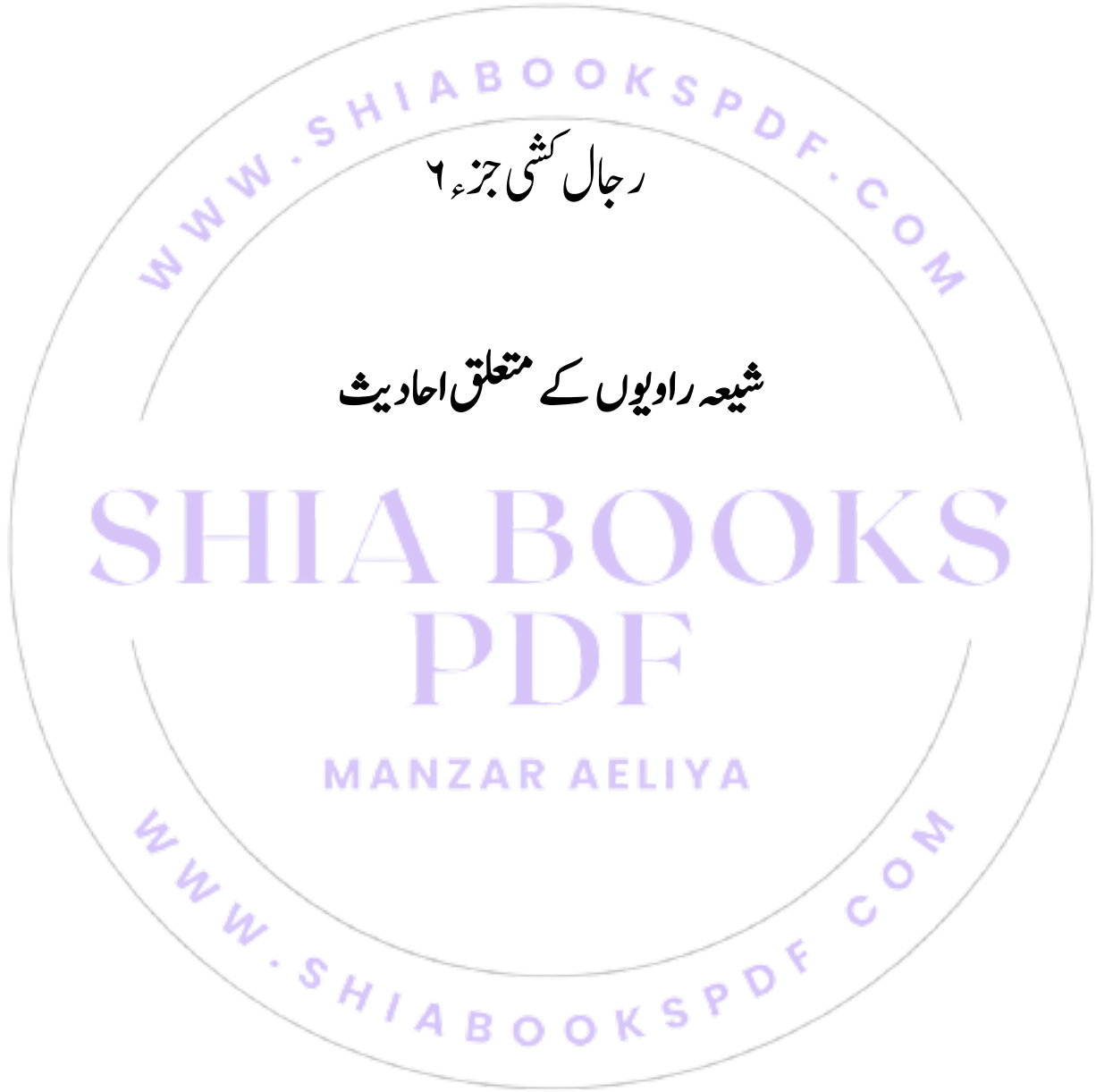
۱۔ سورہ احزاب، آیت ۲۳، ۲۴۔

ان میں سے کتاب رجال ابی عمرو کثی بہترین کتاب ہے جس میں معصومینؑ کے اقوال راویوں کے بارے میں ذکر کئے ہیں، یہ کتاب ہمیشہ سے شیعہ علم رجال کی اساسی کتابوں میں شمار ہوئی ہے اور مصنف کے بعد آنے والے تمام ماہرین رجال شیعہ نے اس سے استفادہ کیا ہے، اس کتاب کے چھٹے حصے سے تیسری صدی ہجری کے شیعہ راویوں کے بارے میں مندرجات کو ذکر کیا گیا ہے جس سے اس کتاب کی روش تالیف اور اس کی سندوں کے لکھنے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے اور اس کے علاوہ مختلف گروہوں کے بارے میں بھی اس کتاب میں بہت زیادہ معلومات پائی جاتی ہیں، ہم نے اس تحقیق میں کوشش کی ہے کہ اصلی منابع سے استفادہ کیا جائے اور اس کتاب اور اس کے بارے میں ذکر کی جانے والی بحثوں کے بارے میں علمی موازن اور اصولوں کا خیال رکھتے ہوئے ان مسائل کی بررسی کی جائے، خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری اس کوشش کو قبول بارگاہ حق قرار دے بحق محمد و آلہ الاطہار آمین۔

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM



رہم انصاری^۲

۸۵۸ حمدویہ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ يَقْطِينٍ، عَنْ رُهِمٍ، قَالَ، قَالَ أَبُو الْحَسَنِ حَمْدَوِيَّةً: فَسَأَلْتُهُ عَنْهُ فَقَالَ: شَيْخٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ يَقُولُ بِقَوْلِنَا.

حمدویہ کا بیان ہے کہ محمد بن عیسیٰ، حسن بن علی بن یقطین کے واسطے سے رہم انصاری سے روایت کرتے ہیں اور حمدویہ نے کہا کہ میں نے محمد بن عیسیٰ سے رہم کے بارے میں پوچھا۔
انہوں نے کہا: وہ قبیلہ انصار کے ایک بزرگ تھے اور ہمارے نظریے کے قائل تھے۔

^۲۔ رجال شیخ طوسی، ۳۳۹ن ۵۰۰۸، اصحاب کاظم، رجال ابن داود، قسم اول، ص ۹۵ن ۶۲۱، رجال علامہ حلی، قسم اول ص ۷۲ن ۴، التحریر الطاوسی، شیخ حسن صاحب معالم، ص ۲۰۶ن ۱۶۰، معجم رجال الحدیث خوئی، ن ۶۲۲، نقد الرجال تفریسی، ص ۲۵۰ن ۲۲۰۵، طرائف المقال، سید علی بروجردی، ن ۴۰۱۹، سماء المقال فی علم الرجال، ابو الہدیٰ کلباسی، ص ۲۹۳، تنقیح المقال، مامقانی، ص ۳۳۵ن ۴۱۸۰۔

علی بن سوید سائی^۳

۸۵۹ حَدَّثَنِي حَمْدُويه، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مَهْرَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَنْصُورٍ الْخُزَاعِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ سُوَيْدِ السَّائِي، قَالَ، كَتَبْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع) وَهُوَ فِي الْحَبْسِ أَسْأَلُهُ فِيهِ عَنْ حَالِهِ وَ عَنْ جَوَابِ مَسَائِلٍ كَتَبْتُ بِهَا إِلَيْهِ فَكَتَبَ إِلَيَّ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ الَّذِي بَعَّظَمَتَهُ وَ نُورَهُ أَبْصَرَ قُلُوبَ الْمُؤْمِنِينَ، وَ بَعَّظَمَتَهُ وَ نُورَهُ عَادَاهُ الْجَاهِلُونَ، وَ بَعَّظَمَتَهُ أَبْتَغِي إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ بِالْأَعْمَالِ الْمُخْتَلَفَةِ وَ الْأَدْيَانِ الشَّتَّى، فَمُصِيبٌ وَ مُخْطِئٌ وَ ضَالٌّ وَ مُهْتَدٍ وَ سَمِيعٌ وَ أَصَمٌّ وَ بَصِيرٌ وَ أَعْمَى حَيْرَانٌ، فَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَرَفَ وَصَفَ دِينَهُ بِمُحَمَّدٍ (ص)

MANZAR AELIYA

۳۔ رجال الطوسی ۳۸۰۔ رجال النجاشی ۱۹۶۔ رجال ابن داود ۱۳۹۔ توضیح الاشتباہ ۲۳۰۔ فہرست الطوسی ۹۵۔ رجال الحللی ۹۲۔ تنقیح المقال ۲: ۲۹۲ و ۳: باب الکنی ۵۲۔ معالم العلماء ۶۶۔ رجال البرقی ۴۸ (۱) میں شیبانی قرار دیا۔ مجمع رجال الحدیث ۱۲: ۵۲ و ۲۳۳ و ۲۳: ۱۰۱۔ مجمع الثقات ۸۳۔ نقد الرجال ۲۳۶۔ ہدایۃ المحدثین ۲۱۷۔ جامع الرواۃ ۱: ۵۸۵ و ۲: ۴۳۶۔ مجمع الرجال ۴: ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۷: ۱۲۹۔ سفینۃ البحار ۲: ۲۳۶۔ بحجۃ الآمال ۵: ۴۵۰۔ منتہی المقال ۲۱۸۔ منہج المقال ۲۳۴۔ ایضاح الاشتباہ ۵۶۔ التحریر الطاووسی ۱۷۹، وسائل الشیعہ ۲۰: ۲۶۴۔ نقد الايضاح ۲۲۲۔ اتقان المقال ۹۶۔ الوجیزۃ ۴۱۴۔ شرح مشیختہ الفقہ ۸۹۔ رجال الأنصاری ۱۲۵۔ قاموس الرجال ۷ ص ۵، متدرک الوسائل (خاتمہ) ۳ ص ۲۲۸ (فائدہ ۵) و فی ص ۳۸ (الفائدہ السادسة)، مسند علی بن سوید سائی (فاضل مالکی)۔

علی بن سوید سائی کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو الحسن (امام کاظمؑ) کو اس وقت خط لکھا جب آپ قید میں تھے، میں نے آپ سے آپ کی احوال پر سی کی اور چند مسائل کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے میرے جواب میں تحریر فرمایا: خدائے رحمن و رحیم کے نام سے، تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو علی و عظیم ہے جس نے اپنی عظمت و نور سے مومنین کے دلوں کو منور کیا اور اس کی عظمت و نور سے جاہل لوگ ہمیشہ بغض و عناد رکھتے ہیں، اور اس کی عظمت و نور کے ذریعے آسمان و زمین کی مخلوقات نے اس کی طرف وسیلہ تلاش کیا اور مختلف اعمال و متضاد ادیان کے ذریعے اس کی طرف رسائی کی راہیں نکالیں، مگر ان میں بعض حق کو پاگئے اور بعض خطا پر رہے، بعض ہدایت کو پاگئے اور بعض گمراہ رہے، بعض حق کو سننے کی قوت تک پہنچ گئے اور بعض بہرے رہے، بعض حق کو دیکھنے کے قابل ہو گئے اور بعض نابینے ہی رہے، اس اللہ کی تعریف ہے جس کے دین کی تعریف اور توصیف کے لیے محمد مصطفیٰ ﷺ مبعوث ہوئے۔

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّكَ أَمْرٌ أَنْزَلَكَ اللَّهُ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ بِمَنْزِلَةٍ خَاصَّةٍ مُودَّةٍ، بِمَا أَلْهَمَكَ مِنْ رُشْدِكَ، وَ نَصْرَكَ مِنْ أَمْرِ دِينِكَ، بِفَضْلِهِمْ وَ رَدِّ الْأُمُورِ إِلَيْهِمْ وَ الرِّضَا بِمَا قَالُوا، فِي كَلَامٍ طَوِيلٍ، وَ قَالَ وَ ادْعُ إِلَى صِرَاطِ رَبِّكَ فِينَا مِنْ رَجَوْتِ إِبَابَتِهِ، فَلَا تَحْضُرْ حَضْرَنَا، وَ وَالِ آلَ مُحَمَّدٍ، وَ لَا تَقُلْ لِمَا بَلَغَكَ عَنَّا أَوْ نُسَبِّ إِلَيْنَا هَذَا بَاطِلٌ وَ إِنْ كُنْتَ تَعْرِفُ خِلَافَهُ، فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي لِمَ قُلْنَاهُ وَ عَلَى أَىِّ وَجْهِ وَضَعْنَاهُ، آمِنْ بِمَا أَخْبَرْتُكَ، وَ لَا تُفْسِدْ مَا اسْتَكْتَمْتُكَ، أَخْبَرُكَ أَنَّ مِنْ أَوْجِبِ حَقِّ أَخِيكَ أَنْ لَا تَكْتُمَهُ شَيْئًا يَنْفَعُهُ لَا مِنْ دُنْيَاهُ وَ لَا مِنْ آخِرَتِهِ.

اما بعد! تو ایک ایسا شخص ہے جسے خدا نے آل محمدؑ کے ہاں ایک خاص مقام و منزلت سے نوازا ہے، جو تجھے رشد و ہدایت کا الہام فرمایا اور تجھے تیرے دین کے معاملہ میں بصیرت اور

نصرت عطا کی چونکہ تو آل محمدؑ کی فضیلت کا قائل ہے اور اپنے امور کراہی کی طرف پلٹاتا ہے اور ان کے فرامین پر راضی ہے [امام کا کلام طویل ہے^۳] پس جس شخص کے متعلق مثبت جواب کی تجھے امید ہو اسے اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو اور آل محمدؑ سے محبت رکھ اور جو کچھ ہماری طرف سے تجھ تک پہنچے یا جو کچھ ہماری طرف منسوب ہو اس باطل نہ کہنا، اگرچہ تو اس کے خلاف کا یقین بھی رکھتا ہو کیونکہ تجھے معلوم نہیں کہ ہم نے یہ بات کیوں کہی ہے اور اسے کس طریقے سے بیان کیا ہے، جو کچھ میں نے تجھے خبر دی اس پر ایمان رکھ اور جو چیزیں میں نے تجھے مخفی رکھنے کا حکم دیا انہیں فاش نہ کر، میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ تیرے بھائی کا تجھ پر سب سے زیادہ اہم حق یہی ہے کہ اس سے کوئی ایسی بات نہ چھپاؤ جو اسے دنیا اور آخرت میں فائدہ دے۔

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

^۳ یہ مفصل روایت کلینی نے روضہ کافی ج ۹۵ میں نقل کی ہے۔

واقفی گروہ^۵

۸۶۰ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَاءِيُّ، قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ فَارِسٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ سُلَيْمٍ الْخَلَنجِيُّ أَوْ غَيْرُهُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الزُّبَيْرِيِّ، قَالَ، كَتَبْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ^۶ (ع) أَسْأَلُهُ عَنِ الْوَاقِفَةِ فَكَتَبَ: الْوَاقِفُ عَائِدٌ عَنِ الْحَقِّ وَ مُقِيمٌ عَلَى سَيِّئَةٍ إِنْ مَاتَ بِهَا كَانَتْ جَهَنَّمَ مَأْوَاهُ وَ بئسَ الْمَصِيرُ.

علی بن عبد اللہ زبیری کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو الحسنؑ کو خط لکھا جس میں آپ سے واقفی گروہ کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے جواب میں لکھا: واقفی حق کے دشمن اور برائی پہ قائم ہیں اگر اسی حالت میں مرتے ہیں تو جہنم میں جائیں گے اور جہنم بہت برا ٹھکانہ ہے۔

۸۶۱ جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوفٍ، قَالَ حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ بَحْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، رَفَعَهُ عَنِ الرِّضَا (ع) قَالَ سِئِلَ عَنِ الْوَاقِفَةِ فَقَالَ: يَعِيشُونَ حَيَارَى وَ يَمُوتُونَ زَنَادِقَةً.

فضل بن شاذان نے امام رضاؑ سے مرفوعہ روایت بیان کی کہ آپ سے واقفی گروہ کے متعلق سوال ہوا۔

آپؑ نے فرمایا: وہ حیران اور پریشان زندگی گزار رہے ہیں اور زندیقانہ مرتے ہیں۔

۵۔ الفرق بین الفرق، ص ۶۳۔ الملل والنحل، شہرستانی: ج ۱، ص ۱۶۸-۱۶۹۔ فرق الشیعہ، نو بختی، ص ۸۹-۹۱۔ الفوائد الرجالیہ وحید بہبانی، فائدہ ثانیہ، ص ۴۰۔ کلیات فی علم الرجال، بحث مذاہب، مقباس الہدایہ مامقانی، ج ۲، ص ۳۳۰۔
۶۔ رجال الکشی، ص ۳۵۶۔

۸۶۲ وَجَدْتُ بِخَطِّ جَبْرِيلَ بْنِ أَحْمَدَ فِي كِتَابِهِ، حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ زِيَادٍ
الْأَدَمِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَقْرَعِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ
بُكَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ يَعْقُوبَ، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع)
أَعْطَى هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّ أَبَاكَ حَيٌّ مِنَ الزَّكَاةِ شَيْئًا قَالَ لَا تُعْطِهِمْ
فَإِنَّهُمْ كُفَّارٌ مُشْرِكُونَ زَنَادِقَةٌ.

قَالَ حَدَّثَنِي عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) قَالَ سَمِعْنَاهُ يَقُولُ
يَعِيشُونَ شُكَّاكَ وَ يَمُوتُونَ زَنَادِقَةٌ قَالَ فَقَالَ بَعْضُنَا أَمَّا الشُّكَّاكَ فَقَدْ عَلِمْنَاهُ،
فَكَيْفَ يَمُوتُونَ زَنَادِقَةٌ قَالَ، فَقَالَ حَضَرَتْ رَجُلًا مِنْهُمْ وَقَدْ احْتَضَرَ، فَسَمِعْتُهُ
يَقُولُ هُوَ كَافِرٌ إِنْ مَاتَ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ (ع) قَالَ فَقُلْتُ هَذَا هُوَ.

یونس بن یعقوب کا بیان ہے کہ میں نے امام رضا سے عرض کی کیا ان لوگوں کو زکات دی
جاسکتی ہے جن کا خیال ہے کہ آپ کے والد گرامی زندہ ہیں؟
فرمایا: انہیں ہر گز زکات نہ دو کیونکہ وہ کافر، مشرک اور زندیق ہیں۔
اور راوی کا بیان ہے کہ مجھے ہمارے اصحاب کے ایک گروہ نے امام رضا سے بیان کیا، فرمایا: وہ
لوگ شک و شبہ کی زندگی گزارتے ہیں اور زندیقانہ موت مرتے ہیں۔
ہم نے عرض کی: ہم ان کے شک کرنے کو جانتے ہیں لیکن ان کے زندیقانہ موت مرنے
سے کیا مراد ہے؟

فرمایا: میں ان میں سے ایک شخص کے پاس موجود تھا جب اسے موت آنے لگی تو میں نے سنا
کہہ رہا تھا: اگر امام موسی کاظمؑ شہید ہو چکے تو میں کافر ہوں، تو راوی نے کہا: یہ اسی طرح ہے۔

۸۶۳ ابو صالح خلف بن حامد الکشی، عن الحسن بن طلحة، عن بکر بن صالح، قال سمعت الرضا (ع) يقول: ما يقول الناس في هذه الآية قلت جعلت فداک و اى آية قال: قول الله عز و جل و قالت اليهود يد الله مغلولة غلت ايديهم و لعنوا بما قالوا بل يداه مبسوطتان ينفق كيف يشاء (مائده ۶۴)، قلت اختلفوا فيها، قال ابو الحسن (ع) و لكنى اقول نزلت في الواقفة انهم قالوا: لا امام بعد موسى (ع) فرد الله عليهم بل يداه مبسوطتان، و اليد هو الامام في باطن الكتاب، و انما عنى بقولهم لا امام بعد موسى (ع).

بکر بن صالح کا بیان ہے کہ امام رضاؑ نے فرمایا: لوگ اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، کونسی آیت؟ فرمایا: جو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور یہود کہتے ہیں کہ خدا کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، ان کے ہاتھ شل ہو جائیں اور ان پر ان کی باتوں کی وجہ سے لعنت کی گئی بلکہ خدا کے ہاتھ کھلے ہیں وہ جیسے چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔

میں نے عرض کی: لوگ اس کے بارے میں مختلف رائے رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ واقفی گروہ کے بارے میں نازل ہوئی جو کہتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظمؑ کے بعد کوئی امام نے نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں رد فرمایا ہے بلکہ خدا کے ہاتھ کھلے ہیں اور قرآن کے باطنی معنی میں خدا کے ہاتھ سے مراد امام ہے اور ان کی بات سے مراد لیا جو کہتے ہیں کہ امام موسیٰؑ کے بعد کوئی امام نہیں ہے۔

۸۶۴ خَلَفٌ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ طَلْحَةَ الْمَرْوَزِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَاصِمٍ، قَالَ سَمِعْتُ الرِّضَا (ع) يَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ بْنُ عَاصِمٍ، بَلَّغْنِي أَنَّكَ تُجَالِسُ الْوَاقِفَةَ قُلْتَ نَعَمْ جُعِلَتْ فِدَاكَ أَجَالِسُهُمْ وَأَنَا مُخَالَفٌ لَهُمْ، قَالَ: لَا تُجَالِسُهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: وَقَدْ نَزَلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتَ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذَا مِثْلُهُمْ^۸، يَعْنِي بِالْآيَاتِ الْأَوْصِيَاءَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِهَا الْوَاقِفَةَ.

محمد بن عاصم نے امام رضا سے روایت کی فرمایا: اے محمد بن عاصم! مجھے خبر ملی ہے کہ تو واقعیوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے؟

میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، ہاں مولا، میں ان کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہوں، مگر میں ان کے نظریات کے مخالف ہوں۔

فرمایا: ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بھی ترک کر دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور بتحقیق اللہ نے (پہلے) اس کتاب میں تم پر یہ حکم نازل فرمایا کہ جہاں کہیں تم سن رہے ہو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جا رہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو تم ان کے ساتھ نہ بیٹھا کرو جب تک وہ کسی دوسری گفتگو میں نہ لگ جائیں ورنہ تم بھی انہی کی طرح کے ہو جاؤ گے، امام نے فرمایا: ان آیات خدا سے مراد وہ اوصیاء ہیں جن کا واقعی گروہ انکار کرتا ہے۔

۸۶۵ خَلَفٌ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْجَعْفَرِيِّ، قَالَ، كُنْتُ عِنْدَ أَبِي الْحَسَنِ (ع) بِالْمَدِينَةِ، إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَسَأَلَهُ عَنِ الْوَاقِفَةِ فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ (ع): مَلْعُونِينَ أَيْنَمَا تُقْفُوا أَخِذُوا وَقْتُلُوا تَقْتِيلًا، سُنَّةَ

اللَّهُ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۚ وَاللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَا يُبْدِلُهَا حَتَّى يَقْتُلُوا عَنْ آخِرِهِمْ.

سلیمان جعفر کا بیان ہے کہ میں امام رضاؑ کے پاس حاضر تھا کہ آپ کے پاس ایک مدنی شخص آیا اس نے آپ سے واقفی گروہ کے بارے میں سوال کیا؟
فرمایا: یہ لعنت کے سزاوار ہوں گے، وہ جہاں پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور بری طرح سے مارے جائیں گے، جو پہلے گزر چکے ہیں ان کے لیے بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے اور اللہ کے دستور میں آپ کوئی تبدیلی نہیں پائیں گے۔

امام نے فرمایا: خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے حکم کو نہیں بدلے گا یہاں تک کہ ان کے ایک ایک فرد کو قتل کر دیا جائے۔

۸۶۶ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَاءِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ الْفَارِسِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُوسُ الْكُوفِيُّ، عَنْ حَدَّثِهِ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ مَسْكِينٍ^{۱۰} قَالَ وَ حَدَّثَنِي بِذَلِكَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ مُوسَى بْنِ سَلَامٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَيْصٍ، قَالَ دَخَلْتُ مَعَ خَالِي سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقَالَ يَا سُلَيْمَانُ مَنْ هَذَا الْغُلَامُ فَقَالَ ابْنُ أُخْتِي، فَقَالَ هَلْ يَعْرِفُ هَذَا الْأَمْرَ فَقَالَ نَعَمْ، فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَخْلُقْهُ شَيْطَانًا، ثُمَّ قَالَ يَا سُلَيْمَانُ عَوِذُ بِاللَّهِ وَلَدَكَ مِنْ فِتْنَةٍ شَبِعَتْنَا! فَقُلْتُ جَعَلْتُ فِدَاكَ وَمَا تِلْكَ الْفِتْنَةُ قَالَ: إِنِّكَ أَرَاهُمْ

^۹ - اجزاب ۲۱ و ۲۲۔

^{۱۰} - رجال الکشی، ص ۴۵۸۔

الْأئِمَّةَ وَغَرَضَهُمْ عَلَى ابْنِ مُوسَى (ع)، قَالَ: يُنْكِرُونَ مَوْتَهُ وَ يَزْعُمُونَ أَنَّ لَنَا إِمَامًا بَعْدَهُ أَوْلَيْكَ شَرُّ الْخَلْقِ.

حکم بن عیص کا بیان ہے کہ میں اپنے ماموں سلیمان بن خالد کے ساتھ امام صادق کے پاس گیا، آپ نے فرمایا: یہ جو ان کون ہے؟
میرے ماموں نے جواب دیا: یہ میرا بھانجا ہے۔
امام نے پوچھا: کیا یہ امر ولایت اور امامت سے آشنا ہے؟
ماموں نے کہا: ہاں مولا۔

امام نے فرمایا: خدا کا شکر کہ جس نے اسے شیطان نہیں بنایا پھر فرمایا: اے سلیمان! اپنے بچوں میں شیعوں کے فتنے سے خدا کی پناہ مانگو۔

میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں وہ فتنہ کیا ہے؟
فرمایا: ان کا ائمہ معصومین کا انکار کرنا اور میرے بیٹے موسیٰ کا ظم پر ٹھہر جانا، فرمایا وہ ان کی موت کا انکار کر دیں گے اور گمان کریں گے کہ ان کے بعد کوئی امام نہیں ہے وہ بدترین مخلوق ہیں۔

۸۶۷ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَاءِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ، قَالَ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ إِلَّا مَا رُوِيَ لَكَ وَ لَكِنْ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِنَا قَالَ، قُلْتُ لِلرِّضَا (ع) جُعِلَتْ فِدَاكَ قَوْمٌ قَدْ وَقَفُوا عَلَى أَبِيكَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ لَمْ يَمُتْ، قَالَ، قَالَ: كَذَبُوا وَ هُمْ كُفَّارٌ بِمَا

۔" یہ روایت ۶۲۹ میں گزر چکی ہے اس کے قرینے سے اس کی یہاں سند میں کچھ تبدیلی ظاہر ہے اس وہاں سے مقابلہ کیا جائے۔

أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى مُحَمَّدٍ (ص)، وَ لَوْ كَانَ اللَّهُ يَمُدُّ فِي أَجَلٍ أَحَدٍ مِنْ بَنِي آدَمَ لِحَاجَةِ الْخَلْقِ إِلَيْهِ لَمَدَّ اللَّهُ فِي أَجَلِ رَسُولِ اللَّهِ (ص).

محمد بن ابی عمیر نے اپنے اصحاب میں سے ایک سے روایت کی: میں نے امام رضا کی خدمت میں عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، ایک گروہ آپ کے والد کی امامت پر توقف کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ امام موسی کاظم شہید نہیں ہوئے۔

فرمایا: وہ جھوٹ بولتے ہیں وہ اس فرمان کے منکر ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل فرمایا، اگر خدا تعالیٰ اولاد آدم میں سے کسی کی عمر کو طولانی کرنا چاہتا تو رسول اکرم ﷺ کی عمر میں طول دیتا۔

۸۶۸ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَاءِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ الْفَارِسِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مَيْمُونُ النَّخَّاسُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضِيلِ، قَالَ، قُلْتُ لِلرِّضَا (ع) جُعِلَتْ فِدَاكَ مَا حَالُ قَوْمٍ قَدْ وَقَفُوا عَلَى أَبِيكَ مُوسَى (ع) فَقَالَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ مَا أَشَدَّ كَذِبَهُمْ! أَمَا إِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنِّي عَقِيمٌ وَيُنْكِرُونَ مَنْ يَلِي هَذَا الْأَمْرَ مِنْ وَلَدِي.

MANZAR AELIYA

”اس سے مراد وہ آیات ہیں جن میں نبی اکرم ﷺ کی وفات کی خبر دی گئی، وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبِهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ (آل عمران، ۱۴۴) ترجمہ: اور محمد ﷺ تو بس رسول ہی ہیں، ان سے پہلے اور بھی رسول گزر چکے ہیں، بھلا اگر یہ وفات پا جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو کیا تم اگلے پاؤں پھر جانو گے؟ اور جو اگلے پاؤں پھر جائے گا وہ اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا، اور اللہ عنقریب شکر گزاروں کو جزا دے گا۔

محمد بن فضیل کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ سے عرض کی کہ میں آپ پر قربان جاؤں، ان لوگوں کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں جو آپ کے والد گرامی پر سلسلہ امامت کو روکتے ہیں؟

فرمایا اللہ تعالیٰ کی ان پر لعنت ہو کتنا شدید جھوٹ بولتے ہیں کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ میں بے اولاد ہوں اور میری نسل میں آنے والے ائمہ کا بھی انکار کرتے ہیں۔

۸۶۹ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَاءِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْقَاسِمِ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَمِّهِ، عَنْ جَدِّهِ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ، دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَحَدَّثَنِي مَلِيًّا فِي فَضَائِلِ الشَّيْعَةِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ مِنَ الشَّيْعَةِ بَعْدَنَا مَنْ هُمْ شَرٌّ مِنَ النَّصَابِ، قُلْتُ جَعَلْتُ فِدَاكَ أَلَيْسَ يَنْتَحِلُونَ حُبَّكُمْ وَ يَتَوَلَّوْنَكُمْ وَ يَتَبَرَّءُونَ مِنْ عَدُوِّكُمْ قَالَ نَعَمْ، قُلْتُ جَعَلْتُ فِدَاكَ بَيْنَ لَنَا نَعْرِفُهُمْ فَلَعَلْنَا مِنْهُمْ! قَالَ كَلَّا يَا عُمَرُ مَا أَنْتَ مِنْهُمْ إِنَّمَا هُمْ قَوْمٌ يَفْتَنُونَ بَزِيدَ وَ يَفْتَنُونَ بِمُوسَى (ع).

عمر بن یزید کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا، آپ نے شیعہ کے بہت سے فضائل بیان فرمائے، پھر فرمایا: ہمارے بعد بعض ایسے شیعہ پیدا ہونگے جو ناصبیوں سے بھی بدتر ہونگے۔

میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، کیا وہ آپ کی محبت کا دم نہیں بھرتے ہونگے؟ اور آپ اہل بیت سے محبت نہیں کرتے ہونگے، اور آپ کے دشمنوں سے برائت نہیں کریں گے؟

فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، آپ بیان فرمائیں تاکہ ہم ان کو جان لیں، کہیں ہم انہی میں سے نہ ہو جائیں۔

فرمایا: ہر گز نہیں، اے عمر! وہ تو ایسا گروہ ہے جو زید کے ذریعے آزمائے جائیں گے اور میرے بیٹے کاظمؑ کے ذریعے آزمائے جائیں گے۔

۸۷۰ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْبَرَاءِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مُوسَى بْنِ الْقَاسِمِ الْبَجَلِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ (ع)، قَالَ، جَاءَ رَجُلٌ إِلَى أَخِي (ع) فَقَالَ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَنْ صَاحِبُ هَذَا الْأَمْرِ فَقَالَ: أَمَّا إِنَّهُمْ يَفْتَنُونَ بَعْدَ مَوْتِي فَيَقُولُونَ هُوَ الْقَائِمُ وَمَا الْقَائِمُ إِلَّا بَعْدِي بِسِنِينَ.

علی بن جعفر کا بیان ہے کہ میرے بھائی امام موسیٰ کاظمؑ کے پاس ایک شخص نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، آپ کے بعد ولایت و امامت کے وارث کون ہیں؟ فرمایا: یہ لوگ میرے بعد فتنے میں پڑ جائیں گے اور مجھے قائم آل محمدؑ سمجھ لیں گے حالانکہ قائم آل محمدؑ اور امام منتظر تو میرے کئی سالوں بعد آئے گا۔

۸۷۱ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْبَرَاءِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ الْفَارِسِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْقَاسِمِ الْحُسَيْنِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَمِّهِ، قَالَ، كَانَ بَدْءُ الْوَاقِفَةِ أَنَّهُ كَانَ اجْتَمَعَ ثَلَاثُونَ أَلْفَ دِينَارٍ عِنْدَ الْأَشَاعِثَةِ زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ وَمَا كَانَ يَجِبُ عَلَيْهِمْ فِيهَا، فَحَمَلُوا إِلَى وَكِيلَيْنِ لِمُوسَى (ع) بِالْكُوفَةِ أَحَدُهُمَا حَيَّانُ السَّرَّاجُ، وَالْآخَرُ كَانَ مَعَهُ، وَكَانَ مُوسَى (ع) فِي الْحَبْسِ، فَاتَّخَذَا بِذَلِكَ دُورًا وَعَقَدَا الْعُقُودَ وَاشْتَرَيَا الْغَلَّاتِ، فَلَمَّا مَاتَ مُوسَى (ع) وَانْتَهَى^{۱۳}

^{۱۳}۔ رجال الکشی، ص ۳۶۰۔

الْخَبَرُ إِلَيْهِمَا أَنْكَرَا مَوْتَهُ، وَ أَذَاعَا فِي الشَّيْعَةِ أَنَّهُ لَا يَمُوتُ لَأَنَّهُ هُوَ الْقَائِمُ، فَاعْتَمَدَتْ عَلَيْهِ طَائِفَةٌ مِنَ الشَّيْعَةِ وَ انْتَشَرَ قَوْلُهُمَا فِي النَّاسِ، حَتَّى كَانَ عِنْدَ مَوْتِهِمَا أَوْصِيَا بِدَفْعِ ذَلِكَ الْمَالِ إِلَى وَرَثَةِ مُوسَى (ع)، وَ اسْتَبَانَ لِلشَّيْعَةِ أَنَّهُمَا قَالَا ذَلِكَ حِرْصًا عَلَى الْمَالِ.

ابو القاسم حسین بن محمد بن عمر بن یزید نے اپنے چچا سے نقل کیا کہ واقعی گروہ کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ اشعث کی اولاد کے پاس ان کے مال زکات وغیرہ واجب الاداء اموال ۳۰ ہزار دینار جمع ہو گئے تھے تو انہوں نے یہ سب امام کاظمؑ کے دو کیلوں کے پاس بھیجے ایک حیان سراج اور دوسرا بھی اس کے ساتھ تھا اور حضرت امام موسیٰ کاظمؑ زندان میں قید تھے تو ان دو کیلوں نے ان اموال کے ذریعے گھر خریدے اور کئی معاملات کئے اور غلے اور اناج خرید کئے جب امام کی شہادت ہوئی تو ان کو خبر ملی تو انہوں نے امام کی شہادت کا انکار کر دیا اور شیعوں میں یہ خبر نشر عام کر دی کہ وہ نہیں مریں گے کیونکہ وہ قائم آل محمد ہیں تو شیعوں کے ایک گروہ نے ان کی وکالت اور سابقہ عظمت کی وجہ سے ان پر اعتماد کیا اور ان کی باتیں لوگوں میں پھیل گئیں یہاں تک کہ انہوں نے مرتے وقت امام موسیٰ کے وارثوں کے وصیت کی تب شیعوں پر ظاہر ہوا کہ وہ مال و دولت کے لالچ میں یہ بات کر رہے تھے۔

۸۷۲ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَاءِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَجَا الْحَنَاطُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الرِّضَا (ع) أَنَّهُ قَالَ: الْوَاقِفَةُ هُمْ حَمِيرُ الشَّيْعَةِ، ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: إِنَّ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا^{۱۴}.

محمد بن رجاء نے امام محمد جوادی سے روایت نقل کی، فرمایا: واقفی گروہ شیعوں میں احمق اور گدھوں کی مانند ہے، پھر آپ نے قرآن کی آیت کی تلاوت فرمائی: وہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں^{۱۵}۔

۸۷۳ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَاءِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ، قَالَ حَكِي مَنْصُورٌ، عَنْ الصَّادِقِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الرِّضَا (ع): أَنَّ الزَّيْدِيَّةَ وَالْوَاقِفَةَ وَالنُّصَابَ عِنْدَهُ بِمَنْزِلَةِ وَاحِدَةٍ.

منصور نے امام امام محمد جوادی سے روایت کی، فرمایا: زیدیہ، واقفی گروہ اور ناصبی میرے نزدیک برابر ہیں۔

۸۷۴ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنِي الْفَارِسِيُّ يَعْنِي أَبَا عَلِيٍّ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ قَالَ، قَالَ، سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ الرِّضَا (ع) عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ: وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ قَالَ نَزَلَتْ فِي النُّصَابِ وَالزَّيْدِيَّةِ وَالْوَاقِفَةِ مِنَ النُّصَابِ.

۱۵۔ وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِنَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَئِكَ كَالْإِطْعَامِ لِالْحَيَّةِ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ لِمَا أَهْلَتْهُنَّ ذُلٌّ لِيَوْمَئِذٍ بَلْ أَضِلُّ أَوْلَئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ، ترجمہ: اور بتحقیق ہم نے جن و انس کی ایک کثیر تعداد کو (گویا) جہنم ہی کے لیے پیدا کیا ہے، ان کے پاس دل تو ہیں مگر وہ ان سے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں، وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے، یہی لوگ تو (حق سے) غافل ہیں۔

ابن ابی عمیر نے ایک شخص سے روایت کی کہ امام محمد جواد نے آیت کی تلاوت (غاشیہ ۲) فرمائی: اس دن کچھ چہرے ذلیل و رسوا اور تھکے ہوئے ہونگے، فرمایا یہ آیت ناصبیوں، زیدیوں اور واقفی ناصبیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

۸۷۵ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ، قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ، كَتَبْتُ إِلَى الْعَسْكَرِيِّ (ع): جَعَلْتُ فِدَاكَ قَدْ عَرَفْتُ هَؤُلَاءِ الْمَمْطُورَةَ فَأَقْنْتُ عَلَيْهِمْ فِي صَلَاتِي قَالَ: نَعَمْ أَقْنْتُ عَلَيْهِمْ فِي صَلَاتِكَ.

ابراہیم بن عقبہ کا بیان ہے کہ میں نے امام حسن عسکریؑ کے نام ایک عریضہ لکھا: میں آپ پر قربان جاؤں، میں نے ان مپٹورہ (بارش میں بھیگے ہوئے کتوں) کو جان لیا تو کیا میں ان پر نماز کے قنوت میں لعنت کروں؟

فرمایا: ہاں ان پر نماز میں لعنت کرو۔

۸۷۶ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ الْفَارِسِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ الْكُوفِيِّ، ١٦ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ فُرَاتٍ، قَالَ، سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) عَنِ الْوَاقِفَةِ قَالَ يَعِيشُونَ حَيَارَى وَ يَمُوتُونَ زَنَادِقَةً.

عمر بن فرات کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ سے واقفی گروہ کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا: وہ حیرانی اور سرگردانی کی حالت میں زندہ ہیں اور زندیق ہو کر مر رہے گے۔

۸۷۷ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَرْقِيِّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ يُونُسَ، قَالَ جَاءَنِي جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا مَعَهُمْ رِقَاعٌ فِيهَا جَوَابَاتُ الْمَسَائِلِ، إِلَّا رُقْعَةَ الْوَاقِفِ قَدْ رَجَعَتْ عَلَى حَالِهَا لَمْ يَوْقِعْ فِيهَا شَيْءٌ.

محمد بن یونس کا بیان ہے کہ میرے پاس ہمارے شیعوں کی جماعت آئی جن کے ساتھ لوگوں کے مسائل کے جوابات تھے صرف واقفی کے رقعے کا جواب نہیں دیا گیا تھا بلکہ وہ اسی طرح واپس لوٹا دیا گیا۔

۸۷۸ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْعَبَّاسِ الْخُتَلِيِّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ الْقُمِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى، قَالَ حَدَّثَنِي الْعَبَّاسُ بْنُ مَعْرُوفٍ، عَنْ الْحَجَّالِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي الْبَلَادِ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) قَالَ، ذَكَرْتُ الْمَمْطُورَةَ وَشَكَّهْمُ، فَقَالَ: يَعِيشُونَ مَا عَاشُوا عَلَى شَكٍّ ثُمَّ يَمُوتُونَ زَنَادِقَةً.

ابراہیم بن ابی بلاد کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ کے پاس مَمْطُورَہ (بارش میں بھیگے ہوئے کتوں) اور ان کے شک کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: وہ حیرانی اور سرگردانی کی حالت میں زندہ ہیں اور زندیق ہو کر مر رہے۔

۸۷۹ حَمْدُوبَةُ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، قَالَ، كَتَبْتُ إِلَيْهِ يَعْنِي أَبَا الْحَسَنِ (ع) جَعَلْتُ فِدَاكَ قَدْ عَرَفْتُ بُغْضَ هَذِهِ الْمَمْطُورَةِ أَفَأَقْنْتُ عَلَيْهِمْ فِي صَلَاتِي قَالَ نَعَمْ أَقْنْتُ عَلَيْهِمْ فِي صَلَاتِكَ.

ابراہیم بن عقبہ کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو الحسنؑ کے نام ایک عریضہ لکھا: میں آپ پر قربان جاؤں، میں نے ان مطورہ (بارش میں بھیگے ہوئے کتوں) کے بعض کو جان لیا تو کیا میں ان پر نماز کے قنوت میں لعنت کروں؟

فرمایا: ہاں ان پر نماز میں لعنت کرو۔

۸۸۰ خَلْفُ بْنُ حَامِدٍ الْكَشِّيُّ، قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ طَلْحَةَ الْمَرْوَزِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْمُبَارَكِ، قَالَ، كَتَبْتُ إِلَى الرِّضَا (ع) بِمَسَائِلَ فَأَجَابَنِي وَكَتَبَ [كُنْتُ] ۱۷ ذَكَرْتُ فِي آخِرِ الْكِتَابِ قَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: مُذَبِّدِينَ بَيْنَ ذَلِكِ لَا إِلَى هَؤُلَاءِ وَلَا إِلَى هَؤُلَاءِ ۱۸ فَقَالَ: نَزَلَتْ فِي الْوَاقِفَةِ. وَ وَجَدْتُ الْجَوَابَ كُلَّهُ بِخَطِّهِ: لَيْسَ هُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ هُمْ مِمَّنْ كَذَبَ بَيِّنَاتِ اللَّهِ، وَ نَحْنُ أَشْهُرُ مَعْلُومَاتٍ ۱۹ فَلَا جِدَالَ فِينَا وَلَا رَفْتَ وَلَا فُسُوقَ فِينَا، أَنْصَبَ لَهُمْ مِنَ الْعَدَاوَةِ يَا يَحْيَى مَا اسْتَطَعْتُ.

یحییٰ بن مبارک کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ کی طرف کچھ مسائل لکھ بھیجے تو آپ نے مجھے ان کا جواب لکھا اور میں نے اس خط کے آخر میں اس آیت کو لکھا تھا کہ وہ شک کی حالت میں ہیں نہ ادھر اور نہ ادھر۔

آپ نے فرمایا: یہ آیت واقعی گروہ کے بارے میں نازل ہوئی اور پورا جواب امام کے خط کے ساتھ اس طرح تھا: نہ وہ مومن ہیں اور نہ مسلمان بلکہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو آیات خدا

۱۷۔ رجال الکشی، ص ۲۶۲

۱۸۔ نساء ۱۳۳۔

۱۹۔ بقرہ ۱۹۷۔

کی تکذیب کرتے ہیں اور ہم تو خدا کے معین اور معلوم ماہ ہیں تو ہمارے بارے میں کوئی جھگڑا نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کسی قسم کے فضولیات اور فسق و فجور کی گنجائش ہے۔
اے یحییٰ! جتنا ہو سکے ان سے دوری اختیار کرو۔

۸۸۱ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ أَبَانَ، عَنْ حَبِيبِ الْخَثْعَمِيِّ، عَنْ ابْنِ أَبِي يَعْفُورٍ، قَالَ، كُنْتُ عِنْدَ الصَّادِقِ (ع) إِذْ دَخَلَ مُوسَى (ع) فَجَلَسَ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع): يَا ابْنَ أَبِي يَعْفُورٍ هَذَا خَيْرٌ وَلَدِي وَأَحَبُّهُمْ إِلَيَّ، غَيْرَ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُضِلُّ قَوْمًا مِنْ شِيعَتِنَا، فَأَعْلَمَ أَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ ... يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابُ أَلِيمٌ^{۷۶}، قُلْتُ جُعِلَتْ فِدَاكَ قَدْ أَرَاغَتْ قَلْبِي عَنْ هَؤُلَاءِ! قَالَ: يَضِلُّ بِهِ قَوْمٌ مِنْ شِيعَتِنَا بَعْدَ مَوْتِهِ جَزَعًا عَلَيْهِ فَيَقُولُونَ لَمْ يَمُتْ وَيُنْكِرُونَ الْأَئِمَّةَ مِنْ بَعْدِهِ وَيَدْعُونَ الشَّيْعَةَ إِلَى ضَلَالِهِمْ، وَفِي ذَلِكَ إِبْطَالُ حُقُوقِنَا وَهَدْمُ دِينِ اللَّهِ، يَا ابْنَ أَبِي يَعْفُورٍ فَاللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْهُمْ بَرِيءٌ وَنَحْنُ مِنْهُمْ بَرَاءٌ.

MANZAR AELIYA

۷۶۔ آل عمران ۷۷: پوری آیت اس طرح ہے: إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ^{۷۷}۔
بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور اللہ قیامت کے دن ان سے نہ تو کلام کرے گا اور نہ ان کی طرف نگاہ کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ابن ابی یعفور کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کے پاس تھا کہ امام موسیٰ کاظمؑ تشریف لائے اور بیٹھ گئے تو امام صادقؑ نے فرمایا: اے فرزند یعفور! یہ میری اولاد میں سے سب سے بہتر ہیں اور میں اس سے سب سے زیادہ محبت رکھتا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں میں سے ایک گروہ کو گمراہ کرے گا اور جان لے کہ ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور اللہ قیامت کے دن ان سے نہ تو کلام کرے گا... اور نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کی: مولا میں آپ پر قربان جاؤں، آپ نے ان سے میرے دل کو موڑ دیا ہے!

فرمایا: ان کے بارے میں ہمارے شیعوں کا ایک گروہ گمراہ ہو گا وہ ان کی موت پر جزع و بے صبری کریں گے اور کہیں گے: یہ نہیں مرے اور ان کے بعد ائمہ معصومینؑ کا انکار کر دیں گے اور ہمارے شیعوں کو گمراہی کی طرف دعوت دیں گے اور اس کے ذریعے ہمارے حقوق کا باطل کریں گے اور خدا کے دین کو تباہ و برباد کریں گے۔

اے فرزند یعفور! اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ان سے بری ہے اور ہم بھی ان سے بری ہیں۔

۸۸۲ و بِهَذَا الْإِسْنَادِ، قَالَ حَدَّثَنِي أَيُّوبُ بْنُ نُوحٍ، عَنْ سَعِيدِ الْعَطَّارِ، ۲۱ عَنْ حَمْزَةَ الزِّيَّاتِ، قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ أَعْيَنَ، يَقُولُ، قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ (ع) أَمِنْ شِيعَتِكُمْ أَنَا قَالَ إِي وَاللَّهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَا أَحَدٌ مِنْ شِيعَتِنَا إِلَّا وَهُوَ مَكْتُوبٌ عِنْدَنَا اسْمُهُ وَاسْمُ أَبِيهِ إِلَّا مَنْ يَتَوَلَّى مِنْهُمْ عَنَّا، قَالَ، قُلْتُ جُعِلَتْ فِدَاكَ أَوْ مِنْ شِيعَتِكُمْ مَنْ يَتَوَلَّى عَنْكُمْ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ قَالَ يَا حُمْرَانُ نَعَمْ وَ

أَنْتَ لَا تُدْرِكُهُمْ، قَالَ حَمْزَةُ فَتَنَّاظَرْنَا فِي هَذَا الْحَدِيثِ فَكَتَبْنَا بِهِ إِلَى الرَّضَا
(ع) نَسْأَلُهُ عَمَّنِ اسْتَشْنَى بِهِ أَبُو جَعْفَرٍ، فَكَتَبَ هُمْ الْوَاقِفَةُ عَلَى مُوسَى بْنِ
جَعْفَرٍ (ع).

حمران بن اعین کا بیان ہے کہ میں امام ابو جعفرؑ سے عرض کی: کیا میں آپ کے شیعوں میں
سے ہوں؟

فرمایا: ہاں خدا کی قسم! تم دنیا اور آخرت میں ہمارے شیعوں میں سے ہو، اور ہمارے شیعوں
میں سے کوئی نہیں مگر اسکا نام اور اس کے باپ کا نام ہمارے پاس لکھا ہوا ہے مگر جو ان میں
سے ہم سے دوری اختیار کرے۔

میں نے عرض کی: مولا، میں آپ پر قربان جاؤں، کیا آپ کے شیعوں میں سے کوئی ہوگا جو
معرفت کے بعد آپ سے دوری اختیار کرے؟

فرمایا: اے حمران! ہاں، اور تو ان کو نہیں پائے گا۔

راوی حمزہ زیات کہتا ہے: ہم نے اس حدیث کے بارے میں بحث کی تو اسے امام رضاؑ کی
خدمت میں لکھ بھیجا اور آپ سے ان لوگوں کے بارے میں سوال کیا جن کو امام نے اپنے
شیعوں سے جدا کیا ہے؟

امام نے لکھا: وہ امام موسیٰ کاظمؑ کی امامت پر رک جانے والے واقفی لوگ ہیں۔

ابن سراج^{۲۲}، ابن مکاری^{۲۳} اور علی بن ابی حمزہ^{۲۴}

^{۲۲}۔ نجاشی اور طوسی نے اس کی توثیق کرتے ہوئے فرمایا: احمد بن ابی بثر السراج کوفی، مولیٰ، یکنی أبا جعفر، ثقة فی الحدیث، واقف، روی عن موسیٰ بن جعفر... رجال نجاشی، ۵۸، ۱۸۱، فہرست شیخ طوسی، ۵۴، ۲۰، لیکن ابن داود اور علامہ حلی نے اسے قسم ثانی میں ذکر کرتے ہوئے ثقہ قرار دیا، رجال ابن داود، قسم ثانی ۱۵، ۲۲، رجال علامہ حلی، قسم ثانی، ۲۰، باب احمد، تحریر طاووسی ۶۳۵، ۸۴، معجم رجال الحدیث، ۴۰۲، نقد الرجال، ۵، ص ۵۸، ۲۵۸، ۶۳۲۰۔

^{۲۳}۔ نجاشی نے اس کی توثیق کی ہے: الحسین بن ابی سعید ہاشم بن حیان المکاری ابو عبد اللہ کان ہو وأبوہ وجہین فی الواقفة، وكان الحسین ثقة فی حدیثہ... یہ اور اس کا باپ واقفیوں کے بزرگ تھے اور یہ حسین حدیث میں ثقہ اور معتمد تھا۔ رجال النجاشی: ۱، ۳۶، تنقیح المقال: ۱، ۲۲۶، جامع الرواة: ۱، ۱۸۹، الخلاصة: ۲۱۳، رجال ابن داود: ۲، ۲۴۰، مجمع الرجال: ۲، ۱۶۳، معجم رجال الحدیث: ۵، ۱۷۹، منہج المقال: ۹۶، ۱۱۰، نقد الايضاح: ۸۶، الايضاح الاشتباہ ص ۷، ۱۸۳، ۱۷۸، تحریر طاووسی، ص ۶۳۵، ۲۸۵۔

^{۲۴}۔ رجال الطوسی ۲۲۲ و ۳۵۳، تنقیح المقال: ۲، ۲۶۰، خاتمة المستدرک ۸۲، رجال النجاشی ۱۷۵، فہرست الطوسی ۹۶، معالم العلماء ۶، رجال ابن داود ۲۵۹، رجال الحلی ۲۳۱، معجم رجال الحدیث ۱۱، ۲۱۴ و ۱۲، ۳۳، نقد الرجال ۲۲۴، رجال البرقی ۲۵ و ۲۸، جامع الرواة: ۱، ۵۴، ہدایہ المحدثین ۱۱۳، رجال الکشی ۴۰۳، مجمع الرجال: ۴، ۱۵۳ و ۱۵۸، ریحانة الادب: ۱، ۲۷۰، المناقب: ۴، ۳۳، الذریعة: ۳، ۲۶۴ و ۱۲، ۵۸، ۱۵، ۲۱۳، عیون اخبار الرضا: ۲، ۲۱۳، روضة المتقین: ۱۴، ۳۹۹، بحجة آمال: ۵، ۳۵۵، منہج المقال: ۲۰۴، وسائل الشیعة: ۲۰، ۲۵۵، تاسیس الشیعة: ۳۲۸، منہج المقال: ۲۲۳، اتقان المقال: ۳۲۲، الوجیزۃ: ۴۰، شرح مشیختہ الفقیہ: ۸، رجال الأنصاری: ۱۱۶، الحصال، اس کی فہرست ملاحظہ ہو، قاموس الرجال ص ۳۴۴، مسند الإمام الکاظم، عطار دی ۳، ۵۵۱، ۳۹۸، موسوعة طبقات الفقہاء سبانی، ج ۲ ص ۹۳، ۵۶۰۔

نجاشی نے فرمایا: اسم ابی حمزہ سالم البطائی ابو الحسن مولیٰ الأنصار، کوفی، وكان قائد أبی بصیر یحییٰ بن القاسم وله أخ یسمى جعفر بن أبی حمزة روی عن أبی الحسن موسیٰ علیہ السلام، وروی عن أبی عبد اللہ علیہ السلام، ثم وقف، وهو أحد عمد الواقفة. وصف کتابا عدة، منها کتاب الصلاة، کتاب الزکاة،

۸۸۳ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ عَنْ حَمْدَانَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْبَغْدَادِيِّ، قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَهْلٍ، قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِنَا وَ سَأَلَنِي أَنْ أَكْتُبَ اسْمَهُ، قَالَ، كُنْتُ عِنْدَ الرِّضَا (ع) فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ وَ ابْنُ السَّرَّاجِ وَ ابْنُ الْمُكَارِي، فَقَالَ لَهُ ابْنُ أَبِي حَمْزَةَ مَا فَعَلَ أَبُوكَ قَالَ: مَضَى، قَالَ مَضَى مَوْتًا قَالَ نَعَمْ، فَقَالَ إِلَى مِنْ عَهْدِهِ قَالَ إِلَيَّ، قَالَ فَأَنْتَ إِمَامٌ مُفْتَرَضٌ طَاعَتُهُ مِنَ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ، قَالَ ابْنُ السَّرَّاجِ وَ ابْنُ الْمُكَارِي قَدْ وَ اللَّهُ أَمُكِّنَكَ مِنْ نَفْسِهِ، قَالَ: وَيْلَكَ وَ بِمَا أَمُكِّنْتُ أ تُرِيدُ أَنْ آتِيَ بَغْدَادَ وَ أَقُولَ لَهُارُونَ أَنَا إِمَامٌ مُفْتَرَضٌ طَاعَتِي وَ اللَّهُ مَا ذَاكَ عَلَيَّ^{۲۵} وَ إِنَّمَا قُلْتُ ذَلِكَ لَكُمْ عِنْدَ مَا بَلَغَنِي مِنْ اخْتِلَافِ كَلِمَتِكُمْ وَ

کتاب التفسیر و اکثرہ عن اُبی بصیر کتاب جامع فی أبواب الفقه؛ اس کے والد کا نام سالم بطائی تھا یہ ابو بصیر یحییٰ بن قاسم کار ہنما تھا (کیونکہ وہ نابینا تھے یہ ساتھ چلتا تھا) اور اس کا ایک بھائی ہے جس کا نام جعفر بن ابو حمزہ ہے اس نے ام صادق اور کاظم سے روایت کی پھر واقعی ہو گیا اور ان کے ارکان میں شمار ہوا اور اس نے کئی کتابیں لکھیں جن میں کتاب نماز، کتاب زکات، کتاب تفسیر ہے اور اس کا اکثر حصہ ابو بصیر سے نقل کیا ہے اور ایک کتاب جامع أبواب فقہ ہے۔ اور شیخ طوسی نے فہرست اور رجال میں اسے واقعی قرار دیا ہے اور ابن عضائری نے اس پر لعنت کی اور اسے واقعی نظریے کی بنیاد قرار دیا اور امام کاظم کے بعد امام رضا کا بدترین دشمن قرار دیا ہے؛ علی بن ابی حمزہ، لعنہ اللہ اصل الوقف، وأشد الخلق عداوة للولی من بعد اُبی ابراہیم علیہما السلام۔

اسی طرح شیخ طوسی نے کتاب الغیبة، ص ۴۲، میں اور شیخ صدوق نے عیون اخبار رضا (ج ۱۰) باب ۱۰ واقعی ہونے کے اسباب (ج ۱) میں واقعی نظریے کی بنیاد رکھنے والوں میں ان کو شمار کیا اور ان کے بارے میں بہت سی روایات کو نقل کیا ہے، اسی طرح کئی نے دوسرے مقام پر اس کی مذمت کی معتبر روایات ذکر کی ہیں جن میں اس کے معذب ہونے کو بیان کیا ہے، ملاحظہ ہو رجال کشی، فہرست تفصیلی۔

^{۲۵}۔ رجال الکشی، ص ۴۶۴

تَشْتُ أَمْرُكُمْ لَنْلَا يَصِيرَ سِرُّكُمْ فِي يَدِ عَدُوِّكُمْ، قَالَ لَهُ ابْنُ أَبِي حَمْزَةَ لَقَدْ أَظْهَرْتَ شَيْئًا مَا كَانَ يُظْهِرُهُ أَحَدٌ مِنْ آبَائِكَ وَلَا يَتَكَلَّمُ بِهِ، قَالَ بَلَى وَاللَّهِ لَقَدْ تَكَلَّمُ بِهِ خَيْرُ آبَائِي رَسُولُ اللَّهِ (ص) لَمَّا أَمَرَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يُنْذِرَ عَشِيرَتَهُ الْأَقْرَبِينَ، جَمَعَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ أَرْبَعِينَ رَجُلًا وَقَالَ لَهُمْ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ، وَكَانَ أَشَدَّهُمْ تَكْذِيبًا لَهُ وَتَأْلِيًا عَلَيْهِ عَمُّهُ أَبُو لَهَبٍ، فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ (ص) إِنْ خَدَشَنِي خَدَشٌ فَلَسْتُ بِنَبِيِّ فَهَذَا أَوَّلُ مَا أُبْدِعُ لَكُمْ مِنْ آيَةِ النُّبُوَّةِ، وَأَنَا أَقُولُ إِنْ خَدَشَنِي هَارُونُ خَدَشًا فَلَسْتُ بِإِمَامٍ فَهَذَا مَا أُبْدِعُ لَكُمْ مِنْ آيَةِ الْإِمَامَةِ-

اسماعیل بن سہل کا بیان ہے کہ مجھے ایک شیعہ نے بیان کیا اور مجھ سے کہا کہ میرا نام نہیں بتانا کہ میں امام رضاؑ کے پاس بیٹھا تھا کہ ابن سراج، ابن مکاری اور علی بن ابی حمزہ امام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے ابن ابی حمزہ نے کہا: آپؑ کے والد کا کیا بنا؟ امام نے فرمایا: وہ شہید ہو گئے۔

اس نے کہا: وہ وفات پا چکے ہیں؟

امام نے فرمایا: ہاں۔

اس نے کہا: انہوں نے کس کو عہد امامت سونپا؟

فرمایا: مجھے سونپا۔

اس نے کہا: تو آپ وہ امام ہیں جن کی اطاعت خدا نے فرض کی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

ابن سراج، ابن مکاری نے کہا: خدا کی قسم! اس نے تجھے اپنی جناب سے قدرت بھی عطا کی ہے؟

فرمایا: خدا تیرا برا کرے، مجھے کس چیز کی قدرت دی گئی ہے، کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں بغداد جا کر ہارون سے کہوں کہ میں امام ہوں اور میری اطاعت واجب ہے، خدا کی قسم! یہ مجھ پر واجب نہیں ہے، اور نہ میں ایسا کرنے والا ہوں، یہ تو میں نے اس لیے کہا کہ مجھے تمہارے اختلافی نظریات کی خبر مل چکی ہے اور تمہارے معاملات کے پراگندہ اور منتشر ہونے کی باتیں مجھ تک پہنچ گئی ہیں، میں نے چاہا کہ بتا دوں کہیں تمہارا راز تمہارے دشمن کے ہاتھ نہ چلا جائے۔

ابن ابی حمزہ نے آپ سے کہا: آپ نے ایسی چیز کا اظہار کیا ہے جس کو آپ کے آباء میں سے کسی نے ظاہر نہیں کیا، اور نہ اس کے متعلق کلام فرمائی۔

آپ نے فرمایا: خدا کی قسم! اس کے متعلق میرے بہترین جدا مجد رسول خدا ﷺ نے کلام فرمائی، جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرانے کا حکم دیا^{۲۶}، آپ نے اپنے خاندان کے ۴۰ مردوں کو جمع کیا اور ان سے فرمایا: میں تمہاری طرف صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہوں اور ان میں سے شدید ترین تکذیب کرنے والا آپ کا چچا ابو لہب تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: اگر وہ مجھے کوئی خراش بھی پہچائے تو میں نبی نہیں ہوں گا، یہ

^{۲۶} یہاں امام نے دعوت ذو العشیرہ کی طرف اشارہ فرمایا جو تاریخ اسلام کے نہایت اہم واقعات میں سے جہاں نبی اکرم ﷺ نے توحید اور اپنی رسالت کے اعلان کے ساتھ پہلے دن ہی اپنے سچے جانشین کا اعلان فرمادیا تھا لیکن اس واقعے سے مورخین نے بہت بے اعتنائی کی ہے اس متواتر اور یقینی واقعہ کا اجمالی ذکر فائدہ سے خالی نہیں ہے: «خبرنا الفضل بن سہل قال حدثنا عفان بن مسلم قال حدثنا ابو عوانہ عن عثمان بن المغیرہ عن ابی صادق عن ربیعہ بن ناجد ان رجلا قال لعلی یا امیر المؤمنین لم ورث ابن عمک وون عمک قال جمع رسول اللہ او قال دعار رسول اللہ بنی عبد المطلب فصنع لهم مدامن طعام قال فاکلوا حتی شبعوا وبقی الطعام کما ہو کأنہ لم یس ثم دعا بغرف فشر بواحتی رو ووا بقی الشراب کأنہ لم یس اذ لم یشر بقتال یا بنی عبد المطلب انی بعثت لیکم بخاصۃ والی الناس بعلاء وقد راہتم من ہذہ الایۃ ما قد راہتم فانکم یابیعنی علی ان یكون انی وصاحبی ووارثی ووزیری فلم یقم الیہ احد فتمت الیہ وکنت اصغر القوم سنا فقال اجلس ثم قال ثلاث مرات کل ذلک اقوم الیہ فیقول اجلس حتی کان فی الثانیۃ ضرب بیدہ علی یدی ثم قال انت انی وصاحبی ووزیری ووزیری فذلک ورثت ابن عمی دون عمی (احمد ۱/۱۵۹، ن ۱۳۷۱)، ضیاء (۱/۲، ن ۳۲۸)، کنز العمال (۳۶۵۲۰)۔

میں اپنی نبوت کی پہلی نشانی پیش کرتا ہوں، امام نے فرمایا: میں بھی یہی کہتا ہوں کہ اگر مجھے ہارون کوئی ایک خراش بھی پہنچا سکے تو میں امام نے نہیں ہوں گا، یہ میں اپنی امامت کی پہلی نشانی پیش کرتا ہوں۔

قَالَ لَهُ عَلِيٌّ: إِنَّا رُوَيْنَا عَنْ آبَائِكَ أَنَّ الْإِمَامَ لَا يَلِي أَمْرَهُ إِلَّا إِمَامٌ مِثْلُهُ فَقَالَ لَهُ أَبُو الْحَسَنِ (ع): فَأَخْبِرْنِي عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ (ع) كَانَ إِمَامًا أَوْ كَانَ غَيْرَ إِمَامٍ قَالَ كَانَ إِمَامًا، قَالَ: فَمَنْ وَلِيَ أَمْرَهُ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ، قَالَ: وَ أَيْنَ كَانَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ (ع) قَالَ كَانَ مَحْبُوسًا بِالْكُوفَةِ فِي يَدِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ، خَرَجَ وَ هُمْ لَا يَعْلَمُونَ حَتَّى وَلِيَ أَمْرَ أَبِيهِ ثُمَّ انْصَرَفَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الْحَسَنِ (ع): إِنَّ الَّذِي أَمَكَنَ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ (ع) أَنْ يَأْتِيَ كَرْبَلَاءَ فَيَلِي أَمْرَ أَبِيهِ فَهُوَ يُمْكِنُ صَاحِبَ هَذَا الْأَمْرِ أَنْ يَأْتِيَ بَغْدَادَ فَيَلِي أَمْرَ أَبِيهِ ثُمَّ يَنْصَرِفَ، وَ لَيْسَ فِي حَبْسٍ وَ لَا فِي إِسَارٍ، قَالَ لَهُ عَلِيٌّ، إِنَّا رُوَيْنَا أَنَّ الْإِمَامَ لَا يَمْضِي حَتَّى يَرَى عَقِبَهُ قَالَ، فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ (ع): أَمَا رُوَيْتُمْ فِي هَذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ هَذَا قَالَ لَا، قَالَ: بَلَى وَ اللَّهُ لَقَدْ رُوَيْتُمْ فِيهِ إِلَّا الْقَائِمَ وَ أَنْتُمْ لَا تَدْرُونَ مَا مَعْنَاهُ وَ لَمْ قِيلَ! قَالَ لَهُ عَلِيُّ بَلَى وَ اللَّهُ إِنَّ هَذَا لَفِي الْحَدِيثِ، قَالَ لَهُ أَبُو الْحَسَنِ (ع): وَيْلَكَ كَيْفَ اجْتَرَأْتَ عَلَيَّ بِشَيْءٍ تَدْعُ بَعْضَهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا شَيْخُ اتَّقِ اللَّهَ وَ لَا تَكُنْ مِنَ الصَّادِّينَ عَنْ دِينِ اللَّهِ تَعَالَى.

تو علی نے آپ سے کہا: ہم نے آپ کے آباء و اجداد کی یہ حدیث سنی ہے کہ امام کی تکفین و تدفین کا انتظام امام ہی کرتا ہے؟ (یعنی آپ امام ہوتے تو بغداد جا کر امام کاظم کی تکفین و تدفین کا انتظام فرماتے!)۔

امام نے اس سے فرمایا: مجھے یہ بتاؤ امام حسین بن علیؑ امام تھے یا نہیں؟
اس نے کہا: ہاں، وہ امام تھے۔

آپ نے فرمایا: پھر ان کی تکفین و تدفین کا انتظام کس نے کیا؟
اس نے کہا: ان کے فرزند امام زین العابدین نے۔

آپ نے فرمایا: وہ اس وقت کہاں تھے؟

اس نے کہا: ابن زیاد کی قید میں تھے، مگر آپ اس طرح کر بلا پہنچے کہ کسی کو خبر نہ ہوئی اور
جا کر امام کی تکفین و تدفین کا انتظام فرمایا اور واپس آ گئے۔

امام رضاؑ نے فرمایا: جس خدا نے امام سجاد کو اس بات کی قدرت دی کہ وہ کر بلا پہنچ کر
اپنے والد گرامی کے فرائض کفن و دفن انجام دیں وہی خدا اس امام کو بھی قدرت دے سکتا ہے
کہ وہ مدینہ سے بغداد پہنچ کر اپنے والد گرامی کے تکفین و تدفین کا انتظام کرے پھر واپس لوٹ
جائے حالانکہ وہ کسی کی قید اور اسیری میں بھی نہیں ہے۔

پھر علی نے کہا: ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ امام اس دنیا سے نہیں جاتا مگر اپنی اولاد کو دیکھ
لے ۲۷۔

۲۷۔ یہ حدیث امام جوآؤ کے بارے میں ہے جب لوگ امام رضاؑ سے سوال کرتے تھے کہ آپ کا بیٹا نہیں ہوا تو آپ فرماتے: (خدا کا وعدہ سچا ہے) وہ ضرور مجھے بیٹا عطا کرے گا؛ اثبات الوصیۃ: ص ۲۱۹، کشف الغمۃ: ج ۲، ص ۳۰۲، س ۱۷، عن دلائل
الحمیری، عن البحار: ج ۴۹، ص ۲۲۱، ح ۱۱، اثبات الہدایۃ: ج ۳، ص ۳۰۶، ح ۱۵۸، وج ۳، ص ۳۱۲، ح ۱۹۸، اثبات الوصیۃ: ص
۲۰۷، س ۱۷، کفایۃ الآخر: ص ۲۷۴، س ۱۱، عن البحار: ج ۵۰، ص ۳۵، ح ۲۲، اثبات الہدایۃ: ج ۳، ص ۳۲۵، ح ۲۱، امکان
الدین: ج ۱، ص ۲۲۹، ح ۲۵، حلیۃ الأبرار: ج ۴، ص ۶۱۱، ح ۱۷، البحار: ج ۲۳، ص ۴۲، ح ۸۰، دلائل الامامۃ: ص ۴۳۵، ح
۴۰۴، نوادر المعجزات: ص ۱۹۵، ح ۳، الآثار: ص ۳۱۸، س ۱۰، عن البحار: ج ۵۰، ص ۴۲، ح ۱۱، وکشف الغمۃ: ج ۲، ص
۳۵۲، س ۵، الکافی: ج ۱، ص ۳۲۰، ح ۵، ب. عن حلیۃ الأبرار: ج ۴، ص ۶۰۵، ح ۵، والوافی: ج ۲، ص ۷۶، ح ۸۵۳،
اثبات الہدایۃ: ج ۳، ص ۲۴۷، ح ۳، ہتفاوت، و مدینہ المعاجز: ج ۷، ص ۲۷، ح ۷، الصراط المستقیم: ج ۲، ص ۱۶۷، س ۱،
غیبہ الطوسی: ص ۴۸، س ۶، عن اثبات الہدایۃ: ج ۳، ص ۳۲۴، ح ۱۹، و ص ۲۹۴، ح ۱۲۰، المناقب لابن شہر آشوب: ج ۴،
ص ۳۳۶، س ۲۴، عن المدینہ المعاجز: ج ۷، ص ۲۲۵، ح ۷، ۲۲، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲

امام نے اس سے فرمایا: کیا تم نے اس حدیث میں اس کے علاوہ کچھ نہیں سنا۔
اس نے کہا: نہیں، فرمایا: خدا کی قسم تم نے اس حدیث میں (الا لقا ئم) کا استثناء سنا ہے اور تم
اس کا معنی خوب جانتے ہو اور تمہیں علم ہے کہ یہ کیوں کہا گیا؟
علی نے کہا: ہاں، خدا کی قسم یہ بھی حدیث ہے۔
امام نے اس سے فرمایا: تیرا برا ہو کیسے تو میرے خلاف ایک چیز کو پیش کرنے کی جرات کر رہا
ہے اور اس کے بعض اجزاء کو چھوڑ رہا ہے۔
پھر آپ نے فرمایا: اے شیخ! خدا سے ڈر اور کہیں دین خدا سے روکنے والوں میں سے نہ ہو جا۔

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

ابن ابوسعید مکاری^{۲۸}

۸۸۴ حَدَّثَنِي حَمْدُوَيْهِ، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، قَالَ: كَانَ ابْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمُكَارِي وَأَقْفِيًّا. حَدَّثَنِي حَمْدُوَيْهِ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، قَالَ رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ عُمَرَ الزِّيَّاتُ، عَنْ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمُكَارِي، قَالَ، دَخَلَ عَلَى الرَّضَا (ع) فَقَالَ لَهُ فَتَحْتُ بَابَكَ وَفَعَدْتُ لِلنَّاسِ تَفْتِيَهُمْ وَ لَمْ يَكُنْ أَبُوكَ يَفْعَلُ هَذَا! قَالَ، فَقَالَ: لَيْسَ عَلَيَّ مِنْ هَارُونَ بَأْسٌ، وَقَالَ لَهُ: أَطْفَأَ اللَّهُ نُورَ قَلْبِكَ وَ أَدْخَلَ الْفَقْرَ بَيْتَكَ! وَيْلَكَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَوْحَى إِلَى مَرْيَمَ أَنْ فِي بَطْنِكَ نَبِيًّا فَوَلَدَتْ مَرْيَمُ عِيسَى (ع) فَمَرْيَمٌ مِنْ عِيسَى وَ عِيسَى مِنْ مَرْيَمَ، وَ أَنَا مِنْ أَبِي وَ أَبِي مِنِّي، قَالَ، فَقَالَ لَهُ أَسْأَلُكَ عَنْ مَسْأَلَةٍ فَقَالَ لَهُ: مَا إِخَالُكَ تَسْمَعُ مِنِّي وَ لَسْتُ مِنْ غَنَمِي، سَلْ! قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ فَقَالَ مَا مَلَكَتُهُ قَدِيمًا فَهُوَ حُرٌّ وَ مَا لَمْ يَمْلِكْهُ بِقَدِيمٍ فَلَيْسَ بِحُرٍّ فَقَالَ وَيْلَكَ أَمَا تَقْرَأُ هَذِهِ الْآيَةَ وَ الْقَمَرَ قَدَرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّى عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ، فَمَا مَلَكَ

^{۲۸} - رجال الکشی، ص ۴۶۶، رجال الطوسی ۳۳۰. مجمع الرجال ۶: ۲۱۱ و ۲۳۴ و ۴: ۳۸. هداية المحدثين ۱۵۹ و ۲۸۳. جامع الرواة ۲: ۳۱۰ و ۳۱۴ و ۳۸۹. نقد الرجال ۳۶۷ و ۳۸۹. رجال البرقي ۳۳. رجال النجاشي ۳۰۶. فهرست الطوسی ۱۹۰. مجمع رجال الحديث ۱۹: ۲۴۱ و ۲۱: ۱۷۳. تنقيح المقال ۳: قسم الهاء: ۲۸۷ و ۳۰۱ و قسم الکنی: ۱۸. المناقب ۴: ۳۳۸. عيون اخبار الرضا: ۳۰۸ (اس میں ہے: ابن ابی سعید المکاری). فتبی المقال ۳۲۱. منہج المقال ۳۵۸. إضبط المقال ۵۵۲. رجال الأنصاری ۱۹۹ و ۲۰۰. الوجيزة ۵۳. بحیة الامال ۷: ۱۷۷.

الرَّجُلُ قَبْلَ السَّتَةِ الْأَشْهُرِ فَهُوَ قَدِيمٌ، وَ مَا مَلَكَ بَعْدَ السَّتَةِ الْأَشْهُرِ فَلَيْسَ بِقَدِيمٍ، قَالَ، فَقَامَ فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ فَنَزَلَ بِهِ مِنَ الْفَقْرِ وَالْبَلَاءِ مَا اللَّهُ بِهِ عَلِيمٌ.

حمدویہ نے حسن بن موسیٰ سے نقل کیا کہ ابن ابو سعید مکاری واقفی تھا۔ ابن ابو سعید مکاری کا بیان ہے کہ وہ امام علی رضاؑ کے پاس حاضر ہوا اور امام سے عرض کی: آپ نے اپنا دروازے کھول دیا ہے اور لوگوں کو فتوے دینا شروع کر دیے ہیں، آپ کا باپ تو اس طرح نہیں تھا۔ امام نے فرمایا: مجھے ہارون سے کوئی خطرہ نہیں ہے اور اس سے فرمایا: خدا تیرے دل کے نور کو بجھائے اور تیرے گھر میں فقر و غربت کو داخل کرے اور تیرا برا ہو کیا تجھے علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مریم کو وحی کی کہ تیرے پیٹ سے نبی ہوگا تو مریم نے عیسیٰ کو جنم دیا تو مریم عیسیٰ سے ہے اور حضرت عیسیٰ مریم سے ہیں اور میں اپنے باپ سے ہوں اور میرا باپ مجھ سے ہے۔

اس نے کہا: میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا میں خیال نہیں کرتا کہ تو مجھ سے مسئلہ سنے گا حالانکہ تو میرے اصحاب میں سے نہیں ہے اور فرمایا: پوچھو۔

اس نے کہا: ایک شخص کا وقت وفات آن پہنچا تو اس نے وصیت کی جو غلام قدیم سے میری ملکیت میں تھے وہ آزاد ہیں او جو قدیم سے ملکیت میں نہ تھے وہ آزاد نہیں۔

امام نے فرمایا: کیا تو نے قرآن میں یہ آیت نہیں دیکھی: ہم نے چاند کے لیے منزلیں مقرر کی ہیں یہاں تک کہ وہ خشک ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے اور درخت پر ٹہنی کو خشک ہوتے ہوئے چھ ماہ لگتے ہیں تو جو غلام اس نے چھ ماہ سے پہلے ملکیت میں لیے وہ قدیم ہیں اور جو ان کے بعد ملکیت میں لیے وہ قدیم نہیں۔

وہ آپ کے پاس سے اٹھ کر چلا گیا اور اسے اتنا زیادہ فقر و غربت اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا کہ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

۸۸۵ اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْعَبَّاسِ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ الْقُمِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ مُحَمَّدٍ النَّهْدِيِّ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا، قَالَ، دَخَلَ ابْنُ الْمُكَارِي عَلَى الرِّضَا (ع) فَقَالَ لَهُ أَبْلَغَ اللَّهُ بِكَ مِنْ قَدْرِكَ أَنْ تَدَّعِيَ مَا ادَّعَى أَبُوكَ! قَالَ، فَقَالَ لَهُ مَا لَكَ أَطْفَأَ اللَّهُ نُورَكَ وَ ادْخَلَ الْفَقْرَ بَيْتَكَ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ اللَّهَ جَلَّ وَ عَلَا أَوْحَى إِلَى عِمْرَانَ أَنِّي وَاهِبٌ لَكَ ذَكَرًا! فَوَهَبَ لَهُ مَرْيَمَ، فَوَهَبَ لِمَرْيَمَ عِيسَى، فَعِيسَى مِنْ مَرْيَمَ، وَ ذَكَرَ مِثْلَهُ، وَ ذَكَرَ فِيهِ: أَنَا وَ أَبِي شَيْءٌ وَاحِدٌ.

بعض شیعہ نے روایت کی کہ ابن مکاری امام رضاؑ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اللہ نے آپ کو اتنی عظمت و قدرت دی ہے کہ تم اس مقام امامت کا دعویٰ کرنے لگے ہو جس کا آپ کے والد نے دعویٰ کیا تھا۔

آپ نے فرمایا: اللہ تیرے نور کو بجھائے اور تیرے گھر میں فقر و غربت کو داخل کرے کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے عمران کو وحی کی کہ میں تجھے ایک بیٹا دینے والا ہوں تو مریم کو ایک بیٹا دیا تو عیسیٰ مریم سے ہے اور سابقہ روایت طرح تا آخر، اور اس روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: میں اور میرے والد ایک ہیں۔



زیاد بن مروان قتدی^{۲۹}

۸۸۶ حَدَّثَنِي حَمْدَوِيَّةٌ، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: زِيَادٌ، هُوَ أَحَدُ أَرْكَانِ الْوَقْفِ. وَ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ حَمْدَوِيَّةٌ، هُوَ زِيَادُ بْنُ مَرْوَانَ الْقَنْدِيُّ بَغْدَادِيٌّ.

کشی نے حمدویہ کے واسطے سے حسن بن موسیٰ سے نقل کیا کہ زیاد بن مروان قتدی نظریہ وقف کے ارکان میں سے ایک تھا۔

اور حمدویہ نے مزید کہا کہ زیاد بن مروان قتدی بغدادی تھا۔

^{۲۹}۔ رجال الطوسی ۱۹۸ و ۲۰۲ و ۳۵۰۔ فہرست الطوسی ۷۲۔ تنقیح المقال ۱: ۴۵۷۔ خاتمة المستدرک ۸۰۴۔ رجال النجاشی ۱۲۲۔ معالم العلماء ۵۲۔ رجال ابن داود ۲۳۶۔ معجم الثقات ۵۶۔ الارشاد ۳۰۴۔ رجال البرقی ۳۹۔ معجم رجال الحديث ۷: ۳۱۵ - ۳۲۰ و ۳۲۸۔ جامع الرواة ۱: ۳۳۸۔ رجال الحلبي ۲۲۳۔ توضیح الاشتباہ ۱۶۳۔ نقد الرجال ۱۳۱۔ مجمع الرجال ۳: ۷۱ - ۷۳۔ ہدایۃ المحدثین ۶۷۔ إعیان الشیعة ۷: ۸۱ - ۸۲۔ سہبۃ البحار ۱: ۵۸۱۔ منتہی المقال ۱۳۹۔ العندیل ۱: ۳۰۰۔ منہج المقال ۱۵۱۔ ایضاح الاشتباہ ۴۰۔ جامع المقال ۶۹۔ التحریر الطاوسی ۱۱۳۔ نقد الايضاح ۱۳۶۔ وسائل الشیعة ۲۰: ۲۰۱۔ ضبط المقال ۵۱۲۔ ائقان المقال ۱۸۳۔ الوجیزۃ ۳۵۔ شرح مشیختہ الفقہ ۶۳۔ رجال المآثر ۹۰۔ ہجۃ الامال ۳: ۲۱۴۔ ثقات الرواة ۱: ۳۴۳ - ۳۴۶۔ تاریخ بغداد ۱: ۸۹، قاموس الرجال، ص ۲۲۲، کتاب غیبت شیخ طوسی، روایت مذمت واقعہ، کافی کتاب الحجۃ باب ۷۲۔ الاشارة الى النص على ابی الحسن الرضا ح ۶، عیون اخبار رضا ج ۱ ص ۲۵۷۔ تمام علماء رجال اور حدیث نے اس کے واقعی اور منکر حق ولایت امام رضا ہونے کی تصریح کی ہے اور کہیں بھی اس کی توثیق خاص نظر نہیں آتی ہاں شیخ مفید نے ارشاد میں امام رضا کی امامت کی نصوص میں اس کی روایت کو بھی ذکر کیا ہے اور اسے آپ کے اہل ورع و تقویٰ، عالم اور ثقہ و فقیہ خواص میں شمار کیا ہے اور اس سے سید خوئی نے باوجود اس کے منکر حق ہونے کے استدلال کیا ہے کہ اس کی روایت کو موثق شمار کیا جاسکتا ہے ہاں وہ خود اس کے انکار کی روایات کو تفصیل سے ذکر کرتے ہیں مگر اسکا یہ جواب دیا جائے کہ شیخ مفید نے ارشاد میں اس کی نص کو ذکر کرتے ہوئے نصوص کو ذکر کرنے والوں کے ردیف میں اس کو شمار کر دیا ہے لیکن سید اس احتمال کا جواب دیتے ہیں کہ توثیق کی تصریح کے بعد ایسی تاویل مفید نہیں ہے اس لیے اس کی روایت کے موثق ہونے پر بناء رکھی جائے۔

۸۸۷ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ الْفَارِسِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى وَ مُحَمَّدِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الزِّيَّاتِ، قَالَ، كُنْتُ مَعَ زِيَادِ الْقَنْدِيِّ حَاجًّا وَ لَمْ نَكُنْ نَفْتَرِقُ لَيْلًا وَ لَا نَهَارًا فِي طَرِيقِ مَكَّةَ وَ بِمَكَّةَ وَ فِي الطَّوَافِ، ثُمَّ قَصَدَتْهُ ذَاتُ لَيْلَةٍ فَلَمْ أَرَهُ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ، فَقُلْتُ لَهُ غَمَنِي إِبْطَاؤُكَ فَأَيُّ شَيْءٍ كَانَتْ الْحَالُ قَالَ لِي مَا زِلْتُ بِالْأَبْطَحِ مَعَ أَبِي الْحَسَنِ يَعْنِي أَبَا إِبْرَاهِيمَ وَ عَلَى ابْنِهِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ عَنْ يَمِينِهِ، فَقَالَ: يَا أَبَا الْفَضْلِ أَوْ يَا زِيَادُ هَذَا ابْنِي عَلَى قَوْلِهِ قَوْلِي وَ فَعَلُهُ فَعَلِي، فَإِنْ كَانَتْ لَكَ حَاجَةٌ فَانْزِلْهَا بِهِ وَ أَقْبِلْ قَوْلُهُ فَإِنَّهُ لَا يَقُولُ عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ قَالَ ابْنُ أَبِي سَعِيدٍ فَمَكَّنْنَا مَا شَاءَ اللَّهُ حَتَّى حَدَّثَ مِنْ أَمْرِ الْبَرَامِكَةِ مَا حَدَّثَ، فَكَتَبَ زِيَادٌ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ عَلَى بْنِ مُوسَى الرِّضَا (ع) يَسْأَلُهُ عَنْ ظُهُورِ هَذَا الْأَمْرِ الْحَدِيثِ، أَوْ الْاسْتِثْنَاءِ فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَبُو الْحَسَنِ (ع): أَظْهَرَ فَلَا بَأْسَ عَلَيْكَ مِنْهُمْ، فَظَهَرَ زِيَادٌ فَلَمَّا حَدَّثَ الْحَدِيثَ قُلْتُ لَهُ يَا أَبَا الْفَضْلِ أَيُّ شَيْءٍ يَعْدِلُ بِهِذَا الْأَمْرَ فَقَالَ لِي: لَيْسَ هَذَا أَوْ أَنَّ الْكَلَامَ فِيهِ، قَالَ، فَالْحَحْتُ عَلَيْهِ بِالْكَلامِ بِالْكُوفَةِ وَ بِيَعْدَادٍ، كُلُّ ذَلِكَ يَقُولُ لِي مِثْلَ ذَلِكَ، إِلَى أَنْ قَالَ لِي فِي آخِرِ كَلَامِهِ: وَيَحْكُ فَتَبْطُلُ هَذِهِ الْأَحَادِيثُ الَّتِي رَوَيْنَا.

محمد بن اسماعیل بن ابی سعید زیات کا بیان ہے کہ میں زیاد (بن مروان) قندی کے ساتھ حج پہ گیا اور ہم دن رات مکہ کے راستے میں خود مکہ تک اور طواف کے دوران کبھی جدانہ ہوئے پھر ایک رات میں ان کے پاس گیا مگر میں نے اسے نہیں پایا یہاں تک کہ فجر طلوع ہوئی اور وہ مجھے ملا۔

میں نے کہا: تیرے اس طرح چھپ جانے سے مجھے بہت غم و پریشانی ہوئی اس طرح تیرے غائب ہونے کا کیا سبب ہے؟

اس نے مجھ سے کہا: میں رات کو ابطح کے مقام پر ابوالحسن یعنی ابوالبراہیم کے پاس تھا اور آپ کے بیٹے علی رضا ان کے دائیں طرف تشریف فرما تھے تو امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا: اے ابوالفضل (زیاد) یہ میرا بیٹا علی رضا ہے اس کا قول میرا قول ہے اور اس کا فعل میرا فعل ہے اگر تجھے کو ضرورت ہو ان کے پاس آنا، ان کے قول کو قبول کرنا کیونکہ یہ خدا پر حق کے علاوہ کچھ نہیں بولے گا۔

ابن ابی سعید کہتا ہے جتنا خدا نے چاہا ہم رہے یہاں تک کہ برائے معاملہ پیش آیا تو زیاد نے امام علی رضاؑ کو لکھا کیا وہ اس امر کی حقیقت کو ظاہر کر دے؟

امام نے لکھا: ہاں اس امر کو ظاہر کرو تمہیں ان لوگوں کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔
۸۸۸ محمد بن مسعود، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَمْهُورٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ، مَاتَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) وَ لَيْسَ عِنْدَهُ مِنْ قُوَّامِهِ أَحَدٌ إِلَّا وَ عِنْدَهُ الْمَالُ الْكَثِيرُ، وَ كَانَ ذَلِكَ سَبَبَ وَقْفِهِمْ وَ جَحْدِهِمْ مَوْتَهُ، وَ كَانَ عِنْدَ زِيَادِ الْقَنْدِيِّ سَبْعُونَ أَلْفَ دِينَارٍ.

یونس بن عبدالرحمن کا بیان ہے کہ جب امام کاظمؑ کی وفات ہوئی تو آپ کے وکلاء اور اموال جمع کرنے والوں کے پاس کثیر اموال امام جمع ہو چکے تھے اس وجہ سے وہ لوگ نظریہ توقف کے قائل ہوئے اور امام کی وفات کا انکار کر دیا زیاد قندی کے پاس ۷۰ ہزار درہم موجود تھے۔

بکر بن محمد بن جناح^{۳۰}

۸۸۹ قَالَ حَمْدَوِيَّهِ، عَنْ بَعْضِ أَشْيَاخِهِ: إِنَّ بَكْرَ بْنَ جَنَاحٍ، وَأَقْفَى.

حمودیه نے سے اپنے بعض اساتذہ سے نقل کیا کہ بکر بن جناح واقفی تھا۔

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

SHIA BOOKS
PDF

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

۳۰۔ رجال نجاشی ۸۰۸ و ۲۷۴، اور اسے بکر بن جناح ابو محمد، کوفی، ثقہ، مولیٰ قرار دیا ہے، اور اس کی ایک کتاب کی نشاندہی کی، رجال شیخ طوسی، ۴۳۴ و ۴۳۵، صاحبی امام کاظم، واقفی قرار دیا، تحریر طاووسی، رجال ابن داود، قسم ثانی ۲۳۳ و ۸۲، قسم اول، ۲۶۱ و ۲۶۲، رجال علامہ حلی، قسم ثانی، ۲۰۷ و ۲۰۸، اور قسم اول، ۲۶ و ۲۷، نجاشی کی عبارت ذکر کی، معجم رجال الحدیث، ۱۸۳ و ۱۸۴، ان دونوں عنوانوں بکر بن جناح اور بکر بن محمد بن جناح کو ایک قرار ایک شخص قرار دیا ہے، نقد الرجال، ص ۲۹۱ و ۲۹۵۔

احمد بن حسن میثمی^{۳۱}

۸۹۰ قَالَ حَمْدَوِيَّهِ، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَى، قَالَ: أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ

الْمِثَمِيُّ كَانَ وَاقِفِيًّا.

حمدویہ نے سے حسن بن موسی نقل کیا کہ احمد بن حسن میثمی واقفی تھا۔

۳۱۔ نجاشی نے کشتی سے اس کے واقفی ہونے کو نقل کیا اور اس کی بھرپور الفاظ میں توثیق کی ہے اس لیے اس کی روایت کو موثق شمار کیا جائے گا، اور یہ ۷۰ روایات کی سندوں میں وارد ہوا ہے، نجاشی کی عبارت یہ ہے: احمد بن الحسن بن اسماعیل بن شعیب بن میثم التمار مولیٰ بنی اِسد۔ قال ابو عمرو الکشی کان واقفاً، وذكر هذا عن حمدويه عن الحسن بن موسى التستاب قال احمد بن الحسن واقف. وقد روى عن الرضا عليه السلام. وهو على كل حال ثقة، صحیح الحدیث، معتمد علیہ۔ لہ کتاب نوادر، اور اسی طرح شیخ طوسی نے بھی فہرست میں توثیق کی ہے: مولیٰ بنی اِسد، کو فی (ثقة) صحیح الحدیث، سلیم، روى عن الرضا عليه السلام، ولہ کتاب النوادر، رجال النجاشی ص ۲۰۱، رجال الطوسی ص ۳۴۳، فہرست الطوسی ص ۶۶، معالم العلماء ص ۵۶، رجال ابن داود ص ۶۶ و ۱۸، التحریر الطوسی ص ۲۵، رجال العلایة الحلی ص ۲۰۱، لسان المیزان ص ۱۵۱، نقد الرجال ص ۳۳، مجمع الرجال ص ۱۰۱، جامع الرواة ص ۴۶، وسائل الشیعة ص ۲۰، الوجیزۃ ص ۱۳۴، ہدایۃ المحدثین ص ۱۳، بحیۃ الامال ص ۲۶، تنقیح المقال ص ۵۴، اعیان الشیعة ص ۹۲، الذریعة ص ۲۳، العندیل ص ۲۰، الجامع فی الرجال ص ۱۰۱، منجم رجال الحدیث ص ۸۶، ۸۷ و ۸۹، قاموس الرجال ص ۲۷ و ۲۸۔

علی بن وہبان^{۳۲}

۸۹۱ قَالَ حَمْدَوِيَّهِ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: عَلِيُّ بْنُ وَهْبَانَ، كَانَ

وَاقِفِيًّا.

حمدویہ نے سے حسن بن موسیٰ نقل کیا کہ علی بن وہبان واقعی تھا۔

احمد بن حارث النمطی^{۳۳}

۸۹۲ حَمْدَوِيَّهِ، قَالَ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، أَنَّ أَحْمَدَ بْنَ الْحَارِثِ

الْأَنْمَاطِيِّ، كَانَ وَاقِفِيًّا.

حمدویہ نے سے حسن بن موسیٰ نقل کیا کہ احمد بن حارث النمطی واقعی تھا۔

۳۲۔ رجال شیخ طوسی ۳۹۳/۳۵۶ صحابی امام کاظمؑ، فہرست شیخ طوسی ۹۶/۴۰۷، رجال ابن داود، قسم ثانی، ۲۶۳/۳۵۸، خلاصۃ علامہ حلی، قسم ثانی ۲۳۳/۱۶، کشتی کی عبارت نقل کی ہے، مجمع رجال الحدیث، ۸۵۷/۸۵، تحریر طاووسی ۳۶۳/۲۵۴، معالم العلماء، ابن شہر آشوب، ۱۰۳/۴۶۵، طرائف المقال، ۲۳۳/۲۳۶۔

۳۳۔ رجال نجاشی ۸۹/۲۴۷ اور فرمایا: احمد بن حارث کوئی، ہمارے اصحاب اور علماء نے اس پر طعن کیا ہے اور یہ مفضل بن عمر کے اصحاب میں سے تھا اور اس کے باپ نے امام صادق سے روایت کی، فہرست ۳۶/۱۰۲، رجال شیخ طوسی ۳۴۳/۱۹ صحابی امام کاظمؑ، فرمایا: احمد بن حارث النمطی پھر اگلے صفحے پر احمد بن حارث واقعی کو ذکر کیا، تحریر طاووسی ۴۷/۲۶، رجال ابن داود، قسم ثانی ۲۲۷/۱۷، انہوں نے النمطی اور واقعی کو علیحدہ شمار کیا ہے، رجال علامہ حلی، ۲۰۲/قسم ثانی ۵، انہوں نے دونوں کو ایک شمار کیا ہے، مجمع رجال الحدیث، ۴۴۹/محقق خوئی نے ان کے ایک ہونے کی تائید کی ہے، نقد الرجال، ص ۱۱۰/۲۰۱، معالم العلماء، طرائف المقال ص ۲۷/۱۸۴۸۔

منصور بن یونس بزرج^{۳۴}

۸۹۳ حَدَّثَنِي حَمْدُويَّةُ، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَصْبَغٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْقَاسِمِ، قَالَ، قَالَ لِي مَنْصُورُ بَزْرَجٍ، قَالَ لِي أَبُو الْحَسَنِ (ع) وَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ يَوْمًا: يَا مَنْصُورُ! مَا عَلِمْتَ مَا أَحْدَثْتُ فِي يَوْمِي هَذَا قُلْتُ لَأُ، قَالَ قَدْ صِرْتُ عَلِيًّا ابْنِي وَصِيًّا وَ الْخَلْفَ مِنْ بَعْدِي، فَادْخُلْ عَلَيْهِ فَهَنَّهُ بِذَلِكَ وَ أَعْلَمَهُ أَنِّي أَمَرْتُكَ بِهَذَا! قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَهَنَّا تَهُ بِذَلِكَ وَ أَعْلَمْتُهُ أَنَّ أَبَاهُ أَمَرَنِي بِذَلِكَ، قَالَ الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى: ثُمَّ جَدَّ مَنْصُورٌ هَذَا بَعْدَ ذَلِكَ لِأَمْوَالٍ كَانَتْ فِي يَدِهِ فَكَسَرَهَا وَ كَانَ مَنْصُورًا ذَرَكَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع).

منصور بن یونس بزرج کا بیان ہے کہ ایک دن میں امام ابو الحسنؑ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: اے منصور! کیا تجھے علم ہے آج میں نیا کام کیا ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں مولا، آپ فرمائیے۔

MANZAR AELIYA

^{۳۴} نجاشی نے صریحا اس کی توثیق کی ہے اور اسے امام صادقؑ اور کاظمؑ کے اصحاب میں شمار کیا اور اس کی کتاب کی نشاندہی کی، اور شیخ طوسی نے اسے واقعی قرار دیا ہے، اس طرح اس کی روایت کو معتبر موقوف قرار دیا جائے گا، ملاحظہ ہو: رجال الطوسی ۳۱۳ و ۳۶۰. تنقیح المقال ۳: قسم المیم: ۲۵۰. معجم رجال الحديث ۱۸: ۳۵۳ و ۳۵۴. رجال النجاشی ۲۹۴. فہرست الطوسی ۱۶۴. معالم العلماء ۱۲۱. رجال ابن داود ۲۸۱. نقد الرجال ۳۵۵. معجم الثقات ۱۲۴. رجال البرقی ۳۹ و ۴۰. رجال الحلبي ۲۵۸. جامع الرواة ۲: ۲۶۸. ہدایۃ المحدثین ۱۵۲، مجمع الرجال ۶: ۱۳۵ و ۱۳۶. سفینۃ البحار ۲: ۵۹۲. منتہی المقال ۳۱۲. منہج المقال ۳۴۶. جامع المقال ۹۰. ایضاح الاشتباہ ۹۳. التحریر الطاوسی ۲۷۰. نضد الايضاح ۳۴۰. وسائل الشیعہ ۲۰: ۳۵۴. اتقان المقال ۱۴۰ و ۳۷۵. الوجیزۃ ۵۲. شرح مشیختہ الفقیہ ۸۴. رجال الانصاری ۱۹۲. بحجۃ الامال ۷: ۱۰۲.

فرمایا: میں نے اپنے بیٹے علی رضا کو اپنا وصی اور اپنے بعد اپنا جانشین بنایا ہے، تو ان کے پاس جا، اور انہیں مبارک باد دے اور انہیں بتا دے کہ میں نے تمہیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔

راوی کہتا ہے میں نے جاکر امام علی رضا کو مبارک باد دی اور میں نے جان لیا کہ آپ کے والد گرامی نے مجھے ان کی وصیت کی ہے۔

راوی حسن بن موسیٰ کہتا ہے کہ پھر اس منصور نے ان اموال کی وجہ سے جو اس کے پاس جمع ہو چکے تھے امام علی رضا کی امامت کا انکار کر دیا^{۳۵} اور منصور نے امام صادق کا زمانہ بھی پایا تھا۔

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

^{۳۵}۔ اس طرح کی نسبت شیخ صدوق کی روایت میں بھی ذکر کی گئی ہے لیکن بہر حال کی ان کی سند معتبر نہیں ہے، عیون اخبار رضا، اباب نص امام کاظم بر امام رضا، ج ۵، اور اس میں ہے کہ منصور نے اموال کی وجہ سے انکار کر دیا اور انہیں منصور کے پاس لے گیا، بہر حال روایت کی سند معتبر نہ ہونے کی وجہ سے اس میں بحث کی ضرورت نہیں ہے ہاں اگر اس کا غضب اموال ثابت ہو جائے اور وہ واقعی ہو تو توثیق خاص کی وجہ سے اس کی خبر موثقہ شمار ہوگی۔

حسن بن محمد بن سماعہ^{۳۶} اور حسن بن سماعہ بن مہران

۸۹۴ حَدَّثَنِي حَمْدُوبَةُ، ذَكَرَهُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَى، قَالَ، كَانَ ابْنُ سَمَاعَةَ وَأَقْفِيًّا، وَذَكَرَ: أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَمَاعَةَ لَيْسَ مِنْ وَلَدِ سَمَاعَةَ بْنِ مَهْرَانَ، لَهُ ابْنٌ يُقَالُ لَهُ الْحَسَنُ بْنُ سَمَاعَةَ وَأَقْفِيٌّ.

حمدویہ نے سے حسن بن موسی نقل کیا کہ ابن سماعہ (حسن بن محمد بن سماعہ) واقفی تھا اور بتایا کہ محمد بن سماعہ، سماعہ بن مہران کی اولاد سے نہیں ہے، ان کا ایک بیٹا تھا جسے حسن بن سماعہ کہتے تھے اور وہ واقفی تھا۔

علی بن خطاب اور ابراہیم بن شعیب^{۳۷}

۸۹۵ حَدَّثَنِي حَمْدُوبَةُ، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَطَّابٍ، وَكَانَ وَأَقْفِيًّا، قَالَ، كُنْتُ فِي الْمَوْقِفِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَجَاءَ أَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) وَمَعَهُ بَعْضُ بَنِي عَمِّهِ، فَوَقَّفَ أَمَامِي وَكُنْتُ مَحْمُومًا شَدِيدَ الْحُمَى

MANZAR AELIYA

^{۳۶}۔ فہرست ابن الندیم ۳۲۵، رجال التجاشی ص ۱۴۰ ن ۸۳، رجال الطوسی ۳۴۸، فہرست الطوسی ۷۷ ن ۱۹۳، معالم العلماء ۳۶ ن ۲۱۳، رجال ابن داود ۴۴۲ ن ۱۲۸، رجال العلایہ الحلی ۲۱۲، لسان المیزان ص ۲۹۲، نقد الرجال ۹۸، مجمع الرجال ص ۱۳۹، منہج المقال ۷۰، جامع الرواة ص ۲۲۵، الوجیزۃ ۱۳۹، منتہی المقال ۱۰۳، بحجۃ الآمال ص ۱۹۹، ایضاح المکنون ص ۲۷۸، تنقیح المقال ص ۳۰۷ ن ۳۸۷، إیمان الشیعۃ ص ۲۵۳، العندیل ص ۱۶۰، الجامع فی الرجال ص ۵۵۰، معجم رجال الحدیث ص ۱۱۶ ن ۳۱۰۵، قاموس الرجال ص ۲۳۵، معجم المؤلفین ص ۲۸۲۔
^{۳۷}۔ رجال الطوسی ۱۳۵، تنقیح المقال ۱: ۱۹، خاتمۃ المستدرک ۷۸۔ معجم رجال الحدیث ۱: ۲۳۴ و ۲۳۵، معجم الثقات ۲۴۰، جامع الرواة ۲۲، نقد الرجال ۹، مجمع الرجال ۱: ۴۸، إیمان الشیعۃ ۲: ۱۴۴، رجال البرقی ۲، منتہی المقال ۲۱، منہج المقال ۲۲، تہذیب المقال ۱: ۳۳۸۔

وَقَدْ أَصَابَنِي عَطَشٌ شَدِيدٌ، قَالَ، فَقَالَ الرَّضَا (ع) لَغُلَامٍ لَهُ شَيْئًا لَمْ أَعْرِفْهُ،
فَنَزَلَ الْغُلَامُ فَجَاءَ بِمَاءٍ فِي مَشْرَبَةٍ، فَتَنَاوَلَهُ فَشَرِبَ وَ صَبَّ الْفَضْلَةَ عَلَى رَأْسِهِ
مِنَ الْحَرِّ، ثُمَّ قَالَ اأَمْلَأْ! فَمَلَأَ الْمَشْرَبَةَ، ثُمَّ قَالَ: اذْهَبْ فَاسْقِ ذَلِكَ الشَّيْخَ! قَالَ،
فَجَاءَنِي بِالْمَاءِ، فَقَالَ لِي أَنْتَ مَوْعُوكُ قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ اشْرَبْ! فَشَرِبْتُ قَالَ،
فَذَهَبْتُ وَاللَّهِ الْحُمَّى، فَقَالَ لِي يَزِيدُ بْنُ إِسْحَاقَ وَيَحْكُ يَا عَلِيُّ فَمَا تُرِيدُ
بَعْدَ هَذَا مَا تَنْتَظِرُ قَالَ يَا أَخِي دَعْنَا.

علی بن خطاب واقعی کا بیان ہے کہ میں عرفہ کے دن موقف میں تھا امام علی رضا اپنے چچا
زاد بھائیوں کے ساتھ آئے اور میرے سامنے کھڑے ہو گئے مجھے شدید بخار تھا اور سخت پیاس
بھی لگی تھی تو امام رضا نے اپنے ایک غلام سے کچھ کہا جو مجھے سمجھ میں نہیں آیا تو غلام اتر کر
ایک جام میں پانی لایا، آپ نے لے کر کچھ پیا اور گرمی کی وجہ سے باقی اپنے سر پر ڈالا۔
پھر فرمایا: اس کو بھر دے اس نے جام پر کر دیا فرمایا: جا کر اس شیخ کو پلا دے وہ میرے
پاس پانی لایا، اور مجھ سے کہا کیا تجھے شدید بخار ہے۔
میں نے کہا: ہاں۔

اس نے کہا: یہ پی لو۔
میں نے پانی پیا تو خدا کی قسم بخار اسی وقت ختم ہو گیا۔
یزید بن اسحاق نے مجھ سے کہا: اے علی! اس کے بعد تم کس چیز کے انتظار میں ہو؟
میں نے کہا: اے بھائی ہمیں چھوڑیے۔

قَالَ لَهُ يَزِيدُ: فَحَدَّثْتُ بِحَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ شُعَيْبٍ، وَكَانَ وَاقِفًا مِثْلَهُ، قَالَ،
كُنْتُ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ (ص) وَ إِلَى جَنْبِي إِنْسَانٌ ضَخْمٌ آدَمٌ، فَقُلْتُ لَهُ
مِمَّنِ الرَّجُلُ فَقَالَ مَوْلَى لِبْنِي هَاشِمٍ، قُلْتُ فَمَنْ أَعْلَمُ بَنِي هَاشِمٍ قَالَ الرَّضَا

(ع) قُلْتُ فَمَا بَالُهُ لَا يَجِيءُ عَنْهُ كَمَا يَجِيءُ عَنْ آبَائِهِ قَالَ، فَقَالَ لِي مَا أَدْرِي مَا تَقُولُ! وَ نَهَضَ وَ تَرَكَنِي فَلَمْ أَلْبَثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى جَاءَنِي بِكِتَابٍ فَدَفَعَهُ إِلَيَّ، فَقَرَأْتُهُ فَإِذَا خَطٌّ لَيْسَ بِجَيِّدٍ، فَإِذَا فِيهِ: يَا إِبْرَاهِيمُ إِنَّكَ نَجَلٌ مِنْ آبَائِكَ وَ إِنَّ لَكَ مِنَ الْوَلَدِ كَذَا وَ كَذَا، مِنَ الذُّكُورِ فُلَانٌ وَ فُلَانٌ حَتَّى عَدَّهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ، وَ لَكَ مِنَ الْبَنَاتِ فُلَانَةٌ وَ فُلَانَةٌ حَتَّى عَدَّ جَمِيعَ الْبَنَاتِ بِأَسْمَائِهِنَّ، قَالَ وَ كَانَتْ بِنْتُ تُلُقَّبُ بِالْجَعْفَرِيَّةِ، قَالَ، فَخَطَّ عَلَى اسْمِهَا، فَلَمَّا قَرَأْتُ الْكِتَابَ قَالَ لِي هَاتِهِ! قُلْتُ دَعَهُ، قَالَ لَا، أُمِرْتُ أَنْ آخُذَهُ مِنْكَ، قَالَ، فَدَفَعْتُهُ إِلَيْهِ، قَالَ الْحَسَنُ: وَ أَجِدُهُمَا مَاتَا عَلَى شَكِّهِمَا.

یزید بن اسحاق نے حسن بن موسیٰ سے کہا کہ میں نے علی بن خطاب کو ابراہیم بن شعیب کی حدیث سنائی وہ بھی انہی کی طرح واقعی تھا، وہ کہتا تھا کہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا تھا اور میرے پہلو میں ایک موٹا تازہ گندم گوں رنگ والا شخص بیٹھا تھا، میں نے اس سے کہا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں بنی ہاشم کا غلام ہوں۔

میں نے کہا: بنی ہاشم میں اس وقت سب سے بڑے عالم کون ہیں؟

اس نے کہا: امام علی رضاؑ، تو میں نے کہا کیا وجہ سے کہ ان سے ایسی باتیں اور خبریں صادر نہیں ہوتیں جو ان کے آباء و اجداد سے آتی تھیں؟ اس نے کہا: میں آپ کی مراد نہیں سمجھا، اور وہ اٹھ کر چلا گیا، اور تھوڑی دیر کے بعد میرے پاس ایک خط لایا اور مجھے دیا: میں نے اس کو پڑھا تو اس میں ایک خط جو بہت اچھا نہیں تھا (درمیانہ خط) اس سے لکھا تھا: اے ابراہیم تو اپنے آباء کے اولاد اور ان کے مشابہہ ہے (اس لیے تجھے ان کے اسماء کی خبر نہیں دیتا) اور تیرے فلاں فلاں بیٹے ہیں یہاں تک کہ ان سب کے نام گنوائے اور تیری فلاں فلاں بیٹیاں ہیں اور ان کے نام گنوائے۔

وہ کہتا ہے اس کی ایک بیٹی تھی جس کا لقب جعفریہ تھا اس نے کہا اس کے نام پر خط پھیر دیا تھا، جب میں نے اس خط کو پڑھ لیا تو اس نے مجھے کہا: یہ واپس دینا ہے، تو میں نے کہا: رہنے دیجئے، اس نے کہا: نہیں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تجھ سے واپس لے لوں، تو میں نے خط اسے واپس دے دیا، حسن کہتا ہے: میں نے ان دونوں کو پایا کہ وہ شک کی حالت میں فوت ہوئے۔

۸۹۶ نصر بن الصباح، قال حدثني إسحاق بن محمد، عن محمد بن عبد الله بن مهران، عن أحمد بن محمد بن مطر و زكريا اللؤلؤي، قال، قال إبراهيم بن شعيب كنت جالسا في مسجد رسول الله (ص) و إلى جاني رجل من أهل المدينة، فحدثته مليا، و سألني من أنت فأخبرته أني رجل من أهل العراق، قلت له ممن أنت قال مولى لأبي الحسن الرضا (ع)، فقلت له لي إليك حاجة! قال و ما هي قلت توصل لي إليه رقة! قال نعم إذا شئت، فخرجت و أخذت قرطاسا و كتبت فيه: بسم الله الرحمن الرحيم إن من كان قبلك من آبائك يخبرنا بأشياء فيها دلالات و براهين، و قد أحببت أن أخبرني باسمي و اسم أبي و ولدي! قال، ثم ختمت الكتاب و دفعته إليه، فلما كان من الغد أتاني بكتاب مختوم ففحصته و قرأته فإذا أسفل من الكتاب بخط ردي: بسم الله الرحمن الرحيم يا إبراهيم إن من آبائك شعيبا و صالحا، و إن من أبنائك محمدا و عليا و فلانة و فلانة، غير أنه زاد اسما

لَا نَعْرِفُهَا، قَالَ، فَقَالَ لَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْمَجْلِسِ اعْلَمْ أَنَّهُ كَمَا صَدَّقَكَ فِي غَيْرِهَا فَقَدْ صَدَّقَكَ فِيهَا فَابْحَثْ عَنْهَا.

ابراہیم بن شعیب کا بیان ہے کہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا تھا اور میرے پہلو میں ایک مدنی شخص بیٹھا تھا میں نے اس سے کافی دیر تک باتیں کیں اور اس نے مجھ سے پوچھا: تو کون ہے؟ میں نے اس سے کہا: میں عراقی ہوں اور میں نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں امام رضا کا غلام ہوں۔

میں نے اس سے کہا مجھے تجھ سے ایک کام ہے۔

اس نے کہا: کیا کام ہے؟

میں نے کہا: تم میرا ایک رقعہ امام تک پہنچاؤ۔

اس نے کہا: ہاں تیری مرضی۔

میں نے مسجد سے نکل کر کاغذ لیا اور اس میں لکھا: خدائے مہربان اور رحیم کے نام سے، آپکے آباء و اجداد تو ہمیں ایسی چیزوں کی خبریں دیتے تھے جن میں امامت کی دلیل اور برہان ہوتی تھی اور میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے میرے نام، میرے والد اور میری اولادوں کے ناموں کی خبر دیں، پھر میں نے خط پر مہر لگا دی اور وہ اس شخص کو دیا تو دوسرے دن وہ میرے پاس ایک مہر شدہ خط لایا میں نے اس کی مہر توڑ کر اسے پڑھا تو میرے اس خط کے نیچے ایک خستہ خط سے لکھا تھا:

خدائے مہربان اور رحیم کے نام سے، تیرے آباء میں شعیب و صالح تھے اور تیری اولاد میں محمد، علی، اور فلان فلاں لڑکی ہے مگر آپ نے ایک نام کو بڑھا دیا جسکو ہم نہیں جانتے تھے۔

راوی کہتا ہے: مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کہا: یاد رکھ اس نے دوسرے موارد میں تیری تصدیق کی ہے اس طرح اس میں بھی تیری تصدیق کی ہے تو اس کے متعلق غور کر۔

ابو سہال کے بیٹے ابراہیم^{۳۹} و اسماعیل^{۴۰}

^{۳۹}۔ رجال نجاشی ۲۱، ۳۰، اس میں "ابراہیم بن ابو بکر محمد بن ربیع ابن ابی سہال سمعان بن ہبیرہ" کے عنوان سے ذکر کیا اور کہا: ثقة، هو وأخوه إسماعیل بن أبی السہال رویا عن أبی الحسن موسیٰ علیہ السلام، وکانا من الواقفین. وذكر الکشتی عنہما فی کتاب الرجال حدیثا: شکا ووقفنا عن القول بالوقف، وله کتاب نوادر، رجال شیخ، ۲۴ صحابی امام کاظم، فہرست شیخ ۳۴، ۳۳، معجم رجال الحدیث ص ۶۸، ۶۸، تہذیب المقال، ۱ ص ۱۳۲-۱۳۳۔

رجال علامہ حلی، ص ۳۱۴، کہا: واقعی ہے میں اس کی روایت پر اعتماد نہیں کرتا اور نجاشی اسے ثقہ قرار دیا ہے، طرائف المقال، ۲، ۷۲، ۸۰۶، نقد الرجال ص ۳۹، ۳۲، رجال بحر العلوم "الفوائد الرجاییہ" ص ۲۸، تنقیح المقال، ص ۳۰، لسان المیزان، ص ۴۰، نقد الايضاح، ص ۹، الايضاح الاشتباہ، ص ۸۶، ۱۹، تحریر طاووسی، ص ۱۴، رجال ابن داود، ۲۲۶، ۴۔
^{۴۰}۔ رجال نجاشی، ۲۱، ۳۰، معجم رجال الحدیث، ص ۱۲۹، ۱۲۹، تحریر طاووسی، ص ۱۴، نقد رجال، ص ۳۹، ۳۲، اس کی توثیق خاص کہیں نہیں ملی سوائے اس کے کہ نجاشی نے اس کے بھائی کے ترجمے میں ایک عبارت ذکر کی ہے جس کے بارے میں اختلاف ہے علامہ حلی اور دیگر بعض علماء رجال نے اس سے توثیق سمجھی ہے۔

لیکن محقق خوئی اس سے توثیق نہیں سمجھتے وہ فرماتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ نجاشی کے کلام سے اس کو ثقہ ثابت نہیں کیا جاسکتا بلکہ وہ فقط اس کے بھائی کی توثیق ہے کیونکہ ثقہ کا لفظ ابراہیم بن ابی بکر کی خبر ہے اور اس کے بعد "ہو و اخوہ" نئی کلام ہے اور مبتداء ہے اور اس کی خبر بعد والا جملہ ہے جس میں کہا گیا ان دونوں نے امام کاظم سے روایت کی اور اس عبارت سے اسماعیل کی توثیق سمجھنے کے لیے لازم ہے کہ لفظ ثقہ کو خبر مقدم بنایا جائے اور بعد والی ہو ضمیر منفصل مبتداء موخر ہو اور اخوہ کو ضمیر پر عطف کیا جائے اور اس کے بعد رویا عن ابی الحسن کو جملہ مستقل قرار دیا جائے تاکہ معنی یہ ہو کہ ابراہیم اور اس کا بھائی ثقہ ہیں وہ دونوں امام کاظم سے روایت کرتے ہیں اور یہ عربی کے اس جملے کے ظاہر اور واضح معنی کے خلاف ہے یا کم از کم اس لحاظ سے یہ عبارت مجمل ہے اور اس سے اسماعیل کی توثیق ثابت نہیں کی جاسکتی۔ والصحیح: أنه لا استفاد التوثیق من کلام النجاشی، بل هو خاص بإبراہیم، والوجه فی ذلک، أن الظاهر من العبارة أن کلمة (ثقة) خبر لإبراہیم بن أبی بکر، وکلمتی (هو وأخوه) ابتداء کلام، وخبرهما جملة رویا عن أبی الحسن موسیٰ علیہ السلام. واستفادة التوثیق مبنیة علی أن تكون کلمة ثقة خبرا مقدما، والضمیر المنفصل

۸۹۷ حَدَّثَنِي حَمْدُوْبِهِ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَزَّازُ، قَالَ لَقِيتُنِي مَرَّةً إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي سَمَّالٍ قَالَ، فَقَالَ لِي ۴۱ يَا أَبَا حَفْصٍ مَا قَوْلُكَ قَالَ، قُلْتُ قَوْلِي الَّذِي تَعْرِفُ، قَالَ، فَقَالَ يَا أَبَا جَعْفَرٍ إِنَّهُ لَيَأْتِي عَلَى تَارَةٍ مَا أَشْكُ فِي حَيَاةِ أَبِي الْحَسَنِ (ع) وَتَارَةً عَلَى وَقْتِ مَا أَشْكُ فِي مُضِيِّهِ، وَلَئِنْ كَانَ قَدْ مَضَى فَمَا لِهَذَا الْأَمْرِ أَحَدٌ إِلَّا صَاحِبُكُمْ. قَالَ الْحَسَنُ: فَمَاتَ عَلَى شَكِّهِ.

احمد بن محمد بزاز کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مجھے ابراہیم بن ابو سہال ملا تو اس نے مجھ سے کہا: اے ابو حفص! تیری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا: میری رائے تو جانتا ہے۔

اس نے کہا: اے ابو جعفر کبھی تو مجھ پر ایسا وقت گزرتا ہے کہ میں امام کا ظم کی زندگی کے بارے میں کوئی شک نہیں رکھتا اور کبھی ایسا وقت آتا کہ ان کی شہادت کے بارے میں مجھے یقین ہوتا ہے، اور اگر امام کا ظم شہید ہو چکے تو اس امر امامت کا تمہارے امام کے سوا کوئی اہل نہیں ہے۔

راوی حسن کہتا ہے تو وہ اسی شک کی حالت میں مر گیا۔

۸۹۸ وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أُسَيْدٍ، قَالَ: لَمَّا كَانَ مِنْ أَمْرِ أَبِي الْحَسَنِ (ع) مَا كَانَ، قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَ إِسْمَاعِيلُ ابْنَا أَبِي سَمَّالٍ فَنَأْتِي

مبتدأ مؤخرًا ، وجملۃ أخوہ عطفًا علی الضمیر بمالہ من الخبر ، وجملۃ (رویا) مستقلۃ لیكون المعنی أن إبراہیم وأخاه ثقتان رویا عن أبي الحسن علیہ السلام ، وهذا خلاف الظاهر ، ولا أقل من أن تكون العبارة مجملۃ وغير ظاہرة فی التوثیق .

۳- رجال الکشی، ص ۷۲

أَحْمَدُ ابْنُهُ، قَالَ، فَاخْتَلَفَا إِلَيْهِ زَمَانًا، فَلَمَّا خَرَجَ أَبُو السَّرَّايَا، خَرَجَ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ (ع) مَعَهُ، فَاتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ وَ إِسْمَاعِيلَ فَقُلْنَا لَهُمَا إِنَّ هَذَا الرَّجُلُ خَرَجَ مَعَ أَبِي السَّرَّايَا فَمَا تَقُولَانِ قَالَ، فَأَنْكَرَا ذَلِكَ مِنْ فَعْلِهِ وَ رَجَعَا عَنْهُ، وَ قَالَا أَبُو الْحَسَنِ حَتَّى تَنْتَبِهُ عَلَى الْوَقْفِ، قَالَ أَبُو الْحَسَنِ وَ أَحْسَبُ هَذَا يَعْنِي إِسْمَاعِيلَ مَاتَ عَلَى شَكِّهِ.

محمد بن احمد بن اسید کا بیان ہے کہ جب امام کاظمؑ کے معاملہ میں اختلافات ہوئے تو ابو سہل کے بیٹے ابراہیم و اسماعیل نے کہا ہم آپ کے فرزند احمد کے پاس آنے لگے اور ایک عرصہ تک ان کے پاس آتے جاتے تھے جب ابو سہل نے خروج کیا تو احمد بھی اس کے ساتھ تھا۔

راوی کہتا ہے: اس وقت ہم ابراہیم و اسماعیل کے پاس آئے اور ان سے کہا: وہ تو ابو سہل

کے ساتھ خروج کر چکا ہے تو اب تم کیا کہتے ہو؟

انہوں نے اس کے اس فعل کو ناپسند کیا اور اس سے عقیدہ و ناظرہ توڑ لیا اور کہنے لگے: امام کاظمؑ زندہ ہیں اور ہم اپنے نظریہ وقف پہ قائم ہیں اور ابوالحسن (حمادیہ) نے کہا میرا خیال ہے کہ اسماعیل اپنے شک کی حالت میں مر گیا۔

۸۹۹ حَمْدَوِيَّةُ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى. وَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَصِيرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى ٤٢، قَالَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ (ع) قَالَ صَفْوَانُ أَدْخَلْتُ عَلَيْهِ إِبْرَاهِيمَ وَ إِسْمَاعِيلَ ابْنَيْ أَبِي سَمَّالٍ، فَسَلَّمَا عَلَيْهِ فَأَخْبَرَاهُ بِحَالِهِمَا وَ حَالِ أَهْلِ بَيْتِهِمَا فِي هَذَا الْأَمْرِ، وَ سَأَلَا عَنْ أَبِي الْحَسَنِ فَخَبَّرَهُمَا بِأَنَّهُ قَدْ تُوُفِّيَ، قَالَا فَأَوْصَى قَالَ نَعَمْ، قَالَا إِلَيْكَ

قَالَ نَعَمْ، قَالَا وَصِيَّةٌ مُفْرَدَةً قَالَ نَعَمْ، قَالَا فَإِنَّ النَّاسَ قَدْ اخْتَلَفُوا عَلَيْنَا، فَنَحْنُ نَدِينُ اللَّهَ بِطَاعَةِ أَبِي الْحَسَنِ إِنْ كَانَ حَيًّا فَإِنَّهُ إِمَامُنَا، وَإِنْ كَانَ مَاتَ فَوَصِيَّهُ الَّذِي أَوْصَى إِلَيْهِ إِمَامُنَا، فَمَا حَالُ مَنْ كَانَ هَذَا، مُؤْمِنٌ هُوَ قَالَ: قَدْ جَاءَكُمْ أَنَّهُ مَنْ مَاتَ وَ لَمْ يَعْرِفْ إِمَامَهُ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً، قَالَا وَ هُوَ كَافِرٌ قَالَ: فَلَمْ يُكْفِرْهُ، قَالَا فَمَا حَالُهُ قَالَ أ تَرِيدُونَ أَنْ أُضِلَّكُمْ!

صفوان کا بیان ہے کہ میں ابو سہال کے بیٹے ابراہیم واسماعیل کو امام رضاؑ کے پاس لے گیا انہوں نے آپ کو سلام کیا اور اپنی نظریاتی حالت کو بیان کیا اور اس امر ولایت کے متعلق اپنے گھروالوں کی حالت کی بھی خبر دی اور امام رضاؑ سے سوال کیا کہ امام موسیٰ کاظمؑ کا کیا بنا؟ امام رضاؑ نے فرمایا: وہ توفوت ہو چکے ہیں۔

انہوں نے کہا: کیا آپ نے وصیت فرمائی؟

فرمایا: ہاں۔

انہوں نے کہا: کیا امام نے ایک شخص کے بارے میں وصیت فرمائی؟

آپ نے فرمایا: ہاں۔

انہوں نے کہا: لوگ تو ہمارے ہاں اختلاف کر رہے ہیں؟ ہم خدا کی خاطر امام کاظمؑ کی اطاعت کو ہی دین سمجھتے ہیں اگر وہ زندہ ہیں تو ہمارے امام ہیں اور اگر فوت ہو چکے ہیں تو آپ کا وصی جن کے آپ نے وصیت فرمائی وہ ہمارا امام ہوگا، تو امام رضاؑ سے پوچھا: جو شخص اس طرح عقیدہ رکھے آیا وہ مومن ہے؟

امام نے فرمایا: تمہیں یہ روایت پہنچ چکی ہے: جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ اپنے زمانے کے امام کی معرفت نہ رکھتا ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

انہوں نے کہا: کیا وہ کافر ہے؟

راوی کہتا ہے تو امام نے اسے کافر قرار نہیں دیا۔

انہوں نے کہا: تو اس کو کیا کہنا چاہیے؟

امام نے فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہیں گمراہ قرار دوں؟!

قَالَ فَبَأَى شَيْءٍ تَسْتَدِلُّ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ قَالَ: كَانَ جَعْفَرٌ (ع) يَقُولُ
تَأْتِي إِلَى الْمَدِينَةِ فَتَقُولُ إِلَى مَنْ أَوْصَى فَلَانٌ فَيَقُولُونَ إِلَى فَلَانٍ، وَالسَّلَاحُ
عِنْدَنَا بِمَنْزِلَةِ التَّابُوتِ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ حَيْثُمَا دَارَ دَارَ الْأَمْرِ، قَالَا وَالسَّلَاحُ
مَنْ يَعْرِفُهُ! ثُمَّ قَالَا جَعَلَنَا اللَّهُ فِدَاكَ فَأَخْبَرْنَا بِشَيْءٍ نَسْتَدِلُّ بِهِ فَقَدْ كَانَ
الرَّجُلُ يَأْتِي أَبَا الْحَسَنِ (ع) يُرِيدُ أَنْ يَسْأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ فَيَبْتَدِئُ بِهِ، وَيَأْتِي أَبَا
عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَيَبْتَدِئُ قَبْلَ أَنْ يَسْأَلَهُ، قَالَ: فَهَكَذَا كُنْتُمْ تَطْلُبُونَ مِنْ جَعْفَرٍ (ع)
وَأَبِي الْحَسَنِ (ع)، قَالَ لَهُ إِبْرَاهِيمُ: جَعْفَرٌ لَمْ نَدْرِكْهُ وَ قَدْ مَاتَ وَالشَّيْعَةُ
مُجْمَعُونَ عَلَيْهِ وَعَلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع)، وَ هُمْ الْيَوْمَ مُخْتَلِفُونَ، قَالَ: مَا كَانُوا
مُجْتَمِعِينَ عَلَيْهِ، كَيْفَ يَكُونُونَ مُجْتَمِعِينَ عَلَيْهِ وَ كَانَ مَشِيخَتَكُمْ وَ كِبَرَاؤُكُمْ
يَقُولُونَ فِي إِسْمَاعِيلَ وَ هُمْ يَرُونَهُ يَشْرَبُ كَذَا وَ كَذَا، فَيَقُولُونَ هَذَا أَجُودُ، قَالُوا
إِسْمَاعِيلُ لَمْ يَكُنْ أَدْخَلَهُ فِي الْوَصِيَّةِ فَقَالَ: قَدْ كَانَ أَدْخَلَهُ فِي كِتَابِ الصَّدَقَةِ
وَ كَانَ إِمَامًا، فَقَالَ لَهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي سَمَّالٍ: وَ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
عَالِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْكَذَا وَ الْكَذَا، وَ اسْتَقْصَى يَمِينَهُ، مَا يَسْرُنِي أَنْتَى زَعَمْتُ
أَنْكَ لَسْتَ هَكَذَا وَ لِي مَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، أَوْ قَالَ الدُّنْيَا بِمَا فِيهَا، وَ قَدْ

أَخْبَرْنَاكَ بِحَالِنَا، فَقَالَ لَهُ إِبْرَاهِيمُ: قَدْ أَخْبَرْنَاكَ بِحَالِنَا، فَمَا حَالُ مَنْ كَانَ هَكَذَا مُسْلِمٌ هُوَ قَالَ: أَمْسِكْ! فَسَكَتَ.

انہوں نے کہا: آپ کس چیز کے ذریعے اہل زمین پر دلیل قائم کرتے ہیں؟
فرمایا: امام جعفر صادقؑ فرماتے تھے کہ مدینہ میں آؤ اور پوچھو کہ امام نے کس کے بارے میں وصیت فرمائی، تو وہ بتائیں گے کہ فلاں کے بارے میں وصیت کی اور ہمارے ہاں نبی اکرم ﷺ کے سلاح و اسلحہ بنی اسرائیل کے تابوت کی مانند ہیں کہ جہاں وہ چلا جائے امر امامت بھی وہیں جاتا ہے۔

انہوں نے کہا: ان ہتھیاروں کو کون جانتا ہے؟ پھر انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ ہمیں آپ پر قربان فرمائے، ہمیں کسی ایسی چیز کی خبر دیں جس کے ذریعے ہم دلیل قائم کر سکیں کیونکہ امام کاظمؑ سے لوگ سوال کرنے آتے تھے۔ امام ان کے سوال کرنے سے پہلے ان کے سوال و جواب بتا دیتے تھے اور امام صادقؑ بھی اسی طرح فرماتے تھے۔

امام نے فرمایا: تم امام صادقؑ اور امام کاظمؑ سے بھی اسی طرح دلیل طلب کیا کرتے تھے؟
ابراہیم نے کہا: ہم نے امام صادقؑ کو نہیں پایا لیکن جب ان کی وفات ہوئی تو لوگ ان کے بعد امام کاظمؑ کی امامت پر متفق تھے لیکن آج لوگ اختلافات کا شکار ہیں۔

امام نے فرمایا: امام صادقؑ کے بعد بھی لوگ متفق نہیں تھے تو کیسے وہ اتفاق کرنے والے کہلائیں گے حالانکہ تمہارے بزرگوں اور سابقہ لوگوں نے اسماعیل کو اپنا امام بنالیا تھا حالانکہ وہ اسے دیکھتے تھے کہ وہ فلاں فلاں نشہ آور چیزیں پیتا تھا تو وہ کہتے یہ بہتر ہے۔

انہوں نے کہا: اسماعیل کو امام صادقؑ نے وصیت میں داخل نہیں فرمایا: تو امام نے فرمایا: امام نے اسے صدقات کے دفتر میں داخل کیا۔

اسماعیل بن ابی سہیل نے کہا: اللہ تعالیٰ کی ذات معبود لاشریک اور غیب و ظاہر کا علم رکھنے والی ہے اور اس نے اپنی قسم کو پختہ کیا اور کہا: مجھے پسند نہیں کہ میں گمان کروں کہ آپ اس

طرح امام نہیں ہیں اور میرے لیے ایسا دن طلوع نہ کرے اور دنیا کے تمام خزانے مجھے دیئے جائیں جبکہ ہم آپ کو اپنا حال بتا چکے ہیں۔

ابراہیم نے کہا: ہم نے اپنی حالت آپ کو بیان کی ہے تو جو شخص اس طرح ہو تو اس کا حکم کیا ہوگا؟ کیا وہ مسلمان ہے؟
فرمایا: خاموش ہو جاؤ۔
وہ خاموش ہو گیا۔

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

سلیمان بن جعفر جعفری^{۴۳}

۹۰۰ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ جَعْفَرٍ الْجَعْفَرِيِّ، قَالَ، قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ (ع) لِسُلَيْمَانَ بْنِ جَعْفَرٍ: يَا سُلَيْمَانُ وَلَدَكَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) قَالَ نَعَمْ، قَالَ: وَ وَلَدَكَ عَلِيٌّ (ع) مَرَّتَيْنِ قَالَ نَعَمْ، قَالَ: وَ أَنْتَ لَجَعْفَرٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ نَعَمْ، قَالَ: وَ لَوْ لَا الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ مَا انْتَفَعْتَ بِهَذَا.

سلیمان بن جعفر جعفری کا بیان ہے کہ عبد صالح امام کاظمؑ نے اس سے فرمایا: اے سلیمان! کیا تو رسول اکرم ﷺ کی نسل سے ہے؟

اس نے کہا: ہاں مولا۔

پھر فرمایا کیا "تو امام علیؑ کی اولاد سے ہے؟

اس نے کہا: ہاں مولا۔

فرمایا: تو جعفر کی اولاد سے ہے؟

اس نے جواب دیا: ہاں، مولا۔

امام نے فرمایا: اگر تو اس نظریہ امامت کا قائل نہ ہوتا تو تجھے یہ نسب کوئی کام نہ دیتا۔

۴۳۔ رجال البرقی ۵۲ و ۵۳، رجال النجاشی ص ۱۲۱ ن ۴۸۱، رجال الطوسی ۳۵۱ ن ۱۰۷ ص ۷۷ ن ۱، فہرست الطوسی ۱۰۳ ن ۳۳۰، معالم العلماء ۵۶ ن ۳۷۱، رجال ابن داود ص ۱۷۶ ن ۱۳۷، التحریر الطاوسی ۱۴۱ ن ۱۸۰، رجال العلامة الحلی ۷۷ ن ۳، نقد الرجال ۱۵۹ ن ۴، مجمع الرجال ص ۱۵۸، جامع الرواۃ ص ۷۵، وسائل الشیعہ ص ۲۰ ن ۲۱۰، ۵۵۰، الوجیزۃ ۱۵۳، ہدایۃ المحدثین ۷۴، مستدرک الوسائل ص ۳۶۰ (الفائدۃ الخامسة) و ۳۳۳ (الفائدۃ السادسة)، بحیۃ الآمال ص ۴۷ ن ۴۵۷، تنقیح المقال ص ۵۵ ن ۵۱۸۵، الذریعۃ ص ۶ ن ۳۳۶ و ۱۹۴۳ و ۱۶ ص ۲۶۶ ن ۱۱۰۹، معجم رجال الحدیث ص ۸ ن ۲۳۸ و ۵۴۱ و ۵۴۱۹ و ۵۴۲۰ و ۲۸۵ و ۵۵۲۳ و ۴۴۸ و ۴۶۱، قاموس الرجال ص ۴۵۸.

یحییٰ بن ابوالقاسم ابو بصیر اور یحییٰ بن قاسم حذاء^{۳۴}

۹۰۱ حَمْدُوِيَه، ذَكَرَهُ عَنْ بَعْضِ أَشْيَاخِهِ: يَحْيَى بْنُ الْقَاسِمِ الْحَذَاءُ الْأَزْدِيُّ وَاقْفَى. وَجَدْتُ فِي بَعْضِ رَوَايَاتِ الْوَاقِفَةِ: عَلِيُّ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ يَزِيدٍ، قَالَ شَهِدْنَا مُحَمَّدَ بْنَ عِمْرَانَ الْبَارِقِيَّ^{۴۵}، فِي مَنْزِلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، وَعِنْدَهُ أَبُو بَصِيرٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُونَ مَنَا ثَمَانِيَةَ مُحَدِّثُونَ سَابِعُهُمُ الْقَائِمُ، فَقَامَ أَبُو بَصِيرٍ ابْنُ أَبِي الْقَاسِمِ فَقَبَّلَ رَأْسَهُ، وَ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) مِنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، فَقَالَ لَهُ أَبُو بَصِيرٍ: سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) وَ إِنِّي كُنْتُ خُمَاسِيًّا جَاءَ بِهَذَا قَالَ اسْكُتْ يَا صَبِيُّ لِيَزِدْ اِدْوَا إِيْمَانًا مَعَ إِيْمَانِهِمْ يَعْنِي الْقَائِمَ (ع) وَ لَمْ يَقُلْ ابْنِي هَذَا.

^{۳۴}۔ رجال الطوسی ۱۴۰ و ۳۳۳ و ۳۶۴۔ تنقیح المقال ۳: قسم الیاء: ۳۰۸۔ معجم رجال الحديث ۲۰: ۲۸ و ۴۰ و ۴۱ و ۶۳۔ فهرست الطوسی ۱۷۸۔ رجال الحلی ۲۶۴۔ معالم العلماء ۱۳۰۔ رجال النجاشی ۳۰۸۔ رجال ابن داود ۲۰۲ و ۲۸۴۔ توضیح الاشتباه ۳۰۱۔ معجم الثقات ۱۳۱۔ رجال البرقی ۱۷۔ نقد الرجال ۳۷۵۔ جامع الرواة ۲: ۳۲۴ و ۳۳۴۔ ہدایۃ المحدثین ۱۶۲ و ۲۶۶۔ مجمع الرجال ۶: ۲۴۸ و ۲۵۰ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۷: ۱۰۔ الکافی و الناقب ۱: ۱۷۔ منتہی المقال ۳۲۸۔ سفینۃ البحار ۱: ۸۵ و ۸۶۔ تائیس الشیعۃ ۲۸۵ و ۳۲۷۔ الذریعۃ ۴: ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵۔ ریحانۃ الأدب (فارسی) ۷: ۳۶۔ الاختصاص ۸۳۔ بصائر الدرجات ۳۱۹۔ عیون اخبار الرضا ۱: ۵۶۔ کمال الدین ۲: ۳۳۵۔ منہج المقال ۳۷۱۔ جامع المقال ۹۴ و فیہ الحذاء إضافة إلى القالب۔ التحریر الطاوسی ۳۰۶۔ وسائل الشیعۃ ۲: ۳۶۶۔ اتقان المقال ۷: ۱۴ و ۳۸۴۔ الوجیزۃ ۵۳۔ رجال الأنصاری ۲۰۱ و ۲۰۳۔ بحجۃ الامال ۷: ۲۲۹۔ معجم المؤلفین ۱۳: ۲۱۹۔

^{۴۵}۔ رجال الطوسی ۲۹۶۔ تنقیح المقال ۳: قسم المیم: ۱۶۶۔ خاتمۃ المستدرک ۸۴۶۔ معجم رجال الحديث ۱: ۸۲ و ۸۳۔ نقد الرجال ۳۶۲۔ جامع الرواة ۲: ۱۶۵۔ مجمع الرجال ۶: ۱۳۔ رجال البرقی ۱۰۔ منہج المقال ۳۱۳۔

حمروہ کو اس بعض اساتذہ نے بیان کیا کہ یحییٰ بن قاسم حذاء ازدی واقعی نظریہ رکھتا تھا اور کشتی فرماتے ہیں کہ میں نے واقفوں کی بعض روایات میں پایا کہ علی بن اسماعیل بن یزید نے کہا: ہم نے علی بن ابی حمزہ کے گھر میں محمد بن عمران بارتی کو دیکھا اور وہاں ابو بصیر بھی موجود تھے تو محمد بن عمران نے کہا: میں نے امام صادق سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ ہم میں آٹھ ایسے افراد ہیں جن سے فرشتے کلام کرتے ہیں اور ان میں سے ساتواں قائم ہے تو ابو بصیر بن ابوالقاسم اٹھا اور اس کے سر کا بوسہ لیا اور اس نے کہا: میں نے امام باقر سے چالیس سال سے سنار کھا ہے۔

ابو بصیر نے اس سے کہا: میں نے اسے امام باقر سے اس وقت سنا جب میں پانچ سال کا تھا، آپ انہیں لیکر آئے اور فرمایا: خاموس رہو اے بچے، تاکہ ان کے ایمان کے ساتھ ان کا ایمان بھی زیادہ ہو جائے یعنی قائم کے ساتھ، لیکن یہ نہیں کہا کہ میرا یہ بیٹا قائم ہے۔

۹۰۲ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ قَتِيْبَةَ، قَالَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْوَاسِطِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قِيَامَا الصَّيْرَفِيُّ، قَالَ، حَجَجْتُ فِي سَنَةِ ثَلَاثٍ وَتَسْعِينَ وَمِائَةٍ، وَسَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) فَقُلْتُ جُعِلَتْ فِدَاكَ مَا فَعَلَ أَبُوكَ قَالَ مَضَى كَمَا مَضَى آبَاؤُهُ، قُلْتُ فَكَيْفَ أَصْنَعُ بِحَدِيثِ حَدَّثَنِي بِهِ يَعْقُوبُ بْنُ شَعِيبٍ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ^{۴۶}: أَنَّ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ إِنْ جَاءَكُمْ مَنْ يُخْبِرُكُمْ أَنَّ ابْنِي هَذَا مَاتَ وَكُنْ وَقُبِرَ وَنَفَضُوا أَيْدِيَهُمْ مِنْ تَرَابِ قَبْرِهِ فَلَا تُصَدِّقُوا بِهِ فَقَالَ: كَذَبَ أَبُو بَصِيرٍ لَيْسَ هَكَذَا حَدَّثَهُ، إِنَّمَا قَالَ إِنْ جَاءَكُمْ عَنْ صَاحِبِ هَذَا الْأَمْرِ.

حسن بن قیامصیری کا بیان ہے کہ میں نے ۱۹۳ھ میں حج کیا اور امام رضاؑ سے سوال کیا: میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، آپ کے والد کا کیا بنا؟
آپ نے فرمایا: وہ اپنے آباء و اجداد کی طرح فوت ہو گئے۔

میں نے عرض کی: تو میں اس حدیث کا کیا کروں جو مجھے یعقوب بن شعیب نے ابو بصیر سے بیان کی کہ امام صادقؑ نے فرمایا: اگر تمہارے پاس کوئی یہ خبر لے کر آئے کہ میرا یہ بیٹا فوت ہو گیا ہے اور اسے کفن و دفن دیا گیا ہے اور انہوں نے آپ کی قبر کی مٹی کو برابر کر دیا ہے تو اس کی تصدیق نہ کرنا۔

آپ نے فرمایا: ابو بصیر نے جھوٹ بولا ہے امام نے اس طرح نہیں فرمایا تھا، آپ نے تو فرمایا تھا: اگر تمہارے پاس کوئی صاحب امر قائم آل محمدؑ کے متعلق یہ خبر لائے تو اس کی تصدیق نہ کرنا۔

۹۰۳ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ يَعْقُوبَ الْبَيْهَقِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَمْدَوَيْهِ الْبَيْهَقِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبَّادِ الْبَصْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الْقَاسِمِ الْحَذَّاءِ الْكُوفِيِّ، قَالَ، خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِينَةِ فَلَمَّا جُرْتُ حَيْطَانَهَا مُقْبِلًا نَحْوَ الْعِرَاقِ، إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ عَلَى بَغْلٍ أَشْهَبَ يَعْتَرِضُ الطَّرِيقَ، فَقُلْتُ لِبَعْضٍ مَنْ كَانَ مَعِيَ مِنْ هَذَا فَقَالَ هَذَا ابْنُ الرِّضَا (ع) قَالَ، فَقَصَدْتُ قَصْدَهُ، فَلَمَّا رَأَيْتُ أُرِيدُهُ وَقَفَ لِي، فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ لَأَسْلَمَ عَلَيْهِ، فَمَدَّ يَدَهُ إِلَيَّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَاقْبَلْتُهُ، فَقَالَ: مَنْ أَنْتَ قُلْتُ بَعْضُ مَوَالِيكَ جُعِلَتْ فِدَاكَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الْقَاسِمِ الْحَذَّاءِ، فَقَالَ لِي: أَمَا إِنَّ

عَمَّكَ كَانَ مُلْتَوِيًا عَلَى الرِّضَا (ع)! قَالَ، قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ رَجَعَ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ إِنْ كَانَ رَجَعَ فَلَا بَأْسَ. وَاسْمُ عَمِّهِ الْقَاسِمُ الْحَذَاءُ.

علی بن محمد بن قاسم حذاء کوئی کا بیان ہے کہ میں مدینہ سے عراق کے قصد سے نکلا جب میں اس کی دیواروں سے گزر گیا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا جو سفید و سیاہ رنگ کے خچر پہ سوار ہے اور راستے سے دور دور چل رہا ہے تو میں نے اپنے بعض ساتھیوں سے پوچھا یہ کون ہے؟

انہوں نے بتایا: یہ امام رضاؑ کے فرزند ہیں راوی کہتا ہے میں نے ان سے ملنے کا قصد کیا اور ان کی طرف چل دیا، جب میں ان کے پاس پہنچا تا کہ سلام کروں آپ نے اپنا دست مبارک میری طرف بڑھایا میں نے آپ کو سلام کیا اور اس کا بوسہ لیا تو آپ نے پوچھا: تو کون ہے؟ میں نے عرض کی: میں آپ کے مولیوں میں سے ہوں، میں آپ پر قربان جاؤں، میں علی بن محمد بن قاسم حذاء ہوں۔

آپ نے مجھے فرمایا: تیرا ایک چچا امام رضاؑ کے بارے میں مضطرب اور شک کا شکار تھا؟ میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، وہ اس اضطراب سے باہر آچکا ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر وہ اس سے باز آچکا تو کوئی حرج نہیں ہے اور اس کے چچا کا نام قاسم حذاء ہے۔

وَأَبُو بَصِيرٍ هَذَا يَحْيَى بْنُ الْقَاسِمِ يُكْنَى أَبَا مُحَمَّدٍ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ سَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ فَضَّالٍ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ هَذَا هَلْ كَانَ مَتَّهِمًا بِالْغُلُوِّ فَقَالَ أَمَّا الْغُلُوُّ فَلَا، وَلَكِنْ كَانَ مَخْلُطًا. يَهْ أَبُو بَصِيرٍ يٰحٰی بن قاسم ہے اور اس کی کنیت ابو محمد ہے اور محمد بن مسعود نے علی بن حسن بن علی بن فضال سے اس ابو بصیر کے بارے میں سوال کیا، کیا ان پر غلو کی تہمت تھی؟

اس نے کہا: غلو تو نہیں تھا لیکن وہ خلط کا شکار تھا۔

زرعہ بن محمد حضرمی^{۴۷}

۹۰۴ ابو عمرو قال: سَمِعْتُ حَمْدَوِيَّهٖ، قَالَ: زُرْعَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَضْرَمِيُّ، وَأَقْفَى. ابو عمرو کشتی فرماتے ہیں کہ میں نے حمدویہ سے سنا کہ زرعہ بن محمد حضرمی واقفی تھا۔

حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ قُتَيْبَةَ، قَالَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْوَاسِطِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قِيَامَا الصَّيْرَفِيُّ، قَالَ، سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرَّضَا (ع) فَقُلْتُ جُعِلَتْ فِدَاكَ مَا فَعَلَ أَبُوكَ قَالَ مَضَى كَمَا مَضَى آبَاؤُهُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، قُلْتُ فَكَيْفَ أَصْنَعُ بِحَدِيثِ حَدَّثَنِي بِهِ زُرْعَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَضْرَمِيُّ، عَنْ سَمَاعَةَ بْنِ مِهْرَانَ، أَنَّ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ إِنَّ ابْنِي هَذَا فِيهِ شَبَهٌ مِنْ خَمْسَةِ أَنْبِيَاءَ يَحْسَدُ كَمَا حَسَدَ يُوسُفَ (ع) وَ يَغِيبُ كَمَا غَابَ يُونُسُ وَ ذَكَرَ ثَلَاثَةَ أُخَرَ قَالَ كَذَبَ زُرْعَةُ لَيْسَ هَكَذَا حَدِيثُ سَمَاعَةَ، إِنَّمَا قَالَ صَاحِبُ هَذَا الْأَمْرِ يَعْنِي الْقَائِمَ (ع) فِيهِ شَبَهُ مِنْ خَمْسَةِ أَنْبِيَاءَ، وَ لَمْ يَقُلْ ابْنِي.

^{۴۷} - الجاشی ۱۲۵. معالم العلماء ۵۴. رجال ابن داود ۲۴۵. معجم الثقات ۵۵. رجال البرقی ۴۸. معجم رجال الحديث ۷: ۲۶۱ و ۲۶۲. جامع الرواة ۱: ۳۲۹. رجال الحلی ۲۲۴. توضیح الاشتباه ۱۶۲. نقد الرجال ۱۳۷. مجمع الرجال ۳: ۵۱ و ۵۲. ہدایۃ المحدثین ۶۶. إعیان الشیعۃ ۷: ۵۹. بحجۃ الامال ۴: ۱۹۳. منبہی المقال ۱۳۶. العندبیل ۱: ۲۹۱. منبج المقال ۱۴۸. ایضاح الاشتباه ۴۱. جامع المقال ۶۹. التحریر الطاوسی ۱۱۵. نضد الايضاح ۱۴۳. إضبط المقال ۵۱۲. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۱۹۸. اتقان المقال ۶۲. شرح مشیختہ التذیب ۶۶. شرح مشیختہ الفقیہ ۱۲. رجال الأنصاری ۹۰. ثقات الرواة ۱: ۳۳۲ و ۳۳۳.

حسن بن قیاصیری کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ سے سوال کیا، میں آپ پر قربان جاؤں، آپ کے باپ کا کیا بنا؟

آپ نے فرمایا: وہ اسی طرح چل بسے جس طرح ہمارے سابقہ آباء و اجداد وفات پا چکے۔ میں نے عرض کی: میں اس حدیث کا کیا کروں جو زرعه بن محمد حضرمی نے سماع بن مہران سے بیان کی کہ امام صادقؑ نے فرمایا: میرے اس بیٹے میں پانچ انبیاء کی شباهت ہے؟ ان سے اس طرح حسد کیا جائے گا جس طرح یوسف سے کیا گیا، اور یہ اسی طرح غائب ہو گئے جس طرح یونس غائب ہوا اور اسی طرح تین دوسری شباهتیں بیان کیں؟

آپ نے فرمایا: زرعه نے جھوٹ بولا، سماع کی حدیث اس طرح ہے، امام نے فرمایا تھا: صاحب الامر قائم آل محمدؑ میں پانچ انبیاء کی شباهتیں ہیں اور آپ نے یہ نہیں کہا تھا کہ میرے بیٹے میں یہ چیزیں ہیں۔

جعفر بن خلف^{۴۸}

۹۰۵ جعفر بن أحمد، عن یونس بن عبد الرحمن، عن جعفر بن خلف، قال، سمعتُ أبا الحسن (ع) يقول: سعدُ امرؤٌ لم يمتِ حتى يرى منه خلفاً، و قد أَرَانِي اللَّهُ ابْنِي هَذَا خَلْفًا، وَ أَشَارَ إِلَيْهِ، دَلَالَةً عَلَى خُصُوصِيَّتِهِ.

جعفر بن خلف نے امام کاظمؑ سے روایت کی: وہ شخص نیک بخت ہے جو مرنے سے پہلے اپنی نسل اور اولاد کو دیکھ لے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے میرا یہ بیٹا عطا کیا ہے جو میرا جانشین ہے اور انکی طرف اشارہ فرمایا اور ان کی پہچان کرائی۔

^{۴۸} رجال الطوسی ۱۶۲ و ۳۴۶، تنقیح المقال ۱: ۲۱۵، خاتمة المستدرک ۷۸۷، معجم رجال الحديث ۴: ۶۶، جامع الرواة ۱: ۱۵۱، نقد الرجال ۶۹، مجمع الرجال ۲: ۲۶۲ و ۲۷۰، إعيان الشیعة ۳: ۱۰۷، رجال ابن داود ۶۳، بحیة الامال ۲: ۵۲۸، منتہی المقال ۷۶، العند تبیل ۱: ۹۸، منہج المقال ۸۲، التحریر الطاوسی ۶۵، اتقان المقال ۱: ۱۷۱، الوجیة للعلی ۲۹، لسان المیزان ۲: ۱۱۵.

محمد بن بشیرؒ

وَهُوَ نَادِرٌ طَرِيفٌ مِنْ اِعْتِقَادِهِ فِي مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ (ع). جو امام کاظم کے متعلق بہت عجیب قسم کے خیالات رکھتا تھا۔

۹۰۶ قَالَ أَبُو عَمْرٍو: قَالُوا إِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ بَشِيرٍ لَمَّا مَضَى أَبُو الْحَسَنِ (ع) وَ وَقَفَ عَلَيْهِ الْوَاقِفَةُ، جَاءَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ، وَ كَانَ صَاحِبُ شُعْبَةٍ وَ مَخَارِيقٍ مَعْرُوفًا بِذَلِكَ، فَادَّعَى أَنَّهُ يَقُولُ بِالْوَقْفِ عَلَى مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ (ع)، وَ أَنَّ مُوسَى (ع) هُوَ كَانَ ظَاهِرًا بَيْنَ الْخَلْقِ يَرُونَهُ جَمِيعًا، يَتَرَاءَى لِلْأَهْلِ النُّورِ بِالنُّورِ ۵۰ وَ لِلْأَهْلِ الْكُدُورَةُ بِالْكَدُورَةِ فِي مِثْلِ خَلْقِهِم بِالْإِنْسَانِيَّةِ وَ الْبَشَرِيَّةِ اللَّحْمَانِيَّةِ، ثُمَّ حُجِبَ الْخَلْقُ جَمِيعًا عَنْ إِدْرَاكِهِ. وَ هُوَ قَائِمٌ بَيْنَهُمْ مَوْجُودٌ كَمَا كَانَ، غَيْرَ أَنَّهُمْ مَحْجُوبُونَ عَنْهُ وَ عَنْ إِدْرَاكِهِ كَالَّذِي كَانُوا يُدْرِكُونَهُ. وَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ هَذَا مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ مِنْ مَوَالِي بَنِي أَسَدٍ، وَلَهُ أَصْحَابٌ قَالُوا

۴۹۔ رجال شیخ طوسی، ص ۳۵۸ ۳۶۱ ن ۳۸، اصحاب الکاظم، فرمایا: غال ملعون، ابن داود، رجال، قسم ثانی: ۲۷۰ ن ۴۳۳، تحریر طاووسی، ۵۰۷ ن ۳۷۱، و ص ۵۲۴ ن ۳۸۵، علامہ حلی، رجال: ۲۵۰ ن ۱۱. نقد الرجال تفریثی ص ۱۵۰ ن ۴۵۱، سماء المقال کلباسی، ص ۱۱، رجال بحر العلوم ص ۴۰۵، ج ۴ ص ۱۱، مجمع رجال الحدیث، ن ۱۰۳۳۵، تہذیب، ج ۸ باب مذکور، ج ۸ ص ۱۱، ج ۸ باب صفیۃ الوضوء ج ۲، ۲۱۲، اور استبصار شیخ طوسی، باب نذر ج ۱۶ کی بعض سندوں میں محمد بن بشیر وارد ہوا اس سے اردبیلی نے جامع الرواۃ میں سمجھا ہے کہ یہ یہی غالی محمد بن بشیر ہے حالانکہ یہ ایک دوسرا شخص ہے جیسا کہ محقق خوئی نے اس کو بیان کیا ہے۔

۵۰۔ رجال الکشی، ص ۴۷۸

إِنَّ مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ لَمْ يَمُتْ وَلَمْ يُحْبَسْ وَأَنَّهُ غَابَ وَاسْتَتَرَ وَهُوَ الْقَائِمُ الْمَهْدِيُّ، وَأَنَّهُ فِي وَقْتِ غَيْبَتِهِ اسْتَخْلَفَ عَلَى الْأَمَّةِ مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ، وَجَعَلَهُ وَصِيَّهُ وَأَعْطَاهُ خَاتَمَهُ وَعِلْمَهُ وَجَمِيعَ مَا تَحْتَاجُ إِلَيْهِ رِعْيَتُهُ مِنْ أَمْرِ دِينِهِمْ وَدُنْيَاهُمْ، وَفَوَّضَ إِلَيْهِ جَمِيعَ أَمْرِهِ وَأَقَامَهُ مَقَامَ نَفْسِهِ، فَمُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ الْإِمَامُ بَعْدَهُ.

ابو عمرو کثی کا بیان ہے کہ علماء کا کہنا ہے کہ جب امام کاظمؑ کی شہادت ہوئی اور واقعی گروہ پیدا ہو چکا تو محمد بن بشیر آیا اور وہ شعبہ باز اور عجیب و غریب جادوئی کاموں کا ماہر اور مشہور تھا تو اس نے بھی امام کاظمؑ پر وقف کے نظریے کی تائید کی اور اس نے کہا: پہلے امام کاظمؑ مخلوق میں بالکل ظاہر اور آشکار تھے اور سب انہیں دیکھتے تھے وہ اہل نور کو نور کے ذریعے نظر آتے تھے اور اہل کدورت کو ان کی بشری اور انسانی شکل کدورت میں نظر آتے تھے، پھر تمام مخلوق سے ان کا ادراک روک لیا گیا حالانکہ آپ ان میں پہلے کی طرح موجود ہیں لیکن لوگ انہیں درک نہیں کر سکتے اور پہلے کی طرح نہیں پاسکتے۔

اور یہ محمد بن بشیر کو فی بنی اسد کا ہم پیمان تھا اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ امام کاظمؑ نہ فوت ہوئے اور نہ قید ہوئے بلکہ وہ غائب ہو گئے اور وہی مہدی قائم آل محمدؑ ہیں، اور انہوں نے اپنی غیبت کے زمانے میں امت پر محمد بن بشیر کو اپنا جانشین بنایا اور اسے اپنا وصی قرار دیا اور اسے اپنی انگشت علم اور وہ تمام ضروری چیزیں عطا کیں جو ان کے دین اور دنیا کے معاملات کی حفاظت کے لیے لازم تھیں اور انہیں اپنے تمام امور سپرد کر دیئے اور اسے اپنا قائم مقام قرار دیا تو محمد بن بشیر ان کے بعد امام ہے۔

۹۰۷ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُلُوبِيهِ، قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقُمِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَثْمَانَ بْنِ عِيسَى الْكِلَابِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ

مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ، يَقُولُ: الظَّاهِرُ مِنَ الْإِنْسَانِ آدَمُ وَ الْبَاطِنُ أَزَلِيُّ، وَ قَالَ، إِنَّهُ كَانَ يَقُولُ بِالْأَثْنَيْنِ، وَ إِنَّ هِشَامَ بْنَ سَالِمٍ نَازَرَهُ عَلَيْهِ فَأَقْرَبَهُ وَ لَمْ يَنْكَرْهُ، وَ إِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ بَشِيرٍ لَمَّا مَاتَ أَوْصَى إِلَى ابْنِهِ سَمِيعِ بْنِ مُحَمَّدٍ، فَهُوَ الْإِمَامُ، وَ مَنْ أَوْصَى إِلَيْهِ سَمِيعٌ فَهُوَ إِمَامٌ مُفْتَرَضُ الطَّاعَةِ عَلَى الْأُمَّةِ إِلَى وَقْتِ خُرُوجِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ (ع) وَ ظُهُورِهِ، فَمَا يَلْزَمُ النَّاسَ مِنْ حُقُوقٍ فِي أَمْوَالِهِمْ وَ غَيْرِ ذَلِكَ مِمَّا يَتَقَرَّبُونَ بِهِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى، فَالْفَرَضُ عَلَيْهِ أَدَاؤُهُ إِلَى أَوْصِيَاءِ مُحَمَّدِ بْنِ بَشِيرٍ إِلَى قِيَامِ الْقَائِمِ، وَ زَعَمُوا أَنَّ عَلِيَّ بْنَ مُوسَى (ع) ^{۵۱} وَ كُلُّ مَنْ ادَّعَى الْإِمَامَةَ مِنْ وَلَدِهِ وَ وَلَدِ مُوسَى (ع) فَمُبْطَلُونَ كَاذِبُونَ غَيْرُ طَيِّبِ الْوَلَادَةِ، فَنفَوْهُمْ عَنْ أَنْسَابِهِمْ وَ كَفَرُواهُمْ لِدَعْوَاهُمْ الْإِمَامَةَ، وَ كَفَرُوا الْقَائِلِينَ بِإِمَامَتِهِمْ وَ اسْتَحْلَوْا دِمَاءَهُمْ وَ أَمْوَالَهُمْ، وَ زَعَمُوا أَنَّ الْفَرَضَ عَلَيْهِمْ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى إِقَامَةُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَ صَوْمِ شَهْرِ رَمَضَانَ، وَ أَنْكَرُوا الزَّكَاةَ وَ الْحَجَّ وَ سَائِرَ الْفَرَائِضِ، وَ قَالُوا بِإِبَاحَةِ الْمَحَارِمِ وَ الْفُرُوجِ وَ الْعِلْمَانِ، وَ اعْتَلَّوْا فِي ذَلِكَ بِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: أَوْ يَزُوجَهُمْ ذُكْرًا أَوْ إُنْثَى (شورى ۵۰)، وَ قَالُوا بِالتَّنَاسُخِ، وَ الْأُمَّةُ عِنْدَهُمْ وَاحِدًا وَاحِدًا إِنَّمَا هُمْ مُنْتَقِلُونَ مِنْ قَرْنٍ إِلَى قَرْنٍ، وَ الْمَوَاسَاةُ بَيْنَهُمْ وَاجِبَةٌ فِي كُلِّ مَا مَلَكَوهُ مِنْ مَالٍ أَوْ خَرَجٍ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ، وَ كُلَّمَا أَوْصَى بِهِ رَجُلٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ لِسَمِيعِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ أَوْصِيَاءِهِ مِنْ بَعْدِهِ، وَ مَذَاهِبُهُمْ فِي التَّفْوِيزِ مَذَاهِبُ الْغُلَاةِ مِنَ الْوَاقِفَةِ، وَ هُمْ أَيْضًا قَالُوا بِالْحَلَالِ-

عثمان بن عیسیٰ کلابی کا بیان ہے کہ اس نے محمد بن بشیر سے سنا کہ انسان کا ظاہر آدمی ہے اور اس کا باطن ازلی ہے اور وہ کئی قدیم ذوات یعنی خداؤں کا قائل تھا تو ہشام بن سالم نے اس کے ساتھ اس موضوع میں مناظرہ کیا تو اس نے ہشام کی بات کو تسلیم کیا اور اس کا انکار نہیں کر سکا اور جب محمد بن بشیر مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹے سمیع بن محمد کو اپنا وصی بنایا کہ وہ امام ہے اور جس کی طرف سمیع وصیت کرے وہ امت کا اس وقت تک واجب الطاعت امام ہوگا جب تک امام کاظم ظہور نہیں فرماتے، اور لوگوں پر جو حقوق مالی واجب الاداء ہیں جن کے ذریعے وہ تقرب خدا حاصل کرتے ہیں وہ قائم آل محمد کے ظہور تک محمد بن بشیر کے اوصیاء کو ادا کریں گے۔

اور انہوں نے گمان کیا کہ علی رضا اور ان کی اولاد اور امام کاظم کی اولاد میں سے جو بھی امامت کا دعویٰ کرے تو (نعوذ باللہ) وہ باطل اور جھوٹا اور اس کی ولادت ناپاک ہوگی، تو انہوں نے ان کے نسب کی نفی کی اور ان کے دعویٰ امامت کی وجہ سے ان کی تکفیر کی اور ان کی امامت کے قائلین کو بھی کافر قرار دیا اور ان کی جان و مال کو حلال قرار دیا اور ان کا گمان تھا کہ ہم پر نماز اور ماہ رمضان کے روزے خدا کی طرف سے فرض ہیں^{۵۲} لیکن زکات، حج اور دوسرے دینی فرائض کا انکار کرتے تھے اور انہوں نے خدا کی حرام کردہ کاموں اور شہوت پرستی بشمول ہم جنس بازی کو حلال قرار دیا اور اس کے لیے اس آیت سے استدلال کیا: خدا انہیں بیٹے اور بیٹیاں عطا کرتا ہے (لیکن اس نے معنی کیا کہ وہ ان کی بیٹوں اور بیٹیوں سے شادیاں کراتا ہے

^{۵۲} سب غالی بے نماز نہیں ہوتے جیسا کہ دیگر قرائن سے بھی محققین نے اس بات کو ذکر کیا بلکہ غالیوں کی عادات و اطوار مختلف ہیں اور وہ بے دینی کے مختلف طریقوں میں مشترک ہیں، کلیات فی علم الرجال، بحث غلات۔

(۵۳، اور وہ تنازع کا قائل تھا اور اس کے نزدیک ائمہ نسل در نسل چلیں گے اور ان میں آپس میں اپنے مال و منال کے ذریعے مواسات ضروری ہے اور جو شخص راہ خدا کے لیے وصیت کرے تو وہ سمیع بن محمد اور اس کے بعد جو اوصیاء ہونگے ان کے قرار دے اور ان کے تفویض میں نظریات واقعی غالیوں کے نظریات کی مانند ہیں اور وہ حلول کے قائل ہیں۔

و زَعَمُوا أَنَّ كُلَّ مَنْ انْتَسَبَ إِلَى مُحَمَّدٍ فَهُمْ بَيُوتٌ وَ ظُرُوفٌ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا هُوَ رَبُّ حَلٍّ فِي كُلِّ مَنْ انْتَسَبَ إِلَيْهِ، وَأَنَّهُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، وَأَنَّهُ مُحْتَجِبٌ فِي هَذِهِ الْحُجُبِ. وَ زَعَمَتْ هَذِهِ الْفِرْقَةُ وَ الْمَجَسَّمَةُ وَ الْعَلَيَاوِيَّةُ وَ أَصْحَابُ أَبِي الْخَطَّابِ: أَنَّ كُلَّ مَنْ انْتَسَبَ إِلَى أَنَّهُ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ فَهُوَ مُبْطَلٌ فِي نَسَبِهِ مُفْتَرٍ عَلَى اللَّهِ كَاذِبٌ وَأَنَّهُمُ الَّذِينَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهِمْ: إِنَّهُمْ يَهُودٌ وَ نَصَارَى، فِي قَوْلِهِ: وَ قَالَتِ الْيَهُودُ وَ النَّصَارَى: نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَ أَحِبَّاؤُهُ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِمَّنْ خَلَقَ، مُحَمَّدٌ فِي مَذْهَبِ الْخَطَّابِيَّةِ وَ عَلَى فِي مَذْهَبِ الْعَلَيَاوِيَّةِ، فَهُمْ مِمَّنْ خَلَقَ هَذَانِ، كَاذِبُونَ فِيمَا ادَّعَوْا مِنَ النَّسَبِ إِذْ كَانَ مُحَمَّدٌ عِنْدَهُمْ وَ عَلَى هُوَ رَبُّ لَا يَلِدُ وَ لَا يُولَدُ وَ لَا يَسْتَوْلِدُ، تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا.

۵۳۔ تمام آیات اور ان کا سیاق سابق ملاحظہ ہو جن سے یہ لوگ جاہل رہے؛ لِّلَّهِ مَلَكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يُرْسِلُ رُسُلًا مِنْ شَاءِ يُرْسِلُ رُسُلًا مِنْ شَاءِ يُرْسِلُ رُسُلًا مِنْ شَاءِ وَيُخَلِّصُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا (شوری ۴۹-۵۰) ترجمہ: آسمانوں اور زمین کی بادشاہی صرف اللہ کے لیے ہے، وہ جو چاہتا ہے خلق فرماتا ہے، جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے نرینہ اولاد عطا کرتا ہے، یا (جسے چاہے) بیٹے اور بیٹیاں دونوں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے وہ یقیناً بڑا جاننے والا، قدرت والا ہے، تو ان آیات میں مراد ہے: {اُولَئِكَ وَ جِئْتُمُوهُمْ} یقرن بین الصنفین، ویسبہما جمیعاً، ہو ان تہلہ تو امین غلاماً و جاریہ، قالہ محمد بن الحنفیہ، والتزویج ہنا الجمع بین البنین والبنات۔

اور وہ گمان کرتے ہیں کہ جو بھی اس محمد کی طرف منسوب ہے وہ گھروں اور ظروف کی مانند ہے اور محمد رب ہے جو اپنی نسل کے ہر شخص میں حلول کر چکا ہے اور وہ لم یلد ولم یولد ہے (یعنی نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے)، اور وہ ان پردوں میں چھپا ہوا ہے اور یہی اس فرقہ، محمسیہ، علیاویہ اور ابو الخطاب کے ساتھیوں کا گمان ہے اور جو شخص یہ نسب بیان کرے کہ وہ آل محمد میں سے ہے تو وہ اپنے نسب میں باطل ہے اور وہ خدا پر جھوٹ بولتا ہے۔ ان کے متعلق خدا نے فرمایا: وہ یہودی اور نصرانی ہیں اور نصاریٰ و یہود کہتے ہیں کہ ہم خدا کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں تو ان سے کہہ دو کہ خدا تمہیں تمہارے گناہوں کے بسبب عذاب کیوں دیتا ہے بلکہ وہ بدترین مخلوق ہیں (مائدہ ۱۸)۔

ابو الخطاب کے مذہب میں محمد مصطفیٰ نے اور علیاوی مذہب میں امام علی نے ان کو خلق کیا تو وہ اپنے دعووں میں جھوٹے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک محمد مصطفیٰ ﷺ اور علی مرتضیٰؑ تورب ہیں اور وہ لم یلد ولم یولد ہے (یعنی نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے)، اللہ ان بڑے دعووں سے بہت بلند ہے۔

وَ كَانَ سَبَبُ قَتْلِ مُحَمَّدٍ بْنِ بَشِيرٍ لَعْنَهُ اللَّهُ: لَأَنَّهُ كَانَ مَعَهُ شُعْبَةً وَمَخَارِيقُ فَكَانَ يُظْهِرُ الْوَاقِفَةَ أَنَّهُ مِمَّنْ وَقَفَ عَلَى عَلِيٍّ بْنِ مُوسَى (ع)، وَ كَانَ يَقُولُ فِي مُوسَى بِالرُّبُوبِيَّةِ، وَ يَدْعِي لِنَفْسِهِ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَ كَانَ عِنْدَهُ صُورَةٌ قَدْ عَمَلَهَا وَ أَقَامَهَا شَخْصًا كَأَنَّهُ صُورَةُ أَبِي الْحَسَنِ (ع) فِي ثِيَابٍ حَرِيرٍ وَ قَدْ طَلَّاهَا بِالْأَدْوِيَةِ وَ عَالَجَهَا بِحِيلٍ عَمَلَهَا فِيهَا حَتَّى صَارَتْ شَبِيهَا بِصُورَةِ إِنْسَانٍ، وَ كَانَ يَطْوِيهَا فَإِذَا أَرَادَ الشُّعْبَةَ نَفَخَ فِيهَا فَأَقَامَهَا، وَ كَانَ يَقُولُ لِأَصْحَابِهِ إِنَّ أَبَا الْحَسَنِ (ع) عِنْدِي فَإِنْ أَحْبَبْتُمْ أَنْ تَرَوْهُ وَ تَعْلَمُوا أَنِّي نَبِيٌّ فَهَلُّوا أَعْرَضُهُ عَلَيْكُمْ! فَكَانَ يَدْخُلُهُمُ الْبَيْتَ وَ الصُّورَةَ مَطْوِيَةً مَعَهُ، فَيَقُولُ لَهُمْ: هَلْ تَرَوْنَ فِي

الْبَيْتِ مُقِيمًا أَوْ تَرَوْنَ فِيهِ غَيْرِي وَغَيْرَكُمْ فَيَقُولُونَ لَا وَ لَيْسَ فِي الْبَيْتِ أَحَدٌ،
فَيَقُولُ اخْرُجُوا! فَيَخْرُجُونَ مِنَ الْبَيْتِ فَيَصِيرُ هُوَ وَرَاءَ السِّتْرِ وَ يَسْبِلُ السِّتْرَ
بَيْنَهُ وَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَقْدُمُ تِلْكَ الصُّورَةَ، ثُمَّ يَرْفَعُ السِّتْرَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَهُمْ، فَيَنْظُرُونَ إِلَى
صُورَةٍ قَائِمَةٍ وَ شَخْصٍ كَأَنَّهُ شَخْصٌ أَبِي الْحَسَنِ لَا يَنْكُرُونَ مِنْهُ شَيْئًا، وَ يَقِفُ
هُوَ مِنْهُ بِالْقُرْبِ فَيَرِيهِمْ مِنْ طَرِيقِ الشُّعْبَةِ أَنَّهُ يَكَلِّمُهُ وَ يَنَاجِيهِ وَ يَدْنُو مِنْهُ
كَأَنَّهُ يَسَارُهُ، ثُمَّ يَغْمِزُهُمْ أَنْ يَتَنَحَّوْا فَيَتَنَحَّوْنَ، وَ يَسْبِلُ السِّتْرَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَهُمْ فَلَا
يَرَوْنَ شَيْئًا.

اور اس محمد بن بشیر کے قتل کا سبب یہ ہوا کہ وہ شعبہ بازی اور اس طرح عجیب و غریب
کاموں کا ماہر تھا اور واقعی مذہب کے نظریات سے ظاہر ہے کہ وہ امام علی رضا کی امامت پر وقف
کا قائل تھا اور حضرت امام موسی کاظم کو رب مانتا تھا اور اپنے لیے نبوت کا قائل تھا اور اس
نے امام کاظم کی شکل میں ایک صورت بنائی تھی اور اسے ریشم کے کپڑے پہنائے تھے اور
مختلف چیزوں کے ذریعے اس کی آرائش کی اور اسے بالکل انسان کے پیکر کی طرح قرار دیا اور
وہ اس کی دیکھ بھال کیا کرتا تھا اور جب شعبہ بازی کرنا چاہتا تو اس میں پھونک دیتا اور اسے کھڑا
کرتا اور اپنے ساتھیوں سے کہتا:
ابو الحسن میرے پاس ہیں اگر تم انہیں دیکھنا چاہتے ہو اور یقین کرنا چاہو کہ میں نبی ہو تو آؤ
میں ان سے تمہاری ملاقات کراتا ہوں، وہ انہیں گھر لے جاتا اور وہ تصویر پڑی ہوتی تو وہ ان سے
کہتا: کیا تم اس گھر میں کسی شخص کو دیکھ رہے ہو یا اس گھر میں میرے اور اپنے سوا تم کسی کو
پاتے ہو؟

وہ کہتے: نہیں گھر میں کوئی نہیں۔

وہ کہتا: تم گھر سے باہر جاؤ۔

وہ گھر سے نکل جاتے وہ پردے کے پیچھے چلا جاتا اور اپنے اور انکے درمیان پردے لٹکا دیتا پھر اس صودت کو مجسم کرتا اور اپنے اور ان کے درمیان والے پردے ہٹا دیتا تو وہ اس تصویر کو کھڑا ہوا دیکھتے اور ابوالحسن کی مانند شخص کو دیکھتے تو وہ اس کا انکار نہیں کرتے تھے پھر وہ اس تصویر کے پاس بیٹھ جاتا اور شعبہ بازی کے ذریعے انہیں ایسے ظاہر کرتا گویا وہ کلام کر رہا ہو اور ان سے سرگوشی کرتا ہو اور اس کے قریب ہوتا گویا اسے خوش کر رہا ہو پھر انہیں اشارہ کرتا کہ چلے جاؤ تو وہ چلے جاتے اور ان کے درمیان پردے لٹکا دیئے جاتے تو وہ کوئی چیز نہ دیکھتے۔

وَكَانَتْ مَعَهُ أَشْيَاءٌ عَجِيبَةٌ مِنْ صُنُوفِ الشُّعْبَةِ مَا لَمْ يَرَوْا مِثْلَهَا، فَهَلَكُوا بِهَا، فَكَانَتْ هَذِهِ حَالَهُ مُدَّةً، حَتَّى رُفِعَ خَبْرُهُ إِلَى بَعْضِ الْخُلَفَاءِ أَحْسَبُهُ هَارُونَ أَوْ غَيْرُهُ مِمَّنْ كَانَ بَعْدَهُ مِنَ الْخُلَفَاءِ وَ أَنَّهُ زَنْدِيقٌ، فَأَخَذَهُ وَ أَرَادَ ضَرْبَ عُنُقِهِ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اسْتَبْقِنِي فَإِنِّي أَتَّخِذُ لَكَ أَشْيَاءَ يَرْغَبُ الْمُلُوكُ فِيهَا! فَأُطْلِقَهُ، فَكَانَ أَوَّلُ مَا أَتَّخَذَ لَهُ الدَّوَالِي، فَإِنَّهُ عَمِدَ إِلَى الدَّوَالِي فَسَوَّاهَا وَ عَلَّقَهَا وَ جَعَلَ الزَّبِيقَ بَيْنَ تِلْكَ الْأَلْوَاحِ، فَكَانَتْ الدَّوَالِي تَمْتَلِي مِنَ الْمَاءِ وَ تَمِيلُ الْأَلْوَاحُ وَ يَنْقَلِبُ الزَّبِيقُ مِنْ تِلْكَ الْأَلْوَاحِ فَيَتَّبِعُ الدَّوَالِي لِهَذَا، فَكَانَتْ تَعْمَلُ مِنْ غَيْرِ مُسْتَعْمِلٍ لَهَا وَ تُصَبُّ الْمَاءُ فِي الْبُسْتَانِ، فَأَعْجَبَهُ ذَلِكَ مَعَ أَشْيَاءَ عَمَلِهَا، يُضَاهِي اللَّهُ بِهَا فِي خَلْقِهِ الْجَنَّةَ، فَقَوَّاهُ وَ جَعَلَ لَهُ مَرْتَبَةً، ثُمَّ إِنَّهُ يَوْمًا مِنَ الْأَيَّامِ انْكَسَرَ بَعْضُ تِلْكَ الْأَلْوَاحِ فَخَرَجَ مِنْهَا الزَّبِيقُ، فَتَعَطَّلَتْ فَاسْتَرَابَ أَمْرُهُ وَ ظَهَرَ عَلَيْهِ التَّعْطِيلُ وَ الْإِبَاحَاتُ. وَ قَدْ كَانَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَ أَبُو الْحَسَنِ (عَلَيْهِمَا السَّلَامُ) يَدْعَوَانِ اللَّهَ عَلَيْهِ، وَ يَسْأَلَانِهِ أَنْ يُذِيقَهُ حَرَّ الْحَدِيدِ! فَأَذَاقَهُ اللَّهُ حَرَّ الْحَدِيدِ بَعْدَ أَنْ عَذَّبَ بِأَنْوَاعِ الْعَذَابِ.

قَالَ أَبُو عَمْرٍو: وَ حَدَّثَ بِهَذِهِ الْحِكَايَةِ مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى الْعَبِيدِيُّ، رَوَايَةً لَهُ، وَ بَعْضُهَا عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ. وَ كَانَ هَاشِمُ بْنُ أَبِي هَاشِمٍ قَدْ تَعَلَّمَ مِنْهُ بَعْضَ تِلْكَ الْمَخَارِيقِ، فَصَارَ دَاعِيَةً إِلَيْهِ مِنْ بَعْدِهِ.

اس کے پاس شعبہ بازی کی اتنی قسم کی عجیب چیزیں تھیں کہ جن کو لوگوں نے کسی سے نہیں دیکھا تھا تو وہ ان کے ذریعے ہلاک ہو گئے ایک عرصہ تک یہی حالت رہی یہاں تک کہ اس کی خبر خلفاء کو پہنچی، ظاہر اوہ ہارون یا اس کے بعد کا دور تھا اسے بتایا گیا کہ وہ زندیق ہو چکا ہے تو اس نے پکڑ کر اس کی گردن مار دینے کا حکم دیا۔

اس نے کہا: اے بادشاہ! مجھے مہلت دیجیئے میں آپ کے لیے ایسی چیزیں بناؤں گا جن میں بادشاہ رغبت کرتے ہیں تو اس نے اسے آزاد کر دیا تو اس نے بہت سے ڈول بنائے تو ان کو برابر کر کے لٹکا دیا اور ان تختوں کے درمیان زینب (سیسہ / پارہ) بھر دیا اور وہ ڈول پانی سے بھر دیئے تختے نیچے ہو جاتے تو مسلسل پانی جاری رہتا اور بغیر زیادہ اخراجات اور مزدوروں کی مدد کے وہ باغ کو پانی دیتا اور اس طرح اس نے خلیفہ کو تعجب میں ڈالا جس کو اس نے خدا کی جنت کے مشابہہ بنا دیا تو خلیفہ نے اسے تقویت دی اور اسے اپنا قرب بخشا اور اسے عظیم مرتبہ دیا۔

پھر ایک دن ایک تختہ ٹوٹا تو وہ سب پارہ بہہ گیا تو سب نظام معطل ہو گیا اور اس کا معاملہ مشکوک ہو گیا اور اس کے نظریات دینی کی چھٹی اور خدا کے حرام کو حلال کرنے کی قلعی کھل گئی امام صادق و کاظمؑ نے اسے بد عادی تھی اور اس کے لیے تلوار کے وار کا سوال کیا تھا تو خدا نے کئی طرح کے عذاب دینے کے بعد اسے تلوار کے وار کا مزہ چکھایا۔

ابو عمرو کشتی فرماتے ہیں: یہ حکایت محمد بن عیسیٰ عبیدی نے نقل کی اور بعض حصہ یونس بن عبد الرحمن سے منقول ہے اور ہاشم بن ابی ہاشم نے اس سے کچھ شعبہ بازی سیکھ لی تھی تو اس کے بعد وہ اس کے نظریات کا داعی اور مبلغ بن گیا تھا۔

۹۰۸ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُلُوبِيهِ، قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقُمِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمُسَمَعِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حَدِيدٍ الْمَدَائِنِيُّ، قَالَ، سَمِعْتُ مَنْ سَأَلَ أَبَا الْحَسَنِ الْأَوَّلَ (ع) فَقَالَ، إِنِّي سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ إِنَّكَ لَسْتَ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ الَّذِي أَنْتَ إِمَامُنَا وَحُجَّتُنَا فِيمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ اللَّهِ تَعَالَى، قَالَ، فَقَالَ: لَعَنَهُ اللَّهُ ثَلَاثًا أَذَاقَهُ اللَّهُ حَرَّ الْحَدِيدِ قَتَلَهُ اللَّهُ أَخْبَثَ مَا يَكُونُ مِنْ قَتْلَةٍ! فَقُلْتُ لَهُ جَعَلْتُ فِدَاكَ إِذَا أَنَا سَمِعْتُ ذَلِكَ مِنْهُ أَوْ لَيْسَ حَلَالٌ لِي دَمُهُ مَبَاحٌ كَمَا أُبَيِّحُ دَمَ السَّابِّ لِرَسُولِ اللَّهِ (ص) وَ لِلْإِمَامِ (ع) فَقَالَ: نَعَمْ حَلٌّ وَ اللَّهُ دَمُهُ وَ أَبَاحَهُ لَكَ وَ لِمَنْ سَمِعَ ذَلِكَ مِنْهُ، قُلْتُ أَوْ لَيْسَ هَذَا بِسَابِّ لَكَ قَالَ هَذَا سَابُّ اللَّهِ وَ سَابُّ لِرَسُولِ اللَّهِ وَ سَابُّ لَأَبَائِي وَ سَابُّ لِي، وَ أَيْ سَبِّ لَيْسَ يَقْصُرُ عَنْ هَذَا وَ لَا يَفُوقُهُ هَذَا الْقَوْلُ! فَقُلْتُ أَوْ رَأَيْتَ إِذَا أَنَا لَمْ أَخَفْ أَنْ أَعْمَرَ بِذَلِكَ بَرِيئًا ثُمَّ لَمْ أَفْعَلْ وَ لَمْ أَقْتُلْهُ مَا عَلَيَّ مِنَ الْوِزْرِ فَقَالَ: يَكُونُ عَلَيْكَ وَزْرُهُ أَوْضَعًا مُضَاعَفَةً مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ وَزْرِهِ شَيْءٌ، أَوْ مَا عَلِمْتُ أَنَّ أَفْضَلَ الشُّهَدَاءِ دَرَجَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ نَصَرَ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ بِظَهْرِ الْغَيْبِ، وَ رَدَّ عَنِ اللَّهِ وَ عَنِ رَسُولِهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ).

علی بن حدید مدائنی کا بیان ہے کہ میں نے اس شخص کو سنا جس نے امام کا ظم سے سوال کیا کہ محمد بن بشیر کہتا ہے کہ آپ وہ موسی بن جعفر نہیں جو ہمارے امام اور ہمارے اور خدا کے درمیان حجت ہیں، تو آپ نے اس پر تین بار لعنت کی اور بد عادی کہ خدا یا اسے تلوار کے وار کا مزہ چکھا اور اسے بدترین قتل سے دوچار فرما۔

راوی کہتا ہے میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، جب آپ نے یہ بات اس سے سن لی ہے تو کی میرے لیے اس کا خون بہانا اور اسے قتل کرنا جائز ہے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ اور امام کوگالی دینے والے کا قتل معاف ہے؟

امام نے فرمایا: ہاں، خدا کی قسم! اس کا خون تیرے لیے حلال ہے اور جو شخص یہ باتیں اس سے سنے اس کے لیے بھی جائز ہے کہ اسے قتل کر دے۔

میں نے عرض کی: کیا یہ آپ کوگالی نہیں دے رہا؟

امام نے فرمایا: یہ خدا اور اس کے رسول ﷺ اور میرے آباء و اجداد اور خود مجھے گالی دینے والا ہے، بھلا کونسی گالی اس سے بڑی ہے۔

میں نے عرض کی: مولا، اگر مجھے کوئی خوف نہ ہو اور میں اسے قتل نہ کروں تو کیا مجھے گناہ ہوگا؟ فرمایا: اس کے گناہ میں کمی نہیں کی جائے گی اور اس کے علاوہ تجھ پر اس کے گناہ سے کئی گناہ

زیادہ عذاب ہوگا، تم جانتے ہو کہ قیامت کے دن تمام شہداء سے افضل وہ شہداء ہونگے جنہوں نے خدا و رسول ﷺ کی غیب میں مدد کی ہوگی اور خدا اور اس کے رسول کا دفاع کیا ہوگا۔

۹۰۹ وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الطَّيَالِسِيُّ، ۵۴ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ الْبَطَّائِنِيُّ، قَالَ، سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ مُوسَى (ع) يَقُولُ: لَعَنَ اللَّهُ مُحَمَّدَ بْنَ بَشِيرٍ وَ أَذَاهُ حَرَّ الْحَدِيدِ إِنَّهُ يَكْذِبُ عَلَيَّ، بَرِيءُ اللَّهِ مِنْهُ وَ بَرِئْتُ إِلَى اللَّهِ مِنْهُ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا يَدْعِي فِيَّ ابْنُ بَشِيرٍ، اللَّهُمَّ أَرِحْنِي مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ يَا عَلِيُّ مَا أَحَدٌ اجْتَرَأَ أَنْ

يَتَعَمَّدُ الْكَذِبَ عَلَيْنَا إِلَّا أَذَاقَهُ اللَّهُ حَرَّ الْحَدِيدِ، وَإِنَّ بَيَانًا كَذَبَ عَلَى عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ (ع) فَأَذَاقَهُ اللَّهُ حَرَّ الْحَدِيدِ، وَإِنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ سَعِيدٍ كَذَبَ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ (ع) فَأَذَاقَهُ اللَّهُ حَرَّ الْحَدِيدِ، وَإِنَّ أَبَا الْخَطَّابِ كَذَبَ عَلَى أَبِي فَأَذَاقَهُ اللَّهُ حَرَّ الْحَدِيدِ وَإِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ بَشِيرٍ لَعَنَهُ اللَّهُ يَكْذِبُ عَلَى بَرْتٍ إِلَى اللَّهِ مِنْهُ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا يَدْعِيهِ فِي مُحَمَّدٍ بْنَ بَشِيرٍ، اللَّهُمَّ أَرِحْنِي مِنْهُ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ تُخَلِّصَنِي مِنْ هَذَا الرَّجْسِ النَّجِسِ مُحَمَّدَ بْنَ بَشِيرٍ، فَقَدْ شَارَكَ الشَّيْطَانُ أَبَاهُ فِي رَحِمِ أُمِّهِ. قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ فَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا قُتِلَ بِأَسْوَأِ قِتْلَةٍ مِنْ مُحَمَّدٍ بْنَ بَشِيرٍ لَعَنَهُ اللَّهُ.

علی بن ابی حمزہ بطائی نے امام کاظمؑ سے روایت کی، فرمایا: خدا یا محمد بن بشیر پر لعنت فرما اور اسے تلوار کے وار کا مزہ چکھا، وہ مجھ پر جھوٹ بولتا ہے، خدا اس سے بری ہے اور میں اس سے بری ہوں اور خدا کی پناہ مانگتا ہوں اور خدا یا میں ہر اس شخص سے بری ہوں جو میرے متعلق وہ رائے رکھتا ہو جو محمد بن بشیر کہتا ہے، خدا یا مجھے اس سے نجات دے۔

پھر فرمایا: اے علی! کسی ایک نے ہم پر جھوٹ بولنے کی جسارت نہیں کی مگر خدا نے اسے تلوار کا لقمہ بنا دیا، بیان نے امام سجادؑ پر جھوٹ بولا تو اسے خدا نے تلوار کے سپرد کر دیا اور مغیرہ بن سعید نے امام باقرؑ پر جھوٹ بولا تو خدا نے اسے تلوار کا لقمہ بنا دیا اور ابو الخطاب نے میرے باپ امام صادقؑ پر جھوٹ بولا تو خدا نے اسے تلوار کے ٹھکانے لگا دیا اور محمد بن بشیر مجھ پر جھوٹ بول رہا ہے میں خدا کے دربار میں اس سے بری ہوں۔

خدا یا میں ہر اس شخص سے بری ہوں جو میرے متعلق وہ رائے رکھتا ہو جو محمد بن بشیر کہتا ہے، خدا یا مجھے اس سے نجات دے، خدا یا مجھے اس نجس اور خبیث بلا محمد بن بشیر سے چھٹکارا

۸۴ رجال ابو عمرو کشتی؛ معصومین کے فرامین کا مجموعہ: ج ۶

دے، یقیناً شیطان اس کے نطفے میں اس کی ماں کے رحم میں اس کے باپ کے ساتھ شریک ہوا ہے۔

علی بن ابی حمزہ کہتا ہے: میں نے کسی کو محمد بن بشیر (خدا اس پر لعنت کرے) کے قتل سے زیادہ بری طرح قتل ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔

SHIA BOOKS
PDF

MANZAR AELIYA

یونس بن عبد الرحمن، ابو محمد آل یقطین کا ساتھی^{۵۵}

۹۱۰ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَتِيبِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي الْمُهِتَدِيُّ الْأَشْعَرِيُّ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُهِتَدِيِّ، وَكَانَ خَيْرَ قُمِيِّ رَأَيْتُهُ، وَكَانَ وَكِيلَ الرِّضَا (ع) وَخَاصَّتَهُ، قَالَ، سَأَلْتُ الرِّضَا (ع) فَقُلْتُ إِنِّي لَا أَلْقَاكَ فِي كُلِّ وَقْتٍ فَعَنْ مَنْ آخُذُ مَعَالِمَ دِينِي قَالَ خُذْ مِنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ. فضل بن شاذان کا بیان ہے کہ مجھے مہندی اشعری عبد العزیز بن مہندی جو بہتری قمی تھے

اور امام رضا کے وکیل اور خواص میں سے تھے نے بیان کیا کہ میں نے امام رضا سے عرض کی: مولا، میں ہر وقت آپ سے ملاقات کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو میں اپنے دین کے معارف اور تعلیمات کس سے حاصل کروں؟

امام نے فرمایا: تو اپنے دین کے معارف یونس بن عبد الرحمن سے حاصل کر۔

MANZAR AELIYA

^{۵۵}۔ رجال البرقی ۴۹، فہرست ابن الندیم ۳۲۳، رجال النجاشی ۲ ص ۴۲۰، رجال الطوسی ۳۶۴ ن ۱۱ و ۳۹۴ ن ۱، فہرست الطوسی ۲۱۱ ن ۸۱۰، معالم العلماء ۱۳، رجال ابن داود ۳۸۴ و ۳۸۰، رجال العللۃ الحلی ۱۸۴، نقد الرجال ۳۸۱، جامع الرواة ۲ ص ۵۶، الفرق بین الفرق ۶۱، بحیۃ الآمال ۷ ص ۳۵، تنقیح المقال ۳ ص ۳۳۸، إعیان الشیعہ ۱۰ ص ۳۲۶، ہدیۃ العارفین ۲ ص ۵۷، معجم رجال الحدیث ۲۰ ص ۱۹۸ ن ۱۳۸۳۴، قاموس الرجال ۹ ص ۴۸، الأعلام للزکری ۸ ص ۲۶۱، معجم المؤلفین ۱۳ ص ۳۲۸.

۹۱۱ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَتِیْبِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْوَاسِطِیُّ وَ جَعْفَرُ بْنُ عِیْسَى وَ مُحَمَّدُ بْنُ یُونُسَ، أَنَّ الرِّضَا (ع) ضَمِنَ لِیُونُسَ الْجَنَّةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

فضل بن شاذان نے تین راویوں (محمد بن حسن واسطی، جعفر بن عیسیٰ اور محمد بن یونس) سے روایت کی کہ امام رضاؑ نے یونس بن عبد الرحمن کے لیے تین بار جنت کی ضمانت لی۔

۹۱۲ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَتِیْبِیُّ، عَنِ الْفَضْلِ، قَالَ حَدَّثَنِی جَعْفَرُ بْنُ عِیْسَى الْیَقْطِیْنِیُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ جَمِیْعًا، أَنَّ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) ضَمِنَ لِیُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجَنَّةَ عَلَى نَفْسِهِ وَ آبَائِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ.

فضل بن شاذان نے دو راویوں (جعفر بن عیسیٰ اور محمد بن حسن) سے روایت کی کہ امام جوادیؑ نے یونس بن عبد الرحمن کے لیے اپنی طرف سے اور اپنے آباء کی طرف سے جنت کی ضمانت لی۔

۹۱۳ جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوفٍ، قَالَ حَدَّثَنِی سَهْلُ بْنُ بَحْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِی الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو الْجَلِیلِ الْمَلَقَبُ بِشَاذَانَ، قَالَ حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ أَبِي خَلْفٍ ظَهْرُ أَبِي جَعْفَرٍ (ع)، قَالَ، كُنْتُ مَرِيضًا فَدَخَلَ عَلَيَّ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) يَعُودُنِي فِي مَرَضِي، فَإِذَا عِنْدَ رَأْسِي كِتَابٌ يَوْمٌ وَ لَيْلَةٌ، فَجَعَلَ يَنْصَفُحُهُ وَرَقَةً وَرَقَةً، حَتَّى أَتَى عَلَيْهِ مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى آخِرِهِ، وَ جَعَلَ يَقُولُ: رَحِمَ اللَّهُ يُونُسَ رَحِمَ اللَّهُ يُونُسَ رَحِمَ اللَّهُ يُونُسَ رَحِمَ اللَّهُ يُونُسَ.

فضل بن شاذان نے اپنے جلیل القدر باپ شاذان سے روایت کی کہ انہیں احمد بن ابی خلف امام جواد کے ہم ظلف نے بیان کیا کہ میں مریض تھا تو امام جواد میری عیادت کے تشریف لائے تو میرے سرہانے (دن رات کے اعمال کی) کتاب یوم و لیلہ پڑی تھی تو آپ نے اس کو اول سے آخر تک ورق ورق دیکھا اور یہ کہنا شروع کر دیا:

خدا یا یونس پر رحم فرما، خدا یا یونس پر رحم فرما، خدا یا یونس پر رحم فرما۔

۹۱۴ جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوفٍ، قَالَ حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ بَحْرٍ، قَالَ سَمِعْتُ الْفَضْلَ بْنَ شَاذَانَ، يَقُولُ، مَا نَشَأُ فِي الْإِسْلَامِ رَجُلٌ مِنْ سَائِرِ النَّاسِ كَانَ أَفْقَهُ مِنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ، وَلَا نَشَأُ رَجُلٌ بَعْدَهُ أَفْقَهُ مِنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ رَحِمَهُ اللَّهُ.

فضل بن شاذان نے فرمایا: اسلام میں معصومین کے علاوہ کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا جو سلمان فارسی سے بڑا فقیہ ہو اور ان کے بعد کوئی کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا جو یونس بن عبد الرحمن سے بڑا فقیہ اور مجتہد ہو، خدا ان پر رحمت فرمائے۔

۹۱۵ رَوَى عَنْ أَبِي بصير حماد بن عبيد الله بن أسيد الهروي، عن داود بن القاسم، أن أبا جعفر الجعفری قال أدخلت كتاب يوم و ليلة الذي ألفه ۵۶ يونس بن عبد الرحمن على أبي الحسن العسكري (ع) فنظر فيه و تصفحه كله، ثم قال: هذا ديني و دين آبائي و هو الحق كله. ۹۱۶ و حدثني إبراهيم بن المختار بن محمد بن العباس، عن علي بن الحسن بن فضال، عن أبيه، عن أبي جعفر (ع) مثله.

داود بن قاسم کا بیان ہے کہ ابو جعفر جعفری نے یونس بن عبد الرحمن کی (دن رات کے اعمال کی) کتاب یوم ولیلہ امام ابوالحسن عسکری کے حضور پیش کی تو آپ نے اس کو اول سے آخر تک ورق ورق دیکھا اور فرمایا:

یہ میرا اور میرے آباء کا دین ہے اور یہ پوری کی پوری حق ہے۔

۹۱۷ وَجَدْتُ بِخَطِّ مُحَمَّدِ بْنِ شَاذَانَ بْنِ نَعِيمٍ فِي كِتَابِهِ، سَمِعْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ الْقَمَّاصَ الْحَسَنَ بْنَ عَلَوِيَّةَ الثَّقَةَ، يَقُولُ، سَمِعْتُ الْفَضْلَ بْنَ شَاذَانَ، يَقُولُ: حَجَّ يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَرْبَعًا وَخَمْسِينَ حَجَّةً، وَاعْتَمَرَ أَرْبَعًا وَخَمْسِينَ عُمْرَةً، وَآلَفَ آلفَ جِلْدٍ رَدًّا عَلَى الْمُخَالِفِينَ، وَيُقَالُ: انْتَهَى عِلْمُ الْأَئِمَّةِ (ع) إِلَى أَرْبَعَةِ نَفَرٍ أَوْلَاهُمْ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ وَالثَّانِي جَابِرٌ وَالثَّلَاثُ السَّيِّدُ وَالرَّابِعُ يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ.

فضل بن شاذان نے فرمایا: یونس بن عبد الرحمن نے ۵۴ حج کیے اور ۵۴ عمرے کیے اور مخالفین کی رد میں ایک ہزار جلدیں کتاب تالیف کیں اور کہا جاتا ہے: ائمہ معصومین کا علم چار افراد کے پاس کمال کی حد تک تھا:

سلمان فارسی، جابر انصاری، سید حمیری، اور یونس بن عبد الرحمن۔

۹۱۸ وَقَالَ الْعَبِيدِيُّ: سَمِعْتُ يُونُسَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ: رَأَيْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يُصَلِّي فِي الرُّوَضَةِ بَيْنَ الْقَبْرِ وَالْمَنْبَرِ وَلَمْ يُمْكِنْنِي [يُمْكِنُنِي] أَنْ أَسْأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ، قَالَ، وَكَانَ لِيُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَرْبَعُونَ أَخًا يَدُورُ عَلَيْهِمْ فِي كُلِّ يَوْمٍ مُسَلِّمًا، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى مَنْزِلِهِ فَيَأْكُلُ وَيَتَهَيَّأُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ

يَجْلِسُ لِلتَّصْنِيفِ وَ تَأْلِيفِ الْكُتُبِ، وَ قَالَ يُونُسُ: صُمْتُ عَشْرِينَ سَنَةً وَ سَأَلْتُ عَشْرِينَ سَنَةً ثُمَّ أُجِبْتُ.

عبیدی کا بیان ہے کہ میں نے یونس بن عبدالرحمن سے سنا، فرمایا: میں نے امام صادق کو روضہ نبی اکرم ﷺ میں قبر و منبر کے درمیان میں دیکھا لیکن میں آپ سے کوئی سوال نہیں کر سکا اور عبیدی نے کہا: یونس بن عبدالرحمن کے چالیس بھائی اور دوست تھے ہر روز وہ ان کو سلام کرنے جاتے پھر گھر لوٹ آتے اور کھانا کھاتے اور نماز کے آمادہ ہوتے اور پھر تصنیف اور کتابیں تالیف کرنے بیٹھ جاتے تھے۔

اور یونس نے کہا: میں نے ۲۰ سال روزے رکھے اور ۲۰ سال سوال کیا اور پھر جواب دینا شروع کیے۔

۹۱۹ وَ قَالَ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، سَمِعْتُ الثَّقَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ الرِّضَا (ع) يَقُولُ أَبُو حَمْزَةَ الثَّمَالِيُّ فِي زَمَانِهِ كَسَلَمَانَ فِي زَمَانِهِ، وَ ذَلِكَ أَنَّهُ خَدَمَ مِنَّا أَرْبَعَةً عَلَى بَنِي الْحُسَيْنِ وَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَ بَرَهَةَ مِنْ عَصْرِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ (عَلَيْهِمُ السَّلَامُ)، وَ يُونُسُ فِي زَمَانِهِ كَسَلَمَانَ الْفَارِسِيَّ فِي زَمَانِهِ-

فضل بن شاذان نے ایک ثقہ اور صادق القول شخص سے روایت کی کہ امام رضاؑ نے فرمایا: ابو حمزہ ثمالی اپنے زمانے میں سلمان فارسی کی مانند تھے کیونکہ اس نے ہم اہل بیتؑ میں سے چار ائمہ کی خدمت کا شرف حاصل کیا: امام سجادؑ، امام باقرؑ، امام صادقؑ اور امام کاظمؑ کے زمانے کا کچھ حصہ اور یونس بھی اپنے زمانے میں سلمان فارسی کی مانند تھے۔

۹۲۰ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَتَيْبِيُّ، قَالَ سَأَلْتُ الْفَضْلَ بْنَ شَاذَانَ، عَنِ الْحَدِيثِ الَّذِي رَوَى فِي يُونُسَ أَنَّهُ لَقِيطُ آلِ يَقْطِينٍ فَقَالَ كَذَبَ، وَلِدَ يُونُسُ فِي آخِرِ

زَمَانِ هِشَامِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، وَ يَقْطِينٌ لَمْ يَكُنْ فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ إِنَّمَا كَانَ وَلَدٌ فِي زَمَنِ الْعَبَّاسِ.

علی بن محمد قتیبی کا بیان ہے کہ میں نے فضل بن شاذان سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا جو یونس کے بارے میں ہے کہ وہ آل یقطین کی نسل سے تھے۔ انہوں نے کہا: نقل کرنے والے نے جھوٹ بولا ہے بھلا یونس ہشام بن عبد الملک کے زمانے کے آخر میں پیدا ہوئے اور یقطین اس زمانے میں ہر گز نہیں تھے وہ تو عباس کے زمانے میں پیدا ہوئے تھے۔

۹۲۱ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْفَارِسِيُّ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عِيسَى الْأُمَوِيِّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ فَضَّالٍ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) قَالَ انْظُرُوا إِلَى مَا خَتَمَ اللَّهُ لِيُونُسَ، قَبْضَهُ بِالْمَدِينَةِ مُجَاوِرًا لِرَسُولِ اللَّهِ (ص).

حسن بن علی بن فضال نے روایت کی کہ امام رضاؑ نے فرمایا: دیکھو خدا نے یونس کے لیے کیا خاتمہ بالخیر قرار دیا کہ اسے رسول اکرم ﷺ کے جوار میں مدینہ کے اندر موت دی۔

۹۲۲ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِي الْعَمْرَكِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْقَاسِمِ، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ (ع) مَا تَقُولُ فِي يُونُسَ قَالَ: مَنْ يُونُسَ قُلْتُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: لَعَلَّكَ تُرِيدُ مَوْلَى بَنِي يَقْطِينٍ قُلْتُ نَعَمْ، فَقَالَ: رَحِمَهُ اللَّهُ فَإِنَّهُ كَانَ عَلَى مَا نُحِبُّ.

داود بن قاسم نے روایت کی کہ میں نے امام جوادؑ سے عرض کی آپ یونس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

آپ نے پوچھا: کونسے یونس؟

میں نے عرض کی: یونس بن عبد الرحمن، کیا تیری مراد وہ یونس ہے جو بنی یقظین کا دوست تھا

میں نے عرض کی: ہاں مولا۔

امام نے فرمایا: خدا اس پر رحم فرمائے، وہ ایسے تھا جیسے ہم چاہتے ہیں۔

۹۲۳ محمد بن مسعود، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْعَبَّاسِ الْحَمِيرِيُّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ، سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) عَنْ يُونُسَ قَالَ: رَحِمَهُ اللَّهُ.

ابو ہاشم جعفری نے روایت کی کہ میں نے امام جوادؑ سے یونس کے بارے میں سوال کیا؟

امام نے فرمایا: خدا اس پر رحم فرمائے۔

۹۲۴ حَدَّثَنِي آدَمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حَسَنِ الدَّقَاقُ النَّيْسَابُورِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى السَّمَّانُ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ أَخِيهِ جَعْفَرِ بْنِ عِيسَى، قَالَ، كُنَّا عِنْدَ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) وَعِنْدَهُ يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، إِذَا اسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، فَأَوْمَى أَبُو الْحَسَنِ (ع) إِلَى يُونُسَ: ادْخُلِ الْبَيْتَ! فَإِذَا بَيْتٌ مُسْبِلٌ عَلَيْهِ سِتْرٌ، وَإِيَّاكَ أَنْ تَتَحَرَّكَ حَتَّى تُؤْذَنَ لَكَ! فَدَخَلَ الْبَصْرِيُّونَ وَكَثُرُوا مِنَ الْوَقِيعَةِ وَ الْقَوْلِ فِي يُونُسَ، وَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) مُطَرِّقٌ، حَتَّى لَمَّا أَكْثَرُوا وَ قَامُوا فَوَدَّعُوا

وَ خَرَجُوا: فَأَذِنَ لْيُونُسَ بِالْخُرُوجِ، فَخَرَجَ بَاكِياً فَقَالَ: جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ إِنِّي أُحَامِي عَنْ هَذِهِ الْمَقَالَةِ وَ هَذِهِ حَالِي عِنْدَ أَصْحَابِي! فَقَالَ لَهُ أَبُو الْحَسَنِ (ع): يَا يُونُسُ وَ مَا عَلَيْكَ مِمَّا يَقُولُونَ إِذَا كَانَ إِمَامُكَ عَنْكَ رَاضِياً! يَا يُونُسُ حَدَّثِ النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُونَ، وَ اتركْهُمْ مِمَّا لَا يَعْرِفُونَ، كَأَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تُكَذِّبَ عَلَى اللَّهِ فِي عَرْشِهِ، يَا يُونُسُ وَ مَا عَلَيْكَ أَنْ لَوْ كَانَ فِي يَدِكَ الْيَمْنَى دُرَّةٌ ثُمَّ قَالَ النَّاسُ بَعْرَةٌ أَوْ قَالَ النَّاسُ دُرَّةٌ، أَوْ بَعْرَةٌ فَقَالَ النَّاسُ دُرَّةٌ، هَلْ يَنْفَعُكَ ذَلِكَ شَيْئاً فَقُلْتُ لَا، فَقَالَ: هَكَذَا أَنْتَ يَا يُونُسُ، إِذْ كُنْتَ عَلَى الصَّوَابِ وَ كَانَ إِمَامُكَ عَنْكَ رَاضِياً لَمْ يَضُرَّكَ مَا قَالَ النَّاسُ.

جعفر بن عیسیٰ کا بیان ہے کہ ہم امام رضاؑ کے پاس تھے اور یونس بن عبد الرحمن بھی وہاں موجود تھا، پس جب اہل بصرہ میں سے ایک گروہ نے اذن حضور طلب کیا تو امام نے یونس کو اشارہ فرمایا کہ گھر میں چلے جاؤ اور اس کمرے میں پردہ لٹکا ہوا تھا اور فرمایا بالکل حرکت نہیں کرنا یہاں تک کہ تجھے اجازت دی جائے تو بصری گروہ داخل ہوا اور انہوں نے یونس کے گلے شکوہ اور ان کی عیب جوئی شروع کر دی اور امام رضاؑ سر جھکائے بیٹھے رہے یہاں تک کہ انہوں نے بہت زیادہ ان کی عیب جوئی کی اور اٹھ کر چلے گئے تو امام نے یونس کو باہر آنے کی اجازت دی تو وہ روتے ہوئے باہر نکلے اور امام سے عرض کی: خدا مجھے آپ پر قربان فرمائے، میں اس نظریہ امامت کا دفاع کرتا ہوں اور میرے ساتھیوں کے ہاں میری یہ حالت ہے۔

امام نے فرمایا: اے یونس! تمہیں ان کی باتوں سے کیا تعلق ہے جب تیرا امام تجھ سے راضی ہے! اے یونس لوگوں کو وہ باتیں بتاؤ جو وہ جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے ان کی زحمت نہ دو گویا تو چاہتا ہے کہ خدا کی اس کے عرش میں اس کی تکذیب کی جائے۔

اے یونس! تمہیں کیا ہے اگر تیرے ہاتھ میں درہ ہو اور لوگ اسے میٹنی قرار دیں یا لوگ درہ کہیں یا میٹنی کہیں، کیا یہ چیزیں تجھے کچھ فائدہ دیں گیں؟! یونس نے عرض کی: نہیں مولا۔

فرمایا: اے یونس تو بھی اسی طرح ہے، جب تو حق پر ہو اور تیرا امام تجھ سے راضی ہو تو لوگوں کی باتیں تجھے ہر گز ضرر نہیں پہنچائیں گی۔

۹۲۵ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَيْبِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيِّ، قَالَ، سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ الرِّضَا (ع) عَنْ يُونُسَ فَقَالَ مَنْ يُونُسُ فَقُلْتُ مَوْلَى عَلِيٍّ بْنِ يَقُطِينَ، فَقَالَ: لَعَلَّكَ تُرِيدُ يُونُسَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقُلْتُ لَا وَاللَّهِ لَا أَدْرِي ابْنُ مَنْ هُوَ قَالَ: بَلْ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، ثُمَّ قَالَ: رَحِمَ اللَّهُ يُونُسَ رَحِمَ اللَّهُ يُونُسَ نِعَمَ الْعَبْدُ كَانَ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ۵۷.

ابو ہاشم جعفری نے روایت کی کہ میں نے امام جوادؑ سے یونس کے بارے میں سوال کیا؟ امام نے فرمایا: کونسے یونس؟

میں نے عرض کی: جو علی بن یقطین کے دوست ہیں۔

فرمایا: تیری مراد یونس بن عبدالرحمان ہے؟

میں نے عرض کی: خدا کی قسم، نہیں مولا، مجھے ان کے والد کا نام نہیں آتا۔

فرمایا: وہ عبدالرحمن کا بیٹا ہے پھر فرمایا، خدا یونس پر رحم فرمائے، خدا یونس پر رحم فرمائے، خدا تعالیٰ کا بہت اچھا عبد تھا۔

۹۲۶ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَيْبِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ شاذَانَ، قَالَ سَمِعْتُ الثَّقَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ الرِّضَا (ع) يَقُولُ: يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي زَمَانِهِ كَسَلَمَانَ الْفَارِسِيِّ فِي زَمَانِهِ، قَالَ الْفَضْلُ وَلَقَدْ حَجَّ يُونُسُ إِحْدَى وَخَمْسِينَ حَجَّةً آخِرَهَا عَنِ الرِّضَا (ع).

فضل بن شاذان نے ایک ثقہ اور صادق القول شخص سے روایت کی کہ امام رضاؑ نے فرمایا: یونسؑ اپنے زمانے میں سلمان فارسی کی مانند تھے، اور فضل نے کہا: انہوں نے ۵۱ حج کیے اور آخری حج امام رضاؑ کی طرف سے کیا۔

۹۲۷ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ، لَمْ يَرَوْ يُونُسَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ وَ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَلْبِيِّ قَطُّ وَلَا رَأَاهُمَا، وَمَاتَا فِي حَيَاةِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع).

نصر بن صباح نے کہا: یونس بن عبد الرحمان نے حلبی کے بیٹے عبید اللہ اور محمد سے ہرگز روایت نہیں کی اور ان کو دیکھا بھی نہیں، وہ دونوں امام صادق کی زندگی میں فوت ہو گئے تھے۔

۹۲۸ حَمْدُويَهٗ بْنُ نَصِيرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ، قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: يَا يُونُسُ اَرْفُقْ بِهِمْ فَإِنَّ كَلَامَكَ يَدِقُّ عَلَيْهِمْ قَالَ، قُلْتُ إِنَّهُمْ يَقُولُونَ لِي زَنْدِيقُ! قَالَ لِي: وَمَا يَضُرُّكَ أَنْ يَكُونَ فِي يَدِكَ لَوْلُؤَةٌ يَقُولُ النَّاسُ هِيَ حَصَاةٌ، وَمَا كَانَ يَنْفَعُكَ أَنْ يَكُونَ فِي يَدِكَ حَصَاةٌ فَيَقُولُ النَّاسُ لَوْلُؤَةٌ.

یونس بن عبد الرحمان کا بیان ہے کہ عبد صالح نے مجھ سے فرمایا: اے یونس! لوگوں سے نرمی کرو، تمہاری کلام ان پر گراں ہوتی ہے، میں نے عرض کی: مولادہ مجھے زندیق قرار دیتے ہیں، فرمایا: تجھے کچھ ضرر نہیں جب تیرے ہاتھ میں موتی اور جواہر ہوں اور لوگ انہیں کنکریاں

قرار دیں اور اسی طرح تجھے کچھ فائدہ نہیں جب تیرے ہاتھ میں کنکریاں ہوں اور لوگ انہیں موتی قرار دیں۔

۹۲۹ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَتِيبِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو مُحَمَّدٍ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ الْبَصْرِيُّ، وَكَانَ ثِقَةً فَاضِلًا صَالِحًا، قَالَ، دَخَلْتُ مَعَ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَلَى الرَّضَا (ع) فَشَكَاَ إِلَيْهِ مَا يَلْقَى مِنْ أَصْحَابِهِ مِنَ الْوَقِيعَةِ! فَقَالَ الرَّضَا (ع): دَارِهِمْ فَإِنَّ عُقُولَهُمْ لَا تَبْلُغُ.

فضل بن شاذان نے ابو جعفر بصری جو کہ ایک ثقہ اور صادق القول شخص اور فاضل و صالح انسان تھے، سے روایت کی کہ میں اور یونس بن عبد الرحمن امام رضا کے پاس حاضر ہوئے، تو یونس نے آپ کے حضور میں اس اذیت کی شکایت کی جو انہیں آپ کے اصحاب کی طرف سے پہنچتی تھی!

امام نے فرمایا: ان کے ساتھ مدارات کرو کیونکہ وہ ان کی عقلیں اس حد تک نہیں پہنچ سکتیں۔
۹۳۰ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ، قَالَ حَدَّثَنِي عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا أَنَّ يُونُسَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قِيلَ لَهُ: إِنَّ كَثِيرًا مِنْ هَذِهِ الْعِصَابَةِ يَقْعُونَ فِيكَ وَ يَذْكُرُونَكَ بِغَيْرِ الْجَمِيلِ! فَقَالَ: أَشْهَدُكُمْ أَنَّ كُلَّ مَنْ لَهُ فِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) نَصِيبٌ فَهُوَ فِي حِلٍّ مِمَّا قَالَ.

فضل بن شاذان نے شیعہ کے ایک گروہ سے روایت کی کہ یونس بن عبد الرحمن سے کہا گیا: اس گروہ کے بہت سے لوگ تیری عیب جوئی کرتے ہیں اور تیرے بارے میں بری تعبیریں بناتے ہیں؟

انہوں نے کہا: میں تمہیں گواہ ٹھہراتا ہوں کہ جس شخص میں ولایت امام علی کا کچھ بھی عقیدہ ہوگا تو میں نے اسے بخش دیا جو وہ میرے بارے میں باتیں کرے۔

۹۳۱ حَمْدُوَيْهِ بْنِ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الرَّازِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُهْتَدِي، قَالَ، كَتَبْتُ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ (ع) مَا تَقُولُ فِي يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، فَكَتَبَ إِلَيَّ بِخَطِّهِ أَحِبَّهُ وَ تَرَحَّمْ عَلَيْهِ وَ إِنْ كَانَ يُخَالِفُكَ أَهْلُ بَلَدِكَ.

عبدالعزیز بن مہدی کا بیان ہے کہ میں نے امام جواد کو خط لکھا کہ آپ یونس بن عبدالرحمن کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

امام نے اپنے خط سے مجھے جواب لکھ بھیجا: میں اسے پسند کرتا ہوں اور اس کے لیے رحمت کی دعا کی اور اگرچہ تیرے دیار کے لوگ اس رائے میں تیری مخالفت بھی کریں۔

۹۳۲ حَمْدُوَيْهِ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، قَالَ رَوَى أَبُو هَاشِمٍ دَاوُدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْجَعْفَرِيُّ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ بْنِ الرِّضَا (ع) قَالَ، سَأَلْتُهُ عَنْ يُونُسَ، فَقَالَ: مَوْلَى آلِ يَقُطَيْنٍ قُلْتُ نَعَمْ، فَقَالَ لِي: رَحِمَهُ اللَّهُ كَانَ عَبْدًا صَالِحًا.

ابو ہاشم جعفری نے روایت کی کہ میں نے امام جواد سے یونس کے بارے میں سوال کیا؟؟ امام نے فرمایا: کونسے یونس؟ جو آل یقطین کے دوست ہیں۔

راوی کہتا ہے میں نے عرض کی ہاں مولا۔

فرمایا، خدا یونس پر رحم فرمائے، خدا یونس پر رحم فرمائے، خدا تعالیٰ کانیک و صالح عبد تھا۔

قَالَ حَمْدُوَيْهِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: وَ كَانَ يُونُسُ أَدْرَكَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ.

حمویہ نے محمد بن عیسیٰ سے نقل کیا کہ یونس بن عبدالرحمن نے امام صادق کے زمانے کو درک کیا لیکن آپ سے روایت نہیں سنی۔

۹۳۳ وَجَدْتُ بِخَطِّ جَبْرِيلَ بْنِ أَحْمَدَ فِي كِتَابِهِ، حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْأَدَمِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَقْرَعُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ رَشِيدِ الْبَصْرِيِّ، قَالَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَقْرَعُ ثُمَّ لَقِيتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَسَنِ فَحَدَّثَنِي بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ، كُنَّا فِي مَجْلِسِ عِيسَى بْنِ سُلَيْمَانَ بَبْغَدَادَ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى عِيسَى، فَقَالَ: أُرَدْتُ أَنْ أَكْتُبَ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ الْأَوَّلِ (ع) فِي مَسْأَلَةٍ أَسْأَلُهُ عَنْهَا: جُعِلَتْ فِدَاكَ عِنْدَنَا قَوْمٌ يَقُولُونَ بِمَقَالَةِ يُونُسَ فَأَعْطَاهُمْ مِنَ الزَّكَاةِ شَيْئًا قَالَ، فَكَتَبَ إِلَيَّ: نَعَمْ أَعْطِهِمْ فَإِنَّ يُونُسَ أَوَّلُ مَنْ يُجِيبُ عَلَيَّ إِذَا دُعِيَ، قَالَ، كُنَّا جُلُوسًا بَعْدَ ذَلِكَ فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَجُلٌ، فَقَالَ قَدْ مَاتَ أَبُو الْحَسَنِ مُوسَى (ع)، وَكَانَ يُونُسُ فِي الْمَجْلِسِ، فَقَالَ يُونُسُ: يَا مَعْشَرَ أَهْلِ الْمَجْلِسِ إِنَّهُ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَ اللَّهِ إِمَامٌ إِلَّا عَلِيُّ بْنُ مُوسَى (ع)، فَهُوَ إِمَامِي (عَلَيْهِ السَّلَام) ۵۸.

عثمان بن رشید بصری کا بیان ہے کہ ہم عیسیٰ بن سلیمان کی مجلس میں بغداد میں موجود تھے ایک شخص عیسیٰ کے پاس آیا اور کہا: میں امام کاظمؑ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا تھا تو میں نے آپ کو خط لکھا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں، ہمارے پاس ایک گروہ ہے جو یونس بن عبد الرحمن کے نظریے کے قائل ہیں تو کیا میں ان کو زکات دوں؟

امام نے مجھے جواب لکھا: ہاں، انہیں زکات دے کیونکہ وہ سب سے پہلے امام علی (رضاً) کی دعوت پر لبیک کہے گا جب آپ اسے بلائیں گے۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد ہم بیٹھے تھے کہ ہمارے پاس ایک شخص آیا اور اس نے خبر دی کہ امام کاظمؑ شہید ہو گئے اور یونس اس مجلس میں موجود تھے تو انہوں نے کہا: اے محفل والو! جان لو کہ میرے اور خدا کے درمیان امام صرف علی بن موسیٰ رضا ہیں وہ میرے امام ہیں۔

۹۳۴ حَمْدُویْہِ وَاِبْرَہِیْمُ، قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِیْسٰی، قَالَ حَدَّثَنِیْ ہِشَامُ الْمَشْرِقِیُّ، اِنَّہُ دَخَلَ عَلٰی اَبِی الْحَسَنِ الْخُرَاسَانِیِّ (ع) فَقَالَ: اِنَّ اَهْلَ الْبَصْرَةِ سَالُوا عَنْ الْکَلَامِ، فَقَالُوا اِنَّ یُونُسَ یَقُولُ اِنَّ الْکَلَامَ لَیْسَ بِمَخْلُوْقٍ! فَقُلْتُ لَهُمْ: صَدَقَ یُونُسُ اِنَّ الْکَلَامَ لَیْسَ بِمَخْلُوْقٍ، اَمَا بَلَّغْکُمْ قَوْلُ اَبِی جَعْفَرٍ (ع) حِیْنَ سُئِلَ عَنِ الْقُرْآنِ اَخَالِقُ هُوَ اَوْ مَخْلُوْقٌ فَقَالَ لَهُمْ: لَیْسَ بِخَالِقٍ وَ لَا مَخْلُوْقٍ اِنَّمَا هُوَ کَلَامُ الْخَالِقِ، فَقَوَّیْتُ اَمْرُ یُونُسَ، وَ قَالُوا اِنَّ یُونُسَ یَقُولُ: اِنَّ مِنْ السُّنَّةِ اَنْ یُصَلِّی الْاِنْسَانُ رُکْعَتَیْنِ وَ هُوَ جَالِسٌ بَعْدَ الْعَتَمَةِ فَقُلْتُ صَدَقَ یُونُسُ۔ ہشام مشرقی کا بیان ہے کہ وہ امام رضاؑ کے پاس حاضر ہوا تو امام نے فرمایا: بصرہ کی ایک جماعت نے کلام خدا کے بارے میں سوال کیا اور کہنے لگے: یونس بن عبد الرحمن کہتا ہے کہ خدا کا کلام مخلوق نہیں ہے!

میں نے ان سے کہا: یونس نے سچ کہا ہے کہ خدا کا کلام مخلوق نہیں ہے کیا تمہیں امام باقرؑ کا فرمان نہیں پہنچا جب آپ سے قرآن کے بارے میں سوال کیا گیا کہ وہ مخلوق ہے یا خالق؟ امام نے فرمایا: قرآن نہ خالق ہے اور نہ مخلوق بلکہ وہ خالق کا کلام ہے تو اس طرح میں نے یونس کی بات کی تائید کی، اور انہوں نے کہا: یونس کہتا ہے: نماز عشاء کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھنا سنت ہے۔

میں نے کہا: یونس نے سچ کہا ہے۔

۹۳۵ محمد بن مسعود، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ نَصِيرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُهْتَدِي الْقُمِّي، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ نَصِيرٍ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، وَ حَدَّثَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ يَقْطِينٍ، بِذَلِكَ أَيْضًا، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) جُعِلَتْ فِدَاكَ إِنِّي لَا أَكَادُ أَصِلُ إِلَيْكَ أَسْأَلُكَ عَنْ كُلِّ مَا أَحْتَاجُ إِلَيْهِ مِنْ مَعَالِمِ دِينِي، أَوْ يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ثَقَّةٌ أَخَذَ عَنْهُ مَا أَحْتَاجُ إِلَيْهِ مِنْ مَعَالِمِ دِينِي فَقَالَ نَعَمْ.

عبدالعزیز بن مہدی قمی نے بیان کیا کہ میں نے امام رضاؑ سے عرض کی: مولا، میں آپ پر فدا ہو جاؤں، میں ہر وقت آپ سے ملاقات کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تاکہ اپنے دین کے ضروری معارف اور تعلیمات کے بارے میں آپ سے سوال کر سکوں تو کیا یونس بن عبد الرحمن ثقفی اور قابل اعتماد ہے کہ میں اس سے اپنے دین کے ضروری معارف اور تعلیمات کے بارے میں سوال کروں؟

امام نے فرمایا: ہاں، وہ ثقہ اور معتمد ہے۔

۹۳۶ محمد بن مسعود، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ نَصِيرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ (ع) ضَمِنَ لِي الْجَنَّةَ مِنَ النَّارِ. م حمد بن عیسیٰ نے یونس سے نقل کیا کہ امام ابوالحسنؑ نے مجھے جہنم سے بچاؤ کی ضمانت لی۔

۹۳۷ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ فَضَّالٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مَرْوَكُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الْقُمِّي، قَالَ، تَوَجَّهْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) فَاسْتَقْبَلَنِي يُونُسُ مَوْلَى ابْنِ يَقْطِينٍ، قَالَ، فَقَالَ لِي: أَيْنَ تَذْهَبُ فَقُلْتُ أُرِيدُ أَبَا الْحَسَنِ، قَالَ، فَقَالَ لِي: اسْأَلْهُ عَنْ هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ، قُلْ لَهُ خُلِقَتِ الْجَنَّةُ بَعْدَ فَاِنِّي

أَزْعَمُ أَنَّهُا لَمْ يُخْلَقْ قَالَ، فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع)، قَالَ فَجَلَسْتُ عِنْدَهُ، وَ قُلْتُ لَهُ إِنَّ يُونُسَ مَوْلَى ابْنِ يَقْطِينٍ أَوْدَعَنِي إِلَيْكَ رَسُولًا! قَالَ وَ مَا هِيَ قَالَ، قُلْتُ: قَالَ أَخْبَرَنِي عَنِ الْجَنَّةِ خُلِقَتْ بَعْدُ فَإِنِّي أَزْعَمُ أَنَّهُا لَمْ تُخْلَقْ فَقَالَ: كَذَبَ فَإِنَّ جَنَّةَ آدَمَ (ع).

مجر بن عیسیٰ قتی کا بیان ہے کہ میں امام رضاؑ کی طرف جا رہا تھا تو مجھے ابن یقطین کے دوست یونس ملے اور مجھ سے کہا: کہا جا رہے ہو؟ میں نے کہا: میں امام رضاؑ کے پاس جا رہا ہوں؟ انہوں نے کہا: آپ سے یہ مسئلہ پوچھنا، آپ سے یہ کہنا کیا جنت پیدا ہو چکی ہے؟ کیونکہ میرا گمان یہ ہے کہ وہ ابھی تک خلق نہیں ہوئی۔

راوی کہتا ہے میں امام رضاؑ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا اور میں نے عرض کی: ابن یقطین کے دوست یونس نے مجھے آپ کے نام ایک پیغام بھیجا ہے! امام نے پوچھا: وہ کیا ہے؟

میں نے عرض کی: اس نے کہا: مجھے جنت کے بارے میں خبر دیجیے کیا وہ خلق ہو چکی ہے، کیونکہ میرا گمان یہ ہے کہ وہ ابھی تک خلق نہیں ہوئی؟ راوی کہتا ہے، امام رضاؑ نے فرمایا: اس نے جھوٹ کہا ہے، اگر جنت ابھی تک خلق نہیں ہوئی تو حضرت آدمؑ کو نسی جنت میں تھے۔

۹۳۸ جَبْرِیلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عِیْسَى، عَنْ عَبْدِ الْعَزِیزِ بْنِ الْمُہْتَدِی، قَالَ، قُلْتُ لِلرِّضَا (ع) إِنَّ شِقَّتِي بَعِيدَةٌ فَلَسْتُ أَصِلُ إِلَيْكَ فِي كُلِّ وَقْتٍ، فَآخِذْ مَعَالِمَ دِیْنِی مِنْ یُونُسَ مَوْلَى ابْنِ یَقْطِیْنِ قَالَ: نَعَمْ.

عبدالعزیز بن مہندی نے بیان کیا کہ میں نے امام رضاؑ سے عرض کی: مولا، میرا گھر دور ہے تو میں ہر وقت آپ سے ملاقات کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو کیا یونس بن عبدالرحمن سے اپنے دین کے ضروری معارف اور تعلیمات حاصل کروں؟

امام نے فرمایا: ہاں۔

۹۳۹ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، قَالَ، قَالَ يَاسِرُ الْخَادِمِ، إِنَّ أَبَا الْحَسَنِ الثَّانِي (ع) أَصْبَحَ فِي بَعْضِ الْأَيَّامِ، قَالَ، فَقَالَ لِي: رَأَيْتُ الْبَارِحَةَ مَوْلَى لِعَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ وَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ غُرَّةٌ بَيْضَاءُ فَتَأَوَّلْتُ ذَلِكَ عَلَى الدِّينِ.

یاسر خادم کا بیان ہے کہ امام ابوالحسن ثانیؑ نے بعض دنوں میں اس حالت میں صبح کی کہ مجھ سے فرمایا: میں نے آج رات علی ابن یقطین کے دوست یونس کو اس حال میں دیکھا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان میں سفید بندھیا ہے تو میں نے اس کی دین کے ذریعے تاویل کی۔

۹۴۰ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ مَرْوَكِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَمَّادٍ، عَنْ ابْنِ سِنَانٍ، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ (ع) إِنَّ يُونُسَ يَقُولُ: إِنَّ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ لَمْ يَخْلُقَا، قَالَ، فَقَالَ: مَا لَهُ لَعَنَهُ اللَّهُ فَأَيْنَ جَنَّةُ آدَمَ! ۵۹.

ابن سنان کا بیان ہے کہ میں نے ابوالحسن سے عرض کی کہ یونس بن عبدالرحمن کہتا ہے کہ جنت و جہنم ابھی تک خلق نہیں ہوئیں۔

امام نے فرمایا: اسے کیا ہے؟ خدا اس پر لعنت کرے، (اگر جنت ابھی تک خلق نہیں ہوئی تو حضرت آدم کی جنت کہاں تھی؟)

۹۴۱ عَلِیُّ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ بَادِيَةَ، قَالَ، كَتَبْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع) فِي يُونُسَ فَكَتَبَ: لَعَنَهُ اللَّهُ وَلَعَنَ أَصْحَابَهُ، أَوْ بَرِئَ اللَّهُ مِنْهُ وَمِنْ أَصْحَابِهِ.

محمد بن بادیہ کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو الحسنؑ کو یونس بن عبد الرحمن کے بارے میں خط لکھا تو آپ نے جواب میں لکھ بھیجا: خدا اس پر اور اس کے ساتھیوں پر لعنت فرمائے، یا راوی نے بیان کیا کہ امام نے جواب میں لکھا: خدا اس سے اور اس کے ساتھیوں سے بری ہو۔

۹۴۲ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنِ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ بَشَّارِ الْوَاسِطِيِّ، عَنِ يُونُسَ بْنِ بَهْمَنَ، قَالَ، قَالَ لِي يُونُسُ: اُكْتُبْ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع) فَاسْأَلْهُ عَنْ آدَمَ هَلْ فِيهِ مِنْ جَوْهَرِيَّةِ اللَّهِ شَيْءٌ قَالَ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ، فَأَجَابَهُ: هَذِهِ الْمَسْأَلَةُ مَسْأَلَةُ رَجُلٍ عَلَى غَيْرِ السُّنَّةِ، فَقُلْتُ لِيُونُسَ، فَقَالَ لَا يَسْمَعُ ذَا أَصْحَابِنَا فَيَبْرءُونَ مِنْكَ، قَالَ، قُلْتُ لِيُونُسَ: يَبْرءُونَ مِنِّي أَوْ مِنْكَ!

یونس بن بہمن کا بیان ہے کہ یونس بن عبد الرحمن نے مجھ سے کہا کہ امام ابو الحسنؑ کو خط لکھو جس میں آپ سے سوال کرو کہ کیا آدم میں خدا کی جوہریت میں سے کچھ تھا؟ امام نے اس کے جواب میں لکھا: یہ ایسے شخص کا سوال ہے جس کا سنت نبی اکرم ﷺ سے کوئی تعلق نہیں تو میں نے یونس کو یہ جواب بیان کیا، تو اس نے کہا: ارے یہ جواب ہمارے ساتھی نہ سن لیں پھر تجھ سے براءت کرنے لگیں۔

میں نے یونس سے کہا: وہ اگر اس جواب کو سن لیں گے تو تجھ سے برائت کریں گے یا مجھ سے
!؟

۹۴۳ علیؑ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ يَعْقُوبَ، عَنْ الْحُسَيْنِ، عَنْ ابْنِ
رَاشِدٍ، قَالَ، لَمَّا ارْتَحَلَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) إِلَى خُرَاسَانَ، قَالَ، قُلْنَا لِيُونُسَ هَذَا
أَبُو الْحَسَنِ حُمِلَ إِلَى خُرَاسَانَ! فَقَالَ: إِنْ دَخَلَ فِي هَذِهِ الْأَمْرِ طَائِعًا أَوْ
مُكْرَهًا فَهُوَ طَاغُوتٌ.

ابن راشد کا بیان ہے کہ جب امام رضاؑ نے خراسان کی طرف سفر فرمایا تو ہم نے یونس سے کہا:
امام رضاؑ خراسان لائے جا رہے ہیں؟
یونس نے کہا: اگر آپ اس امر میں خوشی سے یا بطور مجبوری داخل ہوتے ہیں تو وہ طاغوت
ہے۔

۹۴۴ علیؑ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ يَعْقُوبَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَّارَ،
عَنِ الْحُضَيْنِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: إِنْ دَخَلَ فِي هَذَا الْأَمْرِ طَائِعًا أَوْ مُكْرَهًا انْتَقَضَتِ
النُّبُوَّةُ مِنْ لَدُنْ آدَمَ.

حضینی کا بیان ہے کہ جب امام رضاؑ نے خراسان کی طرف سفر فرمایا تو ہم نے یونس سے کہا:
امام رضاؑ خراسان لائے جا رہے ہیں؟

یونس نے کہا: اگر آپ اس امر میں خوشی سے یا بطور مجبوری داخل ہوتے ہیں تو آدم سے
لیکر ہمارے نبی ﷺ تک سب کی نبوتیں باطل ہو جائیں گی۔

۹۴۵ جعفر بن معروف، قَالَ سَمِعْتُ يَعْقُوبَ بْنَ يَزِيدَ، يَقَعُ فِي يُونُسَ وَ يَقُولُ
كَانَ يَرَوِي الْأَحَادِيثَ مِنْ غَيْرِ سَمَاعٍ.

جعفر بن معروف نے یعقوب بن یزید سے نقل کیا کہ وہ یونس کی عیب جوئی کیا کرتا تھا اور کہتا تھا: یونس احادیث کو استاد سے بغیر نقل کیا کرتے تھے۔

۹۴۶ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمُهورٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ مَاتَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) وَ لَيْسَ مِنْ قَوْمِهِ أَحَدٌ إِلَّا وَ عِنْدَهُ الْمَالُ الْكَثِيرُ، وَ كَانَ ذَلِكَ سَبَبَ وَقُوفِهِمْ وَ جُحُودِهِمْ مَوْتَهُ، وَ كَانَ عِنْدَ زِيَادِ الْقَنْدِيِّ سَبْعُونَ أَلْفَ دِينَارٍ، وَ عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ ثَلَاثُونَ أَلْفَ دِينَارٍ، قَالَ، فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ وَ تَبَيَّنَ عَلَى الْحَقِّ، وَ عَرَفْتُ مِنْ أَمْرِ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) مَا عَلِمْتُ: تَكَلَّمْتُ وَ دَعَوْتُ النَّاسَ إِلَيْهِ، قَالَ، فَبَعْنَا إِلَيَّ وَ قَالَا: مَا تَدْعُو إِلَيَّ هَذَا إِنْ كُنْتُ تُرِيدُ الْمَالَ فَنَحْنُ نُغْنِيكَ، وَ ضَمْنَا لِي عَشْرَةَ أَلْفِ دِينَارٍ، وَ قَالَا لِي كُفْ! قَالَ يُونُسُ: فَقُلْتُ لَهُمَا أَمَا رُؤِينَا عَنِ الصَّادِقِينَ (ع) أَنَّهُمْ قَالُوا إِذَا ظَهَرَتِ الْبِدْعُ فَعَلَى الْعَالَمِ أَنْ يُظْهَرَ عِلْمُهُ فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ سُلِبَ نُورُ الْإِيمَانِ! وَ مَا كُنْتُ لِأَدْعَى الْجِهَادَ وَ أَمَرَ اللَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ، فَانصَبَانِي وَ أَظْهَرَ لِي الْعِدَاوَةَ ۶۰.

یونس بن عبد الرحمن کا بیان ہے کہ امام کاظمؑ کی شہادت ہوئی تو ان کے سب وکلاء کے پاس بہت زیادہ اموال جمع تھے اور اسی وجہ سے وہ لوگ نظریہ وقف کے قائل ہوئے اور انہوں نے امام کاظمؑ کی شہادت کا انکار کر دیا اور زیاد قندی کے پاس ۷۰ ہزار دینار، علی بن ابی حمزہ

کے پاس ۳۰ ہزار دینار تھے، پس جب میں نے یہ اختلافات دیکھے اور میں نے غور و فکر کی اور مجھ پر حق واضح ہو گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ امام رضا حق کے امام ہیں تو میں نے بحشیش کرنا شروع کر دیں اور لوگوں کو امام رضا کی امامت کی طرف بلانے لگا۔

زیاد و علی بن ابی حمزہ نے مجھے بلایا اور مجھ سے کہا: تو اس کی طرف کیوں بلا رہا ہے اگر تو مال چاہتا ہے تو ہم تجھے غنی اور مالدار کر دیتے ہیں اور میرے لیے ۱۰ ہزار دینار کی ضمانت دی اور مجھ سے کہا: فقط خاموش ہو جا۔

میں نے ان سے کہا: کیا ہم نے ائمہ معصومین سے روایت نہیں کی کہ جب بدعتیں ظاہر ہو جائیں تو عالم اور جاننے والے پر واجب ہے کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کرے اور اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو اس سے ایمان کا نور چھین لیا جائے گا تو میں جہاد خدا کے امر کو کسی حالت میں نہیں چھوڑنے والا تو انہیں نے مجھ سے دشمنی شروع کر دی اور مجھ سے بغض اور کینے کا اظہار کیا۔

۹۴۷ جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ يُونُسَ، قَالَ، قُلْتُ لَهُ (ع) قَدْ عَرَفْتُ انْقِطَاعِي إِلَيْكَ وَ إِلَى أَبِيكَ، وَ حَلَفْتُهُ بِحَقِّ اللَّهِ وَ حَقِّ رَسُولِهِ وَ حَقِّ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَ سَمِعْتُهُمْ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَيْهِ أَنْ لَا يَخْرُجَ مَا يُخْبِرُنِي بِهِ إِلَى النَّاسِ، وَ إِنِّي أَرْجُو أَنْ يَقُولَ أَبِي حَيٌّ، ثُمَّ سَأَلْتُهُ عَنْ أَبِيهِ أَوْ حَيٌّ أَوْ مَيِّتٌ فَقَالَ: قَدْ وَ اللَّهُ مَاتَ، قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنْ شِيعَتَكَ أَوْ قُلْتُ مَوَالِيكَ يَرَوْنِ أَنْ فِيهِ شِبْهُ أَرْبَعَةِ أَنْبِيَاءَ قَالَ قَدْ وَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ هَلَكَ، قَالَ، قُلْتُ هَلَكَ غَيْبَةً أَوْ هَلَكَ مَوْتٌ فَقَالَ: هَلَكَ مَوْتٌ وَ اللَّهُ، قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَلَعَلَّكَ مِنِّي فِي تَقِيَّةٍ قَالَ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ قَدْ وَ اللَّهُ مَاتَ، قُلْتُ: (حَيْثُ كَانَ هُوَ فِي الْمَدِينَةِ وَ مَاتَ أَبُوهُ فِي بَغْدَادَ) فَمِنْ أَيْنَ عَلِمْتَ مَوْتَهُ قَالَ جَاءَنِي مِنْهُ مَا عَلِمْتُ بِهِ أَنَّهُ

قَدْ مَاتَ، قُلْتُ فَأَوْصَى إِلَيْكَ قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ فَمَا شَرِكَ فِيهَا أَحَدٌ مَعَكَ قَالَ: لَا، قُلْتُ فَعَلَيْكَ مِنْ إِخْوَانِكَ إِمَامٌ فَقَالَ: لَا، قُلْتُ فَأَنْتَ إِمَامٌ قَالَ: نَعَمْ.

یونس بن عبدالرحمن کا بیان ہے کہ میں نے آپ (امام رضاؑ) سے عرض کی: آپ مجھے جانتے ہیں کہ میں آپ اور آپ کے والد گرامی کا مخلص شیعہ ہوں اور میں نے آپ کو خدا و رسول اور اہل بیت کے حق کی قسم دی اور ان کا نام بھی لیا اور عرض کی کہ میں ہرگز لوگوں کو نہیں بتاؤں جو آپ مجھے جواب دیں گے اور میری امید تھی کہ آپ اپنے والد گرامی (امام کاظمؑ) کو زندہ قرار دے دیں پھر میں نے آپ سے آپ کے والد کے متعلق سوال کیا کہ وہ زندہ ہیں یا فوت ہو چکے ہیں؟

امام نے فرمایا: خدا کی قسم! وہ فوت ہو چکے ہیں۔

میں نے عرض کی میں آپ پر فدا ہو جاؤں، آپ کے شیعہ اور موالی روایت کرتے ہیں کہ آپ کے والد میں چار انبیاءؑ کی شاہتیں پائی جاتیں ہیں۔
امام نے فرمایا: اس خدا کی قسم جس کے علاوہ کوئی لائق عبادت نہیں، میرے والد گرامی فوت ہو چکے۔

میں نے عرض کی: وہ غیبت کے معنی میں فوت ہوئے یا موت کے معنی میں فوت ہوئے؟
امام نے فرمایا: خدا کی قسم! وہ موت پا گئے۔

میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، شاید آپ مجھ سے تقیہ فرما رہے ہیں!
آپ نے فرمایا: سبحان اللہ، خدا کی قسم وہ فوت ہو چکے ہیں۔

میں نے عرض کی: (چونکہ امام رضاؑ مدینہ میں تھے اور آپ کے والد گرامی امام موسیٰ کاظمؑ بغداد میں تھے) آپ نے ان کی موت کو کس طرح جانا؟

امام نے فرمایا: مجھے آپ کی شہادت کی ایسی یقینی خبر پہنچی ہے کہ جس سے مجھے یقین ہوا ہے کہ آپ فوت ہو چکے ہیں۔

میں نے عرض کی: تو امام کا ظم نے آپ کے لیے وصیت فرمائی تھی؟

امام نے فرمایا: ہاں۔

امام نے آپ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا تھا؟

فرمایا: نہیں۔

میں نے عرض کی: کیا آپ کے بھائیوں میں سے کوئی آپ پر امام ہے؟

فرمایا: نہیں۔

میں نے کہا: آپ ہمارے امام ہیں؟

فرمایا: ہاں۔

۹۴۸ علیؑ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ سِيَّاحٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ، قُلْتُ لِيُونُسَ: أَخْبِرْنِي دَلَامَةً أَنْكَ قُلْتَ: لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) لَا يَقْدُمُ بِالْكِتَابِ الَّذِي كَتَبْتَهُ إِلَيْهِ لَوْجَهْتُ إِلَيْهِ بِخَمْسَمِائَةِ مَامَدٍ رُومِيٍّ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ، قُلْتُ وَيَحْكُ فَأَيَّ شَيْءٍ أَرَدْتُ بِذَلِكَ قَالَ: أَرَدْتُ أَنْ أُغْنِيَهُ عَنْ دَفَائِنِكُمْ، فَقُلْتُ أَرَدْتُ أَنْ تُعَيِّرَ اللَّهَ فِي عَرْشِهِ.

حسن بن سیاح کا بیان ہے کہ میں نے یونس سے کہا مجھے مجھے دلامہ نے خبر دی کہ تو نے کہا: اگر مجھے یقین ہوتا کہ امام رضاؑ میرے اس خط کا جواب نہیں دیتے جو میں نے انہیں لکھا تو میں انہیں ۵۰۰ مامد رومی بھیجوں گا۔

انہوں نے کہا: ہاں،۔

راوی کہتا ہے میں نے ان سے کہا: تو نے اس سے کیا مراد لی؟

اس نے کہا: میری مراد یہ تھی کہ میں انہیں تمہارے خزانوں سے بے نیاز کر دوں گا۔

میں نے کہا: تو نے خدا کے عرش میں اسے طعنہ دیا ہے۔

۹۴۹ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عِيسَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْحَجَّالِ، قَالَ، كُنْتُ عِنْدَ الرِّضَا (ع) وَ مَعَهُ كِتَابٌ يَقْرُؤُهُ فِي بَابِهِ، حَتَّى ضَرَبَ بِهِ الْأَرْضَ، فَقَالَ: كِتَابٌ وَلَدَ زَنَا لِلزَّانِيَةِ، فَكَانَ كِتَابَ يُونُسَ.

عبداللہ بن محمد حجال کا بیان ہے کہ میں امام رضاؑ کے پاس تھا اور آپ کے پاس ایک تھی آپ نے اس کے ایک باب کو پڑھا تو اسے زمین پہ پھینک دیا اور فرمایا: یہ بدکار عورت کی اولاد کی کتاب ہے تو وہ یونس کی کتاب تھی۔

۹۵۰ طَاهِرُ بْنُ عِيسَى، قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِي الشُّجَاعِيُّ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ بَشَّارٍ، عَنْ الْحَسَنِ ابْنِ بَنْتِ الْيَاسِ، عَنْ يُونُسَ بْنِ بَهْمَنَ، قَالَ، قَالَ يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَتَبْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) سَأَلْتُهُ عَنْ آدَمَ (ع) هَلْ كَانَ فِيهِ مِنْ جَوْهَرِيَّةِ الرَّبِّ شَيْءٌ قَالَ، فَكَتَبَ إِلَيَّ جَوَابَ كِتَابِي: لَيْسَ صَاحِبُ هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ عَلَى شَيْءٍ مِنَ السَّنَةِ، زَنْدِيقٌ.

یونس بن بہمن کا بیان ہے کہ یونس بن عبدالرحمن نے کہا کہ میں نے امام رضاؑ کو خط لکھا جس میں آپ سے آدم کے بارے میں سوال کیا کہ کیا ان میں خدا کی جوہریت میں سے کچھ پایا جاتا تھا تو آپ نے میرے خط کے جواب میں لکھا: اس سوال کرنے والے کا سنت نبی اکرم ﷺ سے کوئی تعلق نہیں وہ زندیق ہے۔

۹۵۱ آدم بن محمد القلانسی البلیخی، قال حدثنی علی بن محمد القمی، قال حدثنی أحمد بن محمد بن عیسی القمی، عن یعقوب بن یزید، عن أبیه یزید بن حماد، عن أبی الحسن (ع) قال، قلت له أصلي خلف من لا أعرف فقال لا تصل إلا خلف من تتق بدینه، فقلت له أصلي خلف یونس و أصحابه فقال یأبی ذلک علیکم علی بن حذید، قلت آخذ بذلک فی قوله قال: نعم، قال، فسألت علی بن حذید عن ذلک فقال: لا تصل خلفه و لا خلف أصحابه.

یزید بن حماد کا بیان ہے کہ میں نے امام ابوالحسن سے عرض کی: جس شخص کو میں نہیں جانتا کیا اس کے پیچھے نماز جماعت پڑھ سکتا ہوں؟
آپ نے فرمایا صرف اس شخص کے پیچھے نماز پڑھو جس کے دین کے متعلق تمہیں اعتماد ہوں۔

میں نے عرض کی کیا میں یونس اور اس کے ساتھیوں کے پیچھے نماز پڑھوں؟
امام نے فرمایا: یہ بات علی بن حذید سے پوچھ لینا۔
میں نے عرض کی: کیا میں اس کے قول کو اختیار کروں؟
فرمایا ہاں۔

میں نے علی بن حذید سے اس کے بارے میں سوال کیا؟
اس نے کہا: نہ یونس بن عبدالرحمن کے پیچھے نماز پڑھو اور نہ اس کے ساتھیوں کے پیچھے نماز پڑھو۔

۹۵۲ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَتِیْبِیُّ، قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ قَالَ، كَانَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عِیْسَى تَابَ وَاسْتَغْفَرَ اللَّهَ مِنْ وَقِيعَتِهِ فِي یُونُسَ لِرُؤْیَا رَءَاہَا، وَ قَدْ كَانَ عَلِیُّ بْنُ حَدِیدٍ یُظْہَرُ فِی الْبَاطِنِ الْمِیلَ إِلَى یُونُسَ وَ هِشَامَ.

فضل بن شاذان کا بیان ہے کہ احمد بن محمد بن عیسیٰ نے یونس کے بارے میں عیب جوئی کرنے اور اس میں طعن کرنے کی وجہ سے توبہ کی اور خدا سے اس کی معافی مانگ جو اس نے اس کے بارے میں خواب دیکھا تھا اور علی بن حدید باطن میں یونس اور ہشام کی طرف رغبت رکھتا تھا۔

۹۵۳ آدَمُ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ يَزِيدَ الْقَمِيِّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عِیْسَى، عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْحَضِينِيِّ الْأَهْوَازِيِّ، قَالَ لَمَّا حُمِلَ أَبُو الْحَسَنِ إِلَى خُرَاسَانَ: قَالَ یُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّ دَخَلَ فِي هَذَا الْأَمْرِ طَائِعًا أَوْ كَارِهًا انْتَقَضَتِ النَّبُوءَةُ مِنْ لَدُنْ آدَمَ.

حضین بنی کا بیان ہے کہ جب امام رضاؑ نے خراسان کی طرف سفر فرمایا تو یونس نے کہا: اگر آپ اس امر میں خوشی سے یا بطور مجبوری داخل ہوتے ہیں تو آدم سے لیکر ہمارے نبی تک سب کی نبوتیں باطل ہو جائیں گی۔

۹۵۴ آدَمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَمِيِّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عِیْسَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْحَجَّالِ، قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع): إِذْ وَرَدَ عَلَيْهِ كِتَابٌ يَقْرُؤُهُ، فَقَرَأَهُ ثُمَّ ضَرَبَ بِهِ الْأَرْضَ،

فَقَالَ: هَذَا كِتَابُ ابْنِ زَانَ لَزَانِيَةٍ هَذَا كِتَابُ زَنْدِيقٍ لَغَيْرِ رَشْدَةٍ! فَظَنَرْتُ إِلَيْهِ
فَإِذَا كِتَابُ يُونُسَ ۶۱۔

عبداللہ بن محمد حجال کا بیان ہے کہ میں امام رضاؑ کے پاس تھا اور آپ کے پاس ایک لائی گئی
آپ نے اس کے ایک باب کو پڑھا تو اسے زمین پہ پھینک دیا اور فرمایا: یہ بدکار عورت کی اولاد
کی کتاب ہے، یہ زندیق کی کتاب ہے جو کبھی ہدایت پانے والا نہیں میں نے دیکھا تو وہ یونس کی
کتاب تھی ۶۲۔

ثقہ راویوں کی مذمت میں جعلی روایات کے متعلق جناب کشی کا تبصرہ

۹۵۵ قَالَ أَبُو عَمْرٍو: فَلْيَنْظُرِ النَّاطِرُ فَيَتَعَجَّبُ مِنْ هَذِهِ الْأَخْبَارِ الَّتِي رَوَاهَا
الْقَمِيُونُ فِي يُونُسَ، وَ لِيَعْلَمَ أَنَّهَا لَا تَصِحُّ فِي الْعَقْلِ، وَ ذَلِكَ أَنَّ أَحْمَدَ بْنَ
مُحَمَّدَ بْنَ عِيْسَى وَ عَلِيَّ بْنَ حَدِيدٍ قَدْ ذَكَرَ الْفَضْلُ مِنْ رُجُوعِهِمَا عَنِ الْوَقِيعَةِ
فِي يُونُسَ، وَ لَعَلَّ هَذِهِ الرُّوَايَاتُ كَانَتْ مِنْ أَحْمَدَ قَبْلَ رُجُوعِهِ، وَ مِنْ عَلِيٍّ
مُدَارَاةً لِأَصْحَابِهِ، فَأَمَّا يُونُسُ بْنُ بُهْمٍ: فَمِمَّنْ كَانَ أَخَذَ عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ أَنْ يُظْهَرَ لَهُ مَثَلَةٌ فَيَحْكِيهَا عَنْهُ وَ الْعَقْلُ يَنْفِي مِثْلَ هَذَا، إِذْ لَيْسَ فِي
طِبَاعِ النَّاسِ إِظْهَارُ مَسَاوِيهِمْ بِالسَّنَنِ عَلَى نَفْسِهِمْ، وَ أَمَّا حَدِيثُ الْحَجَّالِ
الَّذِي رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: فَإِنَّ أَبَا الْحَسَنِ (ع) أَجَلَ خَطَرًا وَ أَعْظَمَ قَدْرًا مِنْ

۶۱۔ رجال الکشی، ص ۴۹۷۔

۶۲۔ سچے راویوں کے بارے میں سیاست بازوں اور دشمنوں نے ائمہ کے نام پر ایسی گھنیا تعبیریں
نقل کی ہیں جو ہرگز معصومین کے اخلاق اور آداب سے سازگار نہیں، یہاں جناب کشی نے بھی اس کی
وضاحت فرمائی ہے اور اسے دیگر موارد کے لیے بھی یاد رکھنا چاہیے۔

أَنْ يَسْبَّ أَحَدًا صَرَّاحًا، وَكَذَلِكَ آبَاؤُهُ (عَلَيْهِمُ السَّلَامُ) مِنْ قَبْلِهِ وَوَلَدُهُ مِنْ بَعْدِهِ، لَأَنَّ الرِّوَايَةَ عَنْهُمْ بَخْلَافَ هَذَا: إِذْ كَانُوا قَدْ نَهَوْا عَنْ مِثْلِهِ، وَحَثُّوا عَلَى غَيْرِهِ مِمَّا فِيهِ الزَّيْنُ لِلدِّينِ وَالدُّنْيَا. وَرَوَى عَلِيُّ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ (ع) أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لِبَنِيهِ: جَالِسُوا أَهْلَ الدِّينِ وَالمَعْرِفَةِ، فَإِنْ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ فَالْوَحْدَةُ آنَسُ وَأَسْلَمُ، فَإِنْ أَبَيْتُمْ إِلَّا مُجَالَسَةَ النَّاسِ: فَجَالِسُوا أَهْلَ الْمُرُوءَاتِ فَإِنَّهُمْ لَا يَرْفُثُونَ فِي مَجَالِسِهِمْ. فَمَا حَكَاهُ هَذَا الرَّجُلُ عَنْ الْإِمَامِ (ع) فِي بَابِ الْكِتَابِ لَا يَلِيقُ بِهِ، إِذْ كَانُوا (عَلَيْهِمُ السَّلَامُ) مَنْزَهِينَ عَنِ الْبَذَاءِ وَالرَّفَثِ وَالسَّفْهِ، وَتَكَلَّمَ عَنِ الْأَحَادِيثِ الْأَخْرَجَ بِمَا يُشَاكِلُ هَذَا.

ابو عمرو کشتی فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص ان مذمت کی چند روایات کو دیکھے تو وہ ان سے تعجب کرے گا جن قیوں نے یونس کے متعلق ان کو نقل کیا اور یہ یاد رہے کہ یہ عقلا بھی صحیح نہیں ہیں کیونکہ احمد بن محمد بن علی اور علی بن حدید کے متعلق فضل بن شاذان نے ذکر کیا کہ انہوں نے یونس کی عیب جوئی سے پشیمانی ظاہر کی اور شاید روایات بھی احمد نے اس سے پہلے کہی ہوں اور علی نے اپنے ساتھیوں کی مدارات کے لیے بنائی ہوں، اور یونس بن بہمن وہ ہے جس نے یہ روایت خود یونس بن عبد الرحمن سے نقل کی تاکہ اس کی برائی اور بدی کو ظاہر کرے اور خود اسی سے نقل کرے اور یقیناً عقل اس کی نفی کرتی ہے کیونکہ لوگوں کی طبیعتیں خود اپنی برائیاں ظاہر کرنے سے گریز کرتے ہیں اور حمال کی حدیث جسے احمد بن محمد نے نقل کیا تو یاد رکھنا امام ابو الحسن معصوم ہیں ان کی عظمت اور جلالت اس سے کہیں بلند و برتر ہے کہ وہ کسی کو صریحاً گالی دیں اور اس طرح آپ کے آباء اور اجداد اور آپ کی معصوم اولاد بھی ایسی جھوٹی نسبتوں سے پاک ہیں، کیونکہ روایت ان سے اس قانون کے خلاف ہے اور معصومین نے ہی اس قسم کی بری حرکات اور افعال سے روکا ہے اور دوسروں کو بھی ایسی گفتگو کرنے کا

حکم دیا ہے جس میں دین و دنیا کی زینت اور خوبی ہو۔ اور علی بن جعفر نے اپنے والد گرامی سے اپنے جدا مجد کے واسطے سے امام علی سجاد سے نقل فرمایا: آپ نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: (اے سادات کرام) تمہیں دیندار اور اہل معرفت و تقویٰ لوگوں کی مجالس و محافل کو اختیار کرنا چاہیے اور اگر تم ایسا نہ کر سکو تو تم تنہائی اور وحدت سے مانوس ہو جاؤ یہی تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر پھر بھی تمہیں لوگوں کی محفلوں میں جانا ہو تو کم از کم ایسے لوگوں کی محفلیں اختیار کرو جو مروت اور کلام کی خوبی کا لحاظ رکھتے ہیں کیونکہ ان کی مجالس میں فحش و گالی اور گندی زبان استعمال نہیں ہوتی، تو اس شخص نے جو کتاب کے متعلق امام سے روایت نقل کی ہے تو یہ امام کی عظمت و پاکدامنی اور پاکیزہ زبان سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی کیونکہ معصومین اس قسم کی فحش اور گندی زبان اور بے وقوفانہ و احمقانہ تعبیریں استعمال کرنے سے پاکیزہ ہیں، اور اگر تجھے کچھ دوسری احداث بھی ایسی ملیں جن میں اہل بیت عصمت و طہارت کی طرف ایسی غلیظ و فحش نسبتیں دی گئی ہوں تو ان کا یہی جواب دیا جائے۔

SHIA BOOKS
PDF
MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

یونس بن عبد الرحمن، ہشام بن ابراہیم مشرقی^{۶۳} جعفر بن عیسیٰ بن یقطین، موسیٰ بن صالح اور علی بن یقطین کا غلام ابو الاسد

۹۵۶ حَمْدُوِيَه وَاِبْرَاهِيْمُ، قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى الْعَبْدِيُّ،
قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ اِبْرَاهِيْمَ الْجَبَلِيَّ وَهُوَ الْمَشْرِقِيُّ، يَقُولُ: اسْتَأْذَنْتُ
لِجَمَاعَةٍ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع) فِي سَنَةِ تِسْعٍ وَتِسْعِينَ وَمِائَةٍ، فَحَضَرُوا وَ
حَضَرْنَا سِتَّةَ عَشَرَ رَجُلًا عَلَى بَابِ أَبِي الْحَسَنِ الثَّانِي (ع)، فَخَرَجَ مُسَافِرٌ
فَقَالَ: آلُ يَاقُوتَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ! وَ يَدْخُلُ الْبَاقُونَ رَجُلًا رَجُلًا،
فَلَمَّا دَخَلُوا وَ خَرَجُوا: خَرَجَ مُسَافِرٌ فَدَعَانِي وَ مُوسَى وَ جَعْفَرُ بْنُ عِيْسَى وَ

MANZAR AELIYA

^{۶۳} - جامع الرواة ۲: ۳۱۷، الخلاصة: ۱۷۹، رجال النجاشي ۲: ۳۹۹، میزان الاعتدال ۲: ۹۲۳، نضد الايضاح: ۳۵۷، نقد
الرجال تفرشي، ص ۵، ن ۵۶۹۴، و ۵۷۵، ص ۵۴۱، رجال غضائري، ن ۲۲، (اور فرمایا: صاحب یونس (غض) طعن
علیہ، واللعن عندی فی مذہبہ لانی تھتہ)، طرائف المقال ۳۶۸، ۲۷۹۵، التحریر الطاوسی المستخرج من کتاب حل
الاشکال، ص ۶۰۰، ۴۵۶، سید خوی نے فرمایا: اس ہشام بن ابراہیم مشرقی اور ہشام بن ابراہیم عباسی میں بہت فرق ہے یہ ثقہ
ثقہ اور وہ زندیق اور ملحد ہے اگرچہ بعض نے دونوں کو ایک سمجھ لیا ہے کیونکہ دونوں امام رضا کے زمانے میں تھے اس کی وجہ
یہ ہے کہ نجاشی نے کہا: مشرقی وہی عباسی ہے حالانکہ اس مقام پر کشتی نے دونوں کے عنوان کو جدا کر دیا ہے اور دونوں کے
متعلق روایات کو جدا جدا ذکر کیا ہے اس طرح معلوم ہوا کہ نجاشی کا نظریہ یقیناً یہاں باطل ہے اور پھر نجاشی نے ان کو ہاشم
کے نام سے یاد کیا وہ دوسرا اشتباہ ہے، یہ ان موارد میں سے ہے جہاں کشتی کا نظریہ مقدم ہے۔

يُونُسَ، فَأَدْخَلْنَا جَمِيعًا عَلَيْهِ وَ الْعَبَّاسُ قَائِمٌ نَاحِيَةً بَلَا حِذَاءٍ وَ لَا رِدَاءٍ، وَ ذَلِكَ فِي سَنَةِ أَبِي السَّرَّايَا، فَسَلَّمْنَا ثُمَّ أَمَرْنَا بِالْجُلُوسِ،

حمزویہ و ابراہیم نے ابو جعفر محمد بن عیسیٰ عبیدی سے نقل کیا کہ میں نے ہشام بن ابراہیم جبلی سے سنا کہ میں نے امام ابو الحسن دومؑ سے ۱۹۹ھ میں ایک جماعت کے لیے اذن حضور کی درخواست کی تو وہ اور ہم کل ۱۶ مرد امام کے درخانہ پہ حاضر ہوئے تو مسافر (امام کے خادم) نے کہا: آل یقطین اور یونس بن عبدالرحمن کے علاوہ باقی لوگ ایک ایک کر کے داخل ہوں، جب وہ امام کے زیارت کر کے چلے گئے تو مسافر نے مجھے، موسیٰ، جعفر بن عیسیٰ اور یونس کو بلایا اور ہم سب کو امام کی خدمت اقدس میں لے گیا عباس بغیر جوتے ورداء کے ایک طرف کھڑا تھا اور یہ ابو سرایا کے خروج کے سال کی بات ہے، ہم نے سلام کی اور آپ نے ہمیں بیٹھنے کا حکم فرمایا۔

فَلَمَّا جَلَسْنَا قَالَ لَهُ جَعْفَرُ بْنُ عِيسَى: يَا سَيِّدِي نَشْكُو إِلَى اللَّهِ وَ إِلَيْكَ مَا نَحْنُ فِيهِ مِنْ أَصْحَابِنَا! فَقَالَ وَ مَا أَنْتُمْ فِيهِ مِنْهُمْ فَقَالَ جَعْفَرٌ: هُمْ وَ اللَّهُ يَا سَيِّدِي يَزْنِدُقُونَا وَ يُكْفِرُونَا وَ يَتَبَرَّءُونَ مِنَّا، فَقَالَ: هَكَذَا كَانَ أَصْحَابُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَ أَصْحَابُ جَعْفَرٍ وَ مُوسَى (صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ) وَ لَقَدْ كَانَ أَصْحَابُ زُرَّارَةَ يُكْفِرُونَ غَيْرَهُمْ، وَ كَذَلِكَ غَيْرُهُمْ كَانُوا يُكْفِرُونَ،

جب ہم بیٹھ گئے تو جعفر بن عیسیٰ نے آپ سے عرض کی: اے میرے مولا، سید و سردار! ہم آپ کے اصحاب کی طرف جن مصیبتوں کا شکار ہیں ان کی خدا اور آپ کے حضور میں شکایت کرتے ہیں، آپ نے پوچھا: تمہیں ان سے کیا مصیبتیں پہنچی ہیں؟ جعفر نے عرض کی: خدا کی قسم! وہ ہمیں زندیق اور کافر قرار دیتے ہیں اور ہم سے براءت کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: امام سجاد، امام باقر، امام جعفر صادق اور امام کاظم کے اصحاب بھی اسی طرح تھے، زرارہ کے ساتھی دوسروں کی تکفیر کرتے تھے اور اسی طرح دوسرے ان کی تکفیر کرتے تھے۔

فَقُلْتُ لَهُ: يَا سَيِّدِي نَسْتَعِينُ بِكَ عَلَى هَذَيْنِ الشَّيْخَيْنِ يُونُسَ وَ هِشَامٍ! وَ هُمَا حَاضِرَانِ، فَهَمَّا أَدْبَانَا وَ عَلَّمَانَا الْكَلَامَ، فَإِنْ كُنَّا يَا سَيِّدِي ۶۴ عَلَى هُدًى فَفَزْنَا، وَ إِنْ كُنَّا عَلَى ضَلَالٍ فَهَذَانِ أَضَلَّانَا، فَمَرْنَا تَرْكُهُ وَ نَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مِنْهُ، يَا سَيِّدِي فَادْعُنَا إِلَى دِينِ اللَّهِ نَتَّبِعْكَ! فَقَالَ (ع): مَا أَعْلَمُكُمْ إِلَّا عَلَى هُدًى، جَزَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الصُّحْبَةِ الْقَدِيمَةِ وَ الْحَدِيثَةِ خَيْرًا، فَتَأَوَّلُوا الْقَدِيمَةَ عَلَى بَنِ يَقُطَيْنَ، وَ الْحَدِيثَةَ خَدَمْتَنَا لَهُ، وَ اللَّهُ أَعْلَمُ.

میں نے امام کی خدمت میں عرض کی: میرے مولا و آقا! ہم ان دو بزرگوں (یونس و ہشام) کے بارے میں آپ کی مدد چاہتے ہیں، اور وہ دونوں حاضر تھے اور انہوں نے ہی ہمیں آداب و تہذیب سکھائی ہے اور ہمیں بحث و مناظرے کی تعلیم دی، اے میرے مولا، اگر ہم ہدایت پہ ہیں تو ہم کامیاب ہو گئے اور اگر ہم گمراہی پہ ہیں تو ان دونوں نے ہمیں گمراہ کر دیا، اب آپ ہمیں حکم دیں تاکہ ہم ان کے نظریات کو چھوڑ دیں اور خدا کی بارگاہ میں توبہ کریں، اے میرے مولا، آپ ہمیں دین کی طرف بلائیں ہم آپ کی پیروی کریں گے۔

امام نے فرمایا: میں تمہیں ہدایت پہ دیکھتا ہوں، اللہ تعالیٰ تمہیں قدیم و جدید صحبت و پیروی امامت کی جزاء عطا فرمائے۔

تو انہوں نے صحبت قدیم سے علی بن یقطین سے تاویل کیا اور صحبت جدید سے ہمارا آپ کی خدمت میں ہونا مراد لیا، خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

فَقَالَ جَعْفَرٌ: جُعِلْتُ فِدَاكَ، إِنَّ صَالِحاً وَ أَبَا الْأَسَدِ خَصَّيَّ^{۶۵} عَلِيَّ بْنَ يَقْطِينٍ حَكِيماً عَنْكَ: أَنَّهُمَا حَكِيماً لَكَ شَيْئاً مِنْ كَلَامِنَا! فَقُلْتُ لَهُمَا: مَا لَكُمَا وَ الْكَلَامُ يُثْنِيكُمْ إِلَى الزَّندَقَةِ! فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَا قُلْتُ لَهُمَا ذَلِكَ، أَنَا قُلْتُ ذَلِكَ! وَ اللَّهُ مَا قُلْتُ لَهُمَا.

پھر جعفر نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، صالح اور علی بن یقطین کے غلام ابو الاسد نے آپ سے نقل کیا کہ انہوں نے آپ کے پاس ہماری باتیں بیان کیں تو آپ نے ان سے فرمایا: تمہیں کلام و بحثوں سے کیا تعلق ہے؟! بحثیں اور مناظرے تمہیں زندیق بنادیں گیں!

تو امام نے فرمایا: میں نے ان سے یہ نہیں کہا، خدا کی قسم میں نے ان سے ہر گز ایسی بات نہیں کی۔

وَ قَالَ يُونُسُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّا زَنَادِقَةٌ! وَ كَانَ جَالِساً إِلَى جَنْبِ رَجُلٍ وَ هُوَ مُتَرَبِّعٌ رَجُلًا عَلَى رَجُلٍ وَ هُوَ سَاعَةٌ بَعْدَ سَاعَةٍ يَمْرُغُ وَجْهَهُ وَ خَدَيْهِ عَلَى بَاطِنِ قَدَمِهِ الْأَيْسَرِ، فَقَالَ لَهُ: أَرَأَيْتَ لَوْ كُنْتَ زَنْدِيقاً فَقَالَ لَكَ هُوَ مُؤْمِنٌ مَا كَانَ يَنْفَعُكَ مِنْ ذَلِكَ، وَ لَوْ كُنْتَ مُؤْمِناً فَقَالُوا هُوَ زَنْدِيقٌ مَا كَانَ يَضُرُّكَ مِنْهُ.

^{۶۵}۔ اس سے کا معنی غلام ہے، یعنی علی بن یقطین کا غلام مراد ہے۔

یونس نے عرض کی، میں آپ پر قربان جاؤں، وہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ ہم زندیق و کافر ہیں، اور وہ ایک شخص کے پہلو میں ٹانگ پہ ٹانگ رکھے دوزانو ہو کر بیٹھا تھا اور بار بار اپنے چہرے اور رخساروں کو بائیں پاؤں کے اندر دباتا تھا۔

تو امام نے اس سے فرمایا: ارے، دیکھو، اگر تم زندیق ہو تو اگر کوئی تمہیں مومن کہے تو تمہیں اس کا فائدہ نہ ہوگا اور اگر تم مومن ہو تو اگر کوئی تمہیں زندیق کہے تو تمہیں اس کا کوئی نقصان نہ ہوگا۔

وَقَالَ الْمَشْرِقِيُّ لَهُ: وَاللَّهِ مَا تَقُولُ إِلَّا مَا يَقُولُ آبَاؤُكَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ: عِنْدَنَا كِتَابٌ سَمِّيَنَاهُ كِتَابَ الْجَامِعِ فِيهِ جَمِيعُ مَا تَكَلَّمَ النَّاسُ فِيهِ عَنْ آبَائِكَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَ إِنَّمَا تَتَكَلَّمُ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ جَعْفَرٌ شَبِيهَا بِهَذَا الْكَلَامِ، فَأَقْبَلَ عَلَى جَعْفَرٍ، فَقَالَ: فَإِذَا كُنْتُمْ لَا تَتَكَلَّمُونَ بِكَلَامِ آبَائِي عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَبِكَلَامِ أَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ تُرِيدُونَ أَنْ تَتَكَلَّمُوا. قَالَ حَمْدَوِيهِ: هَشَامُ الْمَشْرِقِيُّ هُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبَغْدَادِيِّ، فَسَأَلْتُهُ عَنْهُ وَ قُلْتُ ثِقَّةٌ هُوَ فَقَالَ ثِقَّةٌ ثِقَّةٌ، قَالَ وَ رَأَيْتُ ابْنَهُ بِبَغْدَادٍ.

پھر مشرقی نے عرض کی: خدا کی قسم، آپ بھی اپنے آباء و اجداد کی طرح ارشاد فرماتے ہیں: ہمارے پاس ایک کتاب ہے جسے ہم جامع کہتے ہیں، آپ کے آباء و اجداد سے منقول سب اس میں ہے، ہم اس کی بات کرتے ہیں، تو جعفر نے بھی اس سے ملتی جلتی بات آپ سے عرض کی۔

تو امام نے فرمایا: جب تم میرے آباء و اجداد کے کلام سے استدلال نہیں کرو گے تو کیا ابو بکر و عمر کی باتوں سے بحثیں کرو گے؟!

حمویہ کا بیان ہے کہ ہشام مشرقی، ابراہیم بغدادی کا بیٹا تھا میں نے اس کے بارے میں سوال کیا کہ کیا وہ ثقہ و سچا شخص ہے؟ تو عبیدی نے اسے ثقہ قرار دیا یعنی اس کی خوب تصدیق کی اور میں نے اس کے بیٹے کو بغداد میں دیکھا تھا۔



ہشام بن ابراہیم عباسی^{۲۱}

۲۱۔ ابتداء امر میں یہ شخص صحیح العقیدہ تھا لیکن بعد میں فاسد ہو گیا اور اس کا خاتمہ براہو اس پر معتبر روایات دلالت کرتی ہیں اور یہ شخص ابراہیم بن ہشام مشرقی کے علاوہ ہے، ملاحظہ ہو؛ معجم رجال الحديث ج ۲۰ ص ۲۸۶-۲۹۰، ن ۱۳۳۳۸، یہاں اس کے خبث پر دلالت کرنے والی چند روایات ذکر کی جاتی ہیں:

حمیری نے ریان سے روایت کی میں نے ایک دن عباسی کے پاس گیا اس نے جلدی سے کاغذ و دوات منگوائی میں نے کہا: کیا ہے؟ کہنے لگا: میں نے امام رضا سے کچھ چیزیں سنی ہیں جن کو بھولنے سے پہلے لکھنا چاہتا ہوں اور اس نے ان کو لکھ لیا، اس واقعے کے بعد جمعہ کے دن سے پہلے گرمی کے وقت مرو میں وہ میرے پاس آیا میں نے کہا: کہاں سے آیا ہے؟ کہنے لگا: اے کے پاس سے میں نے کہا: مامون کے پاس سے؟ کہا: نہیں، میں نے کہا: فضل بن سہل کے پاس سے، میں نے کہا: کون مراد ہے؟ اس نے کہا: علی بن موسیٰ کے پاس سے، میں نے کہا: ارے ذلیل ہو جائے آخر ماجر کیا ہے؟

اس نے کہا: جانے دیجئے، ان کے آباء و اجداد کب کر سیوں پر بیٹھتے تھے کہ ان کے لیے ولی عہدی کی بیعت کی جائے جیسے اس نے کیا؟ میں نے کہا: تیرا براہو اپنے رب سے توبہ کر اس نے کہا: میرا فلاں کنیز اس سے بہتر جانتی ہے... میں امام رضا کے پاس آیا اور عرض کی: عباسی نے اس طرح آپ کے بارے میں کہا ہے وہ اکثر میرے پاس سوتا ہے اجازت دیں تو اس کا گلا کاٹ دوں یا اس کا گلا گھونٹ دوں پھر یہ بات پھیلا دوں کہ وہ اچانک مر گیا ہے؟ آپ نے تین بار ہاتھوں کو جھاڑا اور فرمایا: نہیں، اے ریان، نہیں، اے ریان، نہیں، اے ریان [قرب الاسناد، ص ۳۴۴، ح ۱۲۵۲، ط موسسہ آل البیت، بحار الانوار ۴۹ ص ۲۶۳، ۷، یہ روایت صحیح السند ہے اور اس کی خباثت پر دلالت کرتی ہے]۔

شیخ صدوق نے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی از علی بن ابراہیم قمی از ریان صحیح سند سے نقل کیا: ہشام بن ابراہیم راشدی ہمدانی جو حضرت امام رضا کے مقرب ترین اصحاب میں سے تھا امام کی خراسان آمد سے قبل اس کا شمار علماء، ادباء اور فہم و فراست میں نمایاں مقام رکھنے والوں میں سے ہوتا تھا۔ خراسان اور اس کے نواحی علاقوں میں سے حضرت امام رضا کے لیے جس قدر اموال شرعی موصول ہوتے وہ سب ہشام ہی وصول کرتا تھا اور بعد میں امام کے سپرد کرتا تھا۔

لیکن جب امام رضا خراسان میں آئے تو اس سے قبل ہی ہشام بن ابراہیم اپنی سابقہ ذمہ داریوں کو ترک کر کے فضل بن سہل ذوالریاستین سے جاملتا تھا اور ذوالریاستین نے اسے اپنے خاص رازداروں میں شامل کر لیا تھا، ہشام کا کام یہ تھا کہ وہ حضرت امام رضا سے متعلق خبروں کی تفصیلی رپورٹ مامون اور ذوالریاستین کو پیش کرتا تھا اور اس طرح اس نے خود کو ان دونوں کا

خاص مقرب بنالیا تھا، کوئی بھی خبر جو امام رضا سے متعلق ہوتی تھی وہ ہشام کی وجہ سے مامون اور ذوالریاستین سے پوشیدہ نہیں رہتی تھی اس لیے کہ ہشام بن ابراہیم کو حضرت امام رضا کا خصوصی محافظ مقرر کیا گیا تھا جس کی بناء پر کوئی بھی شخص ہشام کی اجازت کے بغیر امام رضا سے ملاقات نہیں کر سکتا تھا اور جو افراد امام سے ملنے کے لیے آتے تھے ان پر ہشام کی خاص طور پر کڑی نظر ہوتی تھی چنانچہ اس صورت حال کی وجہ سے امام رضا پر کافی سخت اور پریشان کن کیفیت مسلط کر دی گئی تھی اگر کوئی امام کا چاہنے والا آپ کی زیارت سے فیضیاب ہونے کا ارادہ کرتا تو اسے روک دیا جاتا نیز امام رضا کی زبان مبارک سے جو کلام جاری ہوتا اس کی مکمل رپورٹ مامون کو بھیجوا دی جاتی یہی حال ذوالریاستین کا تھا اسے بھی امام سے متعلق مکمل تفصیلات پر مبنی رپورٹیں باقاعدگی سے ملتی رہتی تھی مامون نے اپنے بیٹے عباس کو بھی ہشام کے سپرد کیا ہوا تھا تاکہ اسے ادبیت کی تعلیم دے اسی وجہ سے اسے ہشام عباسی کا نام دیا گیا [عیون اخبار رضا، ص ۱۶۴-۱۶۶، باب ۴۰ ج ۲۳]۔

منقول ہے کہ فضل بن سہل اور ہشام بن ابراہیم ایک دن اکٹھے امام رضا کی ملاقات کے لیے آئے، فضل بن سہل نے اندر داخل ہونے کے بعد کہا: اے فرزند رسول! میں آپ سے ایک خفیہ بات کے سلسلے میں ملنے آیا ہوں اس لیے حکم فرمائیں کہ تمام لوگ یہاں سے اٹھ جائیں تاکہ ہم تنہائی میں آپ سے بات کر سکیں چنانچہ وہاں موجود تمام لوگ اٹھ کر چلے گئے تو فضل نے ایک تحریر نکالی جو دستخط شدہ تھی اس کے بعد فضل و ہشام دونوں نے امام رضا کو مخاطب کر کے کہا: ہم آپ کے پاس حق بات اور سچ کہنے کے لیے آئے ہیں ہمیں اس امر کا بخوبی علم ہے کہ امارت اور حکومت اور خلافت کا منصب صرف آپ کے شایان شان ہے اے فرزند رسول! ہم جو کچھ اپنی زبان سے کہہ رہے ہیں وہی ہمارے دل میں ہے ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر ہم نے جھوٹ کہا تو ہمارے غلام آزاد ہو جائیں اور ہماری بیویوں کو طلاق ہو جائے ہم نے جو تیس حج پایادہ کئے ہیں وہ رائیگاں جائیں ہم نے عزم کیا ہے کہ ہم مامون کو قتل کروادیں اور اس کے بعد خالص حکومت کو جس کا کوئی رقیب نہ ہو آپ کے سپرد کر دیں گے تاکہ اس طرح حق اپنی جگہ پہنچ جائے اور حقدار کو حق مل جائے۔

حضرت امام رضا نے ان دونوں کی باتوں پر نہ تو کان دھرے اور نہ ہی ان کی ذرہ برابر پرواہ کی بلکہ امام نے ان دونوں کو لعن و طعن کیا اور فرمایا: تم دونوں کفران نعمت کے مرتکب ہوئے ہو اور تم دونوں نے اپنی سلامتی خطرے میں ڈال دی ہے اور اگر میں بھی تمہاری اس رائے پر راضی ہو جاؤں تو گویا میں نے بھی ایسا کیا ہے۔

فضل اور ہشام نے جب امام کے کلام کو سنا تو انہیں معلوم ہو گیا کہ انہوں نے غلط راستہ اختیار کی ہے چنانچہ انہوں نے امام کے پاس سے اٹھتے وقت کہا: ہم نے آپ سے یہ بات محض آپ کے امتحان لینے کے لیے کہی تھی ہم درحقیقت آپ کو آزمانا چاہتے تھے۔

امام نے فرمایا: تم لوگ جھوٹ بول رہے ہو تم نے جو کچھ زبان سے کہا وہی تمہارے دلوں میں تھا مگر اب جبکہ تم نے دیکھا کہ میں تمہارے رائے سے اتفاق نہیں کرتا تم نے یہ من گھڑت بات کہی ہے اس کے بعد وہ دونوں وہاں سے نکل کر مامون کے پاس آئے اور مامون سے کہا: ہم دونوں ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا کے پاس گئے تھے اور ہم نے انہیں آزمانے اور پرکھنے کے لیے ان سے یہ بات کہی تھی تاکہ ہم جان سکیں کہ وہ تمہارے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں یعنی ان کے دل کی پوشیدہ

۹۵۷ وَجَدْتُ بِخَطِّ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ بُنْدَارِ الْقُمِّيِّ فِي كِتَابِهِ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ، قَالَ، لَمَّا حُمِلَ سَيِّدِي مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ إِلَى هَارُونَ، جَاءَ إِلَيْهِ هِشَامُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْعَبَّاسِيُّ، فَقَالَ لَهُ يَا سَيِّدِي قَدْ كُتِبَ لِي صَكٌّ إِلَى الْفَضْلِ بْنِ يُونُسَ فَسَلِّهُ أَنْ يَرْجِعَ أَمْرِي! قَالَ، فَرَكِبَ إِلَيْهِ أَبُو الْحَسَنِ (ع)، فَدَخَلَ إِلَيْهِ حَاجِبُهُ، فَقَالَ يَا سَيِّدِي أَبُو الْحَسَنِ مُوسَى (ع) بِالْبَابِ، فَقَالَ: إِنْ كُنْتُ صَادِقًا فَانْتَ حُرٌّ وَلَكَ كَذَا وَكَذَا! فَخَرَجَ الْفَضْلُ بْنُ يُونُسَ حَافِيًا يَعْذُو، حَتَّى خَرَجَ إِلَيْهِ فَوَقَعَ عَلَى قَدَمَيْهِ يُقْبِلُهَا، ثُمَّ سَأَلَهُ أَنْ يَدْخُلَ! فَدَخَلَ، فَقَالَ لَهُ: اقْضِ حَاجَةَ هِشَامٍ! فَقَضَاهَا، ثُمَّ قَالَ يَا سَيِّدِي قَدْ حَضَرَ الْغَدَاءُ فَتَكْرَمْنِي أَنْ تَتَعَدَّى عِنْدِي! فَقَالَ هَاتِ! فَجَاءَ بِالْمَائِدَةِ وَ عَلَيْهَا الْبَوَارِدُ، فَأَجَالَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) يَدُهُ فِي الْبَارِدِ، وَقَالَ: الْبَارِدُ تُجَالُ الْيَدُ فِيهِ، فَلَمَّا رَفَعُوا الْبَارِدَ وَ جَاءُوا بِالْحَارِّ، فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) الْحَارُّ حُمَّى.

MANZAR AELIYA

راز کو جاننے کے لیے ہم نے یہ اقدام کیا مگر انہوں نے ہمیں یہ جواب دیا مامون نے ان کی باتیں سن کر کہا: تم نے بہت اچھا کام کیا ہے۔

پھر جب وہ دونوں مامون کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے تو امام رضا مامون کے پاس آئے اور جب تنہائی میں امام کو مامون سے بات چیت کرنے کا موقع ملا تو امام نے ان دونوں کے اپنے پاس آنے اور ان کی باتوں کی تفصیل بیان کرنے کے بعد فرمایا: ان دونوں کے معاملے میں زیادہ ہوشیار رہے۔

مامون نے جب امام سے پوری گفتگو سنی تو اسے یقین ہو گیا کہ امام رضا نے اسے جو کچھ بتایا ہے وہ صحیح ہے اس لیے کہ آپ حقیقی سچے اور صادق ہیں [عیون اخبار رضا، شیخ صدوق ط موسسہ علمی، ص ۱۷۷-۱۷۸ باب ۳۰ ح ۳۰]۔

محمد بن سالم کا بیان ہے کہ جب امام کاظمؑ کو ہارون نے بغداد کی طرف لایا تو آپ کے پاس ہشام بن ابراہیم عباسی حاضر ہوا اور عرض کی: اے میرے مولا و آقا، میرے لیے فضل بن یونسؒ کی طرف ایک خط تحریر فرمائیے اور اسے میرا کام کرنے کا حکم دیجیے، تو امام سوار ہوئے اور اس کے پاس تشریف لے گئے تو اس کے دربان نے اسے بتایا کہ دروازے پہ ابو الحسن موسیٰ کاظمؑ تشریف لائے ہیں۔

اس نے خوشی سے کہا: اگر تو سچ کہہ رہا ہے تو تو آزاد ہے اور تجھے مزید انعام بھی دیا جائے گا اور فضل بن یونسؒ پا برہنہ دوڑ کر امام کی طرف آیا اور آپ کے قدموں پہ گر گیا اور انہیں بوسہ لینے لگا پھر آپ سے درخواست کی کہ تشریف لائیں تو امام اس کے پاس تشریف لے گئے۔

آپ نے فرمایا: ہشام کی ضرورت کو پورا کر دو۔

اس نے اسے پورا کر دیا، پھر اس نے عرض کی: اے میرے مولا و آقا، دوپہر کے کھانا حاضر ہے، میرے پاس غذا تناول فرما کر مجھے عزت بخشیں۔

امام نے فرمایا: لاؤ، تو وہ دسترخوان لایا اس پر ٹھنڈی چیزیں حاضر کی گئیں تو امام نے اپنا دست مبارک اس پر پھیرا اور فرمایا: ٹھنڈے میں اپنا ہاتھ پھیرنا چاہیے، جب وہ ٹھنڈی چیزیں اٹھالے گئے اور گرم کھانا لائے تو امام نے فرمایا: گرم کھانا تو بخار ہے۔

^{۱۷} رجال البرقی ۵۰، اختیار معرفۃ الرجال ۵۰۰ ن ۹۵۷ ضمن ترجمۃ ہشام بن ابراہیم العباسی، رجال النجاشی ص ۱۷۲ ن ۸۳۲، رجال الطوسی ۳۵۷ ن ۲، فہرست الطوسی ۱۵۱ ن ۵۶۵، معالم العلماء ۹۱ ن ۶۲۸، رجال ابن داود ص ۲۲ ن ۳۹۳، رجال العلانی ص ۲۲ ن ۲۳۶، نقد الرجال ۲۶۸ ن ۲۷، مجمع الرجال ص ۳۴، جامع الرواۃ ص ۲۸، الوجیزۃ ۱۶۱، ہدایۃ المحدثین ۱۳۰، بحیۃ الاماں ص ۶۹، تنقیح المقال ص ۱۲ ن ۹۳۹۳، معجم رجال الحدیث ص ۱۳۷ ن ۹۳۹۶ و ن ۹۴۰۱.

۹۵۸ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ
الرَّيَّانِ بْنِ الصَّلْتِ، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ (ع) إِنَّ هِشَامَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ الْعَبَّاسِيَّ
زَعَمَ أَنَّكَ أَحْلَلْتَ لَهُ الْغَنَاءَ فَقَالَ كَذَبَ الزَّنْدِيقُ، إِنَّمَا سَأَلَنِي عَنْهُ فَقُلْتُ لَهُ
سَأَلَ رَجُلٌ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ (ع): إِذَا فَرَّقَ اللَّهُ بَيْنَ الْحَقِّ وَ
الْبَاطِلِ فَأَيْنَ يَكُونُ الْغَنَاءُ فَقَالَ الرَّجُلُ: مَعَ الْبَاطِلِ، فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ (ع): قَدْ
قَضَيْتَ.

ریان بن صلب کا بیان ہے کہ میں نے امام کاظمؑ سے عرض کی کہ ہشام بن ابراہیم عباسی
گمان کرتا ہے کہ آپ نے اس کے لیے غناء حلال کیا ہے؟

امام نے فرمایا: اس زندیق نے جھوٹ بولا ہے، اس نے مجھ سے غناء کے بارے میں سوال
کیا تو میں نے جواب دیا کہ ایک شخص نے ابو جعفرؑ سے یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا: جب خدا
نے حق و باطل میں فرق قائم کر دیا ہے تو بتاؤ غناء کس طرف ہے؟
اس نے کہا: باطل کی طرف ہے۔

امام ابو جعفرؑ نے فرمایا: تو نے اچھا فیصلہ کیا ہے۔

۹۵۹ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ
أَحْمَدَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى وَ

۶۸۔ رجال الکثی، ص ۵۰۱، عیون اخبار رضا از شیخ صدوق، باب ۳۰ (فیما جاء عن الرضا من الاخبار المنثورة
ح ۳۲، قرب الاسناد، عبد اللہ بن جعفر حمیری ص ۱۶۹، ریان کے تعارف میں اس کے دیگر حوالہ جات کی طرف بھی اشارہ
کیا ہے۔

ابن سنان، أَنَّهُمَا سَمَعَا أَبَا الْحَسَنِ (ع) يَقُولُ: لَعَنَ اللَّهُ الْعَبَّاسِيَّ فَإِنَّهُ زَنْدِيقٌ وَ صَاحِبُهُ يُونُسُ فَإِنَّهُمَا يَقُولَانِ بِالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ.

صفوان بن یحییٰ اور ابن سنان نے امام ابو الحسن سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ عباسی پہ لعنت کرے وہ زندیق ہے اور اس کا ساتھی یونس ہے وہ دونوں حسن و حسین کے بارے میں مخصوص نظریات کے قائل ہیں۔

۹۶۰ و عَنْهُ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عِيسَى، عَنْ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ مُعَمَّرِ بْنِ خَلَادٍ، قَالَ، سَمِعْتُ الرِّضَا (ع) يَقُولُ: إِنَّ الْعَبَّاسِيَّ زَنْدِيقٌ وَ كَانَ أَبُوهُ زَنْدِيقًا.

معمر بن خلاد نے امام رضا سے روایت کی کہ عباسی خود بھی زندیق تھا اور اس کا باپ بھی زندیق تھا۔

۹۶۱ و عَنْهُ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ، عَنْ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ حَدَّثَنِي الْعَبَّاسِيُّ، أَنَّهُ قَالَ لِلرِّضَا (ع) لِمَ لَا تَدْخُلُ فِيمَا سَأَلَكَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ، فَقَالَ: فَأَنْتَ أَيْضًا عَلِيُّ يَا عَبَّاسِيُّ! فَقَالَ نَعَمْ وَ لَتُجِيبَهُ إِلَى مَا سَأَلَكَ أَوْ لَأُعْطِيَنَّكَ الْقَاضِيَةَ يَعْنِي السَّيْفَ.

ابوطالب نے عباسی سے نقل کیا کہ اس نے امام رضا سے کہا: آپ اس امر کو کیوں قبول نہیں کرتے جو مومنوں کے امیر مامون نے آپ سے تقاضا کیا ہے؟
آپ نے فرمایا: اے عباسی! تو بھی ہمارے خلاف ہو گیا ہے؟
اس نے کہا: ہاں، آپ اس مطالبے کو قبول کریں ورنہ میں آپ کو تلوار سے قتل کر دوں گا۔

قَالَ أَبُو النَّضْرِ: سَأَلْنَا الْحُسَيْنَ بْنَ إِشْكِيْبَ، عَنِ الْعَبَّاسِيِّ هِشَامَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَ قُلْنَا لَهُ أَمْ كَانَ مِنْ وَلَدِ الْعَبَّاسِ قَالَ: لَا، كَانَ مِنَ الشَّيْعَةِ، فَطَلَبَهُ، فَكُتِبَ كُتِبَ الزَّيْدِيَّةُ وَ كُتِبَ آيَاتُ إِمَامَةِ الْعَبَّاسِ، ثُمَّ دَسَّ إِلَى مَنْ تَعَمَّزَ بِهِ وَ اخْتَفَى، وَ أَطْلَعَ السُّلْطَانُ عَلَى كُتْبِهِ، فَقَالَ هَذَا عَبَّاسِي، فَأَمَّنَهُ وَ خَلَّى سَبِيلَهُ.

ابو نصر محمد بن مسعود کا بیان ہے کہ ہم نے حسین بن اشکیب سے عباسی ہشام بن ابراہیم کے بارے میں سوال کیا کہ کیا وہ عباسی کی اولاد میں سے تھا؟

اس نے کہا: نہیں، وہ شیعہ تھا پھر اسے عباسی نے بلایا اور اس نے زیدیہ کے بارے میں کتابیں لکھیں اور عباس کی امامت کے اثبات کے لیے کتابیں لکھیں پھر اس نے اس کے نام دسیسہ کاری کی جو اس سے چشم پوشی کرتا تھا اور خود مخفی ہو گیا جب بادشاہ کو اس کی کتابوں کا علم ہوا تو اس نے کہا: یہ عباسی ہے تو اسے امان دی اور اسے چھوڑ دیا۔

صفوان بن یحییٰ اور اسماعیل بن خطاب

۹۶۲ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُلُوبِيهِ، عَنْ سَعْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ أَخْبَرَنِي مُعَمَّرُ بْنُ خَلَّادٍ، قَالَ، رَفَعْتُ مَا خَرَجَ مِنْ غَلَّةِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ الْخَطَّابِ، بِمَا أَوْصَى بِهِ إِلَى صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى! فَقَالَ: رَحِمَ اللَّهُ إِسْمَاعِيلَ بْنَ الْخَطَّابِ بِمَا أَوْصَى بِهِ إِلَى صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى وَ رَحِمَ صَفْوَانَ فَإِنَّهُمَا مِنْ حِزْبِ آبَائِي (ع)، وَ مَنْ كَانَ مِنْ حِزْبِنَا أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ.

معمر بن خلاد کا بیان ہے کہ اسماعیل بن خطاب نے اپنے جس غلے کی صفوان بن یحییٰ کے لیے وصیت کی تھی تو میں وہ غلہ لیکر امام کے پاس گیا تو آپ نے کہا: خدا اسماعیل بن خطاب پر رحم کرے اور خدا صفوان پر بھی رحم کرے کہ وہ دونوں میرے آباء کے گروہ اور لشکر میں سے ہیں اور جو ہمارے گروہ میں سے ہو گا خدا اسے جنت میں جگہ دے گا۔

MANZAR AELIYA

۶۹ رجال البرقی ۵۵، فہرست ابن الندیم ۳۲۵، رسالۃ ابی غالب الزراری ۱۶۱ و ۱۷۱، رجال النجاشی ص ۴۳۹ ن ۵۲۲، رجال الطوسی ۳۵۲ ن ۳ و ۳۷۸ ن ۴ و ۴۰۲ ن ۱، فہرست الطوسی ۱۰۹ ن ۳۵۸، معالم العلماء ۵۹ ن ۴۰۲، رجال ابن داود ۱۸۸ ن ۷۷۰، التحریر الطاووسی ۱۵۳ ن ۲۰۲، رجال العلانی ۸۸، نقد الرجال ۷۳، مجمع الرجال ۲۱۶، منہج المقال ص ۲ ن ۱۰۰، جامع الرواة ص ۱۳، وسائل الشیعة ۲۰ ن ۲۱۸، الوجیزۃ ۱۵۳، ہدایۃ المحدثین ۸۲، بحجۃ الآمال ص ۵۱، تنقیح المقال ص ۲ ن ۱۰۰، ۵۷۸، إعیان الشیعة ص ۳۸۹، تائیس الشیعة ۳۰، الذریعة ص ۳۳ ن ۱۱۰، مجمع رجال الحدیث ص ۹ ن ۱۲۳، قاموس الرجال ص ۵۷۲، مجمع المؤلفین ص ۲۰.

۱۲۸ رجال ابو عمرو کشتی؛ معصومین کے فرامین کا مجموعہ: ج ۶

صَفْوَانُ بْنُ يَحْيَى مَاتَ فِي سَنَةِ عَشْرِ وَ مَائَتَيْنِ بِالْمَدِينَةِ وَ بَعَثَ إِلَيْهِ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) بِحَنْوِطِهِ وَ كَفَنَهُ وَ أَمَرَ إِسْمَاعِيلَ بْنَ مُوسَى بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ.

کشتی فرماتے ہیں: صفوان بن یحییٰ مدینہ میں ۲۱۰ھ کو فوت ہوا تو امام جواد نے اس کے لیے حنوط و کفن بھیجا اور اسماعیل بن موسیٰ کو اس پر نماز جنازہ پڑھانے کا حکم دیا۔

SHIA BOOKS
PDF

MANZAR AELIYA

صفوان بن یحییٰؑ پارچہ فروش، محمد بن سنان، زکریا بن آدمؑ اور سعد بن سعد قتیؑ

۴۰۔ رجال البرقی ۵۵، فہرست ابن الندیم ۳۲۵، رسالہ ابی غالب الزراری ۱۶۱ و ۱۷۱، رجال النجاشی ص ۳۳۹ ن ۵۲۲، رجال الطوسی ص ۳۳۵ ن ۳ و ۷۸ ن ۴ و ۴۰۲ ن ۱، فہرست الطوسی ص ۳۵۸ ن ۱۰۹، معالم العلماء ۵۹ ن ۴۰۲، رجال ابن داود ۱۸۸ ن ۷۰، التحریر الطاوسی ص ۱۵۳ ن ۲۰۲، رجال العلایہ الحلی ۸۸، نقد الرجال ۱۷۳، مجمع الرجال ص ۲۱۶، منہج المقال ص ۱۰۰ ن ۵۷۸، جامع الرواۃ ص ۴۱۳، وسائل الشیعہ ص ۲۰ ن ۲۱۸، الوجیزۃ ۱۵۴، ہدایۃ المحدثین ۸۲، بحیۃ الآمال ص ۵، تنقیح المقال ص ۱۰۰ ن ۵۷۸، إعیان الشیعہ ص ۳۸۹، تاسیس الشیعہ ص ۳۰۱، الذریعۃ ص ۳۱۰ ن ۱۱۰، مجمع رجال الحديث ص ۱۲۳ ن ۵۹۲۲، قاموس الرجال ص ۱۲، مجمع المؤلفین ص ۲۰.

۴۱۔ رجال الطوسی ص ۲۰۰ ن ۷۷، رجال ابن داود ص ۴۰۲، فہرست الطوسی ص ۷۳، تنقیح المقال ص ۱۰۰ ن ۴۳۶، رجال النجاشی ص ۱۲۴ ن ۵۶، معالم العلماء ص ۳۴۹ ن ۳۴۹، تاسیس الشیعہ ص ۴۱۰، الکنی واللقاب ص ۲: ۷۲، رجال ابن داود ص ۹، مجمع اثبات ۵۵، مجمع رجال الحديث ص ۷۷ ن ۲۷۱-۲۷۲، جامع الرواۃ ص ۳۳۰، رجال الحلی ص ۷۵، نقد الرجال ص ۱۳۸، رجال الکشی ص ۵۹۴، مجمع الرجال ص ۵۳-۵۷، ہدایۃ المحدثین ص ۶۶، إعیان الشیعہ ص ۶۲، سفینۃ البحار ص ۵۵۰، بحیۃ الآمال ص ۱۹۶، تاریخ قم، ۲ و ۳، منتہی المقال ص ۱۳، عند بیل ص ۲۹۳، منہج المقال ص ۱۴۹، جامع المقال ص ۶۹، إعیان الشیعہ ص ۶۲، الذریعۃ ص ۶۱ ن ۳۳۳، ۱۹۰۹، التحریر الطاوسی ص ۱۰۹، وسائل الشیعہ ص ۲۰: ۱۹۸، اتقان المقال ص ۶۳، الوجیزۃ ص ۳۵، شرح مشیختہ الفقہ ص ۶۹، رجال الناصری ص ۹۰، ثقات الرواۃ ص ۳۳۴-۳۳۵، قاموس الرجال ص ۱۷۸.

۴۲۔ رجال البرقی ص ۵۱، رجال الکشی ص ۳۲۳ ن ۳۶۲، رجال النجاشی ص ۴۰۵ ن ۴۶۸، رجال الطوسی ص ۷۸ ن ۴ و ۴۰۲، فہرست الطوسی ص ۳۱۹ و ۳۲۱، معالم العلماء ص ۳۵۹ ن ۳۶۱، رجال ابن داود ص ۶۶۸، التحریر الطاوسی ص ۱۸۲، رجال العلایہ الحلی ص ۸۷، نقد الرجال ص ۱۹، مجمع الرجال ص ۱۰۲، جامع الرواۃ ص ۳۵۳، وسائل الشیعہ ص ۲۰ ن ۵۲۰، الوجیزۃ ص ۱۵۳، ہدایۃ المحدثین ص ۷۰، مستدرک الوسائل ص ۳۲، بحیۃ الآمال ص ۳۱۹، تنقیح المقال ص ۱۳۸ ن ۴۶۸، إعیان الشیعہ ص ۲۲۲، الذریعۃ ص ۶۱ ن ۳۳۵ و ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، مجمع رجال الحديث ص ۸ ن ۵۳، ۵۰۳ و ۵۰۴، قاموس الرجال ص ۴ و ۳۲۲.

۹۶۳ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُلُوبِيهِ، قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عِيسَى، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ دَاوُدَ الْقُمِّيِّ، قَالَ، سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ الثَّانِي (ع) يَذْكُرُ صَفْوَانَ بْنَ يَحْيَى وَ مُحَمَّدَ بْنَ سَنَانَ بِخَيْرٍ، وَقَالَ: رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِرِضَايَ عَنْهُمَا فَمَا خَالَفَانِي قَطُّ، هَذَا بَعْدَ مَا جَاءَ عَنْهُ فِيهِمَا مَا قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ أَصْحَابِنَا.

علی بن حسین بن داود قمی کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو جعفر ثانی سے سنا جب آپ نے صفوان بن یحییٰ اور محمد بن سنان کا ذکر خیر و خوبی سے فرمایا تو ارشاد فرمایا: خدا ان دونوں سے راضی ہو کیونکہ میں ان سے راضی ہوں انہوں نے ہر گز میری مخالفت نہیں کی۔

یہ روایت ان کے بارے میں اس کے بعد صادر ہوئی جو میں نے اس کے بارے میں اپنے

اصحاب سے سنا ہے۔

۹۶۴ عَنْ أَبِي طَالِبٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّلْتِ الْقُمِّيِّ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ الثَّانِي (ع) فِي آخِرِ عُمُرِهِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: جَزَى اللَّهُ صَفْوَانَ بْنَ يَحْيَى وَ مُحَمَّدَ بْنَ سَنَانَ وَ زَكَرِيَّا بْنَ آدَمَ عَنِّي خَيْرًا فَقَدْ وَفَّوْا لِي وَ لَمْ يَذْكُرْ سَعْدُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ، فَخَرَجْتُ مُوَفَّقًا، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ مَوْلَايَ ذَكَرَ صَفْوَانَ وَ مُحَمَّدَ بْنَ سَنَانَ وَ زَكَرِيَّا بْنَ آدَمَ وَ جَزَاهُمْ خَيْرًا، وَ لَمْ يَذْكُرْ سَعْدُ بْنُ سَعْدٍ! قَالَ، فَعُدْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: جَزَى اللَّهُ صَفْوَانَ بْنَ يَحْيَى وَ مُحَمَّدَ بْنَ سَنَانَ وَ زَكَرِيَّا بْنَ آدَمَ وَ سَعْدُ بْنُ سَعْدٍ عَنِّي خَيْرًا فَقَدْ وَفَّوْا لِي.

عبداللہ بن صلت قمی کا بیان ہے کہ میں امام ابو جعفر دوم کے پاس ان کی عمر کے آخری حصے میں حاضر ہوا تو میں نے آپ سے سنا، فرمایا: خدا صفوان بن یحییٰ، محمد بن سنان اور زکریا بن

آدم کو مجھ سے جزاء خیر دے کہ انہوں نے میرے ساتھ کیا ہوا عہد و پیمان پورا کر دیا اور آپ نے سعد بن سعد کا ذکر نہیں فرمایا تو میں باہر آیا اور موفق سے ملا اور اس کو بتایا کہ میرے مولا و آقا نے صفوان بن یحییٰ، محمد بن سنان اور زکریا بن آدم کو یاد فرمایا اور ان کے لیے جزاء خیر کی دعا فرمائی اور سعد بن سعد کو یاد نہیں فرمایا راوی کہتا ہے میں لوٹ کر امام کے پاس آیا۔ امام نے فرمایا: خدا صفوان بن یحییٰ، محمد بن سنان اور زکریا بن آدم اور سعد بن سعد کو مجھ سے جزاء خیر دے کہ انہوں نے میرے ساتھ کیا ہوا عہد و پیمان پورا کر دیا۔

۹۶۵ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُلُوبِيهِ، قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدٌ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هَلَالٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيعٍ، أَنَّ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) كَانَ لَعَنَ صَفْوَانَ بْنَ يَحْيَى وَ مُحَمَّدَ بْنَ سِنَانَ، فَقَالَ: إِنَّهُمَا خَالِفَا أَمْرِي، قَالَ، فَلَمَّا كَانَ مِنْ قَابِلٍ، قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) لِمُحَمَّدِ بْنِ سَهْلٍ الْبَحْرَانِيِّ تَوَلَّ صَفْوَانَ بْنَ يَحْيَى وَ مُحَمَّدَ بْنَ سِنَانَ فَقَدْ رَضِيتُ عَنْهُمَا.

محمد بن اسماعیل بن بزیع کا بیان ہے کہ امام ابو جعفر نے صفوان بن یحییٰ اور محمد بن سنان پر لعنت کی اور فرمایا انہوں نے میرے امر کی مخالفت کی ہے جب آئندہ سال ہوا تو امام نے محمد بن سہل بحرانی سے فرمایا: صفوان بن یحییٰ اور محمد بن سنان سے محبت کر کیونکہ میں ان سے راضی ہو گیا ہوں۔

۹۶۶ وَ عَنْهُ، عَنْ سَعْدٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُعَمَّرِ بْنِ خَلَّادٍ، قَالَ، قَالَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) مَا ذَنْبَانِ ضَارِبَانِ فِي غَنَمٍ قَدْ غَابَ عَنْهَا رِعَاؤُهَا بِأَضَرِّ فِي دِينِ الْمُسْلِمِ مِنْ حُبِّ الرِّيَاسَةِ، ثُمَّ قَالَ: لَكِنْ صَفْوَانُ لَا يُحِبُّ الرِّيَاسَةَ.

معمر بن خلاد کا بیان ہے کہ امام ابو الحسن نے فرمایا: دو درندے قسم کے بھڑیئے جو ایسے ریوڑ میں ہوں جن کا چرواہا اور محافظ غائب ہو گیا ہو ان سے زیادہ ایک مسلمان کے دین کے لیے ریاست و حکومت کی محبت کرنا نقصان دہ ہے، پھر فرمایا صفوان میں ریاست و حکومت کی محبت نہیں ہے۔

۹۶۷ مُحَمَّدٌ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ دَاوُدَ الْقُمِيِّ، قَالَ، سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) يَذْكُرُ صَفْوَانَ بْنَ يَحْيَى وَ مُحَمَّدَ بْنَ سَنَانَ بِخَيْرٍ، وَقَالَ: رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِرِضَايَ عَنْهُمَا، فَمَا خَالَفَانِي وَ مَا خَالَفَا أَبِي (ع) قَطُّ، بَعْدَ مَا جَاءَ فِيهِمَا مَا قَدْ سَمِعَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ ۷۳.

علی بن حسین بن داود قمی کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو جعفر ثانی سے سنا جب آپ نے صفوان بن یحییٰ اور محمد بن سنان کا ذکر خیر و خوبی سے فرمایا تو ارشاد فرمایا: خدا ان دونوں سے راضی ہو کیونکہ میں ان سے راضی ہوں انہوں نے ہر گز میری مخالفت نہیں کی۔ یہ روایت ان کے بارے میں اس کے بعد صادر ہوئی جسے کئی دوسروں نے سنا تھا۔

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

عمار ساباطیؒ

۹۶۸ مُحَمَّدُ بْنُ قُلُوبِيهِ، قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقُمِّيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَمَّادٍ الْكُوفِيِّ، عَنْ مَرْوَكِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ رَجُلٍ، قَالَ، قَالَ أَبُو الْحَسَنِ (ع): اسْتَوْهَبْتُ عَمَّاراً مِنْ رَبِّي فَوَهَبَهُ لِي.

ایک شخص نے امام ابوالحسنؑ سے روایت کی، فرمایا میں نے اپنے رب سے عمار کو مانگ لیا تو خدا نے وہ مجھے بخش دیا۔^{۴۵}

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

۴۴۔ رجال الطوسی ۲۵۰ و ۳۵۴، تنقیح المقال ۲: ۳۱۸ و ۳: باب الکئی ۵۲، فہرست الطوسی ۱۱۷، رجال النجاشی ۲۰۶، معالم العلماء ۸۷، المقالات والفرق ۸۹ و ۲۳۳، رجال الحلی ۲۴۳، معجم الثقات ۸۸، مجمع الرجال ۴: ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۷: ۱۲۹، جامع الرواة ۱: ۶۱۳ و ۲: ۴۴۶، رجال ابن داود ۲۶۳، رجال البرقی ۳۶ و ۳۸، معجم رجال الحديث ۱۲: ۲۶۰ و ۲۷۲ و ۲۳: ۱۰۱، فرق الشیعة ۷۹، نقد الرجال ۷: ۲۴ و ۸: ۴۰، رجال بحر العلوم ۱: ۴۰، ہدایۃ المحدثین ۱۲ و ۳۱۴، الارشاد ۳۱۰، بحجۃ الآمال ۵: ۵۶۴، منتہی المقال ۷: ۲۲، منہج المقال ۲۴۲، جامع المقال ۸۲، التحریر الطاوسی ۱۹۰، وسائل الشیعة ۲۰: ۲۷۴، اتقان المقال ۱۰۰، الوجیزۃ ۴۲، شرح مشیختہ الفقیہ ۴، رجال الأنصاری ۱۳۱، مقالات الاسلامیین ۱: ۹۹، الفرق بین الفرق ۶۲، الملل والنحل ۱: ۱۶۸، قاموس الرجال ۷ ص ۹۹۔

۴۵۔ یہ روایت حدیث ۴۷۱ میں بطور مرسلہ اور ۷۶۳ میں دوسری سند کے ساتھ گزر چکی ہے۔

ابراہیم بن ابی بلاد^{۴۶}

۹۶۹ حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ، قَالَ، قَالَ لِي أَبُو الْحَسَنِ (ع) ابْتَدَاءً مِنْهُ: إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْبِلَادِ عَلَى مَا تُحِبُّونَ.

علی بن اسباط کا بیان ہے کہ امام ابوالحسنؑ نے کلام کی ابتداء کرتے ہوئے فرمایا: ابراہیم بن ابی بلاد اس عقیدہ پر ہے جسے تم چاہتے ہو۔

^{۴۶} رجال البرقی ۴۸، ۵۵، رجال النجاشی ص ۱۰۲ ن ۳۱، فہرست الطوسی ۳۲ ن ۲۲، رجال الطوسی ۱۳۵ ن ۶۰ و ۳۴۲ ن ۵ و ۳۶۸ ن ۱۸، معالم العلماء ۶ ن ۷، رجال العلانی ۳ ن ۴، ایضاح الاشتباہ ۸۷ ن ۲۱، لسان المیزان ص ۴۱ ن ۸۲، نقد الرجال ۶ ن ۵، مجمع الرجال ص ۳۰، ہدایۃ المحدثین ۹، الکافی والالقب للقمی ص ۲۹، معجم رجال الحدیث ص ۱۸۹ ن ۷۳ و ۱۹۲ ن ۷۴، قاموس الرجال ص ۱۰۵.

د عبل بن علی خزاعی شاعر

۷۔ رجال شیخ ص ۳۷۵، اصحاب امام رضا، ن ۶، رجال نجاشی، ص ۲۲۷، ۷۲۷، ۷۱۱، ۴۲۸، (اس میں ان کی دو کتابوں کا نام ذکر کیا: ۱۔ کتاب طبقات الشعراء، ۲۔ کتاب الواحدة فی مثالب العرب و مناقبها) رجال علامہ حلی، ص ۷۰، فصل دال ۲، التحریر الطاووسی، ص ۱۹۳، ۱۵۳، اتقان المقال، ص ۱۸۸، معالم العلماء، ص ۱۵۱ (فصل المقتصدین)، معراج الکمال، ص ۲۴۵، فائدہ ثانیہ، وسائل الشیعہ، ص ۲۰، ۱۹، ن ۴۶۷، توضیح الاشتباہ، ۱۵۲، ۶۶۹، نقد الرجال، ج ۲، ص ۲۲۵، ۱۹۱۰، روضات الجنات، ص ۳۰۶، ۲۹۸، تکملة الرجال، ج ۱، ص ۳۹۴، منتبہ المقال، ص ۲۱۸، ۱۱۲۶، منج المقال، ص ۱۳۸، مجالس المومنین ج ۲، ص ۵۱، عیون اخبار الرضا، ص ۳۵۹، ۲۸۰، ۳۷۰، اصول کافی ج ۱، ص ۴۹۶، ج ۸، تاریخ قم، ۲۰۰، کشف الغمہ، ص ۱۵۹، اعلام الوری، ۳۱۶، المناقب، ص ۳۳۸، روضۃ الواعظین، ۲۲۶، بشارۃ المصطفیٰ، ۲۵۰، امالی مفید، ج ۳، ص ۳۲۴، مجلس ۳۸، امالی صدوق، ج ۱، ص ۶۲۰، مجلس ۶۴، امالی طوسی، ج ۹، ص ۳۶۹، جزء ۱۲، تنقیح المقال، ص ۲۶، ۳۱۸۔ ۳۳۴، الغدير ج ۲، ص ۳۹۶، معجم رجال الحديث، ج ۸، ص ۱۵۴، ن ۴۴۶۵، اغانی، ص ۱۸، ۳۳، وفیات الاعیان، ص ۲۶۶، ن ۲۲۷، العبراص ۴۴۶، حوادث سنہ ۲۴۶، تاریخ بغداد، ص ۸، ۳۸۲، ۴۴۹۰، لسان المیزان، ص ۲، ۴۳۰، ن ۷۶۹، الشعر و الشعراء ابن قتیبہ، ن ۷۲، ۱۹۸، مرآة الجنان، ص ۱۴۵، حوادث ۲۶۴، الموتلف و المختلف آدمی، ۸۹، ۷۰، ۷۳، ۲۵۴، ۲۸۴، بغیۃ الوعاة، ۹۴، ترجمہ محمد بن محمد بن جعفر بن لنگ، تاریخ الخلفاء، ۳۲۴، النجوم الزاهرة، ص ۳۲۲، سیر اعلام النبلاء، ص ۱۵۱، ۱۴۱، تہذیب تاریخ دمشق، ص ۲۳۰، معجم ادباء، ص ۹۹، ۲۶، انباء الرواة، ص ۳۳۸، فہرست ابن ندیم، ۱۸۳، فن ثانی از مقالہ ۴، البدایہ و النہایہ، ص ۱۰، ۳۴۸، الوافی بالوفیات، ص ۱۵۶، ۷۶، ترجمہ بن لنگ، میزان الاعتدال، ص ۲، ۷۲، ۲۶۷۳، نورالابصار شبلنجی، ۱۶۸، تاریخ عساکر ص ۵، ۲۲۷، مروج الذهب، ص ۷۹، ج ۲، ص ۸۷، ج ۳، ۳۲۳، مطالب السؤل، ۸۵، فرلند السطین، ص ۳۳۷، ۵۹۱، ثمار القلوب الغلیبی، ۲۳۳، شرح نبح البلاغہ حدیدی، ص ۱۰، ۸۰، ج ۱۶، ص ۲۱۷، ج ۱۸، ص ۳۲، العقد الفرید، ص ۲۹۵۔

۹۷۰ قَالَ أَبُو عَمْرٍو: بَلَغَنِي أَنَّ دَعْبِلَ بْنَ عَلِيٍّ وَفَدَّ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) بِخُرَاسَانَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ، قَالَ لَهُ: إِنِّي قَدْ قُلْتُ قَصِيدَةً وَجَعَلْتُ فِي نَفْسِي أَنْ لَا أُنْشِدَهَا أَحَدًا أَوْلَى مِنْكَ! فَقَالَ: هَاتِهَا! فَانْشَدَهُ قَصِيدَتَهُ الَّتِي يَقُولُ فِيهَا:

أَلَمْ تَرَ أَنِّي مُذْ ثَلَاثِينَ حَجَّةً أَرْوَحُ وَ أَغْدُو دَائِمَ الْحَسَرَاتِ

أَرَى فِيهِمْ فِي غَيْرِهِمْ مُتَقَسِّمًا وَ أَيْدِيَهُمْ مِنْ فِيهِمْ صَفَرَاتِ

قَالَ: فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ إِنْشَادِهَا: قَامَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ، وَ بَعَثَ إِلَيْهِ بِخِرْقَةٍ خَزَّ فِيهَا سِتُمَائَةُ دِينَارٍ، وَ قَالَ لِلْجَارِيَةِ: قُولِي لَهُ يَقُولُ لَكَ مَوْلَايَ اسْتَعْنُ بِهَذِهِ عَلَى سَفَرِكَ وَ أَعِزَّنَا! فَقَالَ لَهُ دَعْبِلُ: لَا وَ اللَّهُ مَا هَذَا أَرَدْتُ وَ لَا لَهُ خَرَجْتُ، وَ لَكِنْ قُولِي لَهُ هَبْ لِي ثَوْبًا مِنْ ثِيَابِكَ! فَرَدَّهَا عَلَيْهِ أَبُو الْحَسَنِ (ع) وَ قَالَ لَهُ خُذْهَا وَ بَعَثَ إِلَيْهِ بِجُبَّةٍ مِنْ ثِيَابِهِ، فَخَرَجَ دَعْبِلُ حَتَّى وَرَدَ قُمَّ، فَظَرُّوا إِلَى الْجُبَّةِ وَ أَعْطَوْهُ بِهَا أَلْفَ دِينَارٍ، فَأَبَى عَلَيْهِمْ، وَ قَالَ لَا وَ اللَّهُ وَ لَا خِرْقَةً مِنْهَا بِأَلْفِ دِينَارٍ، ثُمَّ خَرَجَ مِنْ قُمَّ فَاتَّبَعُوهُ قَدْ جَمَعُوا وَ أَخَذُوا الْجُبَّةَ، فَرَجَعَ إِلَى قُمَّ وَ كَلَّمَهُمْ فِيهَا، فَقَالُوا لَيْسَ إِلَيْهَا سَبِيلٌ، وَ لَكِنْ إِنْ شِئْتَ فَهَذِهِ أَلْفُ دِينَارٍ! فَقَالَ نَعَمْ وَ خِرْقَةً مِنْهَا، فَأَعْطَوْهُ أَلْفَ دِينَارٍ وَ خِرْقَةً مِنْهَا.

ابو عمرو کشتی فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت ملی ہے کہ دعبیل بن علی خراسان میں امام رضا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: میں نے ایک قصیدہ کہا ہے اور اپنے اوپر لازم کیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کو نہیں سناؤں گا۔

امام نے فرمایا: پیش کرو۔

اس نے ہ قصیدہ سنایا، جس میں کہا تھا: کیا آپ مجھے نہیں دیکھتے کہ میں ۳۰ سال سے صبح شام حیرت و غم انگیز لمحات میں گزار رہا ہوں، کیونکہ میں اہل بیت کی میراث اور جائیداد کو غیروں میں تقسیم ہوتے دیکھ رہا ہوں اور خود ان کے ہاتھ اپنی جائیداد سے خالی ہیں۔

جب وہ قصیدہ پڑھ چکا تو امام رضا گھر میں داخل ہوئے اور ایک ریشم کا رومال بھیجا جس میں ۶۰۰ دینار تھے اور کنیز سے فرمایا: اس سے کہنا کہ آپ کے مولا فرماتے ہیں اس کے ذریعے اپنے سفر کے اخراجات پورے کرنا اور ہمیں معذور سمجھنا (کہ اس سے زیادہ تجھے عطا نہیں کر سکے)۔

تو دعبل نے عرض کی: ہر گز نہیں، خدا کی قسم! میرا یہ ارادہ نہیں تھا اور نہ میں نے دنیا کے سکوں کے گھر سے امام کی طرف یہ سفر کیا، لیکن میرے مولا سے عرض کریں کہ مجھے اپنا ایک لباس عطا کریں۔

امام نے اسے مال بھیجا اور فرمایا اسے لے لو اور اس کے ساتھ اپنے لباس میں سے ایک جبہ بھیجا تو دعبل وہ لیکر قم میں پہنچا تو انہوں نے اس جے کو دیکھا تو اسے ۱۰۰۰ دینار کی پیش کش کی۔

اس نے انکار کیا اور کہا: خدا کی قسم اس کا ایک ٹکڑا بھی ۱۰۰۰ دینار میں نہ دوں گا پھر وہ قم سے باہر چل پڑا تو وہ اس کے پیچھے آئے اور انہوں نے اتفاق کر کے اس سے وہ جبہ لے لیا تو وہ قم واپس آیا اور ان سے مصالحت کے لیے بات چیت کی۔

انہوں نے کہا: وہ جبہ تو تجھے نہیں ملے گا یہ ۱۰۰۰ دینار حاضر ہیں۔

اس نے کہا: یہ ۱۰۰۰ دینار اور اس جے کا ایک ٹکڑا مجھے دو تو انہوں نے اسے ۱۰۰۰ دینار اور اس جے کا ایک ٹکڑا دے دیا۔

مرزبان بن عمران قمی اشعری^{۷۸}

۹۷۱ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْعَبَّاسِ الْخُتَلِيّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى بْنِ عِمْرَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ الْمَرْزُبَانِ بْنِ عِمْرَانَ الْقُمِيِّ الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) أَسْأَلُكَ عَنْ أَهَمِّ الْأُمُورِ إِلَيَّ، أَمْ مِنْ شِيعَتِكَ أَنَا فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ، قُلْتُ اسْمِي مَكْتُوبٌ عِنْدَكُمْ قَالَ نَعَمْ.

مرزبان بن عمران قمی اشعری کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کی کہ مولا میں آپ سے اپنے بارے میں ایک نہایت اہم امر کے بارے میں سوال کرنا چاہتا ہوں، کیا میں آپ کے شیعہ میں سے ہوں؟

فرمایا ہاں۔

میں نے عرض کی: کیا میرا نام آپ کے پاس ثبت ہے؟

فرمایا: ہاں۔

^{۷۸}۔ رجال نجاشی ۴۲۳ ن ۱۱۳۴، رجال شیخ طوسی ۳۹۱ ن ۲۵ صحابی امام رضاؑ، رجال برقی ۵۱ صحابی امام کاظمؑ، تحریر طاووسی ۵۷۱ ن ۴۳۸، معجم رجال الحدیث، ۱۲۲۴ ن ۱۲۲۴، نقد الرجال ۴ ص ۳۶۰ ن ۵۲۱۶، طرائف المقال ۳۵۹ ن ۲۷۱۹، رجال علامہ حلی ۱۶ ن ۱۶۔

ابوالحسن (امام رضاؑ) کا غلام مسافر^{۹۷}

۹۷۲ حَمْدُوَيْهِ وَ اِبْرَاهِيْمَ، قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى، قَالَ أَخْبَرَنِي مُسَافِرٌ، قَالَ أَمَرَنِي أَبُو الْحَسَنِ (ع) بِخُرَاسَانَ فَقَالَ: الْحَقُّ بِأَبِي جَعْفَرٍ فَإِنَّهُ صَاحِبُكَ.

مسافر کا بیان ہے کہ جب امام رضاؑ پر شہادت کے آثار طاری ہوئے اس وقت آپ خراسان میں تھے تو آپ نے مجھے حکم دیا: تو میرے بیٹے ابو جعفر (امام جواد) کے پاس چلا جا، اب وہی تیرے آقا ہیں۔

SHIA BOOKS
PDF

MANZAR AELIYA

^{۹۷}۔ رجال شیخ طوسی، ۳۹۲ ن ۶۲ اصحاب امام رضاؑ، ۴۲۱ ن ۱، اصحاب امام ہادیؑ، تحریر طاووسی، ص ۵۷۲ ن ۴۳۳، فرمایا: کثی کی روایت کی سند ضعیف ہے اور اس کی دلالت بھی واضح نہیں ہے۔ رجال ابن داود، قسم اول ۱۸۸ ن ۱۵۴۹، معجم رجال الحديث، ۱۲۲۸ ن ۱، کافی ج ۱، باب ۹۰ أن الامام متی یعلم أن الامر قد صار إليه، ج ۲۔ نقد الرجال ص ۳۶۴ ن ۵۲۳۳، طرائف المقال ۳۶۰ ن ۷۷۷۲۔

فضل بن شاذان نے اس کی روایت بیان کی تو فرمایا: میں نے اس کے زمانے میں اس کے مشابہہ کوئی قمی نہیں دیکھا۔

۹۷۵ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَتِيبِيِّ، قَالَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ، قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ وَكَانَ خَيْرَ قُمِيِّ فِي مَنْ رَأَيْتُهُ، وَكَانَ وَكِيلَ الرِّضَا (ع).

فضل بن شاذان نے کہا عبدالعزیز نے مجھے روایت بیان کی اور وہ بہترین قمی تھے، جنہیں میں نے دیکھا اور وہ امام رضاؑ کے وکیل تھے۔

۹۷۶ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَوْ مَنْ رَوَاهُ عَنْهُ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ، كَتَبْتُ إِلَيْهِ أَنْ لَكَ مَعِيَ شَيْئًا فَمُرْنِي بِأَمْرِكَ فِيهِ إِلَى مَنْ أَدْفَعُهُ! فَكَتَبَ: إِنِّي قَبَضْتُ مَا فِي هَذِهِ الرُّقْعَةِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَغَفَرَ اللَّهُ ذَنْبَكَ وَرَحِمَنَا وَإِيَّاكَ وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْكَ بِرِضَايَ عَنْكَ.

عبدالعزیز نے بیان کیا کہ میں نے امام ابو جعفرؑ کے نام خط لکھا: میرے پاس آپ کے لیے کچھ مقدار امانت ہے آپ مجھے امر فرمائیں میں کسے ادا کروں، تو امام نے جواب میں لکھا: میں نے وہ سب لے لیا جو اس رقعہ میں تھا، اور اس پر خدا کی حمد ہے، خدا تعالیٰ تیرے گناہ کو بخش دے اور ہم پر اور تم پر رحم فرمائے اور تجھ سے راضی ہو کیونکہ میں تم سے راضی ہوں۔

محمد بن سنان^{۸۲}

۹۷۷ ذکر حمدویہ بن نصیر، أن یوب بن نوح، دفع إلیه دَقْرًا
فیه اَحَادِیْثُ مُحَمَّدَ بْنِ سِنَانٍ، فَقَالَ لَنَا: إِنْ شِئْتُمْ أَنْ تَكْتُبُوا ذَلِكَ فَافْعَلُوا!
فَإِنِّي كَتَبْتُ عَنْ مُحَمَّدَ بْنِ سِنَانٍ وَلَكِنْ لَا أُرْوِي لَكُمْ أَنَا عَنْهُ شَيْئًا، فَإِنَّهُ قَالَ
قَبْلَ مَوْتِهِ: كُلَّمَا حَدَّثْتُكُمْ بِهِ لَمْ يَكُنْ لِي سَمَاعٌ وَلَا رَوَايَةٌ إِنَّمَا وَجَدْتُهُ^{۸۳}.

حمدویہ بن نصیر کا بیان ہے کہ ایوب بن نوح نے محمد بن سنان کی احادیث کا دفتر نکالا اور
فرمایا: اگر چاہو تو لکھ لو یہ میں نے محمد بن سنان سے لکھی تھیں لیکن میں تمہیں اس کی روایت
نہ کروں گا کیونکہ اس نے مرنے سے پہلے کہا تھا: میں نے جو کچھ تمہیں نقل کیا میں نے
راویوں سے سنا نہیں تھا اور نہ کسی راوی سے روایت کی بلکہ وہ میں نے کتابوں میں دیکھی
تھیں۔

^{۸۲} - رجال البرقی ۵۴ و ۵۷ و ۸۸، رجال النجاشی ۸۸۹، رجال الطوسی ۲۸۸ و ۱۱۶، فہرست الطوسی ۱۶۹ و ۶۲۰،
معالم العلماء ۱۰۲ و ۶۸۳، رجال ابن داود ۳۱۵ و ۱۳۷ و ۵۰۴ و ۴۲۰، التحریر الطاوسی ۲۴۲ و ۳۶۳، رجال العلایہ الحلی
۱۲۵ و ۱۷، نقد الرجال ۳۱۰ و ۴۰۰، مجمع الرجال ۵ ص ۲۲۱، جامع الرواۃ ۲ ص ۱۲۳، وسائل الشیعہ ۲۰ ص ۳۲۹ و ۱۰۴۹، بحیۃ
الآمال ۶ ص ۴۴۲، ہدیۃ العارفین ۲ ص ۱۱، تنقیح المقال ۳ ص ۱۲۴ و ۱۰۸۲۰، الذریعۃ ۱۵ ص ۱۵۴ و ۲۲ ص ۱۵۱، الأعلام زر کلی
۶ ص ۸۰، معجم رجال الحدیث ۱۶ ص ۱۳۸ و ۱۰۹ و ۱۰۹۱ و ۱۰۹۱۱، قاموس الرجال ۸ ص ۱۹۵، معجم المؤلفین ۹ ص ۱۹۳.

^{۸۳} رجال الکشی، ص ۵۰۷

۹۷۸ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُمِّيُّ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عِيسَى، قَالَ، كُنَّا عِنْدَ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى، فَذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانَ فَقَالَ، إِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سِنَانَ كَانَ مِنَ الطَّيَّارَةِ فَقَصَصْنَاهُ.

محمد بن عیسیٰ کا بیان ہے کہ ہم صفوان بن یحییٰ کے پاس تھے تو انہوں نے محمد بن سنان کو یاد کیا تو فرمایا: محمد بن سنان غالیوں کے گروہ طیارہ میں سے تھا اور وہ ان کے ساتھ پرواز کرنا چاہتا تھا لیکن ہم نے اسے روک دیا۔

۹۷۹ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَمْدَوَيْهِ، سَمِعْتُ الْفَضْلَ بْنَ شَاذَانَ، يَقُولُ: لَا أُسْتَحِلُّ أَنْ أَرُوِيَ أَحَادِيثَ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانَ، وَذَكَرَ الْفَضْلُ فِي بَعْضِ كُتُبِهِ: أَنَّ مِنَ الْكَاذِبِينَ الْمَشْهُورِينَ ابْنَ سِنَانَ وَكَانَ لَيْسَ بِعَبْدِ اللَّهِ.

فضل بن شاذان نے کہا: میں محمد بن سنان کی احادیث کو نقل کرنے کو جائز نہیں سمجھتا اور فضل بن شاذان نے اپنی بعض کتابوں میں محمد بن سنان کو مشہور جھوٹے افراد میں شمار کیا اور اس سے مراد عبد اللہ بن سنان مراد نہیں لیا۔

۹۸۰ أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ قُتَيْبَةَ النَّيْسَابُورِيِّ، قَالَ قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، رَدُّوا أَحَادِيثَ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانَ! وَقَالَ: لَا أَهْلَ لَكُمْ أَنْ تَرَوْوا أَحَادِيثَ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانَ عَنِّي مَا دُمْتُ حَيًّا، وَأُذِنَ فِي الرَّوَايَةِ بَعْدَ مَوْتِهِ.

فضل بن شاذان نے کہا: محمد بن سنان کی احادیث کو رد کر دو اور کہا: میں تمہارے لیے جائز نہیں سمجھتا کہ تم میری زندگی میں مجھ سے محمد بن سنان کی احادیث کو نقل کرو اور انہوں نے اپنی موت کے بعد انہیں بیان کرنے کی اجازت دی۔

قَالَ أَبُو عَمْرٍو: قَدْ رَوَى عَنْهُ الْفَضْلُ وَ أَبُوهُ وَ يُونُسُ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْعَبِيدِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ وَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ ابْنَا سَعِيدِ الْأَهْوَازِيِّ وَ ابْنَا دَنْدَانَ وَ أَيُّوبُ بْنُ نُوحٍ وَ غَيْرُهُمْ، مِنْ الْعُدُولِ وَ الثَّقَاتِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ مَكْفُوفَ الْبَصَرِ أَعْمَى فِيمَا بَلَغَنِي.

ابو عمرو کشتی کا بیان ہے کہ محمد بن سنان سے فضل بن شاذان، اس کے باپ، یونس، محمد بن عیسیٰ عبیدی، محمد بن حسین بن ابی الخطاب، حسن و حسین بن سعید اہوازی، دندان کے دو بیٹے، ایوب بن نوح، وغیرہ عادل و ثقہ علماء نے روایت کی اور مجھے بتایا گیا ہے کہ محمد بن سنان نابینا تھا۔

۹۸۱ وَ جَدْتُ بِخَطِّ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الشَّاذَانِيِّ، أَنِّي سَمِعْتُ الْعَاصِمِيَّ، يَقُولُ إِنَّ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدٍ بْنَ عِيسَى الْأَسَدِيَّ الْمَلَقَّبَ بْنَانَ، قَالَ، كُنْتُ مَعَ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى بِالْكُوفَةِ فِي مَنْزِلٍ، إِذْ دَخَلَ عَلَيْنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانَ، فَقَالَ صَفْوَانُ: هَذَا ابْنُ سِنَانَ لَقَدْ هَمَّ أَنْ يَطِيرَ غَيْرَ مَرَّةٍ فَقَصَصْنَاهُ حَتَّى ثَبَتَ مَعَنَا. وَ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ أَيْضًا قَالَ، كُنَّا نَدْخُلُ مَسْجِدَ الْكُوفَةِ، فَكَانَ يَنْظُرُ إِلَيْنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانَ، وَ يَقُولُ: مَنْ أَرَادَ الْمُعْضَلَاتِ فَالْيَ، وَ مَنْ أَرَادَ الْحَلَالَ وَ الْحَرَامَ فَعَلَيْهِ بِالشَّيْخِ، يَعْنِي صَفْوَانَ بْنَ يَحْيَى.

محمد بن عیسیٰ اسدی جس کا لقب بنان ہے اس کا بیان ہے کہ میں کوفہ میں ایک گھر میں صفوان بن یحییٰ کے پاس تھا کہ محمد بن سنان ہمارے پاس آیا تو صفوان نے کہا: یہ بن سنان کئی بار پرواز کرنا چاہتا تھا لیکن ہم نے اسے روک دیا اور یہ ہمارے ساتھ ثابت قدم ہو گیا اور انہوں نے مزید کہا: ہم مسجد کوفہ میں داخل ہوتے تھے تو محمد بن سنان ہمیں دیکھتا اور کہتا تھا: جو شخص

پیچیدہ مسائل چاہتا ہے وہ میرے پاس آئے اور جو حلال و حرام کے مسائل چاہتا ہے وہ اس شخص کے پاس جائے یعنی صفوان بن یحییٰ کے پاس جائے۔

۹۸۲ حَدَّثَنِي حَمْدُويهِ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ، دَخَلْتُ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى (ع) قَبْلَ أَنْ يُحْمَلَ إِلَى الْعِرَاقِ بِسَنَةِ، وَ عَلَى ابْنِهِ (ع) بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ لِي: يَا مُحَمَّدُ! قُلْتُ لَبَّيْكَ، قَالَ: إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي هَذِهِ السَّنَةِ حَرَكَةٌ وَ لَا تَخْرُجُ مِنْهَا، ثُمَّ أَطْرَقَ وَ نَكَتِ الْأَرْضُ بِيَدِهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى وَ هُوَ يَقُولُ وَ يُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَ يَفْعَلُ .. مَا يَشَاءُ، قُلْتُ وَ مَا ذَاكَ جَعَلْتُ فِدَاكَ قَالَ: مَنْ ظَلَمَ ابْنِي هَذَا حَقَّهُ وَ جَحَدَ إِمَامَتَهُ مِنْ بَعْدِي كَانَ كَمَنْ ظَلَمَ عَلَى بْنِ أَبِي طَالِبٍ حَقَّهُ وَ إِمَامَتَهُ مِنْ بَعْدِ مُحَمَّدٍ (ص)، فَعَلِمْتُ أَنَّهُ قَدْ نَعَى إِلَى نَفْسِهِ وَ دَلَّ عَلَى ابْنِهِ، فَقُلْتُ وَ اللَّهُ لَتَنُودَ اللَّهُ فِي عُمْرِي لَأَسْلَمَنَّ إِلَيْهِ حَقَّهُ وَ لَأَقْرَنَ لَهُ بِالْإِمَامَةِ، أَشْهَدُ أَنَّهُ مِنْ بَعْدِكَ حُجَّةُ اللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ وَ الدَّاعِي إِلَى دِينِهِ، فَقَالَ لِي: يَا مُحَمَّدُ يَمْدُ اللَّهُ فِي عُمْرِكَ وَ تَدْعُو إِلَى إِمَامَتِهِ وَ إِمَامَةٍ مَنْ يَقُومُ مَقَامَهُ مِنْ بَعْدِهِ، فَقُلْتُ وَ مَنْ ذَاكَ جَعَلْتُ فِدَاكَ قَالَ مُحَمَّدُ ابْنَهُ، قُلْتُ بِالرَّضَى وَ التَّسْلِيمِ، فَقَالَ: كَذَلِكَ قَدْ وَجَدْتُكَ فِي صَحِيفَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) أَمَا إِنَّكَ فِي شِيعَتِنَا أَبِينِ مِنَ الْبَرَقِ فِي اللَّيْلَةِ الظُّلُمَاءِ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ الْمُفْضَلَ أَنْسَى وَ مُسْتَرَاخِي، وَ أَنْتَ أَنْسَهُمَا وَ

مُسْتَرَاٰهُمَا، حَرَامٌ عَلٰی النَّارِ اَنْ تَمَسَّكَ اَبْدًا، يَعْنِي اَبَا الْحَسَنِ وَ اَبَا جَعْفَرَ
(عَلَيْهِمَا السَّلَامُ) ۸۴.

محمد بن سنان کا بیان ہے کہ میں امام موسیٰ کاظمؑ کے عراق لائے جانے سے ایک سال قبل ان کے پاس حاضر ہوا اور آپ کے سامنے آپ کے بیٹا علی رضاؑ تشریف فرما تھے، تو آپ نے فرمایا: اے محمد! میں نے عرض کی، لہیک، یا امام۔

آپ نے فرمایا: اس سال ہم حرکت کریں گے تو اس امر ولایت سے خارج نہ ہو جانا، پھر امام نے سر جھکا لیا اور ہاتھ سے زمین پر لکیر لگائی پھر سر اٹھایا جبکہ آپ یہ فرما رہے تھے: خدا ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے اور جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔

میں نے عرض کی: یہ کیا ہے میں آپ پر قربان جاؤں۔

فرمایا جس نے میرے اس بیٹے کے حق پر ظلم کیا اور میرے بعد اس کی امامت کا انکار کیا تو وہ اس طرح ہوگا جس نے امام علی بن ابی طالبؑ کے حق پر ظلم کیا اور محمد مصطفیٰؐ کے بعد ان کی امامت کا انکار کیا۔

میں نے جان لیا کہ آپ مجھے اپنی وفات کی خبر دے رہے ہیں اور اپنے فرزند کی امامت کو بیان کر رہے ہیں۔

MANZAR AELIYA

۸۴۔ رجال الکشی، ص ۵۰۹، اس روایت کو محمد بن یعقوب کلینی نے اپنی سند سے ابن سنان سے نقل کیا، ملاحظہ ہو، الکافی ج ۱، باب الاشارة والنص علی ابی الحسن الرضا، ص ۴۲، ج ۱۶، شیخ صدوق نے اپنی سند: عن احمد بن زید بن جعفر الهمدانی، نا علی بن ابراہیم بن ہاشم، عن ابیہ، عن محمد بن سنان "سے اسے روایت کو نقل کیا ملاحظہ ہو: عیون اخبار الرضا، ج ۱، باب ۴، نص ابی الحسن علی ابن الرضا، ج ۲۹۔ تبصرہ: یہ روایت محمد بن سنان کے جلیل القدر ہونے پر دلالت کرتی ہے لیکن اس سے ابن سنان کے لیے استفادہ کرنا صحیح نہیں کیونکہ یہ روایت خود اس سے نقل ہوئی ہے۔

میں نے عرض کی: خدا کی قسم اگر خدا نے مجھے عمر دی تو میں آپ کے فرزند کو ان کا حق ادا کروں گا اور آپ کی امامت کا اقرار کروں گا، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے یہ فرزند آپ کے بعد خدا کی مخلوق پر خدا کی حجت ہیں اور اس کے دین کی طرف بلائے والے ہیں۔
امام نے فرمایا: اے محمد خدا تیری عمر کو زیادہ کرے گا اور تو ان کی امامت کی طرف بلائے گا اور ان کے بیٹے کی امامت کی طرف بھی بلائے گا۔

میں نے عرض کی: ان کے بعد کون ہونگے؟ میں آپ پر قربان جاؤں۔

فرمایا ان کا بیٹا محمد ان کا وصی ہوگا۔

میں نے عرض کی: ہم ان پر راضی اور ان کے مطیع ہیں۔

امام نے فرمایا: میں نے اس طرح تجھے حضرت امیرؓ کے صحیفہ میں پایا اور تم میرے شیعوں میں ایسے ہو جیسے شب تاریک میں بجلی کی چمک ہو، اس کے بعد فرمایا: اے محمد، مفضل میرا مونس و ہمد اور میری تسکین قلب کا باعث ہے اور تم امام رضاؓ اور ان کے فرزند محمد جوادؓ کے مونس و ہمد اور میری تسکین قلب کا باعث ہو اور آگ پر حرام کہ کبھی ان کو چھوئے یعنی امام ابوالحسن رضاؓ اور امام جوادؓ کو۔

امام ابو الحسنؑ کا عبداللہ بن حمدویہؒ کی بیہوشی کے نام خط

۹۸۳- وَ بَعْدُ: فَقَدْ نَصَبْتُ لَكُمْ إِبْرَاهِيمَ بْنَ عَبْدِ، لِيُدْفَعَ إِلَيْهِ النَّوَاحِي وَ أَهْلُ نَاحِيَتِكَ حُقُوقِي الْوَاجِبَةِ عَلَيْكُمْ، وَ جَعَلْتُهٗ ثَقَتِي وَ أَمِينِي عِنْدَ مَوَالِي هُنَاكَ، فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ جَلَّ جَلَالُهُ وَ لْيُرَاقِبُوا وَ لْيُؤَدُّوا الْحُقُوقَ، فَلَيْسَ لَهُمْ عَذْرٌ فِي تَرْكِ ذَلِكَ وَ لَا تَأْخِيرِهِ، لَا أَشْفَاكُمْ اللَّهُ بِعَصْيَانِ أَوْلِيَائِهِ، وَ رَحِمَهُمْ وَ إِيَّاكَ مَعَهُمْ بِرَحْمَتِي لَهُمْ، إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ كَرِيمٌ^{۸۵}.

میں نے ابراہیم بن عبدہ کو تمہارے لیے معین کیا ہے تاکہ ان اطراف کے لوگ میرے واجب حقوق کو ان کے سپرد کریں اور اسے میں نے اپنے موالیوں کے پاس اپنا ثقہ، معتمد اور امین بنایا ہے تو خدا سے ڈرو اور حقوق کو ادا کرو کیونکہ ان کے ترک کرنے یا انہیں موخر کرنے میں کسی کے لیے کوئی عذر نہیں ہے، خدا تمہیں اس کے اولیاء کی نافرمانی کے سبب شقی نہ کرے اور ان پر اور تجھ پر رحمت فرمائے کیونکہ میں نے تمہارے لیے دعارحمت کی ہے بے شک خداوند وسعت والا اور کریم ہے۔

^{۸۵}۔ رجال الکشی، ص ۵۱۰، یہ خط طولانی ہے اور بعض نسخوں خط کا یہ حصہ بھی بیان نہیں ہوا، بلکہ جہاں عبداللہ بن حمدویہ کا عنوان دیا گیا روایت نمبر ۸۹۰ میں وہاں اس خط کو بھی ذکر کیا گیا۔ ظاہراً صحیح یہی ہے یہاں اسے ذکر کرنے کی کوئی مناسبت نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی سند یہاں ذکر کی گئی ہے، بلکہ محمد بن سنان کے متعلق بھی روایات اس خط کے بعد ذکر ہوئی ہیں۔

علی بن حسین بن عبد اللہ^{۸۶}

۹۸۴ حمدویہ بن نصیر، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ سَأَلْتُهُ أَنْ يُنْسِيَ فِي أَجَلِي! فَقَالَ أَوْ يَكْفِيكَ رَبُّكَ لِيَغْفِرَ لَكَ خَيْرًا لَكَ، فَحَدَّثَ بِذَلِكَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ إِخْوَانَهُ بِمَكَّةَ، ثُمَّ مَاتَ بِالْخَزِيمَةِ فِي الْمُنْصَرَفِ مِنْ سُنَّتِهِ، وَهَذَا فِي سَنَةِ تِسْعٍ وَعَشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ رَحِمَهُ اللَّهُ، فَقَالَ وَقَدْ نَعَى إِلَى نَفْسِي، قَالَ وَكَانَ وَكِيلَ الرَّجُلِ (ع) قَبْلَ أَبِي عَلِيٍّ بْنِ رَاشِدٍ.

علی بن حسین بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ میں نے امام سے سوال کیا کہ میری موت کی تاخیر کی دعا فرمائیں تو آپ نے فرمایا: کیا تیرا پروردگار تجھے کافی نہیں ہے کیونکہ اگر وہ تجھے بخش دے تو تیرے لیے بہتر ہے۔

علی بن حسین بن عبد اللہ نے یہ خبر مکہ میں اپنے بھائیوں کو مکہ میں ذکر کی تو وہ اس سال واپسی پر وادی خزیمہ میں فوت ہو گئے یہ ۲۲۹ھ کا واقعہ ہے خدا ان پر رحم کرے اور وہ ابو علی بن راشد سے امام (ہادی) کے نائب تھے۔

^{۸۶}۔ رجال برقی، ص ۵۸ صحابی امام ہادی، رجال شیخ طوسی، ۵۱۷ن ۵ صحابی امام ہادی، تحریر طاووسی ۳۷۰ن ۲۶۰، رجال ابن داود، ۳۶ن ۱۰۳۲ قسم اول، رجال علامہ حلی، ۹۸ن ۳۳ قسم اول، طرائف المقال ۲۴۴ن ۱۵۴۶۔

۹۸۵ محمد بن مسعود، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَصِيرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عِيْسَى، قَالَ، كَتَبَ إِلَيْهِ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَسْأَلُهُ الدُّعَاءَ فِي زِيَادَةِ عُمُرِهِ حَتَّى يَرَى مَا يُحِبُّ! فَكَتَبَ إِلَيْهِ فِي جَوَابِهِ: تَصِيرُ إِلَى رَحْمَةِ اللَّهِ خَيْرٌ لَكَ، فَتَوْفَى الرَّجُلُ بِالْخَزِيمَةِ.

احمد بن محمد بن عیسیٰ کا بیان ہے کہ علی بن حسین بن عبد اللہ نے خط میں امام سے سوال کیا کہ ان کے طول عمر کے لیے دعا فرمائیں۔
آپؑ نے اس کے جواب میں لکھا: تیرا خدا کی رحمت میں چلے جانا تیرے لیے بہتر ہے تو وہ اسی سال خزیمہ میں فوت ہو گیا۔

SHIA BOOKS
PDF

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

ابو علی محمد بن احمد بن حماد مروزی محمودی^{۸۷}

٩٨٦ ابن مسعود، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ الْمَحْمُودِيُّ، قَالَ، كَتَبَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) إِلَى بَعْدِ وَفَاةِ أَبِي: قَدْ مَضَى أَبُوكَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَ عَنْكَ، وَ هُوَ عِنْدَنَا عَلَى حَالٍ مَحْمُودَةٍ وَ لَمْ يَتَعَدَّ مِنْ تِلْكَ الْحَالِ.

۸۷۔ رجال الکشی، ص ۵۱۱، اس کے باپ احمد بن حماد مروزی کے بارے میں درج ذیل موارد ملاحظہ ہوں: رجال برقی، ص ۵۶، صحابی امام جوادی، رجال شیخ طوسی ۹۳۹۸، صحابی امام جوادی، اس کے بعد تھوڑے فاصلے سے ۱۵۱ میں احمد بن حماد مروزی ذکر کیا ہے، اور ۲۲۸ میں احمد بن حماد مروزی ذکر کیا ہے: احمد بن حماد محمودی ابو علی، اس مورد میں صحیح یہ ہے کہ یہ محمد بن احمد بن حماد ہے کیونکہ خود شیخ طوسی نے تہذیب ۱۰ ص ۲۴ ح ۵۷۱ و استبصار ۴ ص ۲۱۶ ن ۸۰۹ میں اسی طرح ذکر کیا ہے کہ محمودی محمد ابن احمد ہے، اور کشتی کی روایات ۱۰۵۷ و ۱۰۶۰ سے بھی سمجھا جاتا ہے کہ ابو علی محمودی محمد بن احمد بن حماد مروزی ہے، تحریر طاووسی ۵۵۵ ن ۳۲، رجال ابن داود، ۲۲۸ ن ۲۵، قسم ثانی اور ضعیف قرار دیا ہے، رجال علامہ حلی، ۱۲۰۳ ن ۱۷، علامہ نے اولاً تو اس میں ابو جعفر سے مراد امام باقر کو لیا ہے حالانکہ یہ ہرگز صحیح نہیں اور ان کے قلم کی سبقت ہے، اور پھر اس کے بارے میں توقف کا نظریہ اختیار کیا ہے کیونکہ اس سے ایسی چیزیں منقول ہیں کہ جس سے اس کی روایتوں کو چھوڑنا لازم آتا ہے اور اس کا حل رجال کی بڑی کتاب میں ذکر کرنے کا بیان دیا ہے۔

محمد بن احمد بن حماد مروزی محمودی کے بارے میں ملاحظہ ہو: رجال شیخ ۴۲۳ن ۳۷ صحابی امام ہادیؑ، تحریر طاووسی ۵۲۸، ۳۸۸، نقد الرجال ۵۷ص ۱۹۶ن ۶۱۳۳، ۵۵ص ۲۹۹ن ۶۱۵۷، رجال ابن داود ۱۲۲ن ۱۲۹۰، معجم رجال الحديث ۱۰۱۷، فرمایا: **توقيع لعسکری رواه الکشی، عن بعض الثقات، وفيه قوله عليه السلام: واقرأه علی المحمودی عافاه الله فما أحمدا له طاعته، وفي هذا الكلام دلالة واضحة علی جلالته وطاعته لله ولولائه؛** ابراہیم بن عبدہ کے ترجمے میں موجود توقيع امام حسن عسکریؑ میں کشی نے بعض ثقات سے ذکر کیا ہے کہ فرمایا: محمودی کو یہ توقيع سناؤ خدا اسے سلامت رکھے جو ہم نے اس کی مدح کی وہ اس کی اطاعت کی وجہ سے ہے اس کلام سے واضح طور پر اس کی جلالت اور اطاعت خدا و اولیاء خدا سمجھی جاتی ہے۔

ابو علی محمودی کا بیان ہے کہ میرے والد کی وفات کے بعد امام ابو جعفرؑ نے مجھے تسلیت کا خط لکھا جس میں فرمایا: تیرا باپ فوت ہو گیا خدا ان سے اور تجھ سے راضی ہو وہ ہمارے نزدیک قابل تعریف حالت میں رہا اور اس نے کبھی بھی اس حال سے تجاوز نہیں کیا۔

۹۸۷ وَجَدْتُ بِخَطِّ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الشَّاذَانِي فِي كِتَابِهِ، سَمِعْتُ الْفَضْلَ بْنَ هِشَامٍ الْهَرَوِيَّ، يَقُولُ، ذَكَرَ لِي كَثْرَةُ مَا يُحِبُّ الْمُحْمَدِيَّ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ مَبْلَغِ حُجَّاتِهِ فَلَمْ يُخْبِرْنِي بِمَبْلَغِهَا، وَقَالَ: رَزَقْتُ خَيْرًا كَثِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، فَقُلْتُ لَهُ فَتَحَجَّ عَنْ نَفْسِكَ أَوْ عَنْ غَيْرِكَ فَقَالَ: عَنْ غَيْرِي بَعْدَ حُجَّةِ الْإِسْلَامِ أَحَجُّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ (ص)، وَأَجْعَلُ مَا أَجَازَنِي اللَّهُ عَلَيْهِ لِأَوْلِيَاءِ اللَّهِ، وَأَهْبُ مَا أَثَابَ عَلَى ذَلِكَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، فَقُلْتُ فَمَا تَقُولُ فِي حُجَّكَ فَقَالَ، أَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَهْلَلْتُ لِرَسُولِكَ مُحَمَّدٍ (ص) وَجَعَلْتُ جَزَائِي مِنْكَ وَمِنْهُ لِأَوْلِيَائِكَ الطَّاهِرِينَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، وَوَهَبْتُ ثَوَابِي لِعِبَادِكَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِكِتَابِكَ وَسُنَّةِ نَبِيِّكَ، إِلَى آخِرِ الدُّعَاءِ.

فضل بن ہشام ہروی کا بیان ہے کہ میرے لیے محمودی کا کثرت سے حج پر جانا بیان ہوا تو میں نے اس سے ان کی حجوں کی تعداد کے بارے میں سوال کیا تو اس نے ان کی تعداد ذکر نہیں فقط اتنا کہا: خدا کا شکر کہ اس نے مجھے خیر کثیر عطا فرمائی۔

میں نے پوچھا: کیا تو اپنی طرف سے حج کرتا ہے یا کسی اور کسی طرف سے؟

اس نے کہا: اپنی واجب حج کے بعد میں رسول اکرم ﷺ کی طرف سے حج کرتا ہوں اور خداوند جو اجر مجھے اس کے بدلے میں دیگا اسے اس کے اولیاء کے لیے قرار دیتا ہوں اور اس پر جو ثواب مجھے ملے گا اسے مومنین و مومنات کے لیے ہبہ کرتا ہوں۔

میں نے کہا: تو حج کی نیت کیسے کرتا ہے؟

اس نے کہا: میں کہتا ہوں: خدا میں تیرے رسول ﷺ کے لیے احرام باندھتا ہوں اور اس پر جو جزاء تو مجھے دے گا اسے تیرے پاکیزہ اولیاء کے لیے قرار دیتا ہوں اور اس کا ثواب تیری کتاب و تیرے نبی ﷺ کی سنت پر ایمان رکھنے والے مرد و عورتوں کے لیے ہبہ کرتا ہوں۔۔۔ تا آخر دعا۔

۹۸۸ ذکرَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الشَّاذَانِي مِمَّا قَدْ وَجَدْتُ فِي كِتَابِهِ بِخَطِّهِ، قَالَ سَمِعْتُ الْمُحْمُودِيَّ، يَقُولُ: إِنَّمَا لُقِّبْتُ بِالْخَيْرِ: لِأَنِّي وَهَبْتُ لِلْحَقِّ غُلَامًا اسْمُهُ خَيْرٌ، فَحَمَدَ أَمْرُهُ فَلَقَّبَنِي بِاسْمِهِ، وَقَالَ: وَجَّهْتُ إِلَى النَّاحِيَةِ بَجَارِيَةِ، فَكَانَتْ عِنْدَهُمْ سِنِينَ ثَمَّ أَعْتَقُوهَا، فَتَزَوَّجْتُهَا، فَأَخْبَرْتَنِي أَنَّ مَوْلَاهَا وَلَانِي وَكَالَةَ الْمَدِينَةِ وَأَمْرَ بِذَلِكَ، وَلَمْ أَعْلَمْ حَسَدًا.

محمودی کا بیان ہے کہ میرا لقب خیر اس لیے پڑا کہ میں نے اپنا ایک غلام جس کا نام خیر تھا اسے امام حق کے لیے ہبہ کیا تو امام نے اس کی خدمات کی تعریف کی اور میرا لقب خیر رکھ دیا اور یہ بھی بتایا کہ میں نے امام حق کی طرف ایک کنیز بھیجی جو کئی سال آپ کی خدمت میں تھی۔

آپ نے اسے آزاد کیا تو میں نے اس سے شادی کر لی تو اس نے مجھے بتایا کہ آقا نے مجھے مدینہ کی وکالت سپرد کی اور اس کا حکم بھی دیا لیکن مجھے حسد کی وجہ سے نہیں بتایا گیا۔

احمد بن محمد بن عیسیٰ^{۸۸} اور اس کا بھائی بنان

۹۸۹ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ، أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عِيسَى لَا يَرَوِي عَنْ ابْنِ مَحْبُوبٍ، مِنْ أَجْلِ أَنَّ أَصْحَابَنَا يَتَّهِمُونَ ابْنَ مَحْبُوبٍ فِي رَوَايَتِهِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، ثُمَّ تَابَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ فَرَجَعَ قَبْلَ مَا مَاتَ، وَكَانَ يَرَوِي عَنْ مَنْ كَانَ أَصْغَرَ سِنًا مِنْهُ، وَأَحْمَدُ لَمْ يَرْزُقْ، وَ يَرَوِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ النَّوْفَلِيِّ عَنْ ابْنِ مَحْبُوبٍ حَدِيثَ الرُّؤْيَا وَ حَمَّادُ بْنُ عِيسَى وَ حَمَّادُ بْنُ الْمُغِيرَةِ وَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْحَاقَ النَّهْأَوْنَدِيِّ يَرَوِي عَنْهُمْ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عِيسَى فِي وَقْتِ الْعُسْكَرِيِّ، وَ مَا رَوَى أَحْمَدُ قَطُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ وَ لَا عَنْ حَسَنِ بْنِ خُرَزَادَ، وَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عِيسَى الْمُلَقَّبِ بِنَّانٍ أَخُو أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عِيسَى.

MANZAR AELIYA

^{۸۸}۔ رجال النجاشی ص ۲۱۶ ن ۱۹۶، رجال الطوسی ۳۶۶ و ۳۹۷ و ۴۰۹، فہرست الطوسی ۳۸ ن ۷۵، معالم العلماء ۱۴ ن ۶۵، رجال ابن داود ۴۳ ن ۱۲، التحریر الطاوی ۴۵ ن ۳۳، رجال العلایہ الحلی ۱۳ ن ۲، ایضاح الاشتباہ ۹۹ ن ۵۷، نقد الرجال ۳۳، مجمع الرجال ۱۶۱، نقد الايضاح ۷۴، جامع الرواة ص ۶۹، وسائل الشیعة ۲۰ ص ۱۳۲ ن ۱۰۳، إبل الآمل ص ۱۱، الوجیزۃ ۱۴۵، ہدایۃ المحدثین ۱۵، بحیۃ الآمال ص ۲، تنقیح المقال ص ۹۰ ن ۵۰۸، الذریعۃ ص ۴ ن ۴۷۷، الجامع فی الرجال ص ۱۷۹، معجم رجال الحدیث ص ۲ ن ۲۹۶، ۸۹۸، قاموس الرجال ص ۴۱۵.

نصر بن صباح کا بیان ہے کہ احمد بن محمد بن عیسیٰ، ابن محبوب سے اس لیے روایت نہیں کرتا کہ ہمارے ساتھیوں نے اسے ابو حمزہ سے روایت کرنے کی وجہ سے مستم قرار دیا پھر احمد بن محمد نے مرنے سے پہلے اس سے توبہ کی اور ان کی روایات کو نقل کیا حالانکہ وہ ان سے کم سن افراد سے روایت نقل کرتے تھے اور احمد کی اولاد نہیں تھی اور وہ محمد بن قاسم نوفلی کے واسطے سے ابن محبوب سے حدیث روایا نقل کرتے تھے اور حماد بن عیسیٰ، حماد بن مغیرہ، ابراہیم بن اسحاق نہاوندی سے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے امام عسکری کے زمانے میں روایت کرتے تھے اور احمد نے عبد اللہ بن مغیرہ اور حسن بن خرزاذ سے ہر گز روایت نقل نہیں کی اور عبد اللہ بن محمد بن عیسیٰ جس کا لقب بنان تھا وہ احمد بن محمد بن عیسیٰ کا بھائی تھا۔

حسین بن عبید اللہ محرّر^{۸۹}

۹۹۰ قَالَ أَبُو عَمْرٍو: ذَكَرَهُ أَبُو عَلِيٍّ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ السَّلُولِيُّ شَقْرَانُ، قَرَابَةُ الْحَسَنِ بْنِ خُرَزَادَ وَخَتْنَهُ عَلِيُّ أُخْتِهِ: إِنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ الْقُمِّيَّ أَخْرَجَ مِنْ قُمْ فِي وَقْتٍ كَانُوا يُخْرِجُونَ مِنْهَا مَنْ أَتَاهُمُ بِالْغُلُوِّ.

کشی فرماتے ہیں: ابو علی احمد بن علی سلولی شقران جو حسن بن خرزاذ کے بہنوئی تھے نے ذکر کیا کہ حسین بن عبید اللہ محرّر قمی کو قُم سے اس وقت نکالا گیا جب وہاں سے ان لوگوں کو نکالا جا رہا تھا جن پر غلو کی تہمت تھی۔

^{۸۹} - یہ حسین بن عبید اللہ بن سہل سعدی کے ساتھ متحد ہے جیسا کہ محقق تستری نے اس کو بیان کیا ہے: رجال النجاشی ص ۱۴۲، رجال الطوسی ص ۵۴، فہرست الطوسی ص ۸۲، نقد الرجال ص ۱۰۶، مجمع الرجال ص ۲، جامع الرواة ص ۲۶، بحیۃ الامال ص ۲۸۱، تنقیح المقال ص ۲۳۳، معجم رجال الحدیث ص ۶، قاموس الرجال ص ۲۹۵.

ابو علی بن بلال^{۹۰} اور ابو علی بن راشد

۹۹۱ وَجَدْتُ بِخَطِّ جَبْرِيلَ بْنِ أَحْمَدَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى الْيَقِينِي قَالَ،
 كَتَبَ (ع) إِلَى عَلِيِّ بْنِ بِلَالٍ فِي سَنَةِ اثْنَتَيْنِ وَ ثَلَاثِينَ وَ مَائَتَيْنِ: بِسْمِ اللَّهِ
 الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، أَحْمَدُ اللَّهُ إِلَيْكَ وَ أَشْكُرُ طَوْلَهُ وَ عَوْدَهُ، وَ أَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ
 مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَ رَحْمَتُهُ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ إِنِّي أَقَمْتُ أَبَا عَلِيٍّ مَقَامَ
 الْحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ وَ أَتَمَمْتُهُ عَلَى ذَلِكَ بِالْمَعْرِفَةِ بِمَا عِنْدَهُ الَّذِي لَا يَتَقَدَّمُهُ
 أَحَدٌ، وَ قَدْ أَعْلَمَ أَنَّكَ شَيْخٌ نَاحِيَتِكَ، فَأَحْبَبْتُ إِفْرَادَكَ وَ إِكْرَامَكَ بِالْكِتَابِ
 بِذَلِكَ، فَعَلَيْكَ بِالطَّاعَةِ لَهُ وَ التَّسْلِيمِ إِلَيْهِ جَمِيعَ الْحَقِّ قَبْلَكَ، وَ أَنْ تَخْصَّ
 مَوَالِيَ عَلِيٍّ ذَلِكَ، وَ تُعَرِّفَهُمْ مِنْ ذَلِكَ مَا يَصِيرُ سَبَبًا إِلَى عَوْنِهِ وَ كِفَايَتِهِ،
 فَذَلِكَ تَوْفِيرٌ عَلَيْنَا وَ مَحْبُوبٌ لَدَيْنَا، وَ لَكَ بِهِ جَزَاءٌ مِنَ اللَّهِ وَ أَجْرٌ، فَإِنَّ اللَّهَ

^{۹۰}۔ مجمع رجال الحديث ن ۷۹۶۶، صحیح یہ ہے کہ اسکا نام علی بن بلال ہے جیسا کہ اس روایت کے متن میں ہے اور دیگر مصادر میں اسے علی بن بغدادی کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے، نجاشی نے اسے ابوالحسن سے راوی قرار دیا اور شیخ نے اصحاب امام جواد میں اس کی توثیق کی: رجال نجاشی ۲۷۸ ن ۷۳۰، رجال شیخ ۱۷۳ ن ۱، تحریر طاووسی ۲۵۱ ن ۳۹۵، رجال ابن داود ۲۲۰ ن ۶۵، نقد الرجال ۳۵۱۸۔

يُعْطَى مَنْ يَشَاءُ، ذُو الْإِعْطَاءِ وَالْجَزَاءِ بِرَحْمَتِهِ، وَأَنْتَ فِي وَدِيعَةِ اللَّهِ، وَكَتَبْتُ بِخَطِّي، وَأَحْمَدُ اللَّهُ كَثِيرًا^{۹۱}.

احمد بن محمد بن عیسیٰ کا بیان ہے کہ امام ہادیؑ نے علی بن بلال کو ۲۳۳ھ میں یہ خط تحریر فرمایا: بنام خداوند مہربان و رحیم، میں اللہ کی حمد و ثناء کرتا ہوں اور اس کی نعمات کا شکر کرتا ہوں اور نبی اکرم ﷺ اور اس کی آل پر درود بھیجتا ہوں، میں نے ابو علی کو حسین بن عبد ربہ کی جگہ مقرر کیا ہے اور اس کو اپنا امین قرار دیا ہے اس معرفت کی بناء پر جو اس کے پاس ہے اور اس میں کوئی شخص اس سے آگے نہیں ہے اور جانتا ہوں کہ تو اس علاقے کا شیخ اور بزرگ ہے تو میں نے پسند کیا کہ تجھے ایک خط لکھوں اور تیری عزت افزائی کروں تو تم پر لازم ہے کہ اس کی اطاعت کرو اور اپنے تمام حقوق اس کے سپرد کرو اور اس کے متعلق میرے موالیوں کو بھی متوجہ کرو جو اس کی مدد اور معاونت کا سبب بنیں، یہ ہمارے لیے آسائش اور ہمیں پسند ہے اور تیرے لیے خدا کے حضور اجر و جزاء ہے اور وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے، وہی عطا کرنے والا اور جزاء دینے والا ہے تو خدا کی امان میں رہے، یہ خط میں نے اپنے ہاتھ سے تحریر فرمایا اور خدا کی حمد کرتا ہوں۔

۹۹۲ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ نَصِيرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عِيْسَى، قَالَ نُسَخَةُ الْكِتَابِ مَعَ ابْنِ رَاشِدٍ إِلَى جَمَاعَةِ الْمُوَالِي الَّذِينَ هُمْ بِبَغْدَادِ الْمُقِيمِينَ بِهَا وَالْمَدَائِنِ وَالسَّوَادِ وَمَا يَلِيهَا: أَحْمَدُ اللَّهُ إِلَيْكُمْ مَا أَنَا عَلَيْهِ مِنْ عَافِيَتِهِ وَحُسْنِ عَادَتِهِ، وَأُصَلِّي عَلَى نَبِيِّهِ وَآلِهِ أَفْضَلَ صَلَوَاتِهِ وَأَكْمَلَ رَحْمَتِهِ وَرَافَتِهِ، وَإِنِّي أَقَمْتُ أَبَا عَلِيٍّ بْنِ رَاشِدٍ مَقَامَ عَلِيٍّ بْنِ

الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ وَمَنْ كَانَ قَبْلَهُ مِنْ وَكَلَائِي، وَصَارَ فِي مَنْزِلَتِهِ عِنْدِي، وَ
وَلَيْتَهُ مَا كَانَ يَتَوَلَّاهُ غَيْرُهُ مِنْ وَكَلَائِي قَبْلَكُمْ، لِيَقْبِضَ حَقِّي، وَارْتَضِيَتْهُ لَكُمْ وَ
قَدَمْتُهُ عَلَى غَيْرِهِ فِي ذَلِكَ، وَهُوَ أَهْلُهُ وَمَوْضِعُهُ، فَصِيرُوا رَحِمَكُمُ اللَّهُ إِلَى
الدَّفْعِ إِلَيْهِ ذَلِكَ وَإِلَيَّ، وَأَنْ لَا تَجْعَلُوا لَهُ عَلَى أَنْفُسِكُمْ عِلَّةً، فَعَلَيْكُمْ
بِالْخُرُوجِ عَنْ ذَلِكَ وَالتَّسَرُّعِ إِلَى طَاعَةِ اللَّهِ وَتَحْلِيلِ أَمْوَالِكُمْ وَالْحَقْنَ
لِدِمَائِكُمْ، وَتَعَاوُنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ، وَ
اعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ، فَقَدْ أُوجِبَتْ فِي
طَاعَتِهِ طَاعَتِي وَالْخُرُوجِ إِلَى عَصِيَانِهِ الْخُرُوجَ إِلَى عَصِيَانِي، فَالْزُمُوا الطَّرِيقَ
يَأْجُرْكُمْ اللَّهُ وَيَزِيدْكُمْ مِنْ فَضْلِهِ، فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا عِنْدَهُ وَاسِعٌ كَرِيمٌ، مُتَطَوِّلٌ عَلَى
عِبَادِهِ رَحِيمٌ، نَحْنُ وَأَنْتُمْ فِي وَدِيعَةِ اللَّهِ وَحَفْظِهِ، وَكُتِبَتْهُ بِخَطِّي، وَالْحَمْدُ
لِلَّهِ كَثِيرًا.

احمد بن محمد بن عیسیٰ کا بیان ہے کہ یہ اس خط کا نسخہ ہے جو ابن راشد کے ساتھ موالیان
اہل بیت کے ایک گروہ کے نام لکھا گیا جو بغداد، مدائن، سواد اور اس کے قریبی علاقوں میں
ساکن تھے: میں اللہ کی حمد و ثناء کرتا ہوں جو نے مجھے عافیت اور سلامتی عطا کی ہے اور نبی
اکرم ﷺ اور ان کی آل پر درود بھیجتا ہوں، میں نے ابو علی بن راشد کو علی بن حسین بن
عبد ربہ اور جو لوگ اس سے پہلے میرے وکیل تھے ان کی جگہ پر مقرر کیا ہے اب یہ اس کی جگہ
پر کام کرے گا اور اس سے پہلے میرے وکلاء جن کاموں کے ذمہ دار تھے میں نے اس کو وہی
سپرد کیے ہیں تاکہ یہ میرے حقوق کو جمع کرے اور میں تمہارے لیے اس سے راضی ہوا ہوں
اور اسے دوسروں پر مقدم کیا ہے اور یہ اس کا اہل ہے، خدا تم پر رحم کرے، اب حقوق اس کے

سپرد کرو اور اسے اپنے اوپر بوجھ نہ سمجھو، تم لازم ہے کہ خدا کی اطاعت کے لیے جلدی کرو اور اپنے اموال کو حلال کرو اور اپنے جانوں کو محفوظ کرو، نیکی کے کاموں میں آپس میں تعاون کرو اور خدا سے تقوا اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور دین کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور مسلمان ہو کر مرو، میں نے اس کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا اور اس کی نافرمانی کو اپنی نافرمانی قرار دیا ہے، تم راہ مستقیم پر قائم رہو خدا تمہیں اجر دے اور اپنا فضل و کرم تم پر زیادہ کرے خدا کے پاس وسیع خزانے ہیں اور وہ کریم ہے، وہ اپنے بندوں پر فضل و کرم کرنے والا ہے، ہم اور تم خدا کی امان میں ہوں میں نے اسے اپنے ہاتھ سے لکھا، اور خدا کی حمد کرتا ہوں۔

وَفِي كِتَابٍ آخَرَ: وَ اَنَا اَمْرُكَ يَا اَيُّوبُ بْنُ نُوحٍ اَنْ تَقْطَعَ الْاِكْثَارَ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اَبِي عَلِيٍّ، وَ اَنْ يَلْزَمَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا وَكَّلَ بِهِ وَ اَمْرٌ بِالْقِيَامِ فِيهِ بِاَمْرِ نَاحِيَتِهِ، فَاِنَّكُمْ اِذَا اَنْتَهَيْتُمْ اِلَى كُلِّ مَا اَمَرْتُمْ بِهِ اسْتَغْنَيْتُمْ بِذَلِكَ عَنْ مُعَاوَدَتِي وَ اَمْرُكَ يَا اَبَا عَلِيٍّ بِمِثْلِ مَا اَمْرُكَ يَا اَيُّوبُ: اَنْ لَا تُقْبَلَ مِنْ اَحَدٍ مِنْ اَهْلِ بَغْدَادَ وَ الْمَدَائِنِ شَيْئًا يَحْمِلُونَهُ، وَ لَا تَلِيَ لَهُمْ اسْتِزَانًا عَلَيَّ وَ مَرُّ مِنْ اَتَاكَ بَشِيءٍ مِنْ غَيْرِ اَهْلِ نَاحِيَتِكَ اَنْ يُصِيرَهُ اِلَى الْمَوْكَلِ بِنَاحِيَتِهِ، وَ اَمْرُكَ يَا اَبَا عَلِيٍّ فِي ذَلِكَ بِمِثْلِ مَا اَمَرْتُ بِهِ اَيُّوبَ، وَ لِيُقْبَلَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْكُمْ قَبْلَ مَا اَمَرْتَهُ بِهِ.

اور دوسرے خط میں ہے: اے ایوب بن نوح میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ ابو علی سے زیادہ ملا نہ کرو اور تم میں سے ہر ایک پر لازم ہے کہ اپنے کام کو انجام دو اور اپنی اطراف کے مسائل کو نمٹاؤ، جب تم ان کاموں کو انجام دو گے جو تمہیں حکم دیا گیا تو اس کے ذریعے تم بار بار مجھ سے رجوع کرنے سے کچھ بے نیاز ہو جاؤ گے اور اے ابو علی تمہیں بھی اسی طرح حکم دیتا ہوں جو ایوب کو دیا ہے کہ اگر اہل بغداد و مدائن کچھ لیکر آئیں تو ان سے کچھ بھی قبول نہ کرو اور

میرے حکم کے مطابق ان کے امور کے ذمہ دار نہ بنو اور اگر تیرے علاقے کے علاوہ کوئی شخص تیرے پاس آئے تو اسے حکم دے کہ وہ اپنے علاقے کے وکیل کے پاس جائے اور اے ابو علی تجھے بھی اسی طرح حکم دیا گیا جیسے ایوب کو دیا ہے اور تم میں سے ہر ایک اس کے مطابق عمل کرے جس کا میں نے حکم دیا ہے۔

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

حسن بن علي بن فضال كوفي^{٩٢}

٩٩٣ قَالَ أَبُو عَمْرٍو قَالَ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ إِنِّي كُنْتُ فِي قَطِيعَةِ الرَّبِيعِ فِي مَسْجِدِ الزَّيْتُونَةِ أَقْرَأُ عَلَى مُقْرِي يُقَالُ لَهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبَّادٍ، فَرَأَيْتُ يَوْمًا فِي الْمَسْجِدِ نَفَرًا يَتَنَاجَوْنَ، فَقَالَ أَحَدُهُمْ إِنَّ بِالْجَبَلِ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ ابْنُ فَضَّالٍ، أَعْبَدُ مَنْ رَأَيْتُ أَوْ سَمِعْتُ بِهِ، قَالَ: وَ إِنَّهُ لَيَخْرُجُ إِلَى الصَّحَرَاءِ فَيَسْجُدُ السَّجْدَةَ فَيَجِيءُ الطَّيْرُ فَيَقَعُ عَلَيْهِ، فَمَا يُظْنُّ إِلَّا أَنَّهُ ثَوْبٌ أَوْ خِرْقَةٌ، وَ إِنَّ الْوَحْشَ لَيَرَعَى حَوْلَهُ فَمَا يَنْفِرُ مِنْهُ لِمَا قَدْ آنَسَتْ بِهِ، وَ إِنَّ عَسْكَرَ الصَّعَالِيكِ لَيَجِيئُونَ يُرِيدُونَ الْغَارَةَ أَوْ قِتَالَ قَوْمٍ: فَإِذَا رَأَوْا شَخْصَهُ طَارُوا فِي الدُّنْيَا فَذَهَبُوا حَيْثُ لَا يُرِيهِمْ وَ لَا يَرَوْنَهُ، قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: فَظَنَنْتُ أَنَّ هَذَا رَجُلٌ كَانَ فِي الزَّمَانِ الْأَوَّلِ: فَبَيْنَا أَنَا بَعْدَ ذَلِكَ بِسَنِينَ قَاعِدٌ فِي قَطِيعَةِ الرَّبِيعِ مَعَ أَبِي رَحِمَهُ اللَّهُ: إِذْ جَاءَ شَيْخٌ حَلَوُ الْوَجْهِ حَسَنُ الشَّمَائِلِ عَلَيْهِ قَمِيصٌ نَرْسِيٌّ وَ

^{٩٢} رجال البرقي ٥٣، فهرست ابن النديم ٣٢٦، رجال النجاشي ص ١٢٤، رجال الطوسي ٣٤١، فهرست الطوسي ٤٢ ن ١٦٣، معالم العلماء ٣٣ ن ١٨٣، رجال ابن داود ١١٣ ن ٢٣٤ و ٢٣١ ن ١٢٥، التحرير الطاووسي ٤٢ ن ٩٣ و ٩٥، رجال العلالة الحلبي ٣٤، لسان الميزان ص ٢٢٥، نقد الرجال ٩٣ ن ١١١، مجمع الرجال ص ١٣١، جامع الرواة ص ٢١٣، منتبهي المقال ٩٩ و ١٠٠، بحية الآمال ص ١٤٢، انبساط الكون ص ٢٤٨ و ٢١٥، تنقيح المقال ص ٢٩٤، إعيان الشيعة ص ٢٠٦، الذريعة ص ١١٠، الجامع في الرجال ص ٥٣٠، معجم رجال الحديث ص ٢٢٣ ن ٢٩٨٣، قاموس الرجال ص ٢١١.

رَدَاءُ نَرْسِيٍّ وَ فِي رِجْلِهِ نَعْلٌ مُخَصَّرٌ فَسَلَّمَ عَلَى أَبِي، فَقَالَ إِلَيْهِ أَبِي فَرَحَبَ بِهِ وَ بَجَلَهُ، فَلَمَّا أَنْ مَضَى يُرِيدُ ابْنَ أَبِي عُمَيْرٍ: قُلْتُ لِشَيْخِي هَذَا رَجُلٌ حَسَنُ الشَّمَائِلِ، مَنْ هَذَا الشَّيْخُ فَقَالَ: هَذَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ فَضَّالٍ، قُلْتُ لَهُ هَذَا ذَاكَ الْعَابِدُ الْفَاضِلُ قَالَ هُوَ ذَاكَ، قُلْتُ لَيْسَ هُوَ ذَاكَ! قَالَ: هُوَ ذَاكَ، قُلْتُ أ لَيْسَ ذَاكَ بِالْجَبَلِ قَالَ: هُوَ ذَاكَ كَانَ يَكُونُ بِالْجَبَلِ، قُلْتُ لَيْسَ ذَاكَ، قَالَ مَا أَقَلَّ عَقْلَكَ مِنْ غُلَامٍ! فَأَخْبَرْتُهُ مَا سَمِعْتُهُ مِنْ أَوْلَيْكَ الْقَوْمِ فِيهِ، قَالَ: هُوَ ذَاكَ، فَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ يَخْتَلِفُ إِلَى أَبِي.

ابو عمرو کشتی فرماتے ہیں کہ فضل بن شاذان نے بتایا کہ میں قطیعہ ربیع میں مسجد زیتونہ میں ایک قاری کے پاس قرآن پڑھتا تھا جسے اسماعیل بن عباد کہتے تھے، تو ایک دن میں نے مسجد میں ایک گروہ کو دیکھا جو آپس میں سرگوشیاں کر رہے تھے ان میں سے ایک کہتا تھا: پہاڑ میں ایک شخص ہے جسے ابن فضال کہتے ہیں وہ ان سب سے زیادہ عبادت گزار ہے جن کے متعلق میں نے سنا ہے یا جن کو میں نے دیکھا ہے اور وہ صحراء کی طرف نکل جاتا ہے وہاں ایسا طویل سجدہ کرتا ہے کہ پرند آکر اس پر بیٹھتے ہیں اور اسے کپڑے کا ایک ٹکڑا سمجھتے ہیں اور وحشی جانور اس کے گرد چرتے رہتے ہیں اور اس سے مانوس ہونے کی وجہ سے ہر گز اس سے نہیں ڈرتے اور ڈاکوؤں کے گروہ جب غارت گری یا کسی قوم سے لڑائی کے لیے نکلتے ہیں جب اسے دیکھتے ہیں تو اس طرح بھاگ جاتے ہیں کہ وہ ان کو نہیں دیکھتے ہیں۔

ابو محمد فضل بن شاذان کہتے ہیں: میرا خیال تھا کہ ایسا شخص پہلے کسی زمانے میں گزرا ہوگا اس کے چند سال بعد میں قطیعہ ربیع میں اپنے والد کے ساتھ بیٹھا تھا کہ ایک شیخ شیرین صورت خوبصورت شکل و شمائل عراقی قمیض و رداء پہنے ہوئے اور پاؤں میں گول جوتا پہنے تشریف لائے اس نے میرے والد کو سلام کیا میرے والد نے ان کو جواب دیا اور انہیں خوش

آمدید کہا اور ان کا بڑا احترام کیا اور جب وہ ابن ابی عمیر سے ملنے کے لیے چلے گئے تو میں نے اپنے استاد سے پوچھا: یہ خوبصورت شامک والا شیخ کون تھا؟ انہوں نے جواب دیا: یہ حسن بن علی بن فضال تھا، میں نے کہا: یہ وہی عابد اور فاضل شخص ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، میں نے کہا: یہ وہ شخص نہیں ہے؟ استاد نے کہا: یہ وہی ہے، اور جب میں نے ایک مرتبہ پھر کہا کہ یہ وہ شخص نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ تو پہاڑوں میں رہتا تھا تو استاد نے کہا: اے کم عقل جوان! یہ وہی ہے تو میں نے ان کو لوگوں کی وہ بات سنائی جو میں نے مسجد میں سنی تھی تو انہوں نے کہا: یہ وہی عبادت گزار ہے اور اس کے بعد میرے والد کے پاس وہ آتے جاتے تھے۔

ثُمَّ خَرَجْتُ إِلَيْهِ بَعْدُ إِلَى الْكُوفَةِ، فَسَمِعْتُ مِنْهُ كِتَابَ ابْنِ بُكَيْرٍ وَغَيْرِهِ مِنَ الْأَحَادِيثِ، وَكَانَ يَحْمِلُ كِتَابَهُ وَيَجِيءُ إِلَى حُجْرَتِي فَيَقْرُؤُهُ عَلَيَّ، فَلَمَّا حَجَّ سَدَّ وَشَبَّ خَتَنُ طَاهِرِ بْنِ الْحُسَيْنِ، وَعَظَّمَهُ النَّاسُ لِقَدْرِهِ وَحَالِهِ وَمَكَانِهِ مِنَ السُّلْطَانِ، وَقَدْ كَانَ وَصَفَ لَهُ فَلَمْ يَصِرْ إِلَيْهِ الْحَسَنُ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَحَبُّ أَنْ تَصِيرَ إِلَيَّ فَإِنَّهُ لَا يُمَكِّنُنِي الْمَصِيرُ إِلَيْكَ! فَأَبَى، وَكَلَّمَهُ أَصْحَابُنَا فِي ذَلِكَ، فَقَالَ مَا لِي وَطَاهِرٍ وَآلِ طَاهِرٍ لَا أَقْرَبُهُمْ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ عَمَلٌ، فَعَلِمْتُ بَعْدَهَا أَنَّ مَجِيئَهُ إِلَيَّ وَأَنَا حَدَثُ غُلَامٍ وَهُوَ شَيْخٌ لَمْ يَكُنْ إِلَّا لَجُودَةَ النَّبِيِّ، وَكَانَ مُصَلِّاهُ بِالْكُوفَةِ فِي الْمَسْجِدِ عِنْدَ الْأُسْطُوَانَةِ الَّتِي يُقَالُ لَهَا السَّابِعَةُ، وَيُقَالُ لَهَا أُسْطُوَانَةُ إِبْرَاهِيمَ (ع)، وَكَانَ يَجْتَمِعُ هُوَ وَابْنُ مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللَّهِ الْحَجَّالُ وَعَلِيُّ بْنُ أَسْبَاطٍ، وَكَانَ الْحَجَّالُ يَدْعِي الْكَلَامَ وَكَانَ مِنْ أَجْدَلِ النَّاسِ، فَكَانَ ابْنُ فَضَّالٍ يُغَرِّى بَيْنِي وَبَيْنَهُ فِي الْكَلَامِ فِي الْمَعْرِفَةِ، وَكَانَ يُحِبُّنِي حُبًّا شَدِيدًا.

پھر میں اس کے بعد کوفہ میں اس کے پاس حاضر ہوا اور اس سے کتاب ابن کبیر وغیرہ کی احادیث سنیں وہ ان کی کتاب اٹھائے رکھتے تھے اور میرے حجرے میں آتے اور میرے لیے کتاب پڑھتے پھر جب طاہر بن حسین کے داماد سدّوسب نے حج کی اور لوگوں نے ان کی بادشاہ کے ہاں قدر و منزلت کی وجہ سے بہت تعظیم کی، اس کے پاس حسن کی بھی تعریف کی گئی مگر حسن اس کے پاس ملاقات کے لیے نہیں آئے تو اس نے حسن کو پیغام بھیجا کہ مجھے پسند ہے کہ تم بھی میرے پاس آؤ کیونکہ میرے لیے آپ کے پاس آنا ممکن نہیں ہو رہا، مگر حسن نے اس کے پاس جانے سے انکار کر دیا ہمارے ساتھیوں نے اس موضوع میں ان سے تاکید کی مگر انہوں نے جواب دیا: میرا طاہر اور اس کی آل سے کیا واسطہ ہے؟ میں ان کے پاس کیوں جاؤں گا، میرے اور ان کے مابین کوئی معاملہ نہیں، تو میں نے سمجھ لیا کہ ان کا میرے پاس چل کر آنا جبکہ میں ایک سادہ جوان تھا اور وہ ایک بزرگ اور ماہر حدیث، یہ فقط ان کے خلوص نیت اور علوم آل محمد کی ترویج کی خاطر تھا۔

اور کوفہ کی مسجد میں وہ ستون جسے سابعہ کہتے ہیں اس کے پاس ان کا مصلیٰ (جائے نماز) تھا اور وہ ابو محمد عبداللہ جمال اور علی بن اسباط جمع ہوا کرتے تھے اور جمال کلام کا دعویٰ بھی رکھتے تھے اور واقعا تمام لوگوں سے زیادہ مناظرے میں مہارت رکھتے تھے تو ابن فضال انہیں اور مجھے معرفت کے متعلق بحث کرنے کے لیے اکساتے تھے اور وہ مجھ سے شدید محبت رکھتے تھے۔

امام حسن عسکریؑ کے زمانے کے غالی علی بن حسکہ^{۹۳} اور قاسم بن یقظین قتی

۹۹۴ محمد بن مسعود، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ نَصِيرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عِيسَى، كَتَبَ إِلَيْهِ فِي قَوْمٍ يَتَكَلَّمُونَ وَيَقْرَأُونَ أَحَادِيثَ يَنْسُبُونَهَا إِلَيْكَ وَإِلَى آبَائِكَ فِيهَا مَا تَشْمَنْزُ فِيهَا الْقُلُوبُ، وَلَا يَجُوزُ لَنَا رَدُّهَا إِذَا كَانُوا يَرَوُونَ عَنْ آبَائِكَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، وَلَا قَبُولَهَا لِمَا فِيهَا، وَيَنْسُبُونَ الْأَرْضَ إِلَى قَوْمٍ يَذْكُرُونَ أَنَّهُمْ مِنْ مَوَالِيكَ، وَهُوَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ عَلِيُّ بْنُ حَسَكَةَ، وَآخِرُ يُقَالُ لَهُ الْقَاسِمُ الْيَقْظِينِيُّ، مِنْ أَقَاوِيلِهِمْ: أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّ قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى: إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ^{۹۴} مَعْنَاهَا رَجُلٌ، لَا سَجُودَ وَلَا رُكُوعَ، وَكَذَلِكَ الزَّكَاةُ مَعْنَاهَا ذَلِكَ الرَّجُلُ، لَا عَدَدَ دَرَاهِمٍ وَلَا إِخْرَاجَ مَالٍ، وَأَشْيَاءُ مِنْ الْفَرَائِضِ وَالسُّنَنِ وَالْمَعَاصِي تَأْوُلُوهَا وَصَيَّرُوهَا عَلَى هَذَا الْحَدِّ الَّذِي ذَكَرْتُ، فَإِنْ رَأَيْتَ أَنَّ تَبَيَّنَ لَنَا وَ أَنَّ تَمَنَّيَ عَلَى مَوَالِيكَ بِمَا فِيهِ السَّلَامَةُ

^{۹۳} - رجال ابن داود، ۲۶۱/۳۴۱، رجال علامہ حلی، قسم ثانی، ۲۳۳/۷، معجم رجال الحديث ۸۰۰۱، تحریر طاووسی ۳۷۶/۲۶۲، طرائف المقال ۳۲۷/۲۳۸، نقد الرجال ۳/۲۴۲، ۳۵۳۳ بحار الانوار ۲۵/۳۱۶ ح ۸۲۔

^{۹۴} - عتکوت ۳۵۔

لَمَوَالِيكَ وَنَجَاتُهُمْ مِنْ هَذِهِ الْأَقَاوِيلِ الَّتِي تُخْرِجُهُمْ إِلَى الْهَلَاكِ! فَكَتَبَ (ع):
لَيْسَ هَذَا دِينَنَا فَاعْتَزَلَهُ^{۹۵}.

احمد بن محمد بن عیسیٰ کا بیان ہے کہ اس نے امام کی طرف ایک ایسے گروہ کے متعلق عریضہ لکھا جو ایسی حدیثیں بیان کرتے اور پڑھتے ہیں جن کو آپ کی طرف اور آپ کے آباء و اجداد کی طرف منسوب کرتے ہیں جن کو سن کر دل کانپ جاتے ہیں اور ہم ان احادیث کو رد کرنا بھی جائز نہیں سمجھتے کیونکہ آپ کی طرف اور آپ کے آباء و اجداد کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ان کے معانی کی وجہ سے ان کو قبول بھی نہیں کر سکتے اور وہ زمین کی نسبت ایسے گروہ کی طرف دیتے ہیں کہتے ہیں کہ وہ آپ کے موالیوں میں سے ہیں اور وہ ایک شخص ہے جسے علی بن حنظلہ کہتے ہیں اور دوسرا قاسم یقطینی ہے۔

اور ان کے نظریات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ خدا کے اس فرمان میں کہ بے شک نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے، اس کا معنی ایک مرد ہے نہ یہ کہ نماز رکوع و سجود کا نام ہے، اور اسی طرح زکات کا معنی بھی مرد ہے نہ کہ درہم و دینار اور مال میں سے مخصوص حصہ خدا کے لیے نکالنا ہے اور اسی طرح دیگر فرائض اور سنتوں اور حرام کاموں کا معنی بھی وہ اسی طرح مرد قرار دیتے ہیں تو اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہمیں بیان فرمائیں اور اپنے موالیوں پر احسان فرمائیں کہ اسی میں آپ کے ماننے والوں کے لیے سلامتی اور نجات ہے اور آپ ہی انہیں ان باتوں کے ذریعے ہلاکت میں پڑنے سے نجات دیے سکتے ہیں! تو امام نے فرمایا: یہ سب باتیں ہمارے دین میں سے نہیں ہیں، پس ان سے دور ہو جاؤ۔

۹۹۵ وَجَدْتُ بِخَطِّ جَبْرِيلَ بْنِ أَحْمَدَ الْفَارِيَّابِيِّ، حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ جَعْفَرِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ شَيْبَةَ، قَالَ، كَتَبْتُ إِلَيْهِ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّ عِنْدَنَا قَوْمًا

يَخْتَلِفُونَ فِي مَعْرِفَةِ فَضْلِكُمْ بِأَقَاوِيلَ مُخْتَلِفَةٍ تَشْمَتُ مِنْهَا الْقُلُوبُ وَ تَضِيقُ لَهَا الصُّدُورُ، وَ يَرَوُونَ فِي ذَلِكَ الْأَحَادِيثَ لَا يَجُوزُ لَنَا الْإِقْرَارُ بِهَا لِمَا فِيهَا مِنَ الْقَوْلِ الْعَظِيمِ، وَ لَا يَجُوزُ رَدُّهَا وَ لَا الْجُحُودُ لَهَا إِذَا نُسِبَتْ إِلَى آبَائِكَ، فَحَنُّ وَ قُوفٌ عَلَيْهَا، مِنْ ذَلِكَ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ وَ يَتَأَوَّلُونَ فِي مَعْنَى قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَ الْمُنْكَرِ، وَ قَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ: وَ أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَ آتُوا الزَّكَاةَ مَعَهَا رَجُلٌ، لَا رُكُوعَ وَ لَا سُجُودَ، وَ كَذَلِكَ الزَّكَاةُ مَعَهَا ذَلِكَ الرَّجُلُ لَا عَدَدُ دَرَاهِمَ وَ لَا إِخْرَاجُ مَالٍ، وَ أَشْيَاءٌ تُشَبِّهُهَا مِنَ الْفَرَائِضِ وَ السُّنَنِ وَ الْمَعَاصِي تَأَوَّلُوهَا وَ صَيَّرُوهَا عَلَى هَذَا الْحَدِّ الَّذِي ذَكَرْتُ لَكَ، فَإِنْ رَأَيْتَ أَنَّ تَمَنَّى عَلَى مَوَالِيكَ بِمَا فِيهِ سَلَامَتُهُمْ وَ نَجَاتُهُمْ مِنَ الْأَقَاوِيلِ الَّتِي تُصِيرُهُمْ إِلَى الْعُطْبِ وَ الْهَلَاكِ وَ الَّذِينَ ادَّعَوْا هَذِهِ الْأَشْيَاءَ ادَّعَوْا أَنَّهُمْ أَوْلِيَاءُ، وَ دَعَاوُ إِلَى طَاعَتِهِمْ، مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ وَ الْقَاسِمُ الْيَقِينِيُّ، فَمَا تَقُولُ فِي الْقَبُولِ مِنْهُمْ جَمِيعاً فَكُتِبَ (ع): لَيْسَ هَذَا دِينَنَا فَاعْتَزِلْهُ.

ابراہیم بن شیبہ کا بیان ہے کہ میں نے امام کی طرف ایک ایسے گروہ کے متعلق عریضہ لکھا جو آپ کی فضیلت میں ایسی حدیثیں بیان کرتے اور پڑھتے ہیں جن کو سن کر دل کانپ جاتے ہیں اور ان میں ایسے معانی نقل کرتے ہیں جن میں بہت بڑی نسبتیں ہونے کی وجہ سے قبول کرنا جائز نہیں ہے اور ہم ان احادیث کو رد کرنا بھی جائز نہیں سمجھتے اور ان کا انکار بھی نہیں کرتے کیونکہ آپ کی طرف اور آپ کے آباء و اجداد کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ہم ان کے بارے میں خاموشی اختیار کرتے ہیں۔

ان میں سے ان کا ایک نظریہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ خدا کے اس فرمان میں کہ بے شک نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے، اور یہ آیت کہ تم نماز قائم کرو اور زکات دیا کرو، ان کا معنی ایک مرد ہے نہ یہ کہ نماز رکوع و سجود کا نام ہے اور اسی طرح زکات کا معنی بھی مرد ہے نہ کہ درہم و دینار اور مال میں سے مخصوص حصہ خدا کے لیے نکالنا ہے اور اسی طرح دیگر فرائض اور سنتوں اور حرام کاموں کا معنی بھی وہ اسی طرح مرد قرار دیتے ہیں تو اگر آپ مناسب سمجھیں تو اپنے موالیوں پر احسان فرمائیں کہ اسی میں آپ کے ماننے والوں کے لیے سلامتی اور نجات ہے اور آپ ہی انہیں ان باتوں کے ذریعے ہلاکت میں پڑنے سے نجات دیے سکتے ہیں! اور وہ لوگ تو دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ کے موالیوں میں سے ہیں اور لوگوں کو اپنی اطاعت کی طرف بلاتے ہیں، ان میں علی بن حنظلہ قاسم یقطینی ہیں، تو آپ ان سے ان روایات کے قبول کرنے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

امامؑ نے جواب میں تحریر فرمایا: یہ سب باتیں ہمارے دین میں سے نہیں ہیں، پس ان سے دور ہو جاؤ۔

قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: عَلِيُّ بْنُ حَسَكَةَ الْخَوَّارِ كَانَ أَسْتَادَ الْقَاسِمِ الشَّعْرَانِيِّ الْيَقْطِينِيِّ مِنَ الْغُلَاةِ الْكِبَارِ مَلْعُونٌ.

نصر بن صباح فرماتے ہیں: علی بن حنظلہ خوار قاسم شعرانی یقطینی کا استاد تھا اور بڑے غالیوں میں سے تھا اور ملعون تھا۔

۹۹۶ سَعْدٌ، قَالَ حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ زِيَادٍ الْأَدَمِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَيْسَى، قَالَ، كَتَبَ إِلَيَّ أَبُو الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيُّ ابْتِدَاءً مِنْهُ: لَعَنَ اللَّهُ الْقَاسِمَ الْيَقْطِينِيَّ وَ لَعَنَ اللَّهُ عَلِيَّ بْنَ حَسَكَةَ الْقُمِّيَّ، إِنَّ شَيْطَانًا تَرَاءَى لِلْقَاسِمِ فَيُوحِي إِلَيْهِ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا (انعام ۱۱۲).

محمد بن عیسیٰ کا بیان ہے کہ امام ابو الحسن عسکریؑ نے خود ابتداء فرماتے ہوئے مجھے یہ خط لکھا:
خدا قاسم یقینی اور علی بن حنبلہ متی پر لعنت کرے، بے شک قاسم کو شیطان نظر آیا ہے جو
اسے دھوکہ دیکر فضولیات القاء کرتا ہے۔

۹۹۷ حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ بُنْدَارِ الْقُمِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ زِيَادٍ
الْأَدَمِيُّ، قَالَ، كَتَبَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا إِلَى أَبِي الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيِّ (ع): جُعِلَتْ
فِدَاكَ يَا سَيِّدِي إِنَّ عَلِيَّ بْنَ حَسَكَةَ يَدَّعِي أَنَّهُ مِنْ أَوْلِيَائِكَ، وَ أَنَّكَ أَنْتَ
الْأَوَّلُ الْقَدِيمُ، وَ أَنَّهُ بَابُكَ وَ نَبِيِّكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَدْعُوَ إِلَى ذَلِكَ، وَ يَزْعُمُ أَنَّ
الصَّلَاةَ وَ الزَّكَاةَ وَ الْحَجَّ وَ الصَّوْمَ كُلُّ ذَلِكَ مَعْرِفَتُكَ وَ مَعْرِفَةُ مَنْ كَانَ فِيهِ
مِثْلُ حَالِ ابْنِ حَسَكَةَ فِيمَا يَدَّعِي مِنَ الْبَابِيَّةِ وَ التَّبَوُّةِ، فَهُوَ مُؤْمِنٌ كَامِلٌ سَقَطَ
عَنْهُ الِاسْتِعْبَادُ بِالصَّلَاةِ وَ الصَّوْمِ وَ الْحَجِّ، وَ ذَكَرَ جَمِيعَ شَرَائِعِ الدِّينِ أَنَّ مَعْنَى
ذَلِكَ كُلُّهُ مَا ثَبَتَ لَكَ، وَ مَالَ النَّاسُ إِلَيْهِ كَثِيرًا، فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَمَنَّ عَلَى
مَوَالِيكَ بِجَوَابِ فِي ذَلِكَ تُنَجِّهِمْ مِنَ الْهَلَكَةِ قَالَ، فَكَتَبَ (ع): كَذَبَ ابْنُ
حَسَكَةَ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَ بِحَسْبِكَ أَنِّي لَا أَعْرِفُهُ فِي مَوَالِيٍّ مَا لَهُ لَعْنَةُ اللَّهِ! فَوَ
اللَّهُ مَا بَعَثَ اللَّهُ مُحَمَّدًا وَ الْأَنْبِيَاءَ قَبْلَهُ إِلَّا بِالْحَنِيفِيَّةِ وَ الصَّلَاةِ وَ الزَّكَاةِ وَ
الصِّيَامِ وَ الْحَجِّ وَ الْوَلَايَةِ، وَ مَا دَعَا مُحَمَّدٌ (ص) إِلَّا إِلَى اللَّهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ
لَهُ، وَ كَذَلِكَ نَحْنُ الْأَوْصِيَاءُ مِنْ وَلَدِهِ عِبِيدُ اللَّهِ لَا نُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، إِنْ أَطْعَمَهُ
رَحِمْنَا وَ إِنْ عَصَيْنَاهُ عَذَّبْنَا، مَا لَنَا عَلَى اللَّهِ مِنْ حُجَّةٍ بَلِ الْحُجَّةُ لِلَّهِ عَزَّ وَ
جَلَّ عَلَيْنَا وَ عَلَى جَمِيعِ خَلْقِهِ، أَبْرَأُ إِلَى اللَّهِ مِمَّنْ يَقُولُ ذَلِكَ وَ انْتَفَى إِلَى

اللَّهُ مِنْ هَذَا الْقَوْلِ، فَاهْجُرُوهُمْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَالْجُثُومُ إِلَى ضَبِيقِ الطَّرِيقِ! فَإِنْ وَجَدْتَ مِنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ خَلْوَةً فَاشْدَخْ رَأْسَهُ بِالصَّخْرِ^{۹۶}.

سہل بن زیاد آدمی کا بیان ہے کہ ہمارے بعض شیعوں نے امام ابو الحسن عسکریؑ کے نام یہ خط لکھا: میں آپ پر قربان جاؤں، اے میرے سید و سردار، بے شک علی بن حسکہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ آپ کے اولیاء میں سے ہے اور آپ اول و قدیم ہیں اور وہ آپ کا باب اور نبی ہے کہ آپ نے اسے حکم دیا ہے کہ لوگوں کو آپ کی طرف بلائے اور وہ گمان کرتا ہے کہ نماز، زکات اور حج و روزہ یہ سب آپ کی معرفت اور جو اس میں ابن حسکہ کی مانند ہے اس کی معرفت ہے جو وہ باب اور نبی ہونے کا مدعی ہے تو جو شخص یہ معرفت رکھ لے تو وہ مومن کامل ہے اور اس سے نماز، زکات اور حج و روزہ اور دیگر تمام شریعت کے احکام ساقط ہونگے اور اس کا معنی یہی ہے جو بیان ہوا اور بہت سے لوگ اس کی طرف راغب ہو چکے ہیں تو اگر آپ مناسب سمجھیں کہ اپنے ماننے والوں پر احسان فرمائیں اور اس کا جواب مرحمت فرمائیں اور ان کو ہلاکت سے نجات دیں۔

تو امام نے جواب میں تحریر فرمایا: ابن حسکہ نے جھوٹ بولا ہے خدا کی اس پر لعنت ہو اور تیرے لیے اتنا کافی ہے کہ میں اپنے پیروکاروں میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا تو جس پر خدا کی لعنت ہو، خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ اور ان سے قبل کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر ان کے ساتھ شریعت اور نماز، زکات اور حج و روزہ اور ولایت کو نازل فرمایا، اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے صرف ایک خدا وحدہ لا شریک کی عبادت کی طرف بلایا اور اسی طرح ہم ان کی اولاد میں سے اولیاء خدا اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتے اگر ہم خدا کی اطاعت کریں تو وہ ہم پر رحم کرے گا اور اگر ہم اس کی نافرمانی کریں تو

وہ ہم پر اپنا غضب کرے گا، ہماری طرف سے خدا کوئی حجت اور احسان نہیں ہے بلکہ خدا کے ہم اور اسکی تمام مخلوقات پر احسان ہیں اور جو شخص اس جیسی باتیں کرے تو میں اس سے خدا کے دربار میں بری ہوں اور خدا کے لیے ان باتوں کی نفی کرتا ہوں تو ان سے دور ہو جاؤ، خدا کی ان پر لعنت ہو اور انہیں تنگ راہوں میں دھکیل دو (یعنی ان سے بائیکاٹ کرو اور انہیں اپنی محافل میں نہ گھسنے دو) اور اگر ان میں سے کوئی شخص تنہائی میں مل جائے تو اس کا سر پتھر سے مار دو۔

حسین بن علی خواتیمی غالی^{۹۷}

۹۹۸ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: إِنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ الْخَوَاتِمِيَّ كَانَ غَالِيًا مَلْعُونًا، وَكَانَ أَدْرَكَ الرِّضَا (ع).
نصر بن صباح فرماتے ہیں: حسین بن علی خواتیمی غالی اور ملعون تھا اور اس نے امام رضا کے زمانے کو درک کیا تھا۔

MANZAR AELIYA

^{۹۷}۔ رجال ابن داود ۲۴۰ ن ۱۳۵ قسم ثانی، تحریر طاووسی، ۱۳۸ ن ۱۱۲ نقد الرجال ص ۲۷۰ ن ۱۳۹۰، طرائف المقال ۱ ص ۲۹۹ ن ۲۱۰۳، معجم رجال الحديث ن ۳۵۶۰ تہذیب المقال ص ۲۲۸۔

حسن بن محمد بن بابا قتی، فہری، محمد بن نصیر نمیری^{۹۸} اور فارس بن حاتم قزوینی^{۹۹}
 ۹۹۹ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ بَابَا وَ مُحَمَّدُ بْنُ
 نَصِيرٍ النُّمَيْرِيُّ وَ فَارِسُ بْنُ حَاتِمٍ الْقَزْوِينِيُّ لَعَنَ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةَ عَلَى بْنِ مُحَمَّدٍ
 الْعَسْكَرِيِّ (ع). وَ ذَكَرَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ فِي بَعْضِ كُتُبِهِ أَنَّ مِنْ
 الْكَذَّابِينَ الْمَشْهُورِينَ ابْنَ بَابَا الْقُمِّيَّ.

نصر بن صباح فرماتے ہیں: حسن بن محمد جو ابن بابا قتی کے عنوان سے مشہور ہے اور محمد
 بن نصیر نمیری اور فارس بن حاتم قزوینی ان تین پر امام علی بن محمد عسکریؑ نے لعنت کی اور
 فضل بن شاذان نے اپنی بعض کتابوں میں ابن بابا قتی کو مشہور جھوٹے افراد میں ذکر کیا۔
 قَالَ سَعْدٌ، حَدَّثَنِي الْعُبَيْدِيُّ، قَالَ، كَتَبَ إِلَى الْعَسْكَرِيِّ ابْتِدَاءً مِنْهُ أَبْرَأُ إِلَى اللَّهِ
 مِنَ الْفَهْرِيِّ وَ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ بَابَا الْقُمِيِّ فَأَبْرَأُ مِنْهُمَا، فَإِنِّي مُحَذَّرُكَ وَ
 جَمِيعِ مَوَالِيَّ وَ إِنِّي أَلْعَنُهُمَا عَلَيْهِمَا لَعْنَةُ اللَّهِ، مُسْتَأْكِلِينَ يَأْكُلَانِ بَنَا النَّاسِ،
 فَتَانِينَ مُؤْذِيَيْنِ آذَاهُمَا اللَّهُ وَ أَرْكَسُهُمَا فِي الْفِتْنَةِ رَكْسًا، يَزْعُمُ ابْنُ بَابَا أَنِّي
 بَعَثْتُهُ نَبِيًّا وَ أَنَّهُ بَابٌ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ، سَخَّرَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ فَأَغْوَاهُ، فَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ
 قَبْلَ مِنْهُ ذَلِكَ، يَا مُحَمَّدُ إِنَّ قَدْرَتَ أَنْ تَشْدَخَ رَأْسَهُ بِالْحَجَرِ فَا فَعَلَ! فَإِنَّهُ قَدْ
 آذَانِي آذَاهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ.

^{۹۸} معجم رجال الحديث، ۱۱۹۳۱، رجال ابن داود، ۲۵۵۴، ۴۰، ، تحرير طابوسي، ۵۲۸، ۳۸۹۔

^{۹۹} رجال نجاشی ۳۱۰، ۸۴۸، رجال شیخ ۳۲۰، ۳۲۰، صحابی ہادی، اور اسے غالی اور ملعون قرار دیا ہے، رجال
 ابن داود ۲۶۵، ۳۸۸، رجال علامہ حلی ۲۴۷، ۴، نقد الرجال معجم رجال الحديث ، طرائف المقال ، تحریر
 طاووسی ۷۰، ۳۴۱، سماء المقال کلباسی ص ۸۹۔

محمد بن عیسیٰ کا بیان ہے کہ امام ابو الحسن عسکریؑ نے خود ابتداء فرماتے ہوئے مجھے یہ خط لکھا: میں خدا کے دربار میں فہری اور حسن بن محمد ابن بابائمی سے بری ہوں پس تو بھی ان سے بری ہو جا اور میں تجھے اور اپنے تمام ماننے والوں کو ان سے ڈراتا ہوں اور میں ان دونوں پر لعنت کرتا ہوں ان پر خدا کی لعنت ہو، یہ ہمارے نام کا بہانہ کر کے لوگوں سے مال بٹور کے کھاتے ہیں لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور ہمیں اذیت دیتے ہیں خدا ان کو اذیت دے اور انہیں شدید ترین عذاب میں مبتلا کرے اور ابن بابا کا گمان ہے کہ میں نے اسے نبی بنا کر بھیجا ہے اور وہ میرا باب ہے خدا کی اس پر لعنت ہو، شیطان نے اس پر قابو پالیا ہے اور اسے گمراہ کر دیا ہے اور خدا کی لعنت ہو ہر اس شخص پر جو اس سے یا باتیں قبول کرے، اے محمد اگر تم کر سکتے تو اس کا سر پتھر سے پھوڑ دے اس نے مجھے بہت اذیت دی ہے خدا اسے دنیا اور آخرت میں اذیت دے۔

۱۰۰۰ قَالَ أَبُو عَمْرٍو وَ قَالَتْ فِرْقَةُ بِنُوبَةَ مُحَمَّدَ بْنَ نَصِيرِ الثُّمَيْرِيِّ، وَ ذَلِكَ

أَنَّهُ ادَّعَى أَنَّهُ نَبِيٌّ رَسُولٌ وَ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ الْعَسْكَرِيَّ (ع) أَرْسَلَهُ، وَ كَانَ

يَقُولُ بِالتَّنَاسُخِ وَ الْغُلُوِّ فِي أَبِي الْحَسَنِ (ع)، وَ يَقُولُ فِيهِ بِالرُّبُوبِيَّةِ، وَ يَقُولُ

بِبَاحَةِ الْمَحَارِمِ، وَ يُحْلِلُ نِكَاحَ الرِّجَالِ بَعْضَهُمْ بَعْضًا فِي أَدْبَارِهِمْ، وَ يَقُولُ إِنَّهُ

مِنَ الْفَاعِلِ وَ الْمَفْعُولِ بِهِ أَحَدُ الشَّهَوَاتِ وَ الطَّيِّبَاتِ، وَ إِنَّ اللَّهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا

مِنْ ذَلِكَ، وَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَرَاتٍ يَقْوَى أَسْبَابَهُ وَ

يَعُضِّدُهُ، وَ ذَكَرَ أَنَّهُ رَأَى بَعْضَ النَّاسِ مُحَمَّدَ بْنَ نَصِيرٍ عِيَانًا، وَ غُلَامٌ لَهُ عَلَى

ظَهْرِهِ، وَ أَنَّهُ عَاتَبَهُ عَلَى ذَلِكَ، فَقَالَ إِنَّ هَذَا مِنَ اللَّذَاتِ وَ هُوَ مِنَ التَّوَاضُعِ لِلَّهِ

وَ تَرَكَ التَّجْبِرَ، وَ افْتَرَقَ النَّاسُ فِيهِ بَعْدَهُ فِرْقًا ۱۰۰۱.

ابو عمرو کثی فرماتے ہیں کہ ایک گروہ محمد بن نصیر نمیری کی نبوت کا قائل تھا اور خود اس نے دعویٰ کیا کہ وہ رسول کا نبی ہے اور علی بن محمد عسکریؑ نے اسے بھیجا ہے اور وہ تناخ ارواح کا قائل تھا اور ابوالحسنؑ کے بارے میں غلو کرتا تھا اور ان کے بارے میں ربوبیت کا قائل تھا اور خدا کے حرام کردہ کاموں کو جائز کہتا تھا اور مردوں کے ساتھ نکاح کرنے (ہم جنس بازی) کو حلال کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ فاعل و مفعول دونوں کے لیے ایک لذت اور پاکی کی بات ہے اور خدا نے ہر گز اسے حرام نہیں کیا اور محمد بن موسیٰ بن حسن بن فرات اس کے مویدین اور حمایت کرنے والوں میں سے تھا اور اس نے کہا کہ بعض لوگوں نے محمد بن نصیر کو کھلے عام دیکھا کہ ایک لڑکا اس کی پشت پہ سوار تھا تو اس نے اس کی سرزنش کی تو اس نے جواب دیا: یہ بھی ایک قسم کی لذت ہے اور یہ خدا کے سامنے تواضع اور انکساری ہے اور اس کے بعد لوگ اس کے بارے میں کئی گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔

موسیٰ سواق، محمد بن موسیٰ شریقی اور علی بن حسک

۱۰۰۱ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: مُوسَى السَّوَّاقُ لَهُ أَصْحَابٌ عَلَيَّابِيَّةٌ يَقْعُونَ فِي السَّيِّدِ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ، وَ عَلِيُّ بْنُ حَسَكَةَ الْخَوَارِ قُمِيُّ كَانَ أَسْتَاذَ الْقَاسِمِ الشَّعْرَانِيِّ الْيَقْطِينِيِّ، وَ ابْنُ بَابَا وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الشَّرِيقِيِّ كَانَا مِنْ تَلَامِذَةِ عَلِيِّ بْنِ حَسَكَةَ، مَلْعُونُونَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَ ذَكَرَ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ فِي بَعْضِ كُتُبِهِ: أَنَّ مِنَ الْكَذَّابِينَ الْمَشْهُورِينَ عَلِيُّ بْنُ حَسَكَةَ ۱۰۱.

نصر بن صباح فرماتے ہیں: موسیٰ سواق کے ساتھی ایسے غالی ہیں جو نبی اکرم محمد مصطفیٰ ﷺ کی عیب جوئی کی جسارت کرتے ہیں اور علی بن حسک حواری قمتی، قاسم شعرانی یقطینی کا استاد تھا اور ابن بابا، محمد بن موسیٰ شریقی بھی علی بن حسک کے شاگردوں میں سے

عباس بن صدقہ، ابی العباس طر نانی اور ابی عبد الرحمن کندی معروف (شاہ رئیس) ۱۷۵

تھے یہ سب ملعون تھے، خدا ان پر لعنت کرے، اور فضل بن شاذان نے اپنی بعض کتابوں میں علی بن حسکہ کو مشہور جھوٹے افراد میں ذکر کیا۔

عباس بن صدقہ، ابی العباس طر نانی اور ابی عبد الرحمن کندی معروف (شاہ رئیس)

۱۰۰۲ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: الْعَبَّاسُ بْنُ صَدَقَةَ وَ أَبُو الْعَبَّاسِ الطَّرْنَانِيُّ وَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْكِنْدِيُّ الْمَعْرُوفُ بِشَاهِ رَيْسٍ كَانُوا مِنَ الْغُلَاةِ الْكِبَارِ الْمَلْعُونِينَ.
نصر بن صباح فرماتے ہیں: عباس بن صدقہ، ابی العباس طر نانی اور ابی عبد اللہ کندی معروف (شاہ رئیس) بڑے ملعون غالیوں میں سے تھے۔

فارس بن حاتم تزوینی غالی

۱۰۰۳ وَجَدْتُ بِخَطِّ جَبْرِيلَ بْنِ أَحْمَدَ، حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ جَعْفَرِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ دَاوُدَ الْيَعْقُوبِيِّ، قَالَ، كَتَبْتُ إِلَيْهِ يَعْْنِي أَبَا الْحَسَنِ (ع) أَعْلَمْتُهُ أَمْرَ فَارِسِ بْنِ حَاتِمٍ! فَكَتَبَ: لَا تَحْفَلَنَّ بِهِ وَ إِنِ اتَّكَ فَاَسْتَخَفَّ بِهِ.
MANZAR AELIYA

ابراہیم بن داود یعقوبی کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو الحسنؑ کی خدمت میں ایک نامہ لکھا جس میں آپ کو فارس بن حاتم کے معاملے کی خبر دی تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا: اس کے ساتھ بالکل میل جول نہ رکھو اور اگر وہ تیرے پاس آئے تو اس کی توہین کرو۔

۱۰۰۴ وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ مُوسَى، قَالَ، كَتَبَ عُرْوَةُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع) فِي أَمْرِ فَارِسِ بْنِ حَاتِمٍ، فَكَتَبَ: كَذِبُهُ وَ هَتِكُوهُ أَبَعْدَهُ اللَّهُ وَ أَخْزَاهُ! فَهُوَ

كَاذِبٌ فِي جَمِيعِ مَا يَدَّعِي وَيَصِفُ، وَلَكِنْ صُونُوا أَنْفُسَكُمْ عَنِ الْخَوْضِ وَ
الْكَلَامِ فِي ذَلِكَ، وَتَوَقُّوا مُشَاوَرَتَهُ وَلَا تَجْعَلُوا لَهُ السَّبِيلَ إِلَى طَلَبِ الشَّرِّ،
كَفَانَا اللَّهُ مَوْنَتَهُ وَ مَوْنَةً مَنْ كَانَ مِثْلَهُ.

موسی کا بیان ہے کہ عروہ نے امام ابو الحسن کی خدمت میں ایک نامہ لکھا جس میں آپ کو
فارس بن حاتم کے معاملے کی خبر دی تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا: اس کو جھٹلاؤ اور اس
کی توہین کرو، خدا اسے ذلیل و خوار کرے وہ اپنے تمام دعووں اور توصیفات میں جھوٹا ہے لیکن
تم اپنے آپ کو ان باتوں میں غور و فکر کرنے اور ایسی بحثوں سے بچاؤ اور اس سے مشورہ
کرنے سے بچو اور شر و برائی پھیلانے کے لیے اسے کوئی راہ نہ دو، ہمیں اس ملعون اور اس
جیسے دیگر افراد کے مقابلے میں خدا ہی کافی ہے۔

۱۰۰۵ وَ بِهَذِهِ الْأَسْنَادِ، قَالَ مُوسَى بْنُ جَعْفَرِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ، إِنَّهُ
قَالَ، كَتَبْتُ إِلَيْهِ جَعَلْتُ فِدَاكَ قَبْلَنَا أَشْيَاءَ يُحْكِي عَنْ فَارِسٍ وَ الْخِلَافِ بَيْنَهُ وَ
بَيْنَ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ، حَتَّى صَارَ يَبْرَأُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ، فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَمَنَّ
عَلَىٰ بَمَا عِنْدَكَ فِيهِمَا وَ أَيُّهُمَا يَتَوَلَّى حَوَائِجِي قَبْلَكَ حَتَّى أَعْدُوهُ إِلَىٰ غَيْرِهِ
فَقَدْ احْتَجَجْتُ إِلَىٰ ذَلِكَ، فَعَلْتُ مُتَفَضِّلًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَكَتَبْتُ: لَيْسَ عَنْ مِثْلِ هَذَا
يُسْأَلُ وَلَا فِي مِثْلِهِ يُشَكُّ قَدْ عَظَّمَ اللَّهُ قَدْرَ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ، مَنَعَنَا اللَّهُ تَعَالَىٰ
عَنْ أَنْ يُقَاسَ إِلَيْهِ، فَاقْصِدْ عَلِيَّ بْنَ جَعْفَرٍ بِحَوَائِجِكَ، وَ اجْتَنِبُوا فَارِسًا وَ
امْتَنِعُوا مِنْ إِدْخَالِهِ فِي شَيْءٍ مِنْ أُمُورِكُمْ أَوْ حَوَائِجِكُمْ، تَفْعَلْ ذَلِكَ أَنْتَ وَ مَنْ
أَطَاعَكَ مِنْ أَهْلِ بِلَادِكَ، فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي مَا تَمَوَّهَ بِهِ عَلَى النَّاسِ فَلَا تَلْتَفِتُوا
إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

وَذَكَرَ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ فِي بَعْضِ كُتُبِهِ: أَنَّ مِنَ الْكَذَّابِينَ الْمَشْهُورِينَ الْفَاجِرَ
فَارِسَ بْنَ حَاتِمِ الْقَزْوِينِيَّ.

موسی بن جعفر بن ابراہیم بن محمد کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو الحسن کی خدمت میں ایک نامہ لکھا: میں آپ پر قربان جاؤں، ہم ایسی چیزوں میں گرفتار ہیں جو فارس سے نقل کی جاتی ہیں اور فارس اور علی بن جعفر کے درمیان اختلاف اس قدر سنگین ہو گیا ہے کہ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے بیزاری کرنے لگے ہیں، پس اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان کے متعلق اپنی رائے کا اظہار فرمائیں اور ان میں سے کون میری دینی ضروریات کو آپ کی طرف سے حل کر سکتا ہے تاکہ میں دوسرے سے بچ سکوں، مولا اس وقت ہمیں آپ کی رائے کی اشد ضرورت ہے، ان شاء اللہ، آپ ہم پر ضرور کرم فرمائیں گے۔

تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا: اس جیسے معاملات کے بارے میں نہ سوال کیا جاتا ہے اور نہ اس میں شک کی کوئی گنجائش ہے خدا نے علی بن جعفر کی قدر و منزلت کی بلند فرمایا ہے اور ہمیں منع کیا ہے کہ اس کی ساتھ اس جیسے لوگوں کا مقایسہ کریں تو علی بن جعفر کو اپنی دینی ضروریات کے لیے واسطہ قرار دو اور فارس سے بچ جاؤ اور اسے اپنے دینی معاملات میں مت داخل ہونے دو اور یہ حکم تیرے لیے اور ہر شخص کے لیے جو تیرے شہر میں تیری رائے کی اطاعت کرتا ہو کیونکہ مجھے یہ خبر پہنچ چکی ہے کہ اس نے بہت سے لوگوں کو بے وقوف بنا لیا ہے تو ہر گز اس کی طرف توجہ نہ کرو، ان شاء اللہ۔

اور فضل بن شاذان نے اپنی بعض کتابوں میں فارس بن حاتم قزوینی کو مشہور جھوٹے اور فاسق و فاجر افراد میں ذکر کیا۔

۱۰۰۶ حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ بَنْدَارِ الْقُمِّيِّ، قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي خَلْفٍ الْقُمِّيِّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، أَنَّ أَبَا

الْحَسَنَ الْعَسْكَرِيُّ (ع) أَمَرَ بِقَتْلِ فَارِسِ بْنِ حَاتِمِ الْقَزْوِينِيِّ وَ ضَمَنَ لِمَنْ قَتَلَهُ الْجَنَّةَ، فَقَتَلَهُ جُنَيْدٌ، وَ كَانَ فَارِسٌ فَتَنَانًا يَفْتِنُ النَّاسَ وَ يَدْعُو إِلَى الْبِدْعَةِ، فَخَرَجَ مِنْ أَبِي الْحَسَنِ (ع): هَذَا فَارِسٌ لَعَنَهُ اللَّهُ يَعْمَلُ مِنْ قِبَلِي فَتَنَانًا دَاعِيًا إِلَى الْبِدْعَةِ، وَ دَمُهُ هَدْرٌ لِكُلِّ مَنْ قَتَلَهُ، فَمَنْ هَذَا الَّذِي يَرِيحُنِي مِنْهُ وَ يَقْتُلُهُ! وَ أَنَا ضَامِنٌ لَهُ عَلَى اللَّهِ الْجَنَّةَ ۱۰۲.

محمد بن عیسیٰ بن عبید کا بیان ہے کہ ابو الحسن عسکریؑ نے فارس بن حاتم قزوینی کے قتل کا حکم دیا اور اس کے قاتل کے لیے جنت کی ضمانت دی تو اسے جنید نے قتل کر دیا اور فارس نہایت فتنہ جو اور گمراہ کرنے والا شخص تھا جو لوگوں کو منحرف کرتا تھا اور انہیں بدعتوں کی طرف بلاتا تھا تو امام ابو الحسنؑ کی طرف سے یہ توقع صادر ہوئی: اس فارس پر خدا کی لعنت ہو یہ میرے نام پر لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے اور بدعتوں کی طرف بلاتا ہے اور اس کا خون ہر اس شخص کے لیے معاف ہے جو اسے قتل کر دے تو کون ہے جو اس بد بخت سے مجھے نجات دے اور راحت بخشنے اور اسے قتل کر دے اور میں اس کے لیے خدا کے دربار میں جنت کا ضامن ہوں۔

قَالَ سَعْدٌ، وَ حَدَّثَنِي جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا مِنَ الْعِرَاقِيِّينَ وَ غَيْرِهِمْ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْ جُنَيْدٍ ثُمَّ سَمِعْتُهُ أَنَا بَعْدَ ذَلِكَ مِنْ جُنَيْدٍ: أُرْسِلَ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيِّ (ع) يَأْمُرُنِي بِقَتْلِ فَارِسِ بْنِ حَاتِمِ الْقَزْوِينِيِّ لَعَنَهُ اللَّهُ، فَقُلْتُ لَا حَتَّى أَسْمَعَهُ مِنْهُ يَقُولَ لِي ذَلِكَ يُشَافِهَنِي بِهِ، قَالَ، فَبِعْتَ إِلَيَّ فَدَعَانِي فَصَرْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: أَمْرُكَ بِقَتْلِ فَارِسِ بْنِ حَاتِمٍ! فَنَاولَنِي دَرَاهِمَ مِنْ عِنْدِهِ، وَ قَالَ: اشْتَرِ بِهَذِهِ سِلَاحًا فَأَعْرِضْهُ عَلَى فَذَهَبْتُ فَاشْتَرَيْتُ سَيْفًا فَعَرَضْتُهُ عَلَيْهِ، فَقَالَ:

رَدَّ هَذَا وَ خَذَ غَيْرَهُ، قَالَ، فَرَدَدْتَهُ وَ أَخَذْتُ مَكَانَهُ سَاطُورًا فَعَرَضْتُهُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: هَذَا نَعَمْ، فَجِئْتُ إِلَى فَارِسَ وَ قَدْ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ الْمَغْرِبِ وَ الْعِشَاءِ، فَضَرَبْتُهُ عَلَى رَأْسِهِ فَصَرَعْتُهُ وَ ثَنَيْتُ عَلَيْهِ فَسَقَطَ مَيِّتًا، وَ وَقَعَتِ الضَّجَّةُ فَرَمَيْتُ السَّاطُورَ بَيْنَ يَدَيَّ، وَ اجْتَمَعَ النَّاسُ وَ أَخَذْتُ إِذْ لَمْ يَوْجَدْ هُنَاكَ أَحَدٌ غَيْرِي، فَلَمْ يَرَوْا مَعِيَ سِلَاحًا وَ لَا سِكِّينًا، وَ طَلَبُوا الزُّقَاقَ وَ الدُّورَ فَلَمْ يَجِدُوا شَيْئًا، وَ لَمْ يَرَوْا أَثَرَ السَّاطُورِ بَعْدَ ذَلِكَ.

سعد کا بیان ہے کہ مجھے عراق اور دیگر علاقوں کے علماء کے ایک گروہ نے یہ حدیث جنید سے بیان کی پھر میں نے یہ حدیث خود جنید سے سنی کہ امام ابو الحسن عسکریؒ نے مجھے فارس بن حاتم قزوینی کے قتل کا حکم دے بھیجا، خدا اس پر لعنت کرے تو میں نے کہا: ہر گز نہیں جب تک میں آپ سے بالمشافہہ یہ حکم سن نہ لوں میں ایسا نہیں کروں گا، تو آپ نے مجھے بلا بھیجا تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام نے فرمایا: میں تجھے فارس بن حاتم قزوینی کے قتل کا حکم دیتا ہوں اور آپ نے مجھے کچھ درہم بھی عطا فرمائے اور فرمایا: ان کے ساتھ وہ اسلحہ خریدو اور مجھے دکھاؤ تو میں گیا اور ایک تلوار خرید لایا اور آپ کے حضور پیش کی تو امام نے فرمایا: اسے واپس کرو اور اس کے علاوہ کچھ خریدو، راوی کہتا ہے کہ میں نے وہ واپس کر دی اور اس کی جگہ ایک بڑا خنجر (chopper) خرید لیا اور آپ کے حضور پیش کی تو امام نے فرمایا: ہاں، یہ مناسب ہے، تو میں فارس کے پاس آیا جب کہ وہ نماز مغرب و عشاء کے درمیان مسجد سے نکلا تھا تو میں نے وہ خنجر اس کے سر میں دے مارا تو اس سے وہ گر گیا پھر میں نے اس پر دو سرا دار کیا اور اس سے بالکل ڈھیر ہو گیا، شور بلند ہوا تو لوگ جمع ہو گئے اور اور میں نے خنجر اپنے سامنے پھینک دیا اور مجھے پکڑ لیا گیا چونکہ میرے سوا وہاں کوئی موجود نہ تھا تو انہوں نے میری تلاشی لی تو انہیں میرے پاس کسی اسلحے اور چھری چاقو جیسی کوئی چیز نہیں ملی انہوں نے گلیوں

اور قریبی گھروں کو چھان مارا لیکن انہیں کسی اسلحے کا نشان نہیں ملا اور اس خنجر کا بعد میں کوئی نشان پیدا نہیں ہوا۔

۱۰۰۷ قَالَ سَعْدٌ، وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى بْنِ عُبَيْدٍ، أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ يَسْأَلُهُ عَمَّا خَرَجَ إِلَيْهِ فِي الْمَلْعُونِ فَارِسِ بْنِ حَاتِمٍ، فِي جَوَابِ كِتَابِ الْجَبَلِيِّ عَلَى بْنِ عُبَيْدٍ اللَّهُ الدِّينَوْرِيُّ فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَيُّوبُ: سَأَلْتَنِي أَنْ أَكْتُبَ إِلَيْكَ بِخَبَرِ مَا كَتَبَ بِهِ إِلَيَّ فِي أَمْرِ الْقَزْوِينِيِّ فَارِسِ، وَقَدْ نَسَخْتُ لَكَ فِي كِتَابِي هَذَا أَمْرَهُ، وَ كَانَ سَبَبَ خِيَانَتِهِ ثُمَّ صَرَفْتُهُ إِلَى أَخِيهِ، فَلَمَّا كَانَ فِي سُنَّتِنَا هَذِهِ أَتَانِي، وَ سَأَلَنِي وَ طَلَبَ إِلَيَّ فِي حَاجَةٍ وَ فِي الْكِتَابِ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ أَعَزَّهُ اللَّهُ، فَدَفَعْتُ ذَلِكَ عَنْ نَفْسِي، فَلَمْ يَزَلْ يُلِحُّ عَلَيَّ فِي ذَلِكَ حَتَّى قَبِلْتُ ذَلِكَ مِنْهُ، وَ أَنْفَذْتُ الْكِتَابَ وَ مَضَيْتُ إِلَى الْحَجِّ، ثُمَّ قَدِمْتُ فَلَمْ يَأْتِ جَوَابَاتُ الْكِتَابِ الَّتِي أَنْفَذْتُهَا قَبْلَ خُرُوجِي، فَوَجَّهْتُ رَسُولًا فِي ذَلِكَ، فَكَتَبَ إِلَيَّ مَا قَدْ كَتَبْتُ بِهِ إِلَيْكَ، وَ لَوْ لَا ذَلِكَ لَمْ أَكُنْ أَنَا مِمَّنْ يَتَعَرَّضُ لِذَلِكَ، حَتَّى كَتَبَ بِهِ إِلَيَّ:

محمد بن عیسی کا بیان ہے کہ اس نے ایوب بن نوح کی طرف خط لکھا جس میں اس سے ملعون فارس بن حاتم کے متعلق اس توقع کے بارے میں پوچھا جو علی بن عبید اللہ دینوری جبلی کے جواب میں صادر ہوئی: تو ان کی طرف ایوب نے جواب میں لکھا: تو نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ میں تجھے فارس قزوینی کے بارے میں صادر ہونے والی توقع کی خبر دوں تو میں اپنے اس خط میں اس کو لکھ رہا ہوں اور اس کا سبب اس کی خیانت تھی پھر میں نے اس کے بھائی کو بلایا چونکہ ہمارا طریقہ یہی تھا تو وہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھ سے ایک چیز کا سوال

کیا کہ میں امام ابوالحسنؑ کی طرف اس کے بارے میں خط لکھوں تو میں نے اسے قبول نہ کیا تو وہ مجھ سے اس بارے میں اصرار کرتا رہا تو میں نے اس کی بات کو قبول کیا اور اسے خط لکھ دیا اور حج کے لیے چلا گیا پھر میں واپس آیا تو میرے جانے سے پہلے جو خطوط میں نے بھیجے تھے ان کے جوابات نہیں آئے تھے تو میں نے اس کے متعلق ایک شخص کو امام کی خدمت میں بھیجا تو آپ نے مجھے یہ جواب لکھا جو میں تجھے لکھ رہا ہوں اور اگر وہ اصرار نہ ہوتا تو میں ہرگز ان چیزوں کے درپے نہ ہوتا، پس امام نے مجھے یہ جواب لکھا:

كُتِبَ إِلَى الْجَبَلِيِّ يَذْكُرُ أَنَّهُ وَجَّهَ بِأَشْيَاءَ عَلَى يَدَيِ فَارِسِ الْخَائِنِ، لَعَنَهُ اللَّهُ مُتَقَدِّمَةً وَ مُتَجَدِّدَةً، لَهَا قَدْرٌ، فَأَعْلَمْنَاهُ أَنَّهُ لَمْ يَصِلْ إِلَيْنَا أَصْلًا، وَ أَمَرْنَاهُ أَنْ لَا يُوصَلَ إِلَى الْمَلْعُونِ شَيْئًا أَبَدًا، وَ أَنْ يَصْرِفَ حَوَائِجَهُ إِلَيْكَ، وَ وَجَّهَ بِتَوْقِيعِ مَنْ فَارِسٍ بِخَطِّهِ لَهُ بِالْوُصُولِ، لَعَنَهُ اللَّهُ وَ ضَاعَفَ عَلَيْهِ الْعَذَابَ، فَمَا أَعْظَمَ مَا اجْتَرَى عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ عَلَيْنَا فِي الْكَذِبِ عَلَيْنَا وَ اخْتِيَانِ أَمْوَالِ مَوَالِينَا! وَ كَفَى بِهِ مُعَاقِبًا وَ مُنْتَقِمًا، فَاشْهَرِ فِعْلَ فَارِسٍ فِي أَصْحَابِنَا الْجَبَلِيِّينَ وَ غَيْرِهِمْ مِنْ مَوَالِينَا، وَ لَا تَتَجَاوَزْ بِذَلِكَ إِلَى غَيْرِهِمْ مِنَ الْمُخَالَفِينَ: كَيْمَا تَحْذَرُ نَاحِيَةَ فَارِسٍ لَعَنَهُ اللَّهُ وَ يَتَجَنَّبُوهُ وَ يَحْتَرِسُوا مِنْهُ، كَفَى اللَّهُ مُؤَنَّتَهُ، وَ نَحْنُ نَسْأَلُ اللَّهَ السَّلَامَةَ فِي الدِّينِ وَ الدُّنْيَا، وَ أَنْ يُمَتِّعَنَا بِهَا، وَ السَّلَامُ^{۱۰۳}.

میری طرف جبلی نے ایک خط لکھا ہے جس میں اس نے ان چیزوں کا ذکر کیا ہے جن کا انہیں فارس خائن (خدا اس پر گزشتگان اور آئندہ تمام صالحین کی طرف سے لعنت کرے) کی طرف سے سامنا ہے تو ہم نے اسے بتا دیا کہ وہ اصلاً ہم سے کوئی رابطہ نہیں رکھتا اور ہم نے

اسے حکم دیا ہے کہ اس ملعون کو کبھی کوئی چیز نہ دیں اور وہ اپنے حقوق اور ضروریات کے لیے تیری طرف رجوع کرے اور اس نے فارس کی طرف سے اس کے خط سے ایک جعلی توقع بھی بھیجی جس میں اس نے ظاہر کیا ہے کہ مال اس کے سپرد کیا جائے خدا اس پر لعنت کرے اور اس کے عذاب میں اضافہ کرے وہ کتنا بے حیاء اور جری شخص ہے اور خدا کے حضور اور ہم پر جھوٹ بولنے میں جسارت اور گستاخی کرتا ہے اور ہمارے پیروکاروں سے مال چرانے کے لیے کتنا جری ہے اس کے لیے عذاب اور انتقام خدا کافی ہے پس تم ہمارے جلی اور دیگر موالیوں میں فارس کے برے کردار کی تشہیر کرو اور یہ بات ان کے علاوہ مخالفین تک نہ پہنچے تاکہ تمہیں فارس کی طرف سے ان کو ملا کر کوئی خطرہ نہ ہو خدا اس پر لعنت کرے اس سے اجتناب کرو اور اسے اپنے سے دور رکھو ہمارے لیے اس کے خلاف خدا ہی کافی ہے، ہم خدا تعالیٰ سے دین و دنیا میں سلامتی کا سوال کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ ہمیں نعمات دینے والا ہے، والسلام۔

۱۰۰۸ قَالَ أَبُو النَّضْرِ، سَمِعْتُ أَبَا يَعْقُوبَ يَوْسُفَ بْنَ السُّخْتِ، قَالَ، كُنْتُ بِسُرٍّ مَنْ رَأَى اتَّقَلُ فِي وَقْتِ الزَّوَالِ، إِذْ جَاءَ إِلَيَّ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْغَفَّارِ، فَقَالَ لِي: أَتَانِي الْعَمْرِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ، فَقَالَ لِي يَا مُرْكُ مَوْلَاكَ أَنْ تُوَجَّهَ رَجُلًا ثَقَّةً فِي طَلَبِ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ عَلِيُّ بْنُ عَمْرِو الْعَطَّارِ قَدِمَ مِنْ قَرْوِينَ وَهُوَ يَنْزِلُ فِي جَنْبَاتِ دَارِ أَحْمَدَ بْنِ الْخَضِيبِ! فَقُلْتُ سَمَانِي فَقَالَ لِي، وَ لَكِنْ لَمْ أَجِدْ أَوْثَقَ مِنْكَ، فَدَفَعْتُ إِلَى الدَّرْبِ الَّذِي فِيهِ عَلِيٌّ فَوَقَفْتُ عَلَى مَنْزِلِهِ، فَإِذَا هُوَ عِنْدَ فَارِسٍ، فَاتَيْتُ عَلِيًّا فَأَخْبَرْتُهُ، فَرَكِبَ وَ رَكِبْتُ مَعَهُ، فَدَخَلَ عَلِيٌّ فَارِسٍ فَقَامَ وَ عَانَقَهُ، وَ قَالَ كَيْفَ أَشْكُرُ هَذَا الْبِرَّ! فَقَالَ لَا تَشْكُرْنِي فَإِنِّي لَمْ أَتِكَ إِلَّا مَا بَلَغَنِي أَنَّ عَلِيَّ بْنَ عَمْرِو قَدِمَ يَشْكُو وَلَدَ سِنَانٍ، وَ أَنَا أَضْمَنُ لَهُ مَصِيرَهُ إِلَى مَا يُحِبُّ،

فَدَّلَهُ عَلَيْهِ، فَأَخَذَ بِيَدِهِ فَأَعْلَمَهُ أَنِّي رَسُولُ أَبِي الْحَسَنِ (ع)، وَ أَمَرَهُ أَنْ لَا يُحَدِّثَ فِي الْمَالِ الَّذِي مَعَهُ حَدَّثًا، وَ أَعْلَمَهُ أَنْ لَعَنَ فَارِسٌ قَدْ خَرَجَ، وَ وَعَدَهُ أَنْ يَصِيرَ إِلَيْهِ مِنْ غَدٍ، فَفَعَلَ، فَأَوْصَلَهُ الْعَمْرِيُّ، وَ سَأَلَهُ عَمَّا أَرَادَ، وَ أَمَرَ بِلَعْنِ فَارِسٍ وَ حَمْلِ مَا مَعَهُ.

یوسف بن سخت کا بیان ہے کہ میں سرمن رای میں زوال کے نفل ادا کر رہا تھا کہ میرے پاس علی بن عبدالغفار آیا اور مجھ سے کہا: میرے پاس عمری (خدا اس پر رحم کرے) آیا ہے اور مجھ سے کہا ہے کہ تجھے تیرے مولانا حکم دیا ہے کہ کسی ثقہ اور معتمد شخص کو علی بن عمرو عطار کی تلاش میں بھیجو جو قزوین سے آیا ہے اور وہ احمد بن حنظل کے مکان کے پہلو میں کہیں ٹھہرا ہوا ہے! یوسف کہتا ہے: میں نے علی بن غفار سے پوچھا: کیا امام نے میرا نام لیا تھا؟ انہوں نے کہا، ہر گز نہیں، لیکن مجھے تم سے بہتر کوئی قابل اعتماد شخص نہیں ملا تو میں اس گلی میں آیا جہاں علی (بن عمرو عطار) ٹھہرا ہوا تھا اور میں گھر کے دروازے پہ پہنچا تو وہ فارس کے پاس تھا تو میں علی (بن عبدالغفار) کے پاس لوٹ آیا اور اسے خبر دی تو وہ اور میں سوار ہو کر آئے تو وہ فارس کے پاس آیا تو وہ کھڑا ہو گیا اور اسے گلے لگایا اور کہنے لگا: میں اس نیکی کا کیسے شکریہ ادا کر سکتا ہوں! تو علی بن عبدالغفار نے جواب دیا: تم میرا شکر ادا نہ کرو، میں تیرے پاس نہیں آیا بلکہ مجھے خبر ملی ہے کہ علی بن عمرو یہاں آیا ہے تو فارس نے علی بن عمرو کی طرف رہنمائی کر دی تو انہوں نے ان کا ہاتھ تھاما اور اسے بتایا کہ میں امام ابوالحسن کا پیغام لایا ہوں کہ آپ نے تجھے حکم دیا ہے کہ تیرے پاس جو مال ہے اس پر مصیبت وارد نہیں ہونی چاہیے اور تجھے بتانا ہے کہ فارس پر امام کی طرف سے لعنت وارد ہو چکی ہے تو علی بن عمرو نے علی بن عبدالغفار سے وعدہ کیا کہ وہ امام ہادی کی خدمت میں حاضر ہوگا تو اس نے اپنا وعدہ پورا

کیا تو عمری نے امام کی خدمت میں پہنچایا اس نے اپنے سوال کیے اور امام نے اسے فارس پر لعنت کرنے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ حقوق اور مال قبول کر لیے۔

۱۰۰۹ ابن مسعود، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيْسَى، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الرَّازِيِّ، قَالَ، وَرَدَ عَلَيْنَا رَسُولٌ مِنْ قَبْلِ الرَّجُلِ: أَمَّا الْقَزْوِينِيُّ فَارِسٌ: فَإِنَّهُ فَاسِقٌ مُنْحَرِفٌ وَ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ خَبِيثٍ فَلَعَنَهُ اللَّهُ.

و كَتَبَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَمْدَانِيُّ مَعَ جَعْفَرِ ابْنِهِ فِي سَنَةِ ثَمَانٍ وَ أَرْبَعِينَ وَ مَائَتَيْنِ يَسْأَلُ عَنْ الْعَلِيلِ وَ عَنْ الْقَزْوِينِيِّ أَيُّهُمَا يَقْصِدُ بِحَوَائِجِهِ وَ حَوَائِجِ غَيْرِهِ فَقَدْ اضْطَرَبَ النَّاسُ فِيهِمَا وَ صَارَ يَبْرَأُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ فَكَتَبَ إِلَيْهِ: لَيْسَ عَنْ مِثْلِ هَذَا يُسْأَلُ وَ لَا فِي مِثْلِ هَذَا يُشْكُ وَ قَدْ عَظَّمَ اللَّهُ مِنْ حُرْمَةِ الْعَلِيلِ أَنْ يُقَاسَ إِلَيْهِ الْقَزْوِينِيُّ سُمِّيَ بِاسْمِهِمَا جَمِيعًا فَاقْصِدْ إِلَيْهِ بِحَوَائِجِكَ وَ مَنْ أَطَاعَكَ مِنْ أَهْلِ بِلَادِكَ أَنْ يَقْصِدُوا إِلَى الْعَلِيلِ بِحَوَائِجِهِمْ، وَ أَنْ تَجْتَنِبُوا الْقَزْوِينِيَّ أَنْ تَدْخُلُوهُ فِي شَيْءٍ مِنْ أُمُورِكُمْ، فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي مَا يُمَوِّهُ بِهِ عِنْدَ النَّاسِ، فَلَا تَلْتَفِتُوا إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ. وَ قَدْ قَرَأَ مَنْصُورُ بْنُ عَبَّاسٍ هَذَا الْكِتَابَ وَ بَعْضُ أَهْلِ الْكُوفَةِ ١٠٤.

ابو محمد رازی کا بیان ہے کہ ہمارے پاس امام کی طرف سے ایک پیغام لانے والا آیا اس نے کہا: فارس قزوینی فاسق اور منحرف ہے اور خبیث قسم کی کلام کرتا ہے پس خدا نے اس پر لعنت

کی ہے اور ابراہیم بن محمد ہمدانی نے اپنے بیٹے جعفر کے ساتھ ۲۴۸ھ میں علیل اور قزوینی کے بارے میں سوال کرنے کے لیے خط لکھا کہ ان میں سے کون اس کی اور دیگر مومنین کی دینی ضروریات اور حقوق کا ذمہ دار ہے لوگ ان کے متعلق اضطراب اور پریشانی کا شکار ہیں اور وہ آپس میں براءت کر رہے ہیں؟

آپؑ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا: اس قسم کے لوگوں کے بارے میں سوال کرنے کی کیا ضرورت ہے اور اس قسم کے لوگوں کے بارے میں کیا شک باقی ہے؟! اللہ تعالیٰ نے علیل کی عزت اور احترام کو اتنا بلند کیا ہے کہ اس سے قزوینی کا کب قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ان دونوں کے نام اکٹھے لیے جائیں؟!

اب تم اپنے حقوق علیل کے سپرد کرو اور تیرے ہم شہری جو تیری اطاعت کرتے ہیں وہ بھی علیل کے سپرد کریں اور قزوینی سے اجتناب کرو اور اپنے امور میں سے کچھ بھی اس کے سپرد نہ کرو مجھے خبر ملی ہے کہ وہ لوگوں کو دھوکا دے رہا ہے تو ان شاء اللہ تم ہر گز اس کی طرف توجہ نہیں کرو گے، اور اس خط کو منصور بن عباس اور بعض کوفہ والوں نے بھی پڑھا۔

۱۰۱۰ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عِيسَى، قَالَ، قَرَأْنَا فِي كِتَابِ الدَّهْقَانِ وَ خَطُّ الرَّجُلِ فِي الْقُرُونِي، وَ كَانَ كَتَبَ إِلَيْهِ الدَّهْقَانُ يُخْبِرُهُ بِاضْطِرَابِ النَّاسِ فِي هَذَا الْأَمْرِ، وَ أَنَّ الْمَوَادِعِينَ قَدْ أَمْسَكُوا عَنْ بَعْضِ مَا كَانُوا فِيهِ لِهَذِهِ الْعِلَّةِ مِنَ الْاِخْتِلَافِ، فَكَتَبَ: كَذَّبُوهُ وَ هَتَكُوهُ أَبْعَدَهُ اللَّهُ وَ أَخْزَاهُ! فَهُوَ كَاذِبٌ فِي جَمِيعِ مَا يَدَّعِي وَ يَصِفُ، وَ لَكِنْ صُونُوا أَنْفُسَكُمْ عَنِ الْخَوْضِ وَ الْكَلَامِ فِي ذَلِكَ وَ تَوَقُّوا مُشَاوَرَتَهُ، وَ لَا تَجْعَلُوا لَهُ السَّبِيلَ إِلَى طَلَبِ الشَّرِّ، كَفَى اللَّهُ مُؤْنَتَهُ وَ مُؤْنَةَ مَنْ كَانَ مِثْلَهُ.

احمد بن محمد بن عیسیٰ کا بیان ہے کہ ہم نے دہقان کا خط اور امام کا قزوینی کے بارے میں اسے جواب پڑھا جس میں دہقان نے آپ کی طرف قزوینی کے معاملہ میں لوگوں کے اضطراب کو لکھا تھا اور ان اختلافات کے سبب سے بعض ہم پر بیان اور موالیوں نے کچھ احتیاط شروع کر دی ہے۔

امام نے تحریر فرمایا: قزوینی کو جھٹلاؤ اور اس کی توہین کرو خدا اسے عذاب میں مبتلا کرے اور اسے ذلیل کرے، وہ اپنے تمام دعووں میں جھوٹا ہے لیکن تم ان معاملات میں بحثیں اور جھگڑے کرنے سے بچ کر رہو اور اس سے مشورہ کرنے سے بچو اور اسے شر پھیلانے کا کوئی موقع نہ دو، اللہ تعالیٰ اس قزوینی اور اس جیسے افراد کے خلاف ہمارے لیے کافی ہے۔

۱۰۱۱ محمد بن مسعود، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى، عَنْ سَهْلِ بْنِ خَلْفٍ، عَنْ سَهِيلِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ قَدْ اشْتَبَهَ يَأ سَيْدِي عَلَى جَمَاعَةٍ مِنْ مَوَالِيكَ أَمْرَ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي فَمَا الَّذِي تَأْمُرُنَا يَا سَيْدِي فِي أَمْرِهِ نَتَوَلَّاهُ أَمْ نَتَبَرَّأُ عَنْهُ أَمْ نَمْسِكُ عَنْهُ فَقَدْ كَثَرَ الْقَوْلُ فِيهِ فَكَتَبَ بِخَطِّهِ وَ قَرَأْتُهُ: مَلْعُونٌ هُوَ وَ فَارِسٌ تَبَرَّأُوا مِنْهُمَا لَعْنَهُمَا اللَّهُ! وَ ضَاعَفَ ذَلِكَ عَلَى فَارِسٍ.

سہیل بن محمد کا بیان ہے کہ اس نے امام کی خدمت میں ایک نامہ لکھا جس میں تحریر کیا: اے میرے مولا و آقا! آپ کے موالیوں میں سے ایک گروہ پر حسن بن محمد بن بابا کے معاملہ میں مشتبہ ہو رہا ہے تو آپ اس کے متعلق ہمیں کیا حکم دیتے ہیں، ہم اس سے محبت کریں یا اس سے براءت کا اظہار کریں یا اس کے معاملہ میں خاموشی اختیار کریں حالانکہ یہاں بہت کچھ اختلاف اور جھگڑے واقع ہو رہے ہیں؟

امام نے اپنے قلم سے تحریر فرمایا اور میں نے اسے پڑھا: وہ اور فارس دونوں ملعون ہیں تم ان دونوں سے براءت کا اظہار کرو ان دونوں پر خدا کی لعنت ہو اور فارس پر دو گنا عذاب بھیجے۔

ہاشم بن ابی ہاشم، ابوسمیری، ابن ابی زرقاء، جعفر بن واقد اور ابو الغمر
 ۱۰۱۲ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُلُوبِيهِ وَ الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ بُنْدَارِ الْقُمِّيُّ، قَالَا
 حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَهْزِيَارٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى
 بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَارٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) يَقُولُ وَ قَدْ ذَكَرَ
 عَنْهُ أَبُو الْخَطَّابِ: لَعَنَ اللَّهُ أَبَا الْخَطَّابِ وَ لَعَنَ أَصْحَابَهُ وَ لَعَنَ الشَّاكِينَ فِي
 لَعْنِهِ وَ لَعَنَ مَنْ قَدْ وَقَفَ فِي ذَلِكَ وَ شَكَّ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: هَذَا أَبُو الْغَمْرِ وَ جَعْفَرُ
 بْنُ وَاقِدٍ وَ هَاشِمُ بْنُ أَبِي هَاشِمٍ اسْتَاكَلُوا بَنِي النَّاسِ وَ صَارُوا دُعَاةَ يَدْعُونَ
 النَّاسَ إِلَى مَا دُعِيَ إِلَيْهِ أَبُو الْخَطَّابِ، لَعْنَهُ اللَّهُ وَ لَعْنَهُمْ مَعَهُ وَ لَعَنَ مَنْ قَبِلَ
 ذَلِكَ مِنْهُمْ، يَا عَلِيُّ لَا تَتَحَرَّجَنَّ مِنْ لَعْنِهِمْ لَعْنَهُمُ اللَّهُ! فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ لَعَنَهُمْ، ثُمَّ
 قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ مَنْ تَأْتَمَّ أَنْ يَلْعَنَ مَنْ لَعْنَهُ اللَّهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ ۝۵۰.

علی بن مہزیار کا بیان ہے کہ امام ابو جعفرؑ کے پاس ابو الخطاب کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: خدا ابو الخطاب پر لعنت کرے اور اس کے ساتھیوں پر لعنت کرے اور اس کی لعنت میں شک کرنے

والوں پر لعنت کرے اور جو شخص اس کے بارے میں توقف اور شک کا شکار ہو اس پر لعنت کرے۔

پھر فرمایا: ابو الغمر، جعفر بن واقد اور ہاشم بن ابی ہاشم لوگوں سے ہمارے نام پہ مال کھا رہے ہیں اور اس نظریے کی طرف لوگوں کو بلارہے ہیں جس کی طرف ابو الخطاب بلایا کرتا تھا، خدا اس پر لعنت کرے اور اس کے ساتھ ان پر لعنت کرے اور جو شخص ان کی باتوں کو قبول کرے خدا ان پر لعنت کرے، اے علی! جو شخص ان پر لعنت کرے اس کا برانہ مناویو کیونکہ خدا نے ان پر لعنت کی ہے پھر فرمایا: رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جو شخص اس پر لعنت کرنے سے کترائے جس پر خدا نے لعنت کی ہے تو اس اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

۱۰۱۳ قَالَ سَعْدٌ، وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ الْأَنْبَارِيُّ، قَالَ، قَالَ لِي أَبُو جَعْفَرٍ الثَّانِي (ع) مَا فَعَلَ أَبُو السَّمْهَرِيُّ لَعْنَهُ اللَّهُ يَكْذِبُ عَلَيْنَا، وَ يَزْعُمُ أَنَّهُ وَ ابْنُ أَبِي الزَّرْقَاءِ دَعَاهُ إِلَيْنَا، أَشْهَدُكُمْ أَنِّي أَتَبَرَأُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْهُمَا، إِنَّهُمَا فَتَنَانِ مَلْعُونَانِ، يَا إِسْحَاقُ أَرْحِنِي مِنْهُمَا يُرِحِ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بَعِيشِكَ فِي الْجَنَّةِ فَقُلْتُ لَهُ جَعَلْتُ فِدَاكَ يَحِلُّ لِي قَتْلُهُمَا فَقَالَ: إِنَّهُمَا فَتَنَانِ يَفْتَنَانِ النَّاسَ وَ يَعْمَلَانِ فِي خَيْطِ رَقَبَتِي وَ رَقَبَةِ مَوَالِيٍّ، فَدَمَاؤُهُمَا هَدَرٌ لِلْمُسْلِمِينَ، وَ إِيَّاكَ وَ الْفَتَكَ! فَإِنَّ الْإِسْلَامَ قَدْ قِيدَ الْفَتَكَ وَ أَشْفَقُ إِنْ قَتَلْتَهُ ظَاهِرًا أَنْ تُسْأَلَ لِمَ قَتَلْتَهُ! وَ لَا تَجِدَ السَّبِيلَ إِلَى تَثْبِيتِ حُجَّةٍ، وَ لَا يُمَكِّنَكَ إِدْلَاءُ الْحُجَّةِ فَتَدْفَعَ ذَلِكَ عَنْ نَفْسِكَ، فَيُسْفِكَ دَمُ مُؤْمِنٍ مِنْ أَوْلِيَائِنَا بِدَمِ كَافِرٍ، عَلَيْكُمْ بِالْأَعْتِيَالِ! قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: فَمَا زَالَ إِسْحَاقُ

يَطْلُبُ ذَلِكَ أَنْ يَجِدَ السَّبِيلَ إِلَى أَنْ يَغْتَالَهُمَا بِقَتْلِ وَكَانَا قَدْ حَذَرَاهُ لَعَنَهُمَا
اللَّهُ.

اسحاق انباری کا بیان ہے کہ ابو جعفر ثانی نے مجھ سے پوچھا: ابو سمہری کا کیا بنا؟ خدا اس پر لعنت کرے وہ ہم پہ جھوٹ بولتا تھا اور گمان کرتا تھا کہ وہ اور ابن ابی زرقاء ہماری طرف بلانے والے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ میں خدا کے دربار میں ان دونوں سے بری ہوں وہ تو دونوں گمراہ کرنے والے ملعون ہیں، اے اسحاق! مجھے ان دونوں سے نجات دو خدا تمہیں جنت میں آسائش دے گا، میں نے عرض کی: مولا، میں آپ پر قربان جاؤں، کیا میرے لیے ان کو قتل کرنا جائز ہے؟ تو امام نے فرمایا: وہ دونوں لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں اور میری اور میرے پیروکاروں کے قتل کے اسباب پیدا کر رہے ہیں تو ان دونوں کا قتل مسلمانوں کے معاف ہے لیکن کھلے عام قتل سے بچو کیونکہ اسلام نے کھلے عام قتل کرنے سے منع کیا ہے اور ڈر ہے کہ اگر تو اسے کھلے عام قتل کرے تو تجھ سے سوال کیا جائے کہ تو نے اسے کیوں قتل کیا اور تو تم ان کے سامنے اس کی دلیل قائم کرنے سے قاصر ہو جاؤ اور تمہیں اس کی مہلت نہ دی جائے کہ تو اپنا دفاع کر سکے تو ہمارے حقیقی پیروکاروں میں سے ایک مومن کا خون ایک کافر کے خون کے بدلے میں بہہ جائے تم پر لازم ہے کہ غیر محسوس طریقے سے ایسے کافروں اور مرتدوں کو قتل کرو۔

محمد بن عیسیٰ کا بیان ہے کہ اسحاق ان دونوں کے خفیہ قتل کے لیے تلاش کرتا رہا لیکن انہوں نے اسے بہت ڈرا دھمکا دیا تھا، خدا ان دونوں پر لعنت کرے۔

حسن بن علی بن فضال کوفی کے دو بیٹے علی و احمد اور

عبداللہ بن محمد بن خالد طیلسی کوفی، قاسم بن ہشام لؤلوی

کوفی، محمد ابن احمد حمدان نہدی کوفی، علی بن عبداللہ بن

مروان بغدادی، ابراہیم بن محمد بن فارس، محمد بن یزید

رازی، اور اسحاق بن محمد بصری

۱۰۱۴ قَالَ أَبُو عَمْرٍو: سَأَلْتُ أَبَا النَّضْرِ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْعُودٍ، عَنْ جَمِيعِ هَؤُلَاءِ فَقَالَ أَمَّا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ فَضَالٍ: فَمَا رَأَيْتُ فِيمَنْ لَقِيتُ بِالْعِرَاقِ وَ نَاحِيَةِ خُرَّاسَانَ أَفْقَهُ وَ لَا أَفْضَلَ مِنْ عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ بِالْكُوفَةِ، وَ لَمْ يَكُنْ كِتَابٌ عَنْ الْأَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مِنْ كُلِّ صَنْفٍ إِلَّا وَ قَدْ كَانَ عِنْدَهُ، وَ كَانَ أَحْفَظَ النَّاسِ، غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ فَطَحِيًّا يَقُولُ بَعْدَ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، ثُمَّ بِأَبِي الْحُسَيْنِ مُوسَى (ع)، وَ كَانَ مِنَ الثَّقَاتِ وَ ذَكَرَ: أَنَّ أَحْمَدَ بْنَ الْحُسَيْنِ كَانَ فَطَحِيًّا أَيْضًا. وَ أَمَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ خَالِدِ الطَّيَالِسِيِّ: فَمَا عَلِمْتُهِ إِلَّا خَيْرًا ثَقَّةً، وَ أَمَّا الْقَاسِمُ بْنُ هِشَامٍ: فَقَدْ رَأَيْتُهُ فَاضِلًا خَيْرًا، وَ كَانَ يَرَوِي عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، وَ أَمَّا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ النَّهْدِيُّ: وَ هُوَ حَمْدَانُ الْقَلَانِسِيِّ كُوفِيٌّ فَفِيهِ ثَقَّةٌ خَيْرٌ وَ أَمَّا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْوَانَ: فَإِنَّ الْقَوْمَ يَعْنِي الْغَلَاةَ يُمْتَحِنُونَ فِي أَوْقَاتِ الصَّلَوَاتِ، وَ لَمْ أَحْضَرُهُ فِي وَقْتِ صَلَاةٍ وَ لَمْ أَسْمَعْ فِيهِ إِلَّا خَيْرًا، وَ أَمَّا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ فَارِسٍ: فَهُوَ فِي نَفْسِهِ لَا بَأْسَ بِهِ، وَ لَكِنْ بَعْضُ مَنْ يَرَوِي هُوَ عَنْهُ، وَ أَمَّا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الرَّازِيِّ: فَلَا بَأْسَ بِهِ وَ أَمَّا أَبُو يَعْقُوبَ إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ: فَإِنَّهُ كَانَ غَالِيًا وَ صَرَّتْ إِلَيْهِ إِلَى بَغْدَادَ لَأَكْتُبَ عَنْهُ وَ سَأَلْتُهُ كِتَابًا أَنْسَخَهُ فَأَخْرَجَ إِلَيَّ مِنْ أَحَادِيثِ الْمُفْضَلِ بْنِ عُمَرَ فِي التَّفْوِيضِ، فَلَمْ أَرْغَبْ فِيهِ فَأَخْرَجَ إِلَيَّ أَحَادِيثَ مُنْتَسَخَةً مِنَ الثَّقَاتِ، وَ رَأَيْتُهُ

مُولِعًا بِالْحَمَامَاتِ الْمَرَاعِيشِ وَ يُمَسِّكُهَا، وَ يَرَوِي فِي فَضْلِ إِمْسَاكِهَا
أَحَادِيثَ، قَالَ، وَ هُوَ أَحْفَظُ مَنْ لَقِيْتُهُ^{۱۰۶}۔

ابو عمرو کثی کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن مسعود سے ان تمام افراد کے متعلق سوال کیا تو انہوں
نے جواب دیا:

۱۔ علی بن حسن بن علی بن فضال کوفی، تو میں عراق و خراسان میں جن لوگوں سے ملاقات کی
کسی کو ان سے زیادہ صاحب فضیلت اور فقیہ نہیں پایا اور ائمہ معصومین سے جس قسم کی کتاب
اور حدیث نقل ہوئی وہ ان کے پاس تھی اور وہ لوگوں سے زیادہ حدیثیں یاد کیے ہوئے تھے
مگر وہ فطمی مذہب کے پیروکار تھے پہلے عبداللہ بن جعفر کے قائل تھے ان کے بعد امام کاظم
کے قائل ہوئے اور وہ ثقہ اور معتمد تھے۔

۲۔ ان کا بھائی احمد بھی فطمی مذہب کے پیروکار تھے۔

۳۔ عبداللہ بن محمد بن خالد طیلسی کوفی کو میں بہترین شخص اور ثقہ و معتمد سمجھتا ہوں۔

۴۔ قاسم بن ہشام لؤلؤی کوفی میں نے بہترین شخص اور فاضل انسان پایا۔

۵۔ محمد ابن احمد حمدان نہدی قلائی کوفی فقیہ، ثقہ اور بہترین شخص تھے۔

۶۔ علی بن عبداللہ بن مروان بغدادی: تو غالی گروہ کی آزمائش نماز کے وقت ہو جاتی ہے تو
میں نے اسے نماز کے وقت نہیں دیکھا لیکن اس کے بارے میں ذکر خیر ہی سنا ہے۔

۷۔ ابراہیم بن محمد بن فارس، اس میں کوئی حرج نہیں مگر وہ جن افراد سے روایت کرتے ہیں
ان میں اشکال ہے۔

۸۔ محمد بن یزید رازی میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۹۔ اسحاق بن محمد بصری ابو یعقوب غالی تھا میں اس کے پاس بغداد میں احادیث لکھنے کے لیے گیا تو میں نے اس سے کتاب مانگی تاکہ اس سے حدیثیں نقل کروں تو وہ میرے پاس مفضل بن عمر کی تفویض والی روایات لایا مگر میں نے اس میں کوئی رغبت نہیں کی تو وہ میرے پاس اپنے ثقہ مشائخ کی احادیث لایا تو میں نے اسے دیکھا کہ وہ مرعشی کبوتروں کا شیفتہ تھا اور وہ اس نے پال رکھے تھے اور ان کے پالنے کے متعلق روایات نقل کرتا تھا اور کہتا تھا: یہ حدیثیں میں نے ان لوگوں سے یاد کی ہیں جن سے میں نے ملاقات کی۔

ابراہیم بن مہزیار^{۱۰۴}؛ حفص بن عمرو معروف (عمری) اور اس کا بیٹا محمد

۱۰۱۵ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ كُثُومٍ السَّرْحَسِيُّ، وَكَانَ مِنَ الْقَوْمِ، وَكَانَ مَأْمُونًا عَلَى الْحَدِيثِ، حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَهْزِيَارٍ قَالَ، إِنَّ أَبِي لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَفَعَ إِلَيَّ مَالًا وَاعْطَانِي عَلَامَةً، وَلَمْ يَعْلَمْ بِتِلْكَ الْعَلَامَةِ أَحَدٌ إِلَّا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَقَالَ مَنْ أَتَاكَ بِهَذِهِ الْعَلَامَةِ فَادْفَعْ إِلَيْهِ الْمَالَ! قَالَ، فَخَرَجْتُ إِلَى بَغْدَادَ وَنَزَلْتُ فِي خَانٍ، فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّانِي إِذْ جَاءَ شَيْخٌ وَدَقَّ الْبَابَ، فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ انْظُرْ مَنْ هَذَا! فَقَالَ شَيْخٌ بِالْبَابِ، فَقُلْتُ ادْخُلْ! فَدَخَلَ وَجَلَسَ، فَقَالَ أَنَا الْعُمَرِيُّ، هَاتِ الْمَالَ الَّذِي

^{۱۰۴} رجال النجاشی ص ۸۹ ن ۱۶، الارشاد مفید ص ۳۵۱ باب ۲۱۷، رجال الطوسی ص ۳۹۹ ن ۱۹ و ۴۱۰ ن ۱۰، رجال ابن داود ص ۱۹ ن ۳۹، التحریر الطاوسی ص ۳۴ ن ۱۲، رجال العلانی ص ۶ ن ۱۷، لسان المیزان ص ۱۱۵ ن ۳۵۰، نقد الرجال ص ۱۴ ن ۱۲۱، مجمع الرجال ص ۷۴، جامع الرواة ص ۳۵، وسائل الشیعة ص ۲۰ ن ۱۲۳، الوجیزۃ ص ۱۴۳، ہدایۃ المحدثین ص ۱۲، مستدرک الوسائل ص ۵۵۰، بحجۃ النہال ص ۵۷۹، تنقیح المقال ص ۳۵ ن ۲۱۸، إعیان الشیعة ص ۲۳۱، الذریعۃ ص ۱۱۰ ن ۳۶۷، العندبیل ص ۱۳، الجامع فی الرجال ص ۷۲، معجم رجال الحدیث ص ۳۰۳ ن ۳۱۸، قاموس الرجال ص ۲۱۵، تہذیب المقال ص ۲۴۹ ن ۱۶.

ابراہیم بن مسزیار، حفص بن عمرو معروف (عمری) اور اس کا بیٹا محمد ۱۹۳

عُنْدَكَ وَ هُوَ كَذَا وَ كَذَا وَ مَعَهُ الْعَلَامَةُ! قَالَ، فَدَفَعْتُ إِلَيْهِ الْمَالَ. وَ حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو كَانَ وَكِيلَ أَبِي مُحَمَّدٍ (ع)، وَ أُمَّا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَمْرٍو فَهُوَ ابْنُ الْعَمَرِيِّ وَ كَانَ وَكِيلَ النَّاحِيَةِ، وَ كَانَ الْأَمْرُ يَدُورُ عَلَيْهِ.

احمد بن علی بن کلثوم جو اگرچہ غالی گروہ میں سے تھے لیکن حدیث کے معاملہ میں امین تھے انہوں نے اسحاق بن محمد بصری کے واسطے سے ابراہیم بن مسزیار سے نقل کیا: جب میرے والد کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے مجھے مال دیا اور ایک علامت دی جسے خدا کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا اور فرمایا: جو شخص یہ علامت تیرے پاس لائے اس کو مال دے دینا راوی کہتا ہے میں بغداد میں ایک دکان میں جا بیٹھا دوسرے دن ایک بزرگ نے دق الباب کیا، میں نے غلام سے کہا: دیکھو کون ہے؟ اس نے کہا: ایک بزرگ دروازے پہ آئے ہیں؟ میں نے کہا: اندر لے آؤ، وہ سلام کر کے بیٹھ گئے اور فرمایا: میں عمری ہوں وہ مال لاؤ جو تیرے پاس ہے اس کی علامت یہ ہے (اور وہی علامت بتادی جو والد نے مجھے بتائی تھی) میں نے مال اس کے سپرد کیا۔

حفص بن عمرو ابو محمد امام حسن عسکریؑ کے وکیل تھے اور ابو جعفر محمد بن حفص بن عمرو انہی کا بیٹا ہے اور وہ بھی امام کا وکیل تھا اور امام کے معاملات ان کے پاس سرگرم رہتے تھے۔

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

ابو یحییٰ جرجانی^{۱۰۸}

۱۰۱۶ قَالَ أَبُو عَمْرٍو: وَ أَبُو يَحْيَى الْجُرْجَانِيُّ اسْمُهُ أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سَعِيدِ الْفَزَارِيِّ، وَ كَانَ مِنْ أَجَلَّةِ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ، وَ رَزَقَهُ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ، وَ صَنَّفَ فِي الرَّدِّ عَلَى أَصْحَابِ الْحَشْوِ تَصْنِيفَاتٍ كَثِيرَةً، وَ أَلْفَ مِنْ فُنُونِ الْاِحْتِجَاجَاتِ كِتَابًا مَلَا حَا. وَ ذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بَنِي سَابُورَ: أَنَّهُ هَجَمَ عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ طَاهِرٍ، فَأَمَرَ بِقَطْعِ لِسَانِهِ وَ يَدَيْهِ وَ رِجْلَيْهِ وَ بَضْرَبَ أَلْفَ سَوْطٍ وَ بَصَلْبِهِ، سَعَى بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الرَّازِيُّ وَ ابْنُ الْبَغَوِيِّ وَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ صَالِحٍ بِحَدِيثِ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ أَبُو يَحْيَى لَيْسَ هُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ هُوَ عُمَرُ بْنُ شَاكِرٍ، فَجَمَعَ الْفُقَهَاءُ: فَشَهِدَ مُسْلِمٌ أَنَّهُ عَلَى مَا قَالَ وَ هُوَ عُمَرُ بْنُ شَاكِرٍ، وَ عَرَفَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْمُرُوزِيُّ ذَلِكَ وَ كَتَمَهُ بِسَبَبِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى، وَ كَانَ أَبُو يَحْيَى قَالَ هُمَا يَشْهَدَانِ لِي، فَلَمَّا شَهِدَ مُسْلِمٌ قَالَ غَيْرُ هَذَا

^{۱۰۸} رجال النجاشي ۲ ص ۴۳۶ ن ۱۲۳۲، رجال الطوسي ۲۶۶ ن ۱۱ و ۴۵۶ ن ۱۰۷، فهرست الطوسي ۵۸ ن ۱۰۰، رجال ابن داود ۲۷ ن ۷۳، التحرير الطاوسي ۴۷ ن ۳۶، رجال العلانية الحلي ۱۷ ن ۲۶، نقد الرجال ۹۲، مجمع الرجال ۱۱۴ ص ۵۰، جامع الرواة ۵۰، وسائل الشيعة ۲۰ ص ۱۲ ن ۷۴، الوجيزة ۱۴۴، هداية المحدثين ۳۰۲، بحجة الآمال ۷ ص ۴۸۹، تنقيح المقال ۶۰ ن ۳۵۶، إعيان الشيعة ۲ ص ۴۴۵، ۵۸۶، الذريعة ۱۶ ص ۷۲ ن ۳۵۸، الغندبيل ۲۲، الجامع في الرجال ۱۱۴، مجمع رجال الحديث ۲ ص ۱۱۱ ن ۵۵۷، قاموس الرجال ۱ ص ۳۰۹.

شَاهِدٌ اِنْ لَمْ يَشْهَدْ، فَشَهِدَ بَعْدَ ذَلِكَ الْمَجْلِسِ عِنْدَهُ، وَ خَلَّى عَنْهُ وَ لَمْ يُصِبْهُ
بَلِيَّةٌ، وَ سَنَذْكُرُ بَعْضَ مُصَنَّفَاتِهِ فَإِنَّهَا مِلَاحٌ، ذَكَرْنَاهَا نَحْنُ فِي كِتَابِ الْفَهْرِسْتِ
وَ نَقَلْنَاهَا مِنْ كِتَابِهِ.

کشی فرماتے ہیں ابو یحییٰ جرجانی کا نام احمد بن داؤد بن سعید فزازی تھا اور وہ صاحبان حدیث
میں سے جلیل القدر عالم تھے انہیں اللہ تعالیٰ نے امر ولایت بھی نصیب فرمایا تھا تو انہوں نے
حشویہ کی رد میں بہت سی کتابیں لکھیں اور انہوں نے مناظرے کے بارے میں بھی بہت سی
شیریں اور متین کتابیں تالیف کیں۔

اور محمد بن اسماعیل نیشاپوری نے ذکر کیا کہ محمد بن طاہر نے ان پر حملہ کیا اور انہیں گرفتار
کر کے ان ہاتھ پاؤں اور زبان کاٹنے کا حکم دیا اور انہیں ایک ہزار کوڑے مارنے اور انہیں سولی
پر لٹکانے کے احکامات صادر کر دیئے اور ان کی چغلی محمد بن یحییٰ رازی، ابن بغوی اور ابراہیم
بن صالح نے اس حدیث کی وجہ سے کی تھی جو محمد بن یحییٰ عمر بن خطاب کے لیے نقل کرتا تھا
اور ابو یحییٰ نے کہا: یہ عمر بن خطاب نہیں بلکہ عمر بن شاکر ہے تو ان کے تمام فقہاء ان کے
خلاف متفق ہو گئے مگر ان میں سے ایک انصاف پسند فقیہ جن کا نام مسلم تھا اس نے گواہی دی
کہ حقیقت وہی ہے جو ابو یحییٰ نے تحقیق پیش کی ہے اور اس حدیث میں عمر بن شاکر مراد ہے
جبکہ ابو عبد اللہ مروزی کو بھی اس کا علم تھا لیکن محمد بن یحییٰ کی وجہ سے اس نے حقیقت کو
چھپایا اور ابو یحییٰ نے کہا: یہ دونوں بھی میرے لیے گواہی دیں گے، جب مسلم نے گواہی دی تو
اس نے کہا: اس کے علاوہ بھی اس حقیقت کے شاہد ہیں اگرچہ اب گواہی نہ دیں، ابو یحییٰ کو
آزاد کر دیا گیا اور وہ اس مصیبت میں مبتلا نہیں ہوئے، ہم ان کی بعض تصنیفات کا ذکر کریں

گے کیونکہ وہ بہت شیریں اور متین ہیں اور ہم نے ان کو کتاب الفہرست میں ذکر کیا ہے اور اس کی کتاب کے حوالے سے ان کی کتابوں کی فہرست ذکر کی ہے ۱۰۹۔

ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن نعیم شاذانی

۱۰۱۷ آدم بن محمد، قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ شَاذَانَ بْنَ نَعِيمٍ يَقُولُ: جُمِعَ عِنْدِي مَالٌ لِلْغُرَبَاءِ فَأَنْفَذْتُ بِهِ إِلَيْهِ، وَالْقَيْتُ فِيهِ شَيْئًا مِنْ صُلْبِ مَالِي، قَالَ، فَوَرَدَ مِنَ الْجَوَابِ: قَدْ وَصَلَ إِلَيَّ مَا أَنْفَذْتَ مِنْ خَاصَّةِ مَالِكَ فِيهَا كَذَا وَكَذَا فَقَبِلَ اللَّهُ مِنْكَ.

محمد بن شاذان بن نعیم کا بیان ہے کہ میرے پاس خمس کا مال جمع ہو گیا تو میں نے اسے امام کی طرف بھیج دیا اور اس میں کچھ اپنا ذاتی مال بھی رکھ دیا تو امام کی طرف سے مجھے جواب میں لکھا گیا: میرے پاس وہ مال پہنچ گیا جو تو نے اپنے خاص مال سے اتنی مقدار میں بھیجا ہے، اللہ تعالیٰ تجھ سے قبول فرمائے۔

۱۰۹۔ ظاہر ایہ جملہ شیخ طوسی کی تلخیص و اختیار کے ہیں شیخ نے انہیں رجال میں امام ہادی کے اصحاب میں شمار کیا اور باب لم یرو عنہم میں فرمایا: وہ پہلے عامی مذہب کے پیروکار تھے مگر علم حدیث کے ماہر تھے اور اسی دیار حدیث کے نور سے انہیں بصیرت حاصل ہوئی اور فہرست شیخ و نجاشی میں بھی ان کا ذکر ہے اور ان کی کتابوں کی فہرست بیان ہوئی ہے: ۱۔ کتاب خلاف عمر بروایت الحسویہ، ۲۔ کتاب مجاہد الناہیہ، ۳۔ کتاب مذہب حثویہ اور ان کے فضائح ذکر کیے، ۳۔ کتاب مغاخرۃ البکریۃ والعمریۃ، ۴۔ کتاب الرد علی الاخبار الکاذبۃ۔ بشرح فیہ نقض کلماروہ من الفضائل السلفیۃ، اس میں ان کے سلف کے فضائل کی روایات کے بطلان کو ذکر کیا، ۵۔ کتاب مناظرۃ الشیعی والمرجی۔ فی السج علی الحنفین، واکل الجری وغیر ذلک، ۶۔ کتاب الغوغاء من اصناف الایۃ من المرجعۃ والقدریۃ والنحوارج، ۷۔ کتاب المتعۃ والرجعۃ والمسح علی الحنفین، وطلاق المتعۃ، ۸۔ کتاب التوسیۃ، اس میں عربوں کی غیر عربوں سے شادی کو حرام قرار دینے والوں کو رد کیا، ۹۔ کتاب الصماکی، ۱۰۔ کتاب فضائح الحسویۃ، ۱۱۔ کتاب التفویض، ۱۲۔ کتاب الادانل، ۱۳۔ کتاب طلاق المجنون، ۱۴۔ کتاب استنباط الحسویۃ، ۱۵۔ کتاب الرد علی الحنفیۃ، ۱۶۔ کتاب الرد علی السجری (الشجری)، ۱۷۔ کتاب فی نکاح السكران۔

ابو الحسن محمد بن ميمون

١٠١٨ أبو علي أحمد بن علي بن كلثوم السرخسي، قال حدثني إسحاق بن محمد بن أبان البصري، قال حدثني محمد بن الحسن بن ميمون، أنه قال، كتبت إلى أبي محمد (ع) أشكو إليه الفقر! ثم قلت في نفسي: أليس قال أبو عبد الله (ع) الفقر معنا خير من الغنى مع عدونا و القتل معنا خير من الحياة مع عدونا! فرجع الجواب: إن الله عز و جل يمحض أوليائنا إذا تكاثفت ذنوبهم بالفقر، و قد يعفوا عن كثير، و هو كما حدثت نفسك: الفقر معنا خير من الغنى مع عدونا، و نحن كهف لمن التجأ إلينا و نور لمن استضاء بنا و عصمة لمن اعتصم بنا، من أحبنا كان معنا في السنام الأعلى و من انحرف عنا فالى النار، قال، قال أبو عبد الله: تشهدون على عدوكم بالنار و لا تشهدون لوليكم بالجنة! ما يمنعكم من ذلك إلا الضعف! و قال محمد بن الحسن: لقيت من علة عيني شدة، فكتبت إلى أبي محمد (ع) أسأله أن يدعو لي! فلما نفذ الكتاب: قلت في نفسي ليتني كنت سألته أن يصف لي كحلا أكحلها! فوقع بخطه: يدعو لي بسلامتها، إذا كانت إحداهما ذاهبة، و كتب بعده: أردت أن أصف لك كحلا، عليك بصبر مع

الْإِثْمِدَ وَكَافُورًا وَتُوتِيَاءَ، فَإِنَّهُ يَجْلُو مَا فِيهَا مِنَ الْغَسَاءِ وَ يُبَيِّسُ الرُّطُوبَةَ،
قَالَ، فَاسْتَعْمَلْتُ مَا أَمَرَنِي بِهِ، فَصَحَّتْ وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۱۱۰.

محمد بن حسن بن میمون کا بیان ہے کہ میں نے ابو محمد عسکریؑ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھ بھیجا جس میں آپ سے فقر و غربت کی شکایت کی پھر میں نے دل میں سوچا کیا حضرت امام صادقؑ نے نہیں فرمایا ہمارے ساتھ رہتے ہوئے غربت و فقر، ہمارے دشمن کے ساتھ مالدار ہونے سے بہتر ہے اور ہمارے ساتھ قتل ہونا ہمارے دشمن کے ساتھ جینے سے بہتر ہے۔

امام نے جواب میں تحریر فرمایا: اللہ تعالیٰ ہمارے اولیاء کو فقر کے ذریعے آزمائش میں ڈالتا ہے جب ان کے گناہ زیادہ ہو جائیں اور بہت کچھ تو وہ معاف کر دیتا ہے اور یہ اس طرح ہے جیسے تو نے دل میں سوچا ہے: ہمارے ساتھ رہتے ہوئے غربت و فقر، ہمارے دشمن کے ساتھ مالدار ہونے سے بہتر ہے اور ہم اس شخص کے لیے جائے پناہ ہیں جو ہمارے دامن سے متمسک ہو جائے اور اس شخص کے لیے نور ہیں جو ہمارے ذریعے روشنی حاصل کرے اور اس شخص کے لیے عذاب سے امان ہیں جو ہمارے ذریعے پناہ ڈھونڈے اور جو شخص ہم سے محبت کرے تو وہ بلند ترین منزل میں ہمارے ساتھ ہوگا اور جو شخص ہم سے منحرف ہو جائے تو سیدھا جہنم میں جائے گا اور ابو عبد اللہ امام صادقؑ نے فرمایا: کیا تم ہمارے دشمن کے لیے جہنم کی آگ کی گواہی دیتے ہو اور اپنے اولیاء کے لیے جنت کی گواہی نہیں دیتے! تو پھر تمہیں سوائے کمزوری کے کوئی اور چیز مانع نہیں ہے۔

محمد بن حسن کا بیان ہے میری ایک آنکھ کی بیماری کافی شدت اختیار کر گئی تھی تو میں نے امام ابو محمد کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں آپ سے سوال کیا کہ میرے لیے دعا

فرمائیں، جب خط چلا گیا تو میں نے دل میں سوچا: کاش میں آپ سے یہ بھی پوچھ لیتا کہ میرے لیے کوئی سومہ تجویز فرمائیں جو میں استعمال کروں۔

تو امام کے قلم سے مجھے خط موصول ہوا: تو نے مجھے اس وقت سلامتی کی دعا کے لیے کہا جب ایک آنکھ جاچکی تھی اور اس کے بعد لکھا تو نے چاہا کہ میں تیرے لیے سرمہ تجویز کروں تو تم اٹھ کے ساتھ کافور اور توتیا کو رگڑ لو یہ اس کے پردے اور دھندلے پن کو ختم کر کے آنکھ کو جلا بخشنے کا اور رطوبت کو خشک کرے گا۔

راوی کہتا ہے میں نے امام کے امر کے مطابق وہ سرمہ استعمال کیا تو وہ دوسری آنکھ صحیح و سالم ہو گئی، اور اس پر خدا کا شکر ہے۔

احمد بن ابراہیم ابو حامد مراغی اور حسن بن نضر

۱۰۱۹ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ قُتَيْبَةَ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَرَاغِيُّ، قَالَ، كَتَبَ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ جَعْفَرِ الْقُمِيِّ الْعَطَّارُ، وَ لَيْسَ لَهُ ثَالِثٌ فِي الْأَرْضِ فِي الْقُرْبِ مِنَ الْأَصْلِ، يَصِفُنَا لِصَاحِبِ النَّاحِيَةِ (ع)، فَخَرَجَ: وَقَفْتُ عَلَى مَا وَصَفَتْ بِهِ أَبَا حَامِدٍ، أَعَزَّهُ اللَّهُ بِطَاعَتِهِ! وَ فَهِمْتُ مَا هُوَ عَلَيْهِ، تَمَّ اللَّهُ ذَلِكَ لَهُ بِأَحْسَنِهِ وَ لَا أَخْلَاهُ مِنْ تَفْضُلِهِ عَلَيْهِ وَ كَانَ اللَّهُ وَلِيَّهُ! أَكْثَرُ السَّلَامِ وَ أَخْصَهُ. قَالَ أَبُو حَامِدٍ: هَذَا فِي رُقْعَةٍ طَوِيلَةٍ، فِيهَا أَمْرٌ وَ نَهْيٌ إِلَى ابْنِ أَخِي كَثِيرٍ، وَ فِي الرُّقْعَةِ مَوَاضِعٌ قَدْ قُرِضَتْ، فَدَفَعْتُ الرُّقْعَةَ كَهَيْئَتِهَا إِلَى عَلَاءِ بْنِ الْحَسَنِ الرَّازِيِّ. وَ كَتَبَ رَجُلٌ مِنْ أَجَلَّةِ إِخْوَانِنَا يُسَمَّى الْحَسَنُ بْنُ النَّضْرِ بِمَا خَرَجَ فِي أَبِي حَامِدٍ وَ أَنْفَذَهُ إِلَى أَبِيهِ مِنْ مَجْلِسِنَا يَبْشُرُهُ بِمَا خَرَجَ، قَالَ أَبُو حَامِدٍ فَأَمْسَكَتُ الرُّقْعَةَ أُرِيدُهَا، فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: اكْتُبْ مَا

خَرَجَ فَبِكَ فَفِيهَا مَعَانٍ تَحْتَاجُ إِلَى أَحْكَامِهَا! قَالَ وَفِي الرُّقْعَةِ أَمْرٌ وَنَهْيٌ مِنْهُ
(ع) إِلَى كَابِلٍ وَغَيْرِهَا^{۱۱۱}.

احمد بن ابراہیم ابو حامد مراغی کا بیان ہے کہ ابو جعفر محمد بن احمد بن جعفر قمی عطار کہ جن سے زیادہ کوئی شخص زمین میں امام کے قریب نہیں تھا وہ ہمیں امام کے اوصاف بیان کیا کرتے تھے، اس نے امام کے نام عریضہ لکھا اور اس میں امام کے وکیل کی توصیف اور تعریف ذکر کی تھی تو امام کی طرف یہ توقع وارد ہوئی:

جو تو نے ابو حامد کی صفت بیان کی وہ مجھے پہنچ گئی اور میں نے اس کے معاملات کو جان لیا اللہ تعالیٰ اس کی عزت کو اس کی اطاعت کے سبب سے زیادہ کرے اور اس کے خدا تعالیٰ یہ امر بہترین طریقے سے کمال کو پہنچائے اور جس پر اس نے اپنا فضل و کرم فرمایا اسے تنہا قرار نہ دے اور خدا ہی اس کا ولی اور مددگار ہے اور ہماری طرف سے اسے بہت سے خصوصی سلام کہہ دو۔

ابو حامد کا بیان ہے کہ یہ ایک طویل توقع تھی اور اس میں کثیر کے بھیجے کی طرف امر و نہی موجود تھا، اور اس رقعہ کے بعض مقامات کٹ گئے تو میں نے وہ رقعہ اپنی اصلی ہیئت میں علاء بن حسن رازی کو دیا اور ہمارے جلیل القدر ایمانی بھائیوں میں سے ایک نے جس کا نام حسن بن نصر تھا ان توقعات کر لکھا جو ابو حامد کے بارے میں وارد ہوئیں اور اسے اپنے باپ کی طرف بھیجا اور اسے امام کی طرف سے صادر ہونے والی توقعات کی بشارت دی، ابو حامد نے کہا: میں نے وہ رقعہ مانگنا چھوڑ دیا تو ابو جعفر نے کہا: وہ توقع مجھے لکھ دیجیئے جو تیرے متعلق صادر ہوئی کہ اس میں بہت سے مطالب احکام کے متعلق تھے اور اس میں امر و نہی تھی جو کابل اور دیگر علاقوں سے مربوط تھی۔

احمد بن ہلال عبرتانی اور دہقان عروہ

۱۰۲۰ علی بن محمد بن قتیبة، قال حدثني أبو حامد أحمد بن إبراهيم المراءغي، قال، ورد علي القاسم بن العلاء نسخة ما خرج من لعن ابن هلال، و كان ابتداء ذلك، أن كتب (ع) إلى قوامه بالعراق: احذروا الصوفي المتصنع! قال، و كان من شأن أحمد بن هلال أنه قد كان حجاً أربعاً و خمسين حجة، عشرون منها على قدميه، قال، و كان رواه أصحابنا بالعراق لقوه و كتبوا منه، و أنكروا ما ورد في مذمته، فحملوا القاسم بن العلاء على أن يرجع في أمره! فخرج إليه: قد كان أمرنا نفذ إليك في المتصنع ابن هلال لا رحمه الله، بما قد علمت لم يزل لا غفر الله له ذنبه و لا أقاله عشرته يداخل في أمرنا بلا إذن منا و لا رضى، يستبد برأيه، فيتحامى من ديوننا، لا يمضى من أمرنا إلّا بما يهواه و يريد، أرداه الله بذلك في نار جهنم، فصبرنا عليه حتى بتر الله بدعوتنا عمره، و كنا قد عرفنا خبره قوماً من موالينا في أيامه، لا رحمه الله!

^{۱۲} رجال النجاشي ص ۲۱۸ ن ۱۹۷، رجال الطوسي ۳۱۰ ن ۲۰ و ۲۲۸ ن ۱۳، فهرست الطوسي ۶۰ ن ۱۰۷، معالم العلماء ۲۱ ن ۹۷، رجال ابن داود ۴۲۵ ن ۴۳، التحرير الطائوسي ۳۷ ن ۳۷، رجال العلالة الحلی ۲۰۲ ن ۶، نقد الرجال ۳۶ ن ۱۸۵، مجمع الرجال ص ۱۷۳، جامع الرواة ص ۷۴، الوجيزة ۱۳۵، هداية المحدثين ۱۶، بحجة التآمل ص ۱۶۶، تنقيح المقال ص ۹۹ ن ۵۷۳، العندیل ص ۳۴، الجامع فی الرجال ص ۱۹۳، معجم رجال الحديث ص ۳۵۴ ن ۱۰۰۵، قاموس الرجال ص ۴۴۲.

وَأَمَرْنَاهُمْ بِإِلْقَاءِ ذَلِكَ إِلَى الْخَاصِّ مِنْ مَوَالِينَا، وَنَحْنُ نَبْرَأُ إِلَى اللَّهِ مِنْ ابْنِ هِلَالٍ لَا رَحِمَهُ اللَّهُ، وَمِمَّنْ لَا يَبْرَأُ مِنْهُ.

احمد بن ابراہیم ابو حامد مراغی کا بیان ہے کہ قاسم بن علاء کے پاس وہ توفیق وارد ہوئی جس میں احمد بن ہلال عبرتائی پر لعنت ہوئی اور وہ امام نے خود ابتداء کرتے ہوئے بھیجی تھی جو امام نے عراق میں اپنے وکلاء کے نام لکھی تھی، فرمایا:

اس صوفی سے بچو جس نے زہد و عبادت کا لبادہ اوڑھ لیا ہے!

راوی کہتا ہے کہ احمد بن ہلال کی حالت یہ تھی کہ اس نے ۵۴ حج کیے تھے اور ان میں سے ۲۰ حج پیدل کیے تھے اور عراق میں عراق اور دیگر علاقوں کے ہمارے شیعہ نے اس روایت کی تھی جن کی اس سے ملاقات ہوئی تو ان کے پاس جب اس کی مذمت وارد ہوئی تو وہ انکار کرنے لگے تو انہوں نے قاسم بن علاء کو اکسایا کہ وہ دوبارہ اس کے متعلق امام سے سوال کرے، تو اس کی طرف دوسری توفیق صادر ہوئی:

اس تصنع گرا بن ہلال (خدا اس پر رحم نہ کرے) کے متعلق تیری طرف ہمارا حکم پہلے ہی پہنچ چکا ہے اور تجھے علم بھی ہے اور خدا اسکے گناہ کو ہر گز نہیں بخشے گا اور اس کی معصیت کاریوں کو ہر گز فراموش نہیں کریگا، اس نے ہماری اجازت کے بغیر ہمارے امور میں مداخلت کی ہے اور اپنی رائے کو غلبہ دینا چاہا ہے اور اس نے ہمارے قرض ادا کرنے سے انکار کر دیا ہے اور ہمارے احکام میں سے کسی کو انجام نہیں دیا مگر جو اس کی خواہش و پسند کے مطابق ہو اس طرح خدا نے اسے جہنم کی آگ کا مستحق بنا دیا، ہم نے اس کی نافرمانیوں پر صبر کیا یہاں تک کہ خدا نے ہماری بددعا کے صدقے میں اس کی عمر کو کاٹ دیا اور ہم پہلے ہی اپنے موالیوں میں سے ایک گروہ کو اس کے متعلق بتا چکے تھے (خدا ہر گز اس پر رحم نہ کرے)، اور ہم نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اپنے حقوق ہمارے خاص پیروکاروں تک پہنچادیں، ہم ابن ہلال سے خدا کے

حضور میں براءت چاہتے ہیں اور اس سے بھی براءت کرتے ہیں جو اس سے براءت نہ کرے۔

وَأَعْلِمِ الْإِسْحَاقِيَّ سَلَمَهُ اللَّهُ وَ أَهْلَ بَيْتِهِ مِمَّا أَعْلَمْنَاكَ مِنْ حَالِ هَذَا الْفَاجِرِ، وَ جَمِيعٍ مَنْ كَانَ سَأَلَكَ وَ يَسْأَلُكَ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ بَلَدِهِ وَ الْخَارِجِينَ، وَ مَنْ كَانَ يَسْتَحِقُّ أَنْ يُطْلَعَ عَلَى ذَلِكَ، فَإِنَّهُ لَا عُذْرَ لِأَحَدٍ مِنْ مَوَالِينَا فِي التَّشْكِيكِ فِيمَا يُؤَدِّيهِ عَنَّا ثِقَاتُنَا، قَدْ عَرَفُوا بِأَنَّا نَفَاوِضُهُمْ سِرَّنَا، وَ نَحْمِلُهُ إِيَّاهُ إِلَيْهِمْ وَ عَرَفْنَا مَا يَكُونُ مِنْ ذَلِكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى. وَ قَالَ أَبُو حَامِدٍ: فَتَبَّتْ قَوْمٌ عَلَى إِنْكَارِ مَا خَرَجَ فِيهِ، فَعَاوَدُوهُ فِيهِ فَخَرَجَ: لَا شَكَرَ اللَّهُ قَدْرَهُ! لَمْ يَدْعُ الْمَرْءُ رَبَّهُ بِأَنْ لَا يُزِيغَ قَلْبُهُ بَعْدَ أَنْ هَدَاهُ وَ أَنْ يَجْعَلَ مَا مِنْ بِهِ عَلَيْهِ مُسْتَقْرَأً وَ لَا يَجْعَلَهُ مُسْتَوْدَعًا، وَ قَدْ عَلِمْتُمْ مَا كَانَ مِنْ أَمْرِ الدَّهْقَانِ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَ خَدْمَتِهِ وَ طُولِ صُحْبَتِهِ، فَأَبَدَلَهُ اللَّهُ بِالْإِيمَانِ كُفْرًا حِينَ فَعَلَ مَا فَعَلَ، فَعَاجَلَهُ اللَّهُ بِالنَّقْمَةِ وَ لَا يُمَهِّلُهُ، وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ.

اور اسحاقی (خدا اسے اور اس کے اہل و عیال کو سلامت رکھے) کو بھی بتادو جو اس فاجر کی حالت ہم نے تمہیں بیان کی ہے اور ہر اس شخص کو جس نے تجھ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا یا بعد میں پوچھے گا چاہے تیرے شہر سے ہو یا کسی اور جگہ سے اور جو شخص اس چیز کا اہل ہو کہ اسے اس کی حقیقت سے آگاہ کیا جائے کیونکہ ہمارے پیروکاروں میں سے کسی کے لیے اس چیز میں شک کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے جو اسے ہمارے معتمد اور ثقہ افراد بیان کرتے

ہیں انہیں معلوم ہے کہ ہم انہیں اپنے راز سپرد کرتے ہیں اور وہ ان کی طرف ہم بھیجتے ہیں اور اس کے بعد جو صورت حال ہوگی وہ بھی بیان کی جائے گی ان شاء اللہ۔

ابو حامد کا بیان ہے کہ پھر ایک گروہ اس کے متعلق وارد ہونے والی توقع کے انکار پر قائم رہا تو ایک بار پھر اس کے بارے میں سوال کیا گیا تو تیسری توقع اس طرح وارد ہوئی:

اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرے ایسا نہیں ہے کہ خدا کے ہدایت دینے کے بعد وہ اس دل کو ٹیڑھا نہ کرے اور اس نے جو اس پر احسان کیا وہ ہمیشہ کے لیے ہو بلکہ وہ مستعار اور ادھار بھی ہوتا ہے تم خوب جانتے ہو جو دہقان کی صورت حال ہے اس پر اللہ کی لعنت ہو اس کی خدمت اور طویل صحبت سے تم آشنا ہو پھر خدا نے اس کے ایمان کو کفر سے بدل دیا جب اس نے وہ برے افعال انجام دیے تو خدا نے اسے مہلت دیئے بغیر بہت جلد عذاب میں مبتلا کر دیا، تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس کا کوئی شریک نہیں اور محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پر درود و سلام ہو۔

SHIA BOOKS
PDF

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

محمد بن عیسیٰ بن عبید بن یقظین^{۱۱۳}

۱۰۲۱ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: إِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عِيسَى بْنِ عَبْدِ بْنِ صَغَارٍ مَنْ يَرَوِي عَنْ ابْنِ مَحْبُوبٍ فِي السَّنِّ عَلَى بْنِ مُحَمَّدٍ الْقَتَيْبِيِّ، قَالَ، كَانَ الْفَضْلُ يُحِبُّ الْعَبِيدِيَّ وَيُثْنِي عَلَيْهِ وَيَمْدَحُهُ وَيَمِيلُ إِلَيْهِ، وَيَقُولُ لَيْسَ فِي أَقْرَانِهِ مِثْلُهُ.

نصر بن صباح کا بیان ہے کہ محمد بن عیسیٰ بن عبید، ابن محبوب سے روایت کرنے والے کم عمر راویوں میں سے ہے اور علی بن محمد قتیبی کا بیان ہے کہ فضل بن شاذان عبیدی سے محبت کرتے تھے اور اس کی بہت مدح کرتے تھے اور ان کے نظریات اور تحقیقات کی طرف مائل تھے اور کہتے تھے: ان کے زمانے میں ان کی مثل کوئی نہ تھا۔

^{۱۱۳} رجال البرقی ۵۸ و ۶۱، رجال النجاشی ۲ ص ۲۱۸ ن ۸۹۷، رجال الطوسی ۴۳۵ ن ۳۹۳، فہرست الطوسی ۱۶۷ ن ۶۱۲، معالم العلماء ۱۰۱ ن ۶۷۶، رجال ابن داود ۵۰۸ ن ۴۵۹، التحریر الطاوسی ۲۵۵ ن ۳۷۹، رجال العلانی الحلی ۱۴۱ ن ۲۲، نقد الرجال ۳۲۷، مجمع الرجال ۶ ص ۱۶، جامع الرواة ۳ ص ۱۶۶، وسائل الشیعة ۲۰ ص ۳۳۸ ن ۱۰۹۷، ہدایۃ المحدثین ۲۴۸، بحیۃ الآمال ۶ ص ۵۴۰، تنقیح المقال ۳ ص ۱۶۷، الذریعۃ ۲ ص ۳۳۶ ن ۱۳۴۲ و ۱۸ ص ۳۷۸ ن ۵۳۴، و ۲۱ ص ۲۴۵ ن ۴۸۵۲، معجم رجال الحدیث ۷ ص ۱۱۳ ن ۱۱۵۰۹، قاموس الرجال ۸ ص ۳۲۹.

۱۰۲۲ جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوفٍ، قَالَ، صَرْتُ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى لَأَكْتُبَ عَنْهُ:
فَرَأَيْتَهُ يَتَقَلَّنَسُ بِالسَّوْدَاءِ، فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ وَ لَمْ أَعُدْ إِلَيْهِ، ثُمَّ اشْتَدَّتْ
نَدَامَتِي لِمَا تَرَكْتُ مِنَ الْاسْتِكْثَارِ مِنْهُ لَمَّا رَجَعْتُ، وَ عَلِمْتُ أَنِّي قَدْ غَلَطْتُ.

جعفر بن معروف کا بیان ہے کہ میں محمد بن عیسیٰ کی احادیث لکھنے کے لیے گیا تو میں نے
دیکھا کہ وہ سیاہ ٹوپی پہنتے ہیں تو میں ان کے پاس سے چلا آیا اور لوٹ کر نہیں گیا، لیکن بعد میں
بہت ندامت اور پشیمانی ہوئی کیونکہ انہیں چھوڑ آنے کی وجہ سے میں ان سے زیادہ روایات
نقل نہیں کر سکا اور مجھے یقین ہوا کہ یہ میں نے (علمی) غلطی کی ہے۔

SHIA BOOKS
PDF

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

فضل بن شاذان^{١٣}

١٠٢٣ سعد بن جناح الكشي، قال سمعت محمد بن إبراهيم الوراق السمرقندي، يقول، خرجت إلى الحج، فأردت أن أمر على رجل كان من أصحابنا معروف بالصدق والصلاح والورع والخير، يقال له بورق البوسنجاني، قرية من قرى هراة، وأزوره وأحدث عهدي، به قال، فاتيته، فجرى ذكر الفضل بن شاذان رحمه الله، فقال بورق: كان الفضل به بطن شديد العلة، ويختلف في الليلة مائة مرة إلى مائة وخمسين مرة، فقال له بورق خرجت حاجاً فاتيت محمد بن عيسى العبيدي، ورايته شيخاً فاضلاً في أنفه عوج وهو القنا، ومعه عدة رأيتهم مغتمين محزونين، فقلت لهم ما لكم قالوا إن أبا محمد (ع) قد حبس، قال بورق: فحججت ورجعت ثم أتيت محمد بن عيسى، وجدته قد أنجلي عنه ما كنت رأيت به، فقلت

^{١٣} - رجال النجاشي ٢ ص ١٦٨، رجال الطوسي ٢٠٠، و ٣٣٣، فهرست الطوسي ١٥٠، معالم العلماء ٩٠، رجال ابن داود ٢٤٢ ن ١١٤٩، رجال العلامة الحلي ١٣٢، نقد الرجال ٢٦٦، مجمع الرجال ٥ ص ٢١، نقد الايضاح ٢٥٣، جامع الرواة ٢ ص ٥، امل الآمل ١ ص ١٠، الاجازة الكبيرة تستر ١٣، بحجة الآمال ٦ ص ٣٤، ايضاح المنون ٢٣ و ٢٠٠ و ٢ ص ١٨٣ و ١٨٥ و ١٩٤ و ٢٦٩ و ٢٤٤، هدية العارفين ١ ص ٨١٤ و ٨١٨، تنقيح المقال ١٠ ص ١٠، باب فاء، الموسوعة الرجالية ٤ ص ٤٨٠، الذريعة ٢ ص ٢٩٠ ن ١٩٢٦، الأعلام للزركلي ٥ ص ١٣٩، معجم رجال الحديث ١٣ ص ٢٨٩ ن ٩٣٥٥، قاموس الرجال ٤ ص ٣٣٢، معجم المؤلفين ٨ ص ٦٩.

مَا الْخَبْرُ قَالَ قَدْ خُلِيَ عَنْهُ، قَالَ بُورِقُ: فَخَرَجْتُ إِلَى سُرٍّ مِنْ رَأَى وَ مَعِيَ كِتَابُ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ، فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ (ع) وَ أَرَيْتُهُ ذَلِكَ الْكِتَابَ، فَقُلْتُ لَهُ: جُعِلَتْ فِدَاكَ إِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَنْظُرَ فِيهِ! فَلَمَّا نَظَرَ فِيهِ وَ تَصَفَّحَهُ وَرَقَةً وَرَقَةً: وَ قَالَ: هَذَا صَحِيحٌ يَنْبَغِي أَنْ يُعْمَلَ بِهِ، فَقُلْتُ لَهُ: الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ شَدِيدُ الْعِلَّةِ، وَ يَقُولُونَ إِنَّهَا مِنْ دَعْوَتِكَ بِمَوْجِدَتِكَ عَلَيْهِ، لَمَّا ذَكَرُوا عَنْهُ: أَنَّهُ قَالَ: إِنْ وَصَّى إِبْرَاهِيمُ خَيْرٌ مِنْ وَصِيِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، وَ لَمْ يَقُلْ، جُعِلَتْ فِدَاكَ هَكَذَا كَذَبُوا عَلَيْهِ، فَقَالَ: نَعَمْ رَحِمَ اللَّهُ الْفَضْلَ، قَالَ بُورِقُ: فَرَجَعْتُ فَوَجَدْتُ الْفَضْلَ قَدْ تُوَفِّيَ فِي الْأَيَّامِ الَّتِي، قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ (ع) رَحِمَ اللَّهُ الْفَضْلَ.

محمد بن ابراہیم وراق سمرقندی کا بیان ہے کہ میں حج کے ارادے سے نکلا اور میرا ارادہ تھا کہ میں اپنے علماء میں سے اس شخص کے پاس سے گزروں جو صدق و صلاح اور نیکی و تقویٰ میں معروف ہے جسے بورق بوسنجانی کہتے تھے جو ہرات کے نواحی گاؤں میں رہتا تھا تو میں ضرور اس سے ملاقات کروں گا اور ان سے اپنا عہد بیان کروں گا۔

راوی کہتا ہے: پس میں اس کے پاس آیا وہاں فضل بن شاذان کا ذکر ہونے لگا تو بورق نے کہا: ایک بار فضل کے پیٹ میں شدید بیماری لگی اور وہ ایک رات میں کئی بار رفع حاجت کے لیے جاتے تھے، بورق نے مزید کہا میں حج کے لیے گیا تو میں محمد بن عیسیٰ عبیدی کے پاس گیا میں نے اس کو ایک فاضل شخص محسوس کیا ان کی ناک درمیان سے ابھری ہوئی تھی اور آگے سے تنگ تھی اس وقت ان کے پاس ایک گروہ غمگین و محزون حالت میں بیٹھا تھا، میں نے ان سے پوچھا: تمہیں کیا ہے؟

انہوں نے بتایا کہ ابو محمد قید کر دیئے گئے ہیں۔

بورق کہتا ہے: میں حج کر کے واپس لوٹا تو میں محمد بن عیسیٰ کے پاس گیا تو میں نے دیکھا کہ ان کا سابقہ غم و اندوہ ختم ہو گیا ہے تو میں نے پوچھا: کیا خبر ہے؟
اس نے جواب دیا کہ امام کو آزاد کر دیا گیا ہے۔

بورق نے بتایا کہ میں اعمال کی کتاب یوم و لیلہ ساتھ لیکر سر من رائے چلا گیا میں امام ابو محمد کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو وہ کتاب دکھائی اور عرض کی مولا: میں آپ پر قربان جاؤں اگر آپ اس میں ایک نظر کریں اور اپنی رائے کا اظہار فرمائیں تو آپ کا کرم ہوگا، جب امام نے اس کو دیکھا اور اس کا ایک ایک ورق مشاہدہ کیا تو فرمایا:
یہ کتاب صحیح ہے اور اس پر عمل کرنا چاہیے۔

میں نے عرض کی: فضل بن شاذان شدید بیمار ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ آپ کی اس بددعا کا اثر ہے کیونکہ انہوں نے اس سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ وصی ابراہیم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وصی سے بہتر ہے حالانکہ اس نے نہیں کہا، میں آپ پر قربان جاؤں، اس طرح انہوں نے اس پر جھوٹ بولا ہے۔

امام نے فرمایا: ہاں، اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔
بورق کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں لوٹ کر آیا تو میں نے دیکھا کہ فضل انہی ایام میں فوت ہوا ہے جن میں امام نے اس کے لیے رحمت کی دعا کی۔

۱۰۲۴ ذکر أبو الحسن محمد بن إسماعیل البندقی النیسابوری: أَنَّ الْفَضْلَ بْنَ شَاذَانَ بْنَ الْخَلِيلِ نَفَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاهِرٍ عَنِ نَيْسَابُورَ، بَعْدَ أَنْ دُعِيَ بِهِ وَاسْتَعْلِمَ كُتْبَهُ وَأَمَرَهُ أَنْ يَكْتُبَهَا، قَالَ، فَكُتِبَ تَحْتَهُ: الْإِسْلَامُ الشَّهَادَتَانِ وَمَا يَتْلُوهُمَا، فَذَكَرَ: أَنَّهُ يُحِبُّ أَنْ يَقِفَ عَلَى قَوْلِهِ فِي السَّلَفِ فَقَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ:

أَتَوَلَّى أَبَا بَكْرٍ وَ أَتَبَرَّأُ مِنْ عُمَرَ، فَقَالَ لَهُ: وَلِمَ تَتَبَرَّأُ مِنْ عُمَرَ فَقَالَ: لِإِخْرَاجِهِ
الْعَبَّاسَ مِنَ الشُّوَرَى، فَتَخَلَّصَ مِنْهُ بِذَلِكَ^{۱۱۵}.

ابو الحسن محمد بن اسماعیل بندقی نیشاپوری کا بیان ہے کہ عبد اللہ بن طاہر نے فضل بن
شاذان کو نیشاپور سے شہر بدر کر دیا جب ان کی علمی شہرت اس تک پہنچی اور ان کی کتابوں کے
بارے میں اسے اطلاع ملی پھر چند دنوں بعد انہیں واپس آنے کی اجازت دی اور ان سے کہا وہ
اپنے اصول عقائد پر مختصر لکھ کر اس کے سامنے پیش کرے۔

فضل بن شاذان نے لکھا کہ کلمہ شہادتین کی گواہی اسلام ہے اور توحید و عدل کے مسائل
لکھ کر اس کے سامنے رکھے، عبد اللہ نے انہیں پڑھنے کے بعد کہا: صرف یہی کافی نہیں میں
سلف کے متعلق تیرے عقیدے کو سننا چاہتا ہوں۔

تو ابو محمد فضل بن شاذان نے کہا: میں ابو بکر سے محبت کرتا ہوں اور عمر سے بری ہوں تو
اس نے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا: کیونکہ عمر نے رسول اکرم ﷺ کے چچا
عباس کو شوری کار کن نہیں بنایا۔

اس لطیف جواب کو سن کر وہ خوش ہو گیا اور اس طرح انہوں نے نجات پائی۔
۱۰۲۵ جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوفٍ، قَالَ حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ بَحْرٍ الْفَارِسِيُّ، قَالَ سَمِعْتُ
الْفَضْلَ بْنَ شَاذَانَ أَخْرَجَ عَهْدِي بِهِ، يَقُولُ: أَنَا خَلَفْتُ لِمَنْ مَضَى، أَدْرَكْتُ مُحَمَّدَ
بْنَ أَبِي عُمَيْرٍ وَ صَفْوَانَ بْنَ يَحْيَى وَ غَيْرَهُمَا، وَ حَمَلْتُ عَنْهُمْ مِنْذُ خَمْسِينَ
سَنَةً، وَ مَضَى هِشَامُ بْنُ الْحَكَمِ رَحِمَهُ اللَّهُ وَ كَانَ يُؤْنِسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
رَحِمَهُ اللَّهُ خَلْفَهُ كَانَ يَرُدُّ عَلَى الْمُخَالِفِينَ، ثُمَّ مَضَى يُؤْنِسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَ

لَمْ يُخَلِّفْ خَلْفًا غَيْرَ السَّكَّاکِ، فَردَّ عَلَى الْمُخَالِفِينَ حَتَّى مَضَى رَحِمَهُ اللَّهُ، وَ
أَنَا خَلَفْتُ لَهُمْ مِنْ بَعْدِهِمْ رَحِمَهُمُ اللَّهُ.

سہل بن بحر فارسی کا بیان ہے کہ میں نے آخری بار فضل بن شاذان سے سنا: میں اپنے اکابر کا
جانشین ہوں، میں نے محمد بن ابی عمیر اور صفوان بن یحییٰ وغیرہ کو درک کیا اور ان سے ۵۰
سال تک استفادہ کیا اور ہشام بن حکم فوت ہوئے تو یونس بن عبدالرحمن ان کے جانشین تھے
وہ مخالفین کا جواب دیا کرتے تھے پھر یونس بن عبدالرحمن فوت ہوئے تو سکاک ان کے
جانشین تھے وہ مخالفین کا جواب دیا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ بھی فوت ہو گئے تو ان کے بعد
میں ان کا جانشین ہوں، خدا ان سب پر رحمت فرمائے۔

۱۰۲۶ وَ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ قُتَيْبَةَ، وَ مِمَّا رَفَعَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
حَمْدُويهِ الْبَيْهَقِيُّ، وَ كَتَبْتُهُ عَنْ رَفَعَتِهِ: أَنَّ أَهْلَ نَيْسَابُورٍ قَدْ اخْتَلَفُوا فِي دِينِهِمْ، وَ
خَالَفَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَ يُكْفِرُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، وَ بِهَا قَوْمٌ يَقُولُونَ إِنَّ النَّبِيَّ (ص)
عَرَفَ جَمِيعَ لُغَاتِ أَهْلِ الْأَرْضِ وَ لُغَاتِ الطُّيُورِ وَ جَمِيعَ مَا خَلَقَ اللَّهُ، وَ
كَذَلِكَ لَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ فِي كُلِّ زَمَانٍ مَنْ يَعْرِفُ ذَلِكَ، وَ يَعْلَمُ مَا يُضْمَرُ
الْإِنْسَانُ وَ يَعْلَمُ مَا يَعْمَلُ أَهْلُ كُلِّ بِلَادٍ فِي بِلَادِهِمْ وَ مَنَازِلِهِمْ، وَ إِذَا لَقِيَ
طِفْلَيْنِ يَعْلَمُ أَيُّهُمَا مُؤْمِنٌ وَ أَيُّهُمَا يَكُونُ مُنَافِقًا، وَ أَنَّهُ يَعْرِفُ أَسْمَاءَ جَمِيعِ مَنْ
يَتَوَلَّاهُ فِي الدُّنْيَا وَ أَسْمَاءَ آبَائِهِمْ، وَ إِذَا رَأَى أَحَدَهُمْ عَرَفَهُ بِاسْمِهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ
يُكَلِّمَهُ، وَ يَزْعُمُونَ جُعِلَتْ فِدَاكَ أَنَّ الْوَحْيَ لَا يَنْقَطِعُ، وَ النَّبِيُّ (ص) لَمْ يَكُنْ
عِنْدَهُ كَمَالُ الْعِلْمِ وَ لَا كَانَ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ، وَ إِذَا حَدَّثَ الشَّيْءُ فِي أَيِّ

زَمَانٍ كَانَ وَلَمْ يَكُنْ عِلْمُ ذَلِكَ عِنْدَ صَاحِبِ الزَّمَانِ: أَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ وَ إِيَّاهُمْ، فَقَالَ: كَذَبُوا لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَ افْتَرَوْا إِثْمًا عَظِيمًا.

عبداللہ بن حمدویہ بیہقی کے پاس ایک رقعہ وارد ہوا میں نے اس رقعہ کو نقل کیا جس میں تحریر تھا:

اہل نیشاپور اپنے دین میں اختلاف کرنے لگے ہیں اور آپس میں مخالفت اور ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں ان میں ایک گروہ ہے جو کہتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ اہل زمین کی تمام لغات، پرندوں کی بولیاں اور تمام مخلوقات کی زبانیں جانتے ہیں اور اس طرح ہر زمانے میں آپ کی طرح عالم ہونا لازم ہے جو یہ سب زبانیں جانتا ہو اور انسان کے ضمیر کی باتیں پڑھ لے اور یہ جانتا ہو کہ لوگ دور دراز شہروں میں اور اپنے گھروں جو کام کرتے ہیں اور وہ جب دو بچوں سے ملے تو جانتا ہو کہ کون مومن اور کون منافق بننے والا ہے، اور وہ دنیا میں اپنے تمام پیروکاروں کے نام اور ان کے آباء کے نام بھی جانتا ہو اور جب ان میں سے کسی ایک کو دیکھے تو ان کے بولنے سے اس کے نام کو جان جائے، اور میں آپ پر قربان جاؤں، وہ گمان کرتے ہیں کہ وحی ختم نہیں ہوئی اور نبی اکرم ﷺ کے پاس اور ان کے بعد بھی کسی کے پاس بیک وقت تمام علم نہیں ہے بلکہ جب کسی زمانے میں کوئی واقعہ پیش آتا ہے اور صاحب الزمان (نبی اکرم ﷺ یا آپ کے جانشین) کے پاس اس کا علم نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے وحی کرتا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: خدا ان پر لعنت کرے انہوں نے جھوٹ بولا ہے اور ایک بہت بڑی افتراء پردازی کی ہے۔

وَبِهَذَا شَيْخٌ يَقَالُ لَهُ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، يُخَالِفُهُمْ فِي هَذِهِ الْأَشْيَاءِ وَيُنْكِرُ عَلَيْهِمْ أَكْثَرَهَا، وَقَوْلُهُ: شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَوْقَ الْعَرْشِ كَمَا وَصَفَ نَفْسُهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ أَنَّهُ

جِسْمٌ، فَوَصَفَهُ بِخِلَافِ الْمَخْلُوقِينَ فِي جَمِيعِ الْمَعَانِي، لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ، وَأَنَّ مِنْ قَوْلِهِ: إِنَّ النَّبِيَّ (ص) قَدْ أَتَى بِكَمَالِ الدِّينِ، وَقَدْ بَلَغَ عَنِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا أَمَرَهُ بِهِ، وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ وَعَبَدَهُ حَتَّى أَتَاهُ الْيَقِينُ، وَأَنَّهُ (ص) أَقَامَ رَجُلًا يَقُومُ مَقَامَهُ مِنْ بَعْدِهِ، فَعَلَّمَهُ مِنَ الْعِلْمِ الَّذِي أَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ، يَعْرِفُ ذَلِكَ الرَّجُلُ الَّذِي عِنْدَهُ مِنَ الْعِلْمِ الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ وَتَأْوِيلَ الْكِتَابِ وَفَصْلَ الْخِطَابِ، وَكَذَلِكَ فِي كُلِّ زَمَانٍ لَا بُدَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ وَاحِدٌ يَعْرِفُ هَذَا، وَهُوَ مِيرَاثٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ (ص) يَتَوَارَثُونَهُ، وَلَيْسَ يَعْلَمُ أَحَدٌ مِنْهُمْ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ الدِّينِ إِلَّا بِالْعِلْمِ الَّذِي وَرِثُوهُ عَنِ النَّبِيِّ (ص) وَهُوَ يُنْكِرُ الْوَحْيَ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ (ص). فَقَالَ قَدْ صَدَقَ فِي بَعْضٍ وَكَذَبَ فِي بَعْضٍ.

عبداللہ بن حمدویہ کہتا ہے: نیشاپور کے ایک بزرگ عالم دین جسے فضل بن شاذان کہتے ہیں جو ان اشیاء میں ان کی مخالفت کرتا تھا اور ان کی اکثر باتوں کا منکر تھا اور اس کا قول تھا: یہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ساتویں آسمان میں عرش کے اوپر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنی صفت بیان کی ہے اور وہ جسم ہے تو اس نے خدا کی تمام معانی میں اس کی مخلوقات کے خلاف وصف بیان کی ہے: خدا کی مانند کوئی نہیں وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے، اس کا کہنا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کامل دین لیکر نازل ہوئے اور انہوں نے وہ سب پہنچا دیا جو آپ کو امر دیا گیا تھا اور آپ نے خدا کی راہ میں جہاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوئی اور آپ نے ایک شخص کو اپنا جانشین مقرر کیا اور انہیں وہ علم تعلیم دیا جو آپ کی طرف خدا تعالیٰ نے وحی کی تھی اور وہ شخص اپنے علم کے ذریعے حلال و حرام، تاویل قرآن اور فصل الخطاب کا بیان جانتا تھا اور اس کی تعلیم دیتا تھا اور اسی طرح ہر زمانے میں ایسا شخص لازم

ہے جو ان علوم کو جانتا ہو اور یہ رسول اکرم ﷺ کی میراث ہے جو وہ آپس میں پاتے ہیں اور ان میں سے کوئی شخص بھی دین کی جو بھی چیز جانتا ہے وہ اس علم کے ذریعے ہے جو انہوں نے نبی اکرم سے میراث میں پایا ہے وہ رسول اکرم ﷺ کے بعد وحی کا انکار کرتا تھا۔ تو آپ نے فرمایا: وہ بعض امور میں سچ کہتا ہے اور بعض میں جھوٹا ہے۔

وَفِي آخِرِ الْوَرَقَةِ: قَدْ فَهِمْنَا رَحِمَكَ اللَّهُ كُلَّمَا ذَكَرْتَ، وَ يَا بِي اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْ يُرْسِدَ أَحَدَكُمْ وَ أَنْ نَرْضَى عَنْكُمْ وَ أَنْتُمْ مُخَالِفُونَ مُعْطِلُونَ، الَّذِينَ لَا يَعْرِفُونَ إِمَامًا وَ لَا يَتَوَلَّوْنَ وَلِيًّا، كُلَّمَا تَلَقَّاكُمْ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِرَحْمَتِهِ، وَ أَذِنَ لَنَا فِي دُعَائِكُمْ إِلَى الْحَقِّ، وَ كَتَبْنَا إِلَيْكُمْ بِذَلِكَ، وَ أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا: لَمْ تُصَدِّقُوهُ، فَاتَّقُوا اللَّهَ عِبَادَ اللَّهِ! وَ لَا تُلْجُوا فِي الضَّلَالَةِ مِنْ بَعْدِ الْمَعْرِفَةِ! وَ اعْلَمُوا أَنَّ الْحُجَّةَ قَدْ لَزِمَتْ أَعْنَاقَكُمْ! فَاقْبَلُوا نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ تَدُمُ لَكُمْ بِذَلِكَ سَعَادَةَ الدَّارَيْنِ عَنِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ إِنْ شَاءَ اللَّهُ. وَ هَذَا الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ مَا لَنَا وَ لَهُ! يُفْسِدُ عَلَيْنَا مَوَالِينَا، وَ يُزِينُ لَهُمُ الْبَاطِلَ، وَ كُلَّمَا كَتَبْنَا إِلَيْهِمْ كِتَابًا اعْتَرَضَ عَلَيْنَا فِي ذَلِكَ، وَ أَنَا أَتَقَدَّمُ إِلَيْهِ أَنْ يَكْفُفَ عَنَّا، وَ إِلَّا وَ اللَّهُ سَأَلْتُ اللَّهَ أَنْ يَرْمِيَهُ بِمَرَضٍ لَا يَنْدَمِلُ جُرْحُهُ مِنْهُ فِي الدُّنْيَا وَ لَا فِي الْآخِرَةِ، أَبْلَغُ مَوَالِينَا هَدَاهُمُ اللَّهُ سَلَامِي، وَ أَقْرَأَهُمْ بِهَذِهِ الرُّقْعَةِ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ^{۱۱۶}.

اور اس ورق کے آخر میں لکھا تھا: خدا تجھ پر رحم کرے ہم نے تیری تمام ذکر کردہ چیز سچھی لی ہیں جب تک تم حق کے مخالف اور اس کی تعطیل کرنے والے بنے رہو گے ان لوگوں کی طرح ہو جاؤ گے جو معرفت امام نہیں رکھتے اور ولی خدا سے محبت نہیں کرتے تو خدا بھی تمہیں

ہدایت اور ہماری رضا عطا نہیں کرے گا، چونکہ اللہ تعالیٰ نے تم پر اپنی رحمت کی ہے اور ہمیں حکم دیا ہے کہ تمہیں حق کی طرف بلائیں تم تمہیں لکھ رہے ہیں ار تمہاری طرف اپنا نمائندہ بھیج رہے ہیں:

تم ہر گز اس شخص کی تصدیق نہ کرو اور خدا کے بندو اللہ تعالیٰ سے ڈرو! اور معرفت حق کے بعد گمراہی میں نہ بھٹکو اور جان لو کہ حجت تمہاری گردنوں میں لٹک چکی ہے تو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو قبول کرو تاکہ خدا کی طرف سے تمہارے لیے اس کی وجہ سے دنیا اور آخرت کی سعادت دائمی ہو جائے، ان شاء اللہ۔

اور اس فضل بن شاذان کا ہم سے کیا تعلق ہے؟! یہ ہمارے پیروکاروں کو ہمارے خلاف کر کے فاسد اور گمراہ کر رہا ہے اور ان کے لیے باطل چیزوں کو زینت دے رہا ہے اور جب بھی ہم نے انہیں کوئی نامہ لکھا ہے تو یہ اس میں ہم پر اعتراض کرتا ہے اور میں اسے آگاہ کرتا ہوں کہ وہ ہمارے بارے میں زبان بند رکھے ورنہ میں خدا سے بددعا کروں گا کہ وہ اسے ایسی مرض میں مبتلا کرے جس کا زخم اس سے دنیا اور آخرت میں مندمل اور صحیح نہ ہو، ہمارے پیروکاروں

کو ہمارا اسلام پہنچانا اور انہیں ہمارا یہ رقعہ پڑھ کر سننا، خدا انہیں ہدایت دے، ان شاء اللہ۔
 ۱۰۲۷ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْهَرَوِيُّ، عَنْ حَامِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْعَلْجَرْدِيِّ الْبُوسَنَجِيِّ، عَنِ الْمَلَقِّ بِفُورٍ، مِنْ أَهْلِ الْبُوزْجَانِ مِنْ نَيْسَابُورَ أَنَّ أَبَا مُحَمَّدٍ الْفَضْلَ بْنَ شَاذَانَ رَحِمَهُ اللَّهُ كَانَ وَجَّهَهُ إِلَى الْعِرَاقِ إِلَى حَيْثُ بِهِ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا، فَذَكَرَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ (ع)، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ: سَقَطَ مِنْهُ كِتَابٌ فِي حُضْنِهِ مَلْفُوفٌ فِي رِدَاءٍ لَهُ، فَتَنَاولَهُ أَبُو مُحَمَّدٍ (ع) وَنَظَرَ فِيهِ، وَكَانَ الْكِتَابُ مِنْ تَصْنِيفِ الْفَضْلِ، وَ

تَرْحَمَ عَلَيْهِ، وَ ذَكَرَ أَنَّهُ قَالَ: أَغِطُ أَهْلَ خُرَّاسَانَ بِمَكَانِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ وَ كُونَهُ بَيْنَ أَظْهَرِهِمْ.

حامد بن محمد علجروی بونجی نیشاپوری کا بیان ہے کہ ابو محمد فضل بن شاذان نے اسے عراق کی طرف امام ابو محمد حسن عسکری کی خدمت میں بھیجا تو وہ امام کی خدمت میں حاضر ہوا، جب وہ واپس آنا چاہتا تھا تو اس کی گود میں موجود رداء میں لپٹی ہوئی کتاب گر گئی تو امام نے اسے لیا اور اس کو دیکھا وہ فضل بن شاذان کی تصنیف تھی تو آپ نے فضل کے لیے رحمت کی دعا کی اور فرمایا: میں اہل خراسان میں فضل بن شاذان کے ہونے کی وجہ سے ان پر رشک کرتا ہوں۔

۱۰۲۸ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ، عَنْ عِدَّةٍ أَخْبَرُوهُ، أَحَدُهُمْ أَبُو سَعِيدٍ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْهَرَوِيُّ، وَ ذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَهُ أَيْضاً أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الشَّاذَانِي النَّيْسَابُورِي، وَ ذَكَرَ لَهُ: أَنَّ أَبَا مُحَمَّدٍ (ع) تَرْحَمَ عَلَيْهِ ثَلَاثًا وَلَاءً.

ایک گروہ نے خبر دی جن میں ابو سعید بن محمد ہروی بھی تھے اور اسے ابو عبد اللہ شاذانی نے بھی سنا کہ امام حسن عسکری نے فضل بن شاذان کے لیے تین بار پے در پے رحمت کی دعا فرمائی۔

* قَالَ أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ أَبُو عَلِيٍّ الْبَيْهَقِيُّ، رَحِمَهُ اللَّهُ، أَمَّا مَا سَأَلْتَ مِنْ ذِكْرِ التَّوْقِيعِ الَّذِي خَرَجَ فِي الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ، أَنَّ مَوْلَانَا (ع) لَعَنَهُ بِسَبَبِ قَوْلِهِ بِالْجِسْمِ: فَإِنِّي أَخْبِرُكَ أَنَّ ذَلِكَ بَاطِلٌ، وَ إِنَّمَا كَانَ مَوْلَانَا (ع) أَنْفَذَ إِلَى نَيْسَابُورٍ وَكِيلًا مِنَ الْعِرَاقِ، كَانَ يُسَمَّى أَيُّوبُ بْنُ النَّابِ، يَقْبِضُ حُقُوقَهُ، فَنَزَلَ بَنِي سَابُورَ عِنْدَ قَوْمٍ مِنَ الشَّيْعَةِ مِمَّنْ يَذْهَبُ مَذْهَبَ الِارْتِفَاعِ وَ الْغُلُوِّ وَ التَّفْوِيضِ، كَرِهَتْ أَنْ أُسَمِّيَهُمْ، فَكَتَبَ هَذَا الْوَكِيلُ: يَشْكُو الْفَضْلَ بْنَ شَاذَانَ،

بأنه يزعم أنني لست من الأصل، و يمنع الناس من إخراج حقوقه، و كتب هؤلاء نفر أيضاً إلى الأصل: الشكاية للفضل، و لم يكن ذكروا الجسم، و لا غيره، و ذلك التوقيع خرج من يد المعروف بالدهقان ببغداد في كتاب عبد الله بن حمدويه البيهقي، و قد قرأته بخط مولانا عليه السلام، و التوقيع هذا: الفضل بن شاذان ما له و لموالي يؤذيهم و يكذبهم! و إنني لأحلف بحق آبائي لأن لم ينته الفضل بن شاذان، عن هذا لأرمينه بمرماة لا يندمل جرحه منها في الدنيا و لا في الآخرة. و كان هذا التوقيع بعد موت الفضل بن شاذان بشهرين في سنة ستين، و مائتين.

قال أبو علي: و الفضل بن شاذان كان برستاق بيهقي فورد خبر الخوارج فهرب منهم فأصابه التعب من خشونة السفر فاعتل و مات منه، و صليت عليه.

احمد بن يعقوب ابو علي بيهقي کا بیان ہے: جو تو نے فضل بن شاذان کے بارے میں مذمت کی توقع کے بارے میں پوچھا کہ ہمارے مولا و آقا نے اس پر ان کے نظریہ تجسیم کی وجہ سے لعنت کی تو میں تجھے بتاتا ہوں کہ یہ بالکل غلط اور باطل چیز ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے مولا و آقا نے اپنا ایک وکیل بنام ایوب بن ناب عراق سے نیشاپور کی طرف بھیجا تا کہ وہ حقوق اور اموال امام جمع کرے تو وہ نیشاپور میں ایک شیعہ کے ایسے گروہ کے پاس ٹھہرا جو غلو و تفویض کے قائل تھے اور مجھے ان کا نام لینا پسند نہیں تو اس وکیل نے فضل بن شاذان کی شکایت کرتے ہوئے لکھا کہ وہ گمان کرتا ہے کہ وہ امام کی طرف سے معین نہیں ہے اور لوگوں کو حقوق ادا کرنے سے منع کرتا ہے اور ان لوگوں نے بھی امام کے نام فضل بن شاذان

کی شکایت کے لیے خط لکھے مگر انہوں نے خداک تجسیم وغیرہ نظریات کو ہر گز ذکر نہیں کیا تو وہ توقع دھقان کے ہاتھ سے بغداد میں وارد ہوئی، عبداللہ بن حمدویہ بیہقی کی کتاب میں تھی اور میں نے اسے امام کے خط سے پڑھا، وہ یہ تھی:

فضل بن شاذان کو میرے مولیوں سے کیا ہے کہ وہ ان کو اذیت دیتا ہے اور انہیں جھٹلاتا ہے، میں اپنے آباء و اجداد کے حق کے واسطے سے قسم اٹھاتا ہوں اگر فضل بن شاذان ان باتوں سے نہ رکا تو میں اسے ایسی ضرب لگاؤں گا جس کا زخم دنیا و آخرت میں مندمل نہ ہوگا۔ اور یہ توقع فضل بن شاذان کی وفات کے دو ماہ بعد ۲۶۰ھ میں وارد ہوئی۔

۷۔ فضل بن شاذان ایک جلیل القدر سچے اور معتمد عالم دین تھے انہوں نے مذہب حقہ کی ترویج اور کلمہ حق کی سر بلندی کے لیے خاص توفیق پائی اور تحریر و تقریر سے اس کا دفاع کیا انہوں نے بہت زیادہ کتابیں اور شاگرد میراث علمی کے طور پر چھوڑے معتبر روایات میں معصومین کی طرف سے اس کے لیے دعائے رحمت صادر ہوئی لیکن جھوٹے راوی اور حاسدین نے ان کی نیک نامی کو داغ دار کرنے کے لیے جعلی توقعات نشر کرنے کی کوشش کی لیکن علماء امامیہ نے ہمیشہ ان کو رد کیا اور فضل بن شاذان کی کھلے لفظوں میں توثیق اور تحلیل فرمائی ہے، اس مطلب کی تائید کے لیے مختصر طور پر چند محققین کی آراء کا خلاصہ ملاحظہ ہو:

[۱]۔ مذہب شیعہ کے قدیم رجال شناس نجاشی نے فرمایا: «وکان ثقتہ، إحدی اصحابنا الفقہاء والمتکلمین۔ ولہ جلالۃ فی ہذہ الطائفتہ، وھو فی قدرہ اشہر من ان نصف؛ فضل بن شاذان ثقتہ اور معتمد تھے اور ہمارے فقیہ اور ماہر علم کلام علماء میں سے تھے مذہب امامیہ میں ان کی عظمت اور جلالت مسلم ہے اور ان کا مقام اس سے بلند ہے کہ ہم ان کی توصیف کر سکیں، اور اس کے بعد ان کی کتابوں کی طویل فہرست ذکر کی ہے۔

[۲]۔ شیخ طوسی نے ان لفظوں میں ان کی توثیق کی: «الفضل بن شاذان النیشابوری فقیہ، متکلم، جلیل القدر، لہ کتب ومصنفات»۔

[۳]۔ کشتی نے محمد بن سنان کے ترجمہ کے ذیل میں انہیں ثقہ و عادل راویوں میں ذکر کیا ہے اور فضل کے ترجمے میں ان کی مدح کی روایات کو نقل کیا اور ان کی مذمت کی روایات کو رد کیا ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔

[۴]۔ محقق حسن فرزند شہید ثانی نے التحریر الطاووسی میں فرمایا: مذمت کے ان رقعوں میں امام کے نام کی کہیں تصریح نہیں ہے فقط امام کے دست نویس اور خوش خطی کا بہانہ کر کے انہیں نشر کیا گیا ہے حالانکہ کوئی دلیل نہیں کہ یہ رقعے امام سے صادر ہوئے اور نہ ہی وہ امام کے دست نویس اور خوش خط تھے؛ انہ یمكن أن یکون الخط غیر خط امام، فانہ ما

ابو علی کا بیان ہے کہ فضل بن شاذان بیہق کے قریب ایک جگہ رستاق میں رہتے تھے جب انہیں خوارج کے حملے کی خبر پہنچی تو وہ ان سے بچنے کے لیے بھاگ گئے تو سفر کی سختی کی وجہ سے وہ بہت تھک گئے اور بیمار ہو گئے اور اسی مرض میں ان کی وفات ہوئی اور ان پر نماز جنازہ پڑھی گئی۔

۱۰۲۹- وَ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ رَحِمَهُ اللَّهُ كَانَ يَرَوِي عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْهُمْ: مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَمِيرٍ، وَ صَفْوَانُ بْنُ يَحْيَى، وَ الْحَسَنُ بْنُ مَحْبُوبٍ، وَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ فَضَّالٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيعٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْوَاسِطِيِّ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، وَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَهْلٍ، وَ عَنْ أَبِيهِ شَاذَانَ بْنِ الْخَلِيلِ، وَ أَبِي دَاوُدَ الْمُسْتَرِقِّ، وَ عَمَّارِ بْنِ الْمُبَارَكِ، وَ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى، وَ فَضَالَهَ بْنَ أَيُّوبَ،

بین من الکاتب، ولو بین فانما یکون الظن یغلب بأنه خط الامام، والعلم ربما کان یبعد فی هذا والظن لا یغنی من الحق شیئاً۔

[۵]۔ علامہ مجلسی کے والد نے ان مذمت کے ان جعلی رقعوں کے بارے میں فرمایا: الظاہر ان ذمہ لشہرۃ کزرارة مع ان الشہرۃ یلزمها امثال ہذہ للحمید، ظاہر ہے کہ فضل بن شاذان کی شہرت اور حسد کی وجہ سے حاسدین نے ان کے خلاف یہ رقعے مشہور کر دیے ان کا امام سے صادر ہونا معلوم نہیں ہے۔

[۶]۔ محقق مامقانی نے انہی اقوال کو نقل کرنے کے بعد فرمایا: فضل بن شاذان کی وفات کے بعد اس رقعے کا ان کی مذمت میں صادر ہونا ممکن نہیں کیونکہ اس میں ہے اگر فضل اپنے فعل سے نہیں رکتے تو ہم اس کے لیے بددعا کریں گے، بھلا ان کی وفات کے بعد ایسے جملے کیا معنی رکھتے ہیں، پس یہ یقینی قرینہ ہے کہ یہ جعلی رقعے ہیں۔

[۷]۔ محقق خوئی نے مذکورہ بالا توثیق کے بارے میں فرمایا: هذا التوقيع مكذوب علی الامام علیہ السلام جزماً، إذ كيف یعقل صدور مثل هذا التوقيع بعد وفاة الفضل بشهرین؛ یقیناً یہ توثیق امام کے نام پر جھوٹی بنائی گئی ہے کیونکہ فضل کی وفات کے دو ماہ بعد ایسی توثیق کا صادر ہونا معقول نہیں اور روایت نمبر ۱۰۲۶ کی سند کو ضعیف قرار دیا۔

وَ عَلِيَّ بْنِ الْحَكَمِ، وَ إِبْرَاهِيمَ بْنَ عَاصِمٍ، وَ أَبِي هَاشِمٍ دَاوُدَ بْنَ الْقَاسِمِ الْجَعْفَرِيَّ، وَ الْقَاسِمَ بْنَ عُرْوَةَ، وَ ابْنَ أَبِي نَجْرَانَ.

وَقَفَ بَعْضُ مَنْ يُخَالِفُ لِيُونُسَ وَ الْفَضْلَ، وَ هَشَامًا قَبْلَهُمْ، فِي أَشْيَاءَ، وَ اسْتَشْعَرَ فِي نَفْسِهِ بَغْضَهُمْ وَ عَدَاوَتَهُمْ وَ شَنَاتَهُمْ، عَلَى هَذِهِ الرُّقْعَةِ، فَطَابَتْ نَفْسُهُ وَ فَتَحَ عَيْنِيهِ، وَ قَالَ يُنْكِرُ طَعَنَنَا عَلَى الْفَضْلِ! وَ هَذَا إِمَامُهُ قَدْ أَوْعَدَهُ وَ هَدَدَهُ، وَ كَذَبَ بَعْضُ وَصَفٍ مَا وَصَفَ، وَ قَدْ نَوَّرَ الصُّبْحُ لَذِي عَيْنَيْنِ، فَقُلْتُ لَهُ: أَمَّا الرُّقْعَةُ: فَقَدْ عَاتَبَ الْجَمِيعَ وَ عَاتَبَ الْفَضْلَ خَاصَّةً وَ أَدَبَهُ، لِيَرْجِعَ عَمَّا عَسَى قَدْ آتَاهُ مِنْ لَا يَكُونُ مَعْصُومًا. وَ أَوْعَدَهُ: وَ لَمْ يَفْعَلْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ، بَلْ تَرَحَّمَ عَلَيْهِ فِي حِكَايَةِ بُورِقٍ، وَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ أَبَا الْحَسَنِ الثَّانِي وَ أَبَا جَعْفَرٍ (عَلَيْهِمَا السَّلَامُ) ابْنَهُ بَعْدَهُ قَدْ أَفْرَأَ أَحَدَهُمَا وَ كِلَاهُمَا صَفْوَانَ بْنَ يَحْيَى وَ مُحَمَّدَ بْنَ سَنَانَ وَ غَيْرَهُمَا لَمْ يَرْضَ بَعْدَ عَنْهُمَا وَ مَدَحَهُمَا. وَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْفَضْلُ رَحِمَهُ اللَّهُ مِنْ قَوْمٍ لَمْ يَعْرِضْ لَهُ بِمَكْرُوهِ بَعْدَ الْعِتَابِ، عَلَى أَنَّهُ قَدْ ذَكَرَ أَنَّ هَذِهِ الرُّقْعَةُ وَ جَمِيعَ مَا كُتِبَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ: كَانَ مَخْرَجُهُمَا مِنَ الْعَمْرِى وَ نَاحِيَتِهِ، وَ اللَّهُ الْمُسْتَعَانُ، وَ قِيلَ إِنَّ لِلْفَضْلِ مِائَةً وَ سِتِّينَ مُصَنَّفًا، ذَكَرْنَا بَعْضَهَا فِي كِتَابِ الْفَهْرِسْتِ^{۱۱۸}.

فضل بن شاذان ایک گروہ سے روایت کرتے ہیں ان میں درج ذیل افراد قابل ذکر ہیں:
۱۔ محمد ابن ابی عمیر، ۲۔ صفوان بن یحییٰ، ۳۔ حسن بن محبوب، ۴۔ حسن بن علی بن

فضال، ۵۔ محمد بن اسماعیل بن بزیج، ۶۔ محمد بن حسن واسطی، ۷۔ محمد بن سنان، ۸۔ اسماعیل بن سہل، ۹۔ اپنے باپ شاذان بن خلیل، ۱۰۔ ابوداؤد مسترق، ۱۱۔ عمار بن مبارک، ۱۲۔ عثمان بن عیسیٰ، ۱۳۔ فضالہ بن ایوب، ۱۴۔ علی بن حکم، ۱۵۔ ابراہیم بن عاصم، ۱۶۔ ابی ہاشم داؤد بن قاسم جعفری، ۱۷۔ قاسم بن عروکہ، ۱۸۔ ابن ابی نجران۔

ابو عمرو کثی فرماتے ہیں کہ ایک شخص جو یونس اور فضل بن شاذان کا مخالف تھا اور ان سے پہلے ہشام کا مخالف تھے اور اپنے دل میں ان کے بغض و کینے سے جل رہا تھا جب اسے یہ رقعہ ملا تو اس کے دل کو سکون ملا اور اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں ہو کہنے لگا: فضل بن شاذان پر ہمارے طعن اور عیب جوئی کا انکار کرتے تھے اب تو ان کا امام بھی اسے دھمکی دے رہے ہیں! مگر اس رقعے کے بعض اوصاف جو امام کی طرف منسوب ہوئے جیسے امام نے فرمایا فضل نے بعض نظریات میں سچ کہا: اس کی تکذیب کرنے لگا حالانکہ یہ مسئلہ دیدہ بینا رکھنے والوں کے بہت واضح ہے۔

میں نے اس سے کہا: یہ رقعہ تو سب کی سرزنش کرتا ہے اور خصوصاً اس میں فضل بن شاذان کو بھی تنبیہ کی گئی ہے تاکہ وہ ان بعض افعال کو ترک کر دے جو شاید ان سے انجام پائے ہوں کیونکہ وہ معصوم تو نہیں تھے اور امام نے جب ان کی تنبیہ کی تو اس نے اس کے بعد ایسا کوئی کام نہیں کیا، بلکہ بورق کی روایت میں امام نے ان پر رحمت کی دعا کی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ امام ابو الحسن ثانی اور آپ کے بعد ان کے فرزند امام ابو جعفر میں سے ایک یا دونوں نے صفوان بن یحییٰ اور محمد بن سنان وغیرہ کو حکم دیا اور اس کے بعد ان دونوں سے راضی ہوئے اور ان کی مدح کی حالانکہ فضل بن شاذان اس گروہ میں سے ہیں جن سے عتاب کے بعد کوئی قابل سرزنش فعل انجام نہیں پایا اور سب سے پہلے یہ ہے کہ یہ رقعہ اور جو کچھ

ابراہیم بن عبدہ کی طرف سے لکھا گیا یہ عمری کی طرف سے وارد ہوئے اور یہ امام نے ہر گز نہیں فرمائے^{۱۹}، پس خدا تعالیٰ نے بہترین مددگار ہے۔
اور کہا گیا ہے کہ فضل بن شاذان نے ۱۶۰ کتابیں تحریر کیں اور بعض کو ہم نے کتاب الفہرست میں ذکر کیا ہے^{۲۰}۔

^{۱۹}۔ محقق خوئی نے فرمایا: یہ توقع عروہ بن یحییٰ دہقان غالی اور جھوٹے کے بارے میں صادر ہوئی تو کشتی کے اس آخری جملے میں ختم کچھ تحریف اور تبدیلی واقع ہوئی ہے (معجم رجال الحدیث، فضل بن شاذان کے تعارف کے آخر میں)۔
^{۲۰}۔ ظاہر یہ شیخ طوسی کا جملہ ہے: سو واضح ہو کہ انہوں نے ان کی توثیق اور تجلیل بیان کرنے کے بعد ان کی یہ کتابیں ذکر کی ہیں: ان کی کتابوں کی طویل فہرست ذکر کی: ۱۔ کتاب الفرائض الکبیر، ۲۔ کتاب الفرائض الصغیر، ۳۔ کتاب الطلاق، ۴۔ کتاب المسائل الاربع فی الاملاء، ۵۔ کتاب الرد علی ابن کرام، ۶۔ کتاب المسائل والجوابات، ۷۔ کتاب النقص علی الاسکان فی الجسم، ۸۔ کتاب المتعین متعہ النساء ومتعہ الحج، ۹۔ کتاب الوعد، ۱۰۔ المسائل فی العالم وحدوثہ، ۱۱۔ کتاب الاعراض والجواهر، ۱۲۔ کتاب العلل، ۱۳۔ کتاب الایمان، ۱۴۔ کتاب الرد علی الدرامۃ الثنویۃ، ۱۵۔ کتاب فی اثبات الرجعیۃ، ۱۶۔ کتاب الرد علی الغلاة، ۱۷۔ کتاب تبیان اصل الضلالتہ، ۱۸۔ کتاب التوحید من کتب اللہ المنزلیۃ الاربعۃ، وہو کتاب الرد علی یزید ابن بزرج الحارثی، ۱۸۔ کتاب الرد علی احمد بن یحییٰ، ۱۹۔ کتاب الرد علی الاصم، ۲۰۔ کتاب الوعد والوعید، ۲۱۔ کتاب الحسنی، ۲۲۔ کتاب الرد علی یمان بن رباب الحارثی، ۲۳۔ کتاب النقص علی من یدعی الفلسفۃ فی التوحید والاعراض والجواهر والجزء، ۲۴۔ کتاب الرد علی المشیۃ، ۲۵۔ کتاب المسح علی الحنفی، ۲۶۔ کتاب الرد علی المرجئ، ۲۷۔ کتاب الرد علی الباطنیۃ والقرامطیۃ، ۲۸۔ کتاب النقص علی ابی عبید فی الطلاق، ۲۹۔ کتاب جمع فیہ مسائل متفرقة للشافعی وابی ثور والاصفہانی وغیرہم سہا تلمیذہ علی بن محمد بن قتیبہ: کتاب الدیاج، ۳۰۔ کتاب مسائل البلدان، ۳۱۔ کتاب التنبیہ فی الجبر والتنبیہ، اور ان کی دیگر بھی کتابیں ہیں جن کے نام معروف نہیں ہیں اور ابن ندیم نے ان کی استدلالی کتابوں میں درج ذیل کو ذکر کیا: ۳۲۔ کتاب التفسیر، ۳۳۔ کتاب القراءة، ۳۴۔ کتاب السنن فی الفقہ۔

محمد بن سعید بن کلثوم مروزی^{۱۲۱}

۱۰۳۰ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ كَلْثُومٍ مَرْوَزِيًّا مِنْ أَجَلَّةِ الْمُتَكَلِّمِينَ بَنِي سَابُورَ، وَقَالَ غَيْرُهُ: هُمُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاهِرٍ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ بِسَبَبِ خُبْنِهِ فَحَاجَّهُ مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ فَخَلَّى سَبِيلَهُ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْجُرْجَانِيُّ: إِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعِيدٍ كَانَ خَارِجِيًّا ثُمَّ رَجَعَ إِلَى التَّشْيِيعِ، بَعْدَ أَنْ كَانَ بَايَعَ عَلَى الْخُرُوجِ وَإِظْهَارِ السَّيْفِ.

نصر بن صباح کا بیان ہے کہ محمد بن سعید بن کلثوم مروزی نیشاپور میں جلیل القدر متکلمین میں سے تھے اور ایک دوسرے شخص کا بیان ہے کہ عبد اللہ بن طاہر نے اپنے خبیثانہ پن کی وجہ سے انہیں گرفتار کر کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے دلیل کے زور پر اس پر اپنی حقانیت ثابت کر دی تو اس نے انہیں آزاد کر دیا اور ابو عبد اللہ جرجانی کا بیان ہے کہ وہ پہلے خارجی تھے پھر اس سے رجوع کر لیا۔

MANZAR AELIYA

^{۱۲۱} رجال الکشی، ص ۵۳۵، رجال شیخ، ص ۳۲۱ اصحاب الہادی، ن ۲، المناقب، ابن شہر آشوب، ج ۴، باب ہامۃ ابی الحسن علی بن محمد النقی (فصل فی المقدمات)، رجال ابن داود، قسم اول، ص ۱۷۳ ن ۱۳۸۷، رجال علامہ حلی، قسم اول، ص ۱۵۱ ن ۶۷، التحریر الطاوسی، ص ۵۱۳، ن ۴۷۳، معجم رجال الحدیث، ص ۱۰۸۶۵، طرائف المقال فی معرفۃ طبقات الرجال، ن ۲۶۱۳، نقد الرجال تفرشی، ن ۳۷۰۔

جعفر بن محمد بن حکیم^{۱۲۲}

۱۰۳۱ سَمِعْتُ حَمْدَوِيَّ بْنَ نَصِيرٍ، يَقُولُ: كُنْتُ عِنْدَ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَى،
اُكْتُبُ عَنْهُ أَحَادِيثَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ حَكِيمٍ، إِذْ لَقِينِي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ
الْكُوفَةِ سَمَّاهُ لِي حَمْدَوِيَّهَ، وَفِي يَدَيْ كِتَابٍ فِيهِ أَحَادِيثُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ
حَكِيمٍ، فَقَالَ هَذَا كِتَابٌ مَنْ فَقُلْتُ كِتَابُ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَى عَنْ جَعْفَرِ بْنِ
مُحَمَّدٍ بْنِ حَكِيمٍ، فَقَالَ: أَمَّا الْحَسَنُ فَقُلْ فِيهِ مَا شِئْتُ، وَأَمَّا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ
بْنِ حَكِيمٍ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ.

حمدویہ کا بیان ہے کہ میں حسن بن موسیٰ کے پاس جعفر بن محمد بن حکیم کی احادیث لکھتا
تھا ایک دن ایک کوئی میرا ہمنام حمدویہ مجھ سے ملا جس وقت میرے ہاتھ میں جعفر بن محمد بن
حکیم کی احادیث پر مشتمل کتاب تھی اس نے کہا: یہ کس شخص کی کتاب ہے؟
میں نے کہا: جعفر بن محمد بن حکیم سے منقول روایات پر مشتمل حسن بن موسیٰ کی کتاب
ہے۔ اس نے کہا: حسن کے متعلق جو چاہو کہو لیکن جعفر بن محمد بن حکیم تو کوئی اہمیت نہیں
رکھتا۔

^{۱۲۲} رجال البرقی ۴۹، رجال الطوسی ۳۴۵، رجال ابن داود ۴۳۴ ن ۹۱، التحریر الطاوسی ۶۷ ن ۷۳،
ایضاح الاشتباه ۱۳۰ ن ۱۳۰، لسان المیزان ۲ ص ۱۲۳ ن ۵۱۸، نقد الرجال ۷۳، مجمع الرجال ۲ ص ۴۱۳، نقد
الایضاح ۷۶، جامع الرواة ۱ ص ۱۵۸، الوجیزۃ ۱۴۷، مستدرک الوسائل ۳ ص ۷۸۸، تنقیح المقال ۱ ص ۲۲۳ ن
۱۸۵۲، إعیان الشیعہ ۴ ص ۱۷۷، العندیل ۱ ص ۱۰۳، الجامع فی الرجال ۱ ص ۳۹۸، مجمع رجال الحدیث ۴ ص ۱۰۹
ن ۲۲۵۹، قاموس الرجال ۲ ص ۴۱۳، المعجم الموحد ۱ ص ۱۸۵.

محمد بن علی صیرفی ابو سمینہ^{۱۳۳}

۱۰۳۲ قَالَ حَمْدُويَه، عَنْ بَعْضِ مَشِيخَتِهِ: مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ رُمِيَ بِالْغُلُوِّ. قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الطَّاحِيُّ هُوَ أَبُو سَمِينَةَ.

حمدویہ نے اپنے بعض اساتذہ سے نقل کیا کہ محمد بن علی صیرفی پر غلو کی تہمت ہے۔

اور نصر بن صباح نے کہا: ابو سمینہ محمد بن علی طاحی ابو سمینہ ہے

۱۰۳۳ وَ ذَكَرَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ قُتَيْبَةَ النَّيْسَابُورِيَّ، عَنْ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ، أَنَّهُ قَالَ كَدْتُ أَنْ أَقْنَتَ عَلِيَّ أَبِي سَمِينَةَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ الصَّرَفِيَّ، قَالَ، فَقُلْتُ

لَهُ وَلَمْ أَسْتَوْجِبِ الْقُنُوتَ مِنْ بَيْنِ أَمْثَالِهِ قَالَ إِنِّي لَأَعْرِفُ مِنْهُ مَا لَا تَعْرِفُهُ.

وَ ذَكَرَ الْفَضْلُ فِي بَعْضِ كُتُبِهِ: الْكَذَّابُونَ الْمَشْهُورُونَ أَبُو الْخَطَّابِ وَ يُونُسُ

بْنُ ظَبْيَانَ وَ يَزِيدُ الصَّائِغُ وَ مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ وَ أَبُو سَمِينَةَ أَشْهَرُهُمْ.

فضل بن شاذان نے فرمایا قریب تھا کہ میں نماز کے قنوت میں ابو سمینہ محمد بن علی صیرفی پر لعنت کرتا تو راوی کہتا ہے: میں نے عرض کی: نماز کی قنوت ان چیزوں کے لیے نہیں بنی؟

^{۱۳۳} رجال البرقی ۵۴، رجال النجاشی ۲ ص ۲۱۶ ن ۸۹۵، رجال الطوسی ۳۸۷ ن ۱۱، فہرست الطوسی ۱۷۲ ن ۶۲۵، معالم العلماء ۱۰۳ ن ۶۸۸، رجال ابن داود ۵۰۷ ن ۴۵۳، التحریر الطاووسی ۲۴۹ ن ۳۶۷، رجال العلایة الحلی ۲۵۳ ن ۲۹، نقد الرجال ۳۲۱ ن ۵۵۹، مجمع الرجال ۵ ص ۲۶۳، جامع الرواة ۲ ص ۱۵۶، الوجیزۃ ۱۶۵، ہدایۃ المحدثین ۲۳۳، بحجۃ التآمل ۶ ص ۴۸۸، تنقیح المقال ۳ ص ۱۵۱ ن ۱۱۰۷۷، الذریعۃ ۸ ص ۲۳۸ ن ۱۰۰۶ و ۱۵ ص ۲۱۷ ن ۱۴۲۹، مجمع رجال الحدیث ۱۶ ص ۲۹۷ ن ۱۱۲۵۹ و ۲۱ ص ۱۸۰ ن ۱۴۳۳۸، قاموس الرجال ۸ ص ۲۷۳.

انہوں نے جوات دیا: میں اس سے ایسی باتیں جانتا ہوں کہ تم نہیں جانتے اور فضل بن شاذان نے اپنی بعض کتابوں میں مشہور جھوٹے افراد کا نام گنوا یا: ابو الخطاب، یونس بن ظبیان، یزید صالح محمد بن سنان اور ان سب سے زیادہ مشہور ابو سمینہ ہے۔

ابو عبد اللہ محمد بن خالد برقی^{۱۲۳}

۱۰۳۴ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: لَمْ يَلْقَ الْبَرْقِيُّ أَبَا بَصِيرٍ، بَيْنَهُمَا الْقَاسِمُ بْنُ حَمْزَةَ وَلَا إِسْحَاقُ بْنُ عَمَّارٍ، وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ صَفْوَانٌ قَدْ لَقِيَهُ.

نصر بن صباح کا بیان ہے کہ برقی نے ابو بصیر سے ملاقات نہیں کی، ان دونوں کے درمیان قاسم بن حمزہ کا واسطہ ہے نہ کہ اسحاق بن عمار کا، اور ظاہر صفوان نے ان سے ملاقات کی ہوگی۔

SHIA BOOKS
PDF

^{۱۲۳} رجال البرقی ۵۰ و ۵۴ و ۵۵، فہرست ابن النذیم ۳۲۳، مشیختہ من لا یحضرہ الفقیہ ۶۸ ص ۶۸، رجال النجاشی ۲۲۰ ص ۲۲۰، رجال الطوسی ۳۸۶ ص ۴ و ۴۰۲، فہرست الطوسی ۱۷۵ ص ۶۳۹، معالم العلماء ۱۰۵ ص ۷۰۲، رجال ابن داود ۳۰۹ ص ۱۳۴۰، التحریر الطاوسی ۲۵۰ ص ۳۶۸، رجال العلانی ۱۳۹ ص ۱۴، ایضاح الاشتباہ ۲۷۲ ص ۵۹۸، نقد الرجال ۳۰۵ ص ۳۰۲، مجمع الرجال ۲۰۵ ص ۲۰۵، الايضاح ۲۹۱، جامع الرواق ۲ ص ۱۰۸، وسائل الشیعة ۳۰ ص ۳۲۷، الوجیزۃ ۱۶۲، ہدایۃ المحدثین ۲۳۷، رجال بحر العلوم ۱۵۶ ص ۱۵۶، مستدرک الوسائل ۶۵۹ ص ۷۴۳، بحیۃ الآثار ۶ ص ۴۲۲، تنقیح المقال ۱۱۳ ص ۱۱۳، الذریعۃ ۱۳۵ ص ۱۳۵، مجمع رجال الحدیث ۲۱۴ ص ۹۹۲ و ۱۶ ص ۵۳، رجال ۱۰۶۸۳ و ۱۰۶۸۴ و ۱۰۶۸۸ و ۲۱ ص ۲۱۸، رجال ۱۴۳۶ و ۱۴۳۶۵ و ۲۳ ص ۶۰، رجال ۱۵۲۲۴، قاموس الرجال ۸ ص ۱۶۲، مجمع المؤلفین ۹ ص ۲۷۷.

مَسْعُودٌ، قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ: وَالرَّجُلُ الَّذِي سَأَلَ الدُّعَاءَ وَالْكَسْوَةَ هُوَ الرِّيَّانُ بْنُ الصَّلْتِ، وَقَالَ: حَدَّثَنِي الرِّيَّانُ بِهَذَا الْحَدِيثِ ۱۲۶.

معمر بن خلاد کا بیان ہے کہ ایک شخص نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اسکے لیے امام رضا کی خدمت حاضر ہونے کی اجازت طلب کرو اور ان سے درخواست کروں کہ آپ اپنا لباس اور چند دراہم رضویہ عطا فرمائیں جیسے ہی میں حضرت کے دربار میں جانے لگا تو حضرت کا ایک غلام مجھے بلانے کے لیے آ رہا تھا جب میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: تو کہاں تھا؟

میں نے عرض کی: میں ایک شخص کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا۔

امام نے فرمایا: وہ ہم سے ملاقات کرنا چاہتا ہے؟

میں نے عرض کی: ہاں مولا، میں آپ پر قربان جاؤں اور اس کے ساتھ ہی میری زبان سے سبحان اللہ کی تسبیح جاری ہو گئی۔

حضرت نے فرمایا: اس وقت اس تسبیح کا مقصد کیا ہے؟

میں نے عرض کی: ملاقات کا خواہش مند یہ شخص آپ کے مس شدہ کپڑے اور دراہم رضویہ بھی چاہتا ہے۔

امام نے فرمایا: خدا کے دربار سے توفیق پا چکا ہے اور وہ خالص مومن ہے اسے آنے کی اجازت ہے اسے اندر لے آؤ، جب وہ شخص امام کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کر کے آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور میں ایک طرف کھڑا ہو گیا تو امام نے مجھے بلایا اور بیٹھنے کا حکم دیا، اس نے امام سے دعا کی درخواست کی امام نے اس کے حق میں دعا دی پھر اس نے آپ سے مس شدہ

کپڑے کا سوال کیا تو امام نے وہ بھی عطا کیا، جب وہ اٹھنے لگا تو حضرت نے اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھما دی جب دیکھی تو وہ دراہم رضویہ تھے۔
راوی کہتا ہے: اس شخص کا نام "ریان بن صلت" ہے۔

۱۰۳۶ طاهر بن عیسیٰ، قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ شُجَاعٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ مُعَمَّرِ بْنِ خَلَّادٍ، قَالَ، قَالَ لِي الرِّيَّانُ بْنُ الصَّلْتِ، وَكَانَ الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ بَعَثَهُ إِلَيَّ بِعَظْمٍ كُورٍ خُرَّاسَانَ، قَالَ أَحَبُّ أَنْ تَسْتَأْذِنَ لِي عَلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع)، فَأَسْلَمَ عَلَيْهِ وَأُودِعَهُ، وَأَحَبُّ أَنْ يَكْسُونِي مِنْ ثِيَابِهِ وَأَنْ يَهَبَ لِي مِنَ الدَّرَاهِمِ الَّتِي ضَرَبْتُ بِاسْمِهِ! قَالَ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ لِي مُبْتَدِّئًا يَا مُعَمَّرُ رِيَّانُ يُحِبُّ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْنَا وَأَكْسُوهُ مِنْ ثِيَابِي وَأُعْطِيَهُ مِنْ دَرَاهِمِي قَالَ، قُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ مَا سَأَلَنِي إِلَّا أَنْ أَسْأَلَكَ ذَلِكَ، قَالَ، فَقَالَ لِي يَا مُعَمَّرُ إِنَّ الْمُؤْمِنَ مُوَفَّقٌ قُلْ لَهُ فَلْيَجِبْ! قَالَ، فَأَمَرْتُهُ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَاسْلَمَ عَلَيْهِ، فَدَعَا بِثَوْبٍ مِنْ ثِيَابِهِ، فَلَمَّا خَرَجَ: قُلْتُ أَيَّ شَيْءٍ أَعْطَاكَ وَإِذَا فِي يَدِهِ ثَلَاثُونَ دِرْهَمًا.

معمر بن خلاد کا بیان ہے کہ ریان بن صلت نے مجھ سے کہا جب کہ فضل بن سہل نے اسے خراسان کے بعض علاقوں میں بھیجا تھا کہ آپ امام رضا سے میرے لیے آپکی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگیں، آپ سے سلام اور وداع کر لوں اور آپ سے کپڑے لے لوں اور آپ کے نام کے دراہم بھی حاصل کر لوں میں امام کی خدمت میں حاضر ہوا۔
آپ نے فرمایا: ریان ہم سے ملاقات چاہتا ہے اس کو میرے کپڑے پہناؤ اور میرے دراہم عطا کرو۔

میں نے کہا: خدا کی قسم اس نے مجھ سے یہی سوال کیا تھا۔

آپ نے فرمایا: اے معمر! مومن موفق ہوتا ہے اس کو میرے پاس آنے کی اجازت ہے جب ریان حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو آپ نے اسے کپڑے عطا کیے، جب ہم باہر آئے تو میں نے کہا: دیکھو تو آپ نے تجھے کیا دیا ہے تو اس کے ہاتھ میں ۳۰ درہم تھے۔

۱۰۳۷ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَتَيْبِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الشَّاذَلِيُّ، قَالَ سَأَلْتُ الرَّيَّانَ بْنَ الصَّلْتِ فَقُلْتُ لَهُ: أَنَا مُحْرَمٌ وَرَبَّمَا احْتَلَمْتُ، فَأَغْتَسِلُ وَلَا لَيْسَ مَعِيَ مِنَ الثِّيَابِ مَا أَسْتَدْفِي بِهِ إِلَّا الثِّيَابَ الْمُخَاطَةَ فَقَالَ لِي: سَأَلْتَ هَذِهِ الْمَشِيخَةَ الَّذِينَ مَعَنَا فِي الْقَافِلَةِ عَنْ هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ يَعْنِي أَبَا عَبْدِ اللَّهِ الْجُرْجَانِيَّ وَيَحْيَى بْنَ حَمَّادٍ وَغَيْرَهُمَا فَقُلْتُ بَلَى قَدْ سَأَلْتُ، قَالَ فَمَا وَجَدْتُ عَنْهُمْ قُلْتُ لَا شَيْءَ، قَالَ الرَّيَّانُ لِأَبْنِهِ مُحَمَّدٍ لَوْ شِغُلُوا بِطَلَبِ الْعِلْمِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ، وَ عَنْ اسْتِغْلَالِهِمْ بِمَا لَا يَعْنِيهِمْ يَعْنِي مِنْ طَرِيقِ الْغُلُوِّ، ثُمَّ قَالَ لِأَبْنِهِ قَدْ حَدَّثَ بِهَذَا مَا حَدَّثَ وَهُمْ يَنْتَمُونَهُ إِلَى الْقِيلِ، وَ لَيْسَ عَنْهُمْ مَا يُرْشِدُونَ بِهِ إِلَى الْحَقِّ، يَا بُنَيَّ إِذَا أَصَابَكَ مَا ذَكَرْتَ فَالْبَسْ ثِيَابَ إِحْرَامِكَ، فَإِنْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ بِهِ فَغَيِّرْ ثِيَابَكَ الْمَخِيطَةَ وَ تَدَثَّرْ! فَقُلْتُ كَيْفَ أُغَيِّرُ قَالَ أَلْقِ ثِيَابَكَ عَلَى نَفْسِكَ فَاجْعَلْ جِلْبَابَهُ مِنْ نَاحِيَةِ ذَيْلِكَ وَ ذَيْلَهُ مِنْ نَاحِيَةِ وَجْهِكَ.

ابو عبد اللہ شاذانی کا بیان ہے کہ میں نے ریان بن صلت سے سوال کیا: میں احرام کی حالت میں تھا مجھے احتلام ہو میں نے غسل کیا، اور میرے پاس سلعے ہوئے کپڑے کے علاوہ کوئی کپڑا نہیں تھا تو میرے لیے کیا حکم ہے؟

ریان نے کہا: تو نے ان ہمارے قافلے والے مشائخ (ابو عبد اللہ جرجانی، یحییٰ بن حماد) سے سوال کیا ہے؟

میں نے کہا: ہاں، سوال تو کیا ہے لیکن مجھے کوئی جواب نہیں ملا۔

ریان نے اپنے بیٹے محمد سے کہا: اگر یہ لوگ لایعنی دعویٰ کو چھوڑ کر علم حاصل کرنا شروع کر دیتے تو ان کے لیے بہتر ہوتا پھر اپنے بیٹے سے کہا: اسے مسئلہ درپیش ہے اور وہ لوگ اسے قیل و قال میں گزار رہے ہیں اور حق کی رہنمائی کے لیے ان کے پاس کچھ نہیں، اے فرزند اگر ایسی صورت حال ہو جو تو نے ذکر کی تو اپنے احرام کے کپڑے پہنو اگر ان کو پاک کر کے پہننا ممکن نہ تو اپنے سلعے ہوئے کپڑے تبدیل کر کے پہن لو۔

راوی کہتا ہے: میں نے کہا: میں اپنے کپڑوں کو کیسے تبدیل کروں؟

انہوں نے جواب دیا: کپڑے کا نچلا حصہ اوپر اور اوپر والا حصہ نیچے کر کے پہن لو^{۱۳۷}۔

^{۱۳۷}۔ ریان بن صلت فقہاء میں سے تھے اور کتب اربعہ میں ۱۳ روایات کی سندوں میں وارد ہوئے ہیں، شیخ صدوق نے اپنی سند سے ان سے نقل کیا کہ مامون نے کہا: کل امام علیؑ کے فضائل بیان کرو۔ میں نے کہا: کیا اچھا ہے کہ کل وہ فضائل ذکر کروں جو آپ سے سن رکھے ہیں اور اگلے دن اجتماع میں حدیث من سنت مولاه فہذا علی مولاه اور حدیث منزلت: علیؑ کی مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی، بیان کی۔ اور اس نے امام رضاؑ کی سند سے امیر المومنینؑ سے نقل کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قال الله جل جلاله: ما آمن بي من فسر براهيه كلامي وما عرفني من شبهني بخلقى وما على ديني من استعمال القياس في ديني؛ الله تعالى فرماتا ہے: وہ مجھ پر ایمان نہیں لایا جو میرے کلام کی تفسیر بالرای کرے اور اس نے مجھ کو نہیں پہچانا جو مجھے کسی مخلوق سے تشبیہ دے اور وہ میرے دین پر نہیں ہے جو میرے دین میں قیاس آرائی سے کام لے۔ ریان بن الصلت قال سألت الرضا عليه السلام يوما بخراسان فقلت يا سیدی ان ابراهيم بن هاشم العباسي حكي عنك انك رخصت له استماع الغناء فقال كذب الزنديق انما سألتني عن ذلك فقلت له ان رجلا سأل ابا جعفر عليه السلام عن ذلك فقال له أبو جعفر عليه السلام إذا ميز الله بين الحق والباطل فأين يكون الغناء

علی بن مزیار^{۱۲۸}

۱۰۳۸ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو يَعْقُوبَ يُونُسُ بْنُ السُّخْتِ الْبَصْرِيُّ، قَالَ، كَانَ عَلِيُّ بْنُ مَهْزَبَارٍ نَصْرَانِيًّا فَهَدَاهُ اللَّهُ، وَكَانَ مِنْ أَهْلِ هِنْدَ كَانَ قَرْيَةً مِنْ قُرَى فَارِسَ، ثُمَّ سَكَنَ الْأَهْوَاذَ فَأَقَامَ بِهَا، قَالَ، كَانَ إِذَا

فَقَالَ مَعَ الْبَاطِلِ فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ قَضَيْتَ؛ اس نے روایت کی کہ میں نے امام رضاؑ سے ایک دن خراسان میں سوال کیا عرض کی میرے مولا و آقا! ابراہیم بن ہاشم عباسی نے آپ سے نقل کیا کہ آپ نے غناء اور گانے سننے کی اسے اجازت دی ہے فرمایا: اس زندیق نے جھوٹ بولا اس نے مجھ سے غناء کے بارے میں سوال کیا تھا تو میں نے اس سے کہا تھا: ایک شخص نے امام باقرؑ سے اس کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے اس سے فرمایا: جب خدا نے حق و باطل کے درمیان حد ڈال دی ہے تو تم بتاؤ کہ غناء کہاں ہے؟ اس نے کہا: غناء باطل کے ساتھ ہے تو امام باقرؑ نے فرمایا: تو نے خود فیصلہ کر دیا ہے [عیون اخبار رضا، شیخ صدوق تحقیق علی اکبر غفاری ط موسسہ علمی، ص ۳۲ ح ۳۲، قرب الاسناد ص ۱۳۸، یونس نے اسی طرح امام رضاؑ سے نقل کیا کافی ص ۳۳۵، وسائل الشیعة، ج ۲، ص ۲۲۶، اور زراره نے امام صادقؑ سے (کافی ص ۳۳۶، وسائل الشیعة ۲۲۶۵۰) اور فضیل نے امام باقرؑ سے شطرنج کے بارے میں ایسا نقل کیا ہے (سابقہ حوالہ کافی، وسائل الشیعة ۲۲۶۶۹)۔

۱۲۸۔ رجال البرقی ۵۴، رجال النجاشی ۲ ص ۷۴ ن ۶۶۲، رجال الطوسی ۳۸۱ ن ۲۲ و ۴۰۳ ن ۸ و ۴۱۷ ن ۳، فہرست الطوسی ۱۱۴ ن ۳۸۱، معالم العلماء ۶۳ ن ۳۲۷، رجال ابن داود ۲۵۱ ن ۱۰۷۱، التحریر الطاوسی ۱۸۳ ن ۲۵۲، رجال العلانیہ الحلی ۹۲، ایضاح الاشتباہ ۲۱۶ ن ۳۸۲، نقد الرجال ۲۴۴ ن ۲۴۴، مجمع الرجال ۲۲۶ ص ۲۲۶، نقد الايضاح ۲۳۱، جامع الرواة ۶۰۴ ص ۱، وسائل الشیعة ۲۰ ص ۲۷۱ ن ۸۳۳، الوجیزۃ ۱۵۹، ہدایۃ المحدثین ۱۱۹، بحیۃ الآمال ۵۴ ص ۵۴، ایضاح المکنون ۳۰۴ ص ۳۰۴، ہدایۃ العارفین ۶۷ ص ۶۷، تنقیح المقال ۳۱۰ ص ۳۱۰، الذریعۃ ۵۸ ص ۵۸، معجم رجال الحدیث ۱۲ ص ۱۹۲ ن ۸۵۳۹، قاموس الرجال ۷ ص ۶۶، معجم المؤلفین ۷ ص ۲۴۷۔

طَلَعَتِ الشَّمْسُ سَجَدًا، وَكَانَ لَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ حَتَّى يَدْعُوَ لَأَلْفٍ مِنْ إِخْوَانِهِ بِمِثْلِ مَا دَعَا لِنَفْسِهِ، وَكَانَ عَلَى جَبْهَتِهِ سَجَادَةٌ مِثْلُ رُكْبَةِ الْبَعِيرِ.

قَالَ حَمْدُويَهُ بْنُ نُصَيْرٍ: لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جُنْدَبٍ قَامَ عَلِيُّ بْنُ مَهْزِيَارٍ مَقَامَهُ، وَلَعَلِّيَّ بْنَ مَهْزِيَارٍ مُصَنَّفَاتٌ كَثِيرَةٌ زِيَادَةً عَلَى ثَلَاثِينَ كِتَابًا.

محمد بن مسعود نے یوسف بن سخت سے نقل کیا کہ علی بن مرزیار پہلے نصرانی تھا پھر خدا نے اسے ہدایت دی وہ فارس کے ایک گاؤں ہندوکان میں سے تھا پھر اس نے ابوازی میں سکونت اختیار کی، جب سورج طلوع ہونے لگتا تو وہ سجدہ کرتا اور اس وقت تک سر سجدے سے نہیں اٹھاتا تھا جب اس طرح اپنے ایک ہزار مومن بھائیوں کے لیے دعا نہ کر لے جس طرح وہ اپنے لیے دعا کرتا تھا اور اس کی پیشانی میں اونٹ کے گٹھے کی طرح نشان تھا۔

حمدویہ بن نصیر کا بیان ہے کہ جب عبد اللہ بن جندب فوت ہوئے تو علی بن مرزیار ان کا جانشین مقرر ہوا اور علی بن مرزیار نے تیس سے زیادہ کتابیں لکھیں۔

۱۰۳۹ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَارٍ، قَالَ، بَيْنَا أَنَا بِالْقُرْعَاءِ فِي سَنَةِ سِتٍّ وَعِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ مُنْصَرَفِي عَنِ الْكُوفَةِ، وَقَدْ خَرَجْتُ فِي آخِرِ اللَّيْلِ أَتَوَضُّأُ أَنَا وَاسْتَاكُ، وَقَدْ انْفَرَدْتُ مِنْ رَحْلِي وَمِنَ النَّاسِ، فَإِذَا أَنَا بِنَارٍ فِي أَسْفَلِ مَسْوَاكِي، يَلْتَهَبُ لَهَا شُعَاعٌ مِثْلُ شُعَاعِ الشَّمْسِ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ، فَلَمْ أَفْزَعْ مِنْهَا وَبَقِيتُ أَتَعَجَّبُ، وَمَسِسْتُهَا فَلَمْ أَجِدْ لَهَا حَرَارَةً، فَقُلْتُ: الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا إِذَا أَنْتُمْ تَوْقِدُونَهُ ۱۲۹. فَبَقِيتُ أَتَفَكَّرُ فِي مِثْلِ هَذَا، وَ

أَطَالَتِ النَّارُ الْمَكْثَ طَوِيلًا، حَتَّى رَجَعْتُ إِلَى أَهْلِي، وَقَدْ كَانَتْ السَّمَاءُ رَشَتْ
وَكَانَ غُلَمَانِي يَطْلُبُونَ نَارًا، وَمَعِيَ رَجُلٌ بَصْرِيٌّ فِي الرَّحْلِ، فَلَمَّا أَقْبَلْتُ قَالَ
الْغُلَمَانُ قَدْ جَاءَ أَبُو الْحَسَنِ وَمَعَهُ نَارٌ، وَقَالَ الْبَصْرِيُّ مِثْلَ ذَلِكَ، حَتَّى
دَنَوْتُ، فَلَمَسَ الْبَصْرِيُّ النَّارَ فَلَمْ يَجِدْ لَهَا حَرَارَةً وَلَا غُلَمَانِي، ثُمَّ طَفِيتْ بَعْدَ
طُولٍ، ثُمَّ التَّهَبَتْ فَلَبِثْتُ قَلِيلًا ثُمَّ طَفِيتْ، ثُمَّ التَّهَبَتْ ثُمَّ طَفِيتِ الثَّلَاثَةَ فَلَمْ تَعُدْ،
فَنَظَرْنَا إِلَى السَّوَاكِ: فَإِذَا لَيْسَ فِيهِ أَثَرُ نَارٍ وَلَا حَرٌّ وَلَا شَعْتُ وَلَا سَوَادٌ وَلَا
شَيْءٌ يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ حُرٌّ، فَأَخَذْتُ السَّوَاكَ فَخَبَّاتُهُ، وَعُدْتُ بِهِ إِلَى الْهَادِي
(ع) قَابِلًا، وَكَشَفْتُ لَهُ أَسْفَلَهُ وَبَاقِيَهُ مُغَطًى وَحَدَّثْتُهُ بِالْحَدِيثِ، فَأَخَذَ
السَّوَاكَ مِنْ يَدِي وَكَشَفَهُ كُلَّهُ وَتَأَمَّلَهُ وَنَظَرَ إِلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: هَذَا نُورٌ، فَقُلْتُ لَهُ
نُورٌ جُعِلَتْ فِدَاكَ فَقَالَ: بِمِثْلِكَ إِلَى أَهْلِ هَذَا الْبَيْتِ وَبَطَاعَتِكَ لِي وَلِأَبِي وَ
لِأَبَائِي أَوْ بَطَاعَتِكَ لِي وَلِأَبَائِي أَرَاكَ اللَّهُ ۱۰۴۰ عَلَى قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ
بْنُ أَحْمَدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَارٍ مِثْلَهُ ۱۳۰.

علی بن مسزیار کا بیان ہے کہ ۲۲۶ھ میں کوفہ سے لوٹتے ہوئے میں قرعہ کے مقام پر پڑاؤ ڈال
چکا تھا آخر شب میں وضو کے لیے نکلا، میں مسواک کر رہا تھا میں کافے سے کافی فاصلے پر چلا آیا
اچانک میں نے اپنے مسواک کے نیچے آگ دیکھی جس کی شعاع اور شعلہ سورج کی شعاعوں
کی طرح روشن تھا میں اس سے نہیں ڈرا بلکہ تعجب میں پڑ گیا، میں نے اس کو چھوا تو اس میں
کوئی حرارت اور گرمی محسوس نہیں ہوئی تو میں نے آیت کی تلاوت کی: وہی خدا ہے جس نے

تمہارے لیے سبز درخت سے آگ پیدا کی پھر تم اس سے آگ سلگاتے ہو، تو میں اس میں غور و فکر کرتا رہا اور وہ آگ کافی دیر تک رہی آخر کار میں اپنے قافلے کی طرف لوٹ آیا آسمان سے ہلکی ہلکی بارش ہو چکی تھی اور میرے غلام آگ کی تلاش میں تھے اور میرے ساتھ ایک بصری شخص بھی تھا۔

جب مجھے آتے ہوئے میرے غلاموں نے دیکھا تو کہنے لگے: ابوالحسن آگ لارہے ہیں۔
بصری نے بھی یہی کہا، میں ان کے قریب ہوا تو بصری نے اس آگ کو چھوا مگر اسے کوئی حرارت محسوس نہیں ہوئی اور نہ میرے غلاموں نے حرارت کو پایا، کافی دیر کے بعد وہ آہستہ آہستہ بجھنے لگی پھر شعلہ ور ہوئی کچھ دیر رہی پھر بجھ گئی، اس کے بعد چند شعلے نکلے اور وہ مکمل طور پر بجھ گئی اور دوبارہ نہیں جلی، ہم نے مسواک کو دیکھا تو اس میں آگ، حرارت، سیاہی اور اس قسم کی کسی چیز کا کوئی نشان نہیں تھا جو یہ بتائے کہ یہ جلتا رہا ہے تو میں نے اس مسواک کو چھپا لیا اور لوٹ کر امام ہادی کی خدمت میں پہنچا۔

میں نے وہ مسواک امام کی خدمت میں پیش کی اور قصہ عرض کیا۔
آپ نے مسواک میرے ہاتھ سے لیکر اسے کھول دیا اور کچھ دیر بعد فرمایا: یہ نور ہے۔
میں نے عرض کیا: مولائیں آپ پر قربان جاؤں، یہ کیسا نور ہے؟
فرمایا: تیری اہل بیت سے محبت اور میری اور میرے آباء و اجداد کی اطاعت کا نور ہے جو خدا نے تجھے دکھادیا ہے۔

*وفی کتاب لابی جعفر (ع) إِلَيْهِ بَعْدَادَ: قَدْ وَصَلَ إِلَيَّ كِتَابُكَ وَ قَدْ فَهِمْتُ مَا ذَكَرْتَ فِيهِ وَ مَلَأْتَنِي سُرُورًا فَسَرَّكَ اللَّهُ! وَ أَنَا أَرْجُو مِنَ الْكَافِي الدَّافِعِ أَنْ يَكْفِيَ كَيْدَ كُلِّ كَائِدٍ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى.

وَفِي كِتَابٍ آخَرَ: وَقَدْ فَهِمْتُ مَا ذَكَرْتَ مِنْ أَمْرِ الْقَمِيِّينَ خَلَّصَهُمُ اللَّهُ وَفَرَّجَ عَنْهُمْ! وَسَرَرْتَنِي بِمَا ذَكَرْتَ مِنْ ذَلِكَ وَلَمْ تَزَلْ تَفْعَلْ! سَرَّكَ اللَّهُ بِالْجَنَّةِ وَرَضِيَ عَنْكَ بِرِضَائِي عَنْكَ! وَأَنَا أَرْجُو مِنَ اللَّهِ حُسْنَ الْعَوْنِ وَالرَّأْفَةِ! وَأَقُولُ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ.

وَفِي كِتَابٍ آخَرَ بِالْمَدِينَةِ: فَاشْخَصْ إِلَى مَنْزِلِكَ! صَيَّرَكَ اللَّهُ إِلَى خَيْرٍ مَنْزِلٍ فِي دُنْيَاكَ وَآخِرَتِكَ.

وَفِي كِتَابٍ آخَرَ: وَأَسْأَلُ اللَّهَ أَنْ يَحْفَظَكَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْكَ وَمِنْ خَلْفِكَ وَفِي كُلِّ حَالَاتِكَ فَأَبْشِرْ فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يَدْفَعَ اللَّهُ عَنْكَ! وَأَسْأَلُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ لَكَ الْخَيْرَ فِيمَا عَزَمَ لَكَ بِهِ عَلَيْهِ مِنَ الشُّخُوصِ فِي يَوْمِ الْأَحَدِ فَأَخَّرَ ذَلِكَ إِلَى يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَحَبَكَ اللَّهُ فِي سَفَرِكَ وَخَلَّفَكَ فِي أَهْلِكَ وَأَدَّى غَيْبَتِكَ وَسَلَّمَتْ بِقُدْرَتِهِ.

وَكُتِبَتْ إِلَيْهِ: أَسْأَلُهُ التَّوَسُّعَ عَلَى وَالتَّحْلِيلَ لِمَا فِي يَدَيَّ فَكُتِبَ: وَسَّعَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَلَمَنْ سَأَلَتْ بِهِ التَّوَسُّعَ مِنْ أَهْلِكَ وَلِأَهْلِ بَيْتِكَ وَ لَكَ يَا عَلِيُّ عِنْدِي مِنْ أَكْثَرِ التَّوَسُّعِ وَأَنَا أَسْأَلُ اللَّهَ أَنْ يَصْحَبَكَ بِالْعَافِيَةِ وَيُقَدِّمَكَ عَلَى الْعَافِيَةِ وَيَسْتُرَكَ بِالْعَافِيَةِ إِنَّهُ سَمِيعُ الدُّعَاءِ.

وَسَأَلَتْهُ الدُّعَاءَ فَكُتِبَ إِلَيْهِ: وَأَمَّا مَا سَأَلْتَ مِنَ الدُّعَاءِ فَإِنَّكَ بَعْدُ لَسْتَ تَدْرِي كَيْفَ جَعَلَكَ اللَّهُ عِنْدِي، وَرُبَّمَا سَمَّيْتُكَ بِاسْمِكَ وَنَسَبِكَ، كَثْرَةُ عِنَايَتِي بِكَ وَمَحَبَّتِي لَكَ وَمَعْرِفَتِي بِمَا أَنْتَ إِلَيْهِ، فَأَدَامَ اللَّهُ لَكَ أَفْضَلَ مَا رَزَقَكَ

مِنْ ذَٰلِكَ، وَ رَضِيَ عَنْكَ بِرِضَايَ عَنْكَ، وَ بَلَغَكَ أَفْضَلَ نَيْتِكَ، وَ أَنْزَلَكَ
الْفَرْدَوْسَ الْأَعْلَى بِرَحْمَتِهِ! إِنَّهُ سَمِيعُ الدُّعَاءِ، حَفِظَكَ اللَّهُ وَ تَوَلَّكَ وَ دَفَعَ
الشَّرَّ عَنْكَ بِرَحْمَتِهِ، وَ كَتَبْتُ بِخَطِّي.

(کشی نے اس کے نام امام کی کے بعض خطوط کو ذکر کیا ہے)

۱۔ ابو جعفر نے اسے بغداد میں ایک خط میں لکھا: میں نے تیرے نام کو پڑھا اور مجھے بہت
خوشی ہوئی، خدا تمہیں خوش رکھے اور میں خدائے بزرگ و برتر جو ہمارے لیے کافی اور ہمارا
محافظ ہے سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے ہر حیلہ گر کے دھوکے سے محفوظ رکھے، ان شاء اللہ۔

۲۔ ایک دوسرے خط میں فرمایا: تم نے جو قمیوں کے متعلق تحریر کیا وہ میں نے پڑھ لیا خدا
انہیں آسائش اور آزادی عطا فرمائے، اور ہمارے تم سے راضی ہونے کی وجہ سے خدا تم سے
راضی ہو میں خدا سے تیرے لیے نصرت اور رحمت کی دعا کرتا ہوں، اور کہتا ہوں کہ خدا ہی
ہمارے لیے کافی ہے اور وہی بہتری محافظ ہے۔

۳۔ ایک خط میں مدینہ سے لکھا: اپنے گھر چلے جاو خدا تمہیں دنیا اور آخرت میں بہترین گھر
عطا فرمائے۔

۴۔ ایک خط میں تحریر فرمایا: ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ تمہیں ہر حالت اور ہر لمحہ
محفوظ رکھے تمہیں بشارت ہو کہ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تمہارا محافظ ہے اور دعا ہے کہ خدا
تیرے عزائم اور ارادوں کو بخیر تکمیل تک پہنچائے تم اتوار کے کام کو سوموار کے لیے موخر
کردو، ان شاء اللہ اسی میں بہتری ہے، خدا تمہیں سفر اور حضر میں محفوظ رکھے اور تیری امانتوں
کو پورا فرمائے اور اپنی قدرت کاملہ سے تمہیں صحیح اور سالم رکھے۔

۵۔ علی بن مسزیار نے آپ کی خدمت میں عریضہ لکھا تھا جس میں وسعت اور اپنے کسب و
کار میں برکت کا سوال کیا تھا تو امام نے جواب میں تحریر فرمایا: خدا تجھ پر اور تیرے رشتہ داروں
میں سے جس نے یہ سوال کیا ہے اس کے لیے وسعت عطا فرمائے اور اے علی ہمارے لیے

بہت وسعت ہے ہماری دعا ہے کہ خدا تمہیں خیر و عافیت سے رکھے اور اپنی پناہ میں رکھے وہ دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔

۶۔ علی نے آپ سے دعا کی درخواست کی تھی تو آپ نے جواب میں لکھا: تم نے دعا کے لیے لکھا ہے یاد رکھو خدا نے میرے ہاں تجھے جو مقام بخشا ہے اس کی وجہ سے میں تیرے نام و نسب کو یاد کر کے تیرے لیے دعا کرتا ہوں، ہم تم سے دلی محبت رکھتے ہیں اور تمہیں دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں اور تیرے خلوص کو جانتے ہیں خدا تیرے رزق و روزی میں مزید اضافہ کرے اور ہمارے راضی ہونے کی وجہ سے تجھ سے راضی ہو، اور تیری بہترین نیت کی تجھے جزاء خیر عطا کرے اور تمہیں جنت الفردوس میں اپنی رحمت کے سائے میں قرار دے وہ دعا قبول کرنے والا ہے، خدا تمہیں محفوظ رکھے اور اپنی رحمتوں سے دشمنوں کے شر سے بچائے، اسے میں نے اپنے دست مبارک سے تحریر کیا۔

SHIA BOOKS
PDF

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

حسن^{۳۱} اور حسین ابوہزلی^{۳۲}

۱۰۴۱ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ ابْنَا سَعِيدِ بْنِ حَمَّادِ بْنِ سَعِيدٍ مَوَالِي عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا وَ كَانَ الْحَسَنُ بْنُ سَعِيدٍ هُوَ الَّذِي أَوْصَلَ إِسْحَاقَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ الْحُضَيْنِيَّ وَ عَلِيَّ بْنَ الرِّيَّانِ بَعْدَ إِسْحَاقَ إِلَى الرِّضَا (ع) وَ كَانَ سَبَبُ مَعْرِفَتِهِمْ لِهَذَا الْأَمْرِ، وَ مِنْهُ سَمِعُوا الْحَدِيثَ وَ بِهِ عَرَفُوا، وَ كَذَلِكَ فَعَلَ بَعْدَ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحُضَيْنِيُّ، وَ غَيْرِهِمْ، حَتَّى جَرَتْ الْخِدْمَةُ عَلَى

^{۳۱}۔ رجال البرقي ۵۴، فہرست ابن النديم ۳۲۴، رجال النجاشي ص ۱۷۱، رجال الطوسي ۳۹۹، فہرست الطوسي ۷۸ ن ۱۹۷، معالم العلماء ۳۶ ن ۲۱۷، رجال ابن داود ۱۰۷ ن ۴۱۴، التحریر الطاوسي ۷۳ ن ۹۱، رجال العلالة الحلبي ۳۹، لسان الميزان ص ۲۸۴ ن ۱۱۸۴، نقد الرجال ۹۰، مجمع الرجال ص ۱۱۳، جامع الرواة ص ۲۰۲، وسائل الشیعة ص ۱۶۵ ن ۳۰۲، الوجیزۃ ۱۴۹، بحیۃ الآمال ص ۱۱۳، تنقیح المقال ص ۳۲۸، الذریعۃ ص ۳۱۵ ن ۷۲۴۶، العندیل ص ۱۴۴، الجامع فی الرجال ص ۵۰۱، مجمع رجال الحديث ص ۳۴۲، قاموس الرجال ص ۲۵۲۔

^{۳۲}۔ رجال البرقي ۵۴، الفہرست لابن النديم ۳۲۴، رجال النجاشي ص ۱۷۱ ن ۱۳۵ (اس کے بھائی حسن بن سعید کے ترجمے میں)، رجال الطوسي ۳۷۲ ن ۱۷ و ۳۹۹ ن ۱ و ۴۱۴ ن ۶، فہرست الطوسي ۸۳ ن ۲۳۱، معالم العلماء ۴۰ ن ۲۵۷، رجال ابن داود ۱۰۷ ن ۴۱۴ و ۱۲۳ ن ۴۷۳، رجال العلالة الحلبي ۳۹ ن ۴ و ۴۹ ن ۴، لسان الميزان ص ۲۸۴ ن ۱۱۸۴، مجمع الرجال ص ۱۷۶، جامع الرواة ص ۲۴۱، ہدایۃ الحدیث ص ۴۳ و ۱۸۹، بحیۃ الآمال ص ۲۷۱، تنقیح المقال ص ۳۲۸ ن ۲۹۲۲، إعیان الشیعة ص ۲۷، الذریعۃ ص ۲۹۶ ن ۱۵۷۹، مجمع رجال الحديث ص ۲۴۳ ن ۳۴۱۴ و ۳۴۱۵، قاموس الرجال ص ۲۸۶، مجمع المؤلفین ص ۱۰۔

۲۴۰ رجال ابو عمرو کشتی؛ معصومین کے فرامین کا مجموعہ: ج ۶

أَيْدِيهِمْ، وَ صَنَّفَا الْكُتُبَ الْكَثِيرَةَ، وَ يُقَالُ إِنَّ الْحَسَنَ صَنَّفَ خَمْسِينَ تَصْنِيفًا وَ
سَعِيدٌ كَانَ يُعْرِفُ بِدَنْدَانٍ^{۱۳۳}.

سعید بن حماد بن سعید جو کہ امام سجادؑ کے موالی تھے ان کے دو بیٹے حسن و حسین تھے
، حسن بن سعید وہ تھا جس نے اسحق بن ابراہیم حضینی اور اس کے بعد علی بن ریان کو امام
رضاؑ کی خدمت میں حاضر کیا اور اس وجہ سے انہوں نے امر امامت کی معرفت حاصل کی اور
انہوں نے امام کی احادیث سنیں اور اسی طرح وہ عبد اللہ بن محمد حضینی وغیرہ کو بھی لے گئے
یہاں تک کہ انہوں نے دین مبین کی خدمت کا شرف حاصل کیا اور ان دونوں بھائیوں نے
بہت سی کتابیں تصنیف کیں اور کہا جاتا ہے کہ حسن نے ۵۰ کتابیں تصنیف کیں^{۱۳۴} اور سعید
دندان کے نام سے مشہور ہیں۔

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

^{۱۳۳}۔ رجال الکشی، ص ۵۵۲۔

^{۱۳۴}۔ نجاشی نے فرمایا: سعید کے بیٹوں کی کتابیں بہترین کتابیں ہیں اور ان پر اعتماد کیا جاتا ہے
اور ان میں سے ان ۳۰ کتابوں کا نام بیان کیا: ۱۔ کتاب الوضوء، ۲۔ کتاب الصلاة، ۳۔ کتاب الزکاة، ۴۔ کتاب
الصوم، ۵۔ کتاب الحج، ۶۔ کتاب النکاح، ۷۔ کتاب الطلاق، ۸۔ کتاب العتق والتدبیر والمکاتب، ۹۔ کتاب الایمان والندور، ۱۰۔
کتاب التجارات والایاجارات، ۱۱۔ کتاب الخمس، ۱۲۔ کتاب الشهادات، ۱۳۔ کتاب الصيد والذبائح، ۱۴۔ کتاب المکاسب،
۱۵۔ کتاب الاثریة، ۱۶۔ کتاب الزیارات، ۱۷۔ کتاب التقیہ، ۱۸۔ کتاب الرد علی الغلاة، ۱۹۔ کتاب المناقب، ۲۰۔ کتاب المثالب،
۲۱۔ کتاب الزهد، ۲۲۔ کتاب المروءة، ۲۳۔ کتاب حقوق المؤمنین وفضلهم، ۲۴۔ کتاب تفسیر القرآن، ۲۵۔ کتاب الوصایا،
۲۶۔ کتاب الفرائض، ۲۷۔ کتاب الحدود، ۲۸۔ کتاب الدیات، ۲۹۔ کتاب الملاحم، ۳۰۔ کتاب الدعاء۔

حسن بن علی ابی حمزہ بطنیؑ^{۱۳۵}

۱۰۴۲ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ سَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ الْبَطَانِيِّ فَقَالَ: كَذَّابٌ مَلْعُونٌ رَوَيْتُ عَنْهُ أَحَادِيثَ كَثِيرَةً وَكَتَبْتُ عَنْهُ تَفْسِيرَ الْقُرْآنِ كُلَّهُ مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى آخِرِهِ، إِلَّا أَنِّي لَا أُسْتَحِلُّ أَنْ أُرَوِيَ عَنْهُ حَدِيثًا وَاحِدًا. وَحَكَى لِي أَبُو الْحَسَنِ حَمْدُويهِ بْنُ نُصَيْرٍ، عَنْ بَعْضِ أَشْيَاخِهِ أَنَّهُ قَالَ: الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ رَجُلٌ سَوَاءٌ.

محمد بن مسعود نے ابن فضال سے حسن بن علی ابی حمزہ بطنی کے بارے میں سوال کیا؟ انہوں نے جواب دیا: وہ جھوٹا اور ملعون ہے میں نے اس کی حدیثیں سنیں تھیں اور اس سے تفسیر قرآن اول سے آخر تک لکھی تھی لیکن ان میں سے ایک حدیث بھی نقل کرنے کو جائز نہیں سمجھتا۔

اور حمدویہ نے بعض مشائخ سے نقل کیا کہ حسن بن علی ابی حمزہ بطنی برا آدمی تھا۔

^{۱۳۵} رجال النجاشی ص ۱۳۲ ن ۷۲، فہرست الطوسی ۷۵ ن ۱۷۸ و ۷۶ ن ۱۸۵، معالم العلماء ۳۵ ن ۲۰۰، رجال ابن داود ۴۴۰ ن ۱۲۱، التحریر الطاوسی ۷۴ ن ۹۳، لسان المیزان ص ۲۲۳۴ ن ۹۹۴، نقد الرجال ۹۲ ن ۸۹، مجمع الرجال ص ۱۲۱، جامع الرواة ص ۲۰۸، الوجیزۃ ۱۴۹، بحیۃ النبال ص ۱۳۶، ایضاح المکنون ص ۲۹۵ و ۲۹۷ و ۳۰۱، تنقیح المقال ص ۲۹۰ ن ۲۶۱۹، إعیان الشیعۃ ص ۱۹۶، الذریعۃ ص ۱۶۷ و ۳۸۲ و ۲۶۲، العندیل ص ۱۴۷، الجامع فی الرجال ص ۵۱۷، معجم رجال الحدیث ص ۱۴ ن ۲۹۲۸، قاموس الرجال ص ۱۹۳، معجم المؤلفین ص ۲۵۳.

احمد بن سابق

۱۰۴۳ نصر بن صباح قال حدثني أبو يعقوب إسحاق بن محمد البصري عن محمد بن عبد الله بن مهران قال حدثني سليمان بن جعفر الجعفي قال كتب أبو الحسن الرضا (ع) إلى يحيى بن أبي عمران وأصحابه قال، وقرأ يحيى بن أبي عمران الكتاب، فإذا فيه: عافانا الله وإياكم انظروا أحمد بن سابق لعنه الله الأعمى الأشج وأحذروه! قال أبو جعفر: ولم يكن أصحابنا يعرفون أنه أشج أو به شجة حتى كشف رأسه فإذا به شجة قال، أبو جعفر محمد بن عبد الله: وكان أحمد قبل ذلك يظهر القول بهذه المقالة، قال، فما مضت الأيام حتى شرب الخمر ودخل في البلياء^{۱۳۶}.

سليمان بن جعفر جعفي کا بیان ہے کہ امام رضا نے یحییٰ بن ابو عمران اور اس کے ساتھیوں کے نام ایک نامہ تحریر فرمایا، یحییٰ بن ابو عمران نے اسے پڑھا تو اس میں تحریر تھا: خدا تعالیٰ ہمیں اور تمہیں سلامت رکھے دیکھو، احمد بن سابق سے بچو جس کی ٹوٹے ہوئے جوڑ ٹیڑھے اور سر پھوٹا ہوا ہے، خدا اس پر لعنت کرے۔

راوی کہتا ہے کہ ہمارے ساتھیوں کو اس کے پھوٹے ہوئے سر کا علم نہیں تھا یہاں تک کہ جب اس نے سر کو کھولا تو اس میں زخم کا نشان تھا۔

اور محمد بن عبداللہ نے مزید کہا کہ پہلے تو احمد اسی نظریہ امامت قائل تھا، مگر کچھ تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا کہ وہ شراب پینے لگا اور طرح طرح کی برائیوں میں گرفتار ہو گیا۔

حسین بن قیام^{۱۳۷}

۱۰۴۴ حَمْدُویہ بن نُصَیر، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نَجْرَانَ، عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ بَشَّارٍ، قَالَ، اسْتَأْذَنْتُ أَنَا وَالْحُسَيْنُ بْنُ قِيَامًا، عَلَى الرَّضَا (ع) فِي صِرْنَا فَأَذِنَ لَنَا قَالَ: افْرُغُوا مِنْ حَاجَتِكُمْ! قَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ: تَخْلُو الْأَرْضُ مِنْ أَنْ يَكُونَ فِيهَا إِمَامٌ فَقَالَ: لَا، قَالَ، فَيَكُونُ فِيهَا اثْنَانِ قَالَ: لَا إِلَّا وَاحِدٌ صَامِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ، قَالَ، فَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّكَ لَسْتَ بِإِمَامٍ، قَالَ: وَمِنْ أَيْنَ عَلِمْتَ قَالَ، إِنَّهُ لَيْسَ لَكَ وَلَدٌ وَإِنَّمَا هِيَ فِي الْعَقَبِ، فَقَالَ لَهُ: فَوَاللَّهِ إِنَّهُ لَا تَمْضِي الْأَيَّامُ وَاللَّيَالِي حَتَّى يُوَلَّدَ لِي ذَكَرٌ مِنْ صُلْبِي يَقُومُ بِمِثْلِ مَقَامِي، يُحْيِي الْحَقَّ وَيُمَحِّي الْبَاطِلَ.

راوی عبدالرحمن بن ابی نجران کا بیان ہے کہ میں اور حسین بن قیام نے امام رضا سے "صرنا"^{۱۳۸} کے مقام پر خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی، تو آپؑ نے ہمیں اجازت دی اور فرمایا: اپنی حاجت بیان کرو۔

^{۱۳۷}۔ رجال شیخ طوسی، ۲/۳۴۸ ص ۲۷، صحابی امام کاظم، اور واقفی۔ رجال ابن داود، قسم ثانی ۲/۳۴۱ ص ۱۴۔ رجال علامہ حلی، قسم ثانی ۲/۳۱۶ ص ۳، تحریر طاووسی، ۱۱۰/۱۴۶ ص ۱۱۰، طرائف المقال، بروجردی ۲/۳۰۱ ص ۲۱۰۹، نقد الرجال ۲/۳۷۷ ص ۹۷، کافی: ۱/۳۳۲ ج ۶، ۷ ص ۵۵۵ ج ۱۱، عیون اخبار رضا، ۲/۲۰۹ ص ۲۰۹، معجم رجال الحديث ۵/۸۴ ص ۶۶، ترجمہ حسین بن قیام، إقناع المقال: ۲/۷۸، بحیث الامال: ۳/۳۰۴ ص ۳۰۴، تعلیقہ الوحید: ۳/۸۴، تنقیح المقال: ۱/۳۴۱ ص ۳۰۳، تہذیب المقال: ج ۲ ص ۴۳۶، جامع الرواۃ: ۱/۲۵۱، منہج المقال: ۱۱۳، منہج المقال: ۱۱۶، سماء المقال: ۱/۳۵۴ ص ۳۵۴، وسائل الشیعہ ۴/۳۷۳ ص ۵۴۳، ایک حدیث کی سند میں حسن بن قیام لکھا ہے جو یقیناً نسخہ برداری کا اشتباہ ہے۔

حسین نے کہا: کیا زمین امام سے خالی رہ سکتی ہے؟
امام نے جواب دیا: ہر گز نہیں۔

اس نے عرض کی: کیا زمین میں ایک وقت میں دو امام ہو سکتے ہیں؟
فرمایا: نہیں مگر یہ کہ ایک خاموش ہو۔

اس نے کہا: مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ امام نے نہیں ہیں۔

امام نے فرمایا: تو نے کیسے جانا کہ میں امام نہیں ہوں؟

اس نے کہا: آپ کا کوئی بیٹا نہیں ہے اور امامت تو نسل در نسل چلتی ہے۔

امام نے فرمایا: خدا کی قسم! کچھ عرصہ نہیں گزرے گا کہ میری صلب سے ایک بیٹا پیدا ہوگا جو میرا جانشین ہوگا وہ حق کو زندہ کرے گا اور باطل کو نابود کرے گا^{۱۳۹}۔

۱۰۴۵ أَبُو صَالِحٍ خَلْفُ بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ سَهْلُ بْنُ زِيَادٍ
الْأَدَمِيُّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَصْبَاطٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِي

^{۱۳۸} یہ مدینہ کے قریب ایک دیہات کا نام ہے۔

^{۱۳۹}۔ یہ امام رضا کی خبر غیب سمجھیے یا اعجاز و کرامت کہ ایسے سخت منکرین کے سامنے جو دلیل و برہان کے ٹوہ میں رہتے تھے اور امامت کے بارے میں بحث کرتے تھے آپ نے اس وقت ایسے یقین سے فرمایا کہ خدا عنقریب مجھے بیٹا عطا فرمائے گا جو میرا جانشین ہوگا اور اس قسم کی دیگر بہت سی روایات بھی اس مطلب کی تائید کرتی ہیں، اور جہاں تک علم غیب یا اعجاز کی اصطلاحوں کے استعمال کا تعلق ہے تو یہ ایک لفظی اور بے معنی بحث ہے جب معصومین سے توڑ کے ساتھ غیب کی خبریں نقل ہوئی ہیں تو ان سے علم غیب کی نفی کرنا بلا دلیل ہے ہاں جن بعض روایات میں بعض غالیوں کے سامنے علم غیب کے اثبات سے منع کیا گیا ہے تو وہ ان کے اس باطل عقیدے کی وجہ سے ہے جو وہ ائمہ معصومین کو خدا سے بے نیاز اور مستقل ذوات سمجھتے تھے ورنہ معصومین کے خداداد علم غیب کی نفی کرنا سوائے ان کے علم سے بے معرفتی کے کچھ نہیں ہے ہاں محتاط تعبیروں میں معصومین کے علم کو علم لدنی سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

الْحَسَنُ الرِّضَا (ع) إِنِّي تَرَكْتُ ابْنَ قِيَامًا مِنْ أَعْدَى خَلْقِ اللَّهِ لَكَ! قَالَ: ذَلِكَ شَرُّ لَهُ، قُلْتُ مَا أَعْجَبَ مَا أَسْمَعُ مِنْكَ جُعِلَتْ فِدَاكَ قَالَ: أَعْجَبُ مِنْ ذَلِكَ إِبْلِيسُ، كَانَ فِي جِوَارِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْقُرْبِ مِنْهُ، فَأَمَرَهُ فَأَبَى وَتَعَزَّزَ فَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ، فَأَمَلَى اللَّهُ لَهُ وَاللَّهُ مَا عَذَّبَ اللَّهُ بِشَيْءٍ أَشَدَّ مِنَ الْإِمْلَاءِ، وَاللَّهُ يَا حُسَيْنُ مَا عَذَّبَهُمُ اللَّهُ بِشَيْءٍ أَشَدَّ مِنَ الْإِمْلَاءِ.

حسین بن حسن کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کی کہ میں نے حسین بن قیاما کو دیکھا کہ وہ پوری مخلوق سے زیادہ آپ کا دشمن ہے! امام نے فرمایا: یہ اس کے لیے برا ہے۔

میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، مجھے یہ سن کر بہت تعجب ہوا کہ اپنے اتنے بڑے دشمن کے لیے اتنا سا جملہ کہہ دیا اور خاموش ہو گئے۔ امام نے فرمایا: اس سے زیادہ تو ابلیس سے تعجب کرو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قرب میں پہنچ گیا تھا تو خدا نے اسے حضرت آدم کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اس نے تکبر کی وجہ سے انکار کر دیا اور وہ ہمیشہ کے لیے کافروں میں سے ہو گیا تو خدا نے اسے کتنی لمبی مہلت دے دی^{۱۴۰}۔

^{۱۴۰}۔ یہ قرآنی حقائق ہیں کہ شیطان ابلیس جنوں میں سے تھا لیکن اپنی عبادت اور بندگی کی بدولت وہ اس مقام تک پہنچ گیا کہ فرشتوں میں صفوں میں گنا گیا لیکن جب اس نے خدا کی حکم کی نافرمانی کی اگرچہ وہ خدا کی عبادت سے انکاری نہیں ہوا لیکن خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کے سامنے جھکنے سے انکار کیا اور وہاں اپنی نام نہاد بڑائی کی داستان دہرانے لگا تو اسے خدا نے ہمیشہ سے کے لیے ذلیل و خوار کر دیا، اعراف ۱۱-۱۸ میں فرمایا: بَٰتِحِينَ هُمْ نَعْمَ خَلَقْنَا يَوْمَئِذٍ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ۔ تحقیق ہم نے تمہیں خلق کیا پھر تمہیں شکل و صورت دی پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو پس سب نے سجدہ کیا صرف ابلیس سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ تھا* فرمایا: تَجَدَّ كَيْفَ يَسْمَعُ سَجْدَةَ كُنْ أَدَمُ كَرِهَ لِمَنِ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ يَوْمَئِذٍ خَلَدَ لَهُمْ سَاعَتٌ لِّمَنَ عَذَابُهُمْ۔ میں نے تجھے حکم دیا تھا؟ بولا: میں اس سے بہتر ہوں، مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے* فرمایا: یہاں سے اتر جا! تجھے حق نہیں کہ یہاں تکبر کرے، پس نکل جا! تیرا شمار ذلیلوں میں ہے۔* بولا: مجھے روز قیامت تک مہلت دے* فرمایا: بے شک تجھے مہلت دی گئی۔* بولا: جس طرح تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی تیرے سیدھے راستے پر ان کی گھات میں ضرور بیٹھا ہوں گا۔* پھر ان کے آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں (ہر

خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے کسی کو مہلت سے زیادہ سخت سزا نہیں دی۔
خدا کی قسم! اے حسین، اللہ تعالیٰ نے کسی کو مہلت سے زیادہ سخت سزا نہیں دی^{۱۴۱}۔

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

طرف) سے انہیں ضرور گھیر لوں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔* فرمایا: تو یہاں سے ذلیل و مردود ہو کر نکل جا، ان میں سے جو بھی تیری اتباع کرے گا تو میں تم سب سے جہنم کو ضرور بھر دوں گا۔
^{۱۴۱}۔ آل عمران ۷۸ میں فرمایا: وَلَآ يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ۔ ترجمہ: اور کافر لوگ یہ گمان نہ کریں کہ ہم انہیں جو ذلیل دے رہے ہیں وہ ان کے لیے بہتر ہے، ہم تو انہیں صرف اس لیے ذلیل دے رہے ہیں تاکہ یہ لوگ اپنے گناہوں میں اور اضافہ کریں اور آخر کار ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہو گا۔

محمد بن فرات^{۱۳۲}

۱۰۴۶ وَجَدْتُ بِخَطِّ جَبْرِيلَ بْنِ أَحْمَدَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِهْرَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِنَا، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ فُرَاتٍ، قَالَ، كَانَ يَغْلُو فِي الْقَوْلِ وَ كَانَ يَشْرَبُ الْخَمْرَ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ الرِّضَا (ع) خُمْرَةً وَ تَمْرًا، فَقَالَ مُحَمَّدٌ إِنَّمَا بَعَثَ بِالْخُمْرَةِ لِأُصْلَى عَلَيْهَا وَ حَتْنِي عَلَيْهَا، وَ التَّمْرِ: نَهَانِي عَنِ اللَّابِذَةِ. قَالَ نَصْرُ بْنُ صَبَّاحٍ: مُحَمَّدُ بْنُ فُرَاتٍ كَانَ بَغْدَادِيًّا.

محمد بن فرات کا بیان ہے کہ وہ فضیلتوں میں غلو اور حد سے تجاوز کرتا تھا اور شراب پیتا تھا تو امام رضا نے اس کی طرف ایک سجدہ گاہ اور کچھ کھجوریں بھیجیں تو محمد کہتا ہے کہ آپ نے سجدہ گاہ میری طرف اس لیے بھیجی کہ میں اس پر نماز پڑھوں اور خدا کی بندگی کروں اور مجھے اس کی ترغیب دلائی اور کھجوریں اس لیے بھیجیں کہ مجھے شراب پینے سے منع کیا۔ اور نصر بن صباح کا بیان ہے کہ محمد بن فرات بغدادی تھا۔

MANZAR AELIYA

^{۱۳۲}۔ رجال نجاشی، ۳۶۳ ن ۹۷۶ (ضعیف قرار دیا)، رجال ابن داود، قسم ثانی: ۲۷۵ ن ۴۷۵، رجال علامہ حلی، قسم ثانی: ۲۵۳ ن ۳۹ (اس میں ابن غضائری سے نقل کیا: "محمد بن فرات بن إحنف روی عن إبيه عن إبي جعفر وإبي عبد الله، ضعيف وابن ضعيف، لا يكتب حديثه؛ یہ اپنے باپ کے واسطے سے امام باقر و صادق سے روایت کرتا ہے اور یہ خود بھی ضعیف اور اس کا باپ بھی ضعیف ہے اور اس کی حدیث اس قابل بھی نہیں کہ اس کو لکھا جائے")، الرجال لابن الغضائری، ن ۲۲، جامع الرواة ۲: ۱۷۲، نضد الايضاح: ۳۱۲. الايضاح الاشتباه علامہ حلی، ص ۲۸۱ ن ۶۳۶، التحرير الطاووسی، ن ۵۱۷، معجم رجال الحديث ۱۱۵۶۰۔

۱۰۴۷ حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْقُمِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنِي الْعَبِيدِيُّ، عَنْ يُونُسَ، قَالَ، قَالَ لِي أَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) يَا يُونُسُ أَمَا تَرَى إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ الْفَرَاتِ وَمَا يَكْذِبُ عَلَيَّ فَقُلْتُ أَبْعَدَهُ اللَّهُ وَاسْحَقَهُ وَاشْقَاهُ فَقَالَ: قَدْ فَعَلَ اللَّهُ ذَلِكَ بِهِ، أَذَاقَهُ اللَّهُ حَرَّ الْحَدِيدِ كَمَا أَذَاقَ مَنْ كَانَ قَبْلَهُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَيْنَا، يَا يُونُسُ إِنَّمَا قُلْتُ ذَلِكَ لِتَحْذَرُ عَنْهُ أَصْحَابِي وَتَأْمُرَهُمْ بِلَعْنِهِ وَالْبَرَاءَةِ مِنْهُ فَإِنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِنْهُ.

یونس کا بیان ہے کہ امام رضاؑ نے مجھ سے فرمایا: کیا تو محمد بن فرات اور اس کے مجھ پر جھوٹ بولنے کو نہیں دیکھتا میں نے عرض کی: خدا سے ذلیل کرے اور بد بخت کرے، امام نے فرمایا: خدا نے ایسا کر دیا ہے، اسے اسی طرح تلوار کے وار کا مزہ چکھایا ہے جیسے اس سے پہلے ہم پر جھوٹ بولنے والوں کو تلوار کے سپرد کیا، اے یونس، میں نے یہ بات اس لیے کی ہے تاکہ تو میرے اصحاب کو اس سے ڈرائے اور ان کو اس پر لعنت کرنے اور اس سے براءت کرنے کا حکم دے بے شک اللہ تعالیٰ اس سے بری ہے۔

۱۰۴۸ قَالَ سَعْدٌ، وَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْعَبِيدِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي جَعْفَرُ بْنُ عِيسَى وَ عَلِيُّ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمِثْمِيُّ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) أَنَّهُ قَالَ: أَذَانِي مُحَمَّدُ بْنُ الْفَرَاتِ أَذَاهُ اللَّهُ وَ أَذَاقَهُ اللَّهُ حَرَّ الْحَدِيدِ، أَذَانِي لَعَنَهُ اللَّهُ أَذَى مَا أَذَى أَبُو الْخَطَّابِ لَعَنَهُ اللَّهُ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ (ع) بِمِثْلِهِ، وَ مَا كَذَبَ عَلَيْنَا خَطَّابِي مِثْلَ مَا كَذَبَ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَرَاتِ، وَ اللَّهُ مَا مِنْ أَحَدٍ يَكْذِبُ عَلَيْنَا إِلَّا وَ يَذِيقُهُ اللَّهُ حَرَّ الْحَدِيدِ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: فَأَخْبَرَانِي وَ غَيْرُهُمَا أَنَّهُ مَا لَبِثَ مُحَمَّدُ بْنُ فَرَاتٍ إِلَّا قَلِيلًا، حَتَّى قَتَلَهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ شَكْلَةَ أَخْبَثَ قَتْلَةً، وَ

كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ فُرَاتٍ يَدَّعِي أَنَّهُ بَابٌ وَأَنَّهُ نَبِيٌّ، وَكَانَ الْقَاسِمُ الْيَقْطِينِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ حَسَكَةَ الْقُمِّيُّ كَذَلِكَ يَدَّعِيَانِ لَعَنَهُمَا اللَّهُ ۱۴۳.

جعفر بن عیسیٰ اور علی بن اسماعیل میثمی کا بیان ہے کہ امام ابو الحسن رضاؑ نے فرمایا: محمد بن فرات نے مجھے بہت اذیت دی ہے خدا سے اذیت دے اور اسے تلوار کے وار کا مزہ چکھائے، خدا اس پر لعنت کرے اس نے مجھے اسی طرح اذیت دی ہے جیسے ابو الخطاب نے ملعون نے امام جعفر صادق کو اذیت دی اور کسی خطاب کے ماننے والے نے ہم پر ایسے جھوٹ نہیں بولے ہونگے جیسے محمد بن فرات بولے ہیں، خدا کی قسم! ہم پر جو بھی جھوٹ بولے گا خدا سے تلوار کے سپرد کرے گا، محمد بن عیسیٰ کا بیان ہے مجھے ان دو راویوں اور دیگر لوگوں نے بتایا کہ اس کے بعد محمد بن فرات کچھ عرصہ رہا حتیٰ ابراہیم بن شکہ نے اسے بری طرح قتل کر دیا اور محمد بن فرات باب اور نبی ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور قاسم یقطینی اور علی بن حسکہ قتی بھی اسی طرح دعویٰ کرتے تھے، خدا ان پر لعنت کرے۔

امام موسیٰ کاظمؑ اور امام علی رضاؑ کے اصحاب

۱۰۴۹- مِنْهُمْ حَنَّانُ بْنُ سَدِيرٍ: سَمِعْتُ حَمْدَوِيَّهَ، ذَكَرَ عَنْ أَشْيَاخِهِ: أَنَّ حَنَّانَ بْنَ سَدِيرٍ وَأَقْفَى، أَدْرَكَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ لَمْ يُدْرِكْ أَبَا جَعْفَرٍ (ع)، وَ كَانَ يَرْتَضِي بِهِ سَدِيدًا. ثُمَّ كَرَّامُ بْنُ عَمْرٍو عَبْدِ الْكَرِيمِ حَمْدَوِيَّهَ، قَالَ سَمِعْتُ أَشْيَاخِي يَقُولُونَ: إِنَّ كَرَّامًا هُوَ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ عَمْرٍو وَأَقْفَى. ثُمَّ دَرَسْتُ بِنِ أَبِي مَنْصُورٍ: حَمْدَوِيَّهَ، قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ أَشْيَاخِي، قَالَ: دَرَسْتُ بِنِ أَبِي مَنْصُورٍ وَأَسْطَى وَأَقْفَى. ثُمَّ أَحْمَدُ بْنُ فَضْلِ الْخَزَاعِيِّ: حَمْدَوِيَّهَ، قَالَ ذَكَرَ بَعْضُ أَشْيَاخِي: إِنَّ أَحْمَدَ بْنَ الْفَضْلِ الْخَزَاعِيَّ وَأَقْفَى. ثُمَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَثْمَانَ الْهَنْطَلِيَّ: حَمْدَوِيَّهَ، قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ مُوسَى، يَقُولُ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَثْمَانَ وَأَقْفَى.

امام موسیٰ کاظمؑ اور امام رضاؑ کے اصحاب میں سے درج افراد ہیں:

۱۔ حنان بن سدير^{۱۳۳}: حمدویہ کا بیان ہے کہ میرے اساتذہ نے ذکر کیا کہ حنان ابن سدير واقعی ہے اس نے امام صادقؑ کے زمانے کو درک کیا لیکن امام باقرؑ کو درک نہیں کیا اور شدت سے اس سے رضا اور خوشی کا اظہار کرتے تھے۔

^{۱۳۳} - رجال النجاشی ص ۳۳۳ ن ۲۷۶، فہرست الطوسی ۸۹، رجال الطوسی ۳۳۶، التحریر الطاوسی ۸۷، رجال ابن داود ۴۵۰، رجال العلایہ ۲۱۸، لسان المیزان ۲ ص ۳۶۷ ن ۱۵۱۰، نقد الرجال ۱۲۱، مجمع الرجال ۲ ص ۲۴۷، جامع الرواۃ ص ۲۸۶، ہدایۃ المحدثین ۵۳، الوجیزۃ ۵۱، بحیۃ الآمال ۳ ص ۴۱۶، تنقیح المقال

۲۔ کرام بن عمرو عبدالکریم: حمدویہ کا بیان ہے کہ میرے اساتذہ نے ذکر کیا کہ: کرام وہی عبدالکریم بن عمرو واقعی ہے۔

۳۔ درست بن ابی منصور^{۴۵}: حمدویہ کا بیان ہے کہ میرے بعض اساتذہ نے ذکر کیا: درست بن ابی منصور واسطی واقعی تھا۔

۴۔ احمد بن فضل خزاعی: حمدویہ کا بیان ہے کہ میرے بعض اساتذہ نے ذکر کیا: احمد بن فضل خزاعی واقعی تھا۔

۵۔ عبداللہ بن عثمان حناط: حمدویہ کا بیان ہے کہ حسن بن موسیٰ نے ذکر کیا: عبداللہ بن عثمان واقعی تھا۔

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

۱ ص ۳۸۱ ن ۳۴۳۳، إعیان الشیعة ۶ ص ۲۵۶، نقد الايضاح ۱۱۹ (ذیل الفهرست)، معجم رجال الحديث ۶ ص ۲۹۹ ن ۴۰۹۷، قاموس الرجال ۳ ص ۴۴۳.

^{۴۵} رجال البرقي ۴۸ و ۴۹، رجال النجاشي ۱ ص ۳۷۳ ن ۴۲۸، رجال الطوسي ۱۹۱، فهرست الطوسي ۹۴ ن ۲۹۰، معالم العلماء ۴۹ ن ۳۲۶، تحرير الطاووسي ۱۰۱ ن ۱۴۹، رجال ابن داود ۴۵۲ ن ۱۷۴، نقد الرجال ۱۳۱، مجمع الرجال ۲ ص ۲۹۵، نقد الايضاح ۱۳۴، جامع الرواة ۱ ص ۳۱۰، الوجيزة ۱۵۲، بحیة الآمال ۴ ص ۹۲، تنقيح المقال ۲ ص ۴۱۷ ن ۳۸۸۰، إعیان الشیعة ۶ ص ۳۹۵، الذریعة ۶ ص ۳۳۰ ن ۱۸۸۹، العندبیل ۱ ص ۲۶۶، الجامع فی الرجال ۱ ص ۷۵۵، معجم رجال الحديث ۷ ص ۱۳۹ ن ۴۴۵۴، قاموس الرجال ۴ ص ۷۰.

امام موسیٰ کاظمؑ اور امام علی رضاؑ کے اصحاب میں فقہاء کے نام
تَسْمِیَةُ الْفُقَهَاءِ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَ أَبِي الْحَسَنِ الرَّضَا عَلَيْهِمَا السَّلَامُ
۱۰۵۰ أَجْمَعَ أَصْحَابُنَا عَلَى تَصْحِيحِ مَا يَصِحُّ عَنْ هَؤُلَاءِ وَ تَصْدِيقِهِمْ، وَ
أَقْرَأُوا لَهُمْ بِالْفَقْهِ وَ الْعِلْمِ: وَ هُمْ سِتَّةٌ نَفَرٍ آخِرِ دَوْنِ السِتَّةِ نَفَرِ الَّذِينَ ذَكَرْنَاهُمْ
فِي أَصْحَابِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع)، مِنْهُمْ يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَ صَفْوَانُ بْنُ
يَحْيَى بِياع السَّابِرِي، وَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَمِيرٍ، وَ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ الْمَغِيرَةِ، وَ الْحَسَنُ
بْنُ مَحْبُوبٍ، وَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، وَ قَالَ بَعْضُهُمْ: مَكَانُ الْحَسَنِ بْنِ
مَحْبُوبٍ: الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ فَضَالٍ وَ فَضَالَةُ بْنُ أَيُّوبَ، وَ قَالَ بَعْضُهُمْ: مَكَانُ
ابْنِ فَضَالٍ: عَثْمَانُ بْنُ عِيسَى، وَ أَفْقَهُ هَؤُلَاءِ يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَ صَفْوَانُ
بْنُ يَحْيَى ۱۴۶.

ہمارے علماء نے ان افراد کی صحیح روایات کے صحیح ہونے اور ان کی تصدیق کرنے اور ان
کے لیے فقاہت اور دانش کے اقرار پر اتفاق کیا ہے: اور وہ ان چھ افراد کے علاوہ دیگر چھ افراد
ہیں: ۱۔ یونس بن عبد الرحمن، ۲۔ صفوان بن یحییٰ پارچہ فروش، ۳۔ محمد بن ابی عمیر،
۴۔ عبد اللہ بن مغیرہ، ۵۔ حسن بن محبوب، ۶۔ احمد بن محمد بن ابی نصر۔

امام موسیٰ کاظمؑ اور امام علی رضاؑ کے اصحاب میں فقہاء کے نام ۲۵۳

اور بعض نے حسن بن محبوب کی جگہ حسن بن علی بن فضال اور فضالہ بن ایوب کو ذکر کیا ہے اور بعض نے ابن فضال کی جگہ عثمان بن عیسیٰ کو ذکر کیا ہے اور ان سب سے بڑے فقیہ یونس بن عبدالرحمن اور صفوان بن یحییٰ تھے^{۱۴۷}۔

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

^{۱۴۷}۔ ائمہ معصومینؑ کے زمانے میں شیعہ فقہاء اور مجتہدین کے موجود ہونے کی یہ بہت مستند دلیل ہے اس سے پہلے بھی دو جگہوں پر اس قسم کی تعبیریں جناب کشی نے پیش کی ہیں اور یہاں سے ایک بحث علم رجال میں بعنوان اصحاب اجماع وجود میں آئی ہے اس میں صحیح یہ ہے کہ یہ تعبیریں خود ان راویوں کی بلند پایہ شخصیت کے بیان کرنے کے لیے پیش ہوئی ان سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جب کسی سند میں یہ راوی واقع ہوں تو اس کی باقی سند کو دیکھنے کی ضرورت نہ ہو۔

احمد بن اسحاق قمی^{۱۳۸} اور ایوب بن نوح

احمد بن اسحاق قمی جو کہ ایک نیک اور صالح تھے اور ایوب بن نوح کے متعلق روایات:

ما روی فی أحمد بن إسحاق القمی و کان صالحا و ایوب بن نوح
 ۱۰۵۱ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الْقَاسِمِ الْقُمِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ
 الْحُسَيْنِ الْقُمِّيُّ الْأَبِيُّ أَبُو عَلِيٍّ، قَالَ كَتَبَ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الصَّلْتِ
 الْقُمِّيُّ، إِلَى الدَّارِ كِتَابًا ذَكَرَ فِيهِ قِصَّةَ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ الْقُمِّيِّ وَ صُحْبَتِهِ، وَ أَنَّهُ
 يُرِيدُ الْحَجَّ وَ احْتِاجَ إِلَى أَلْفِ دِينَارٍ، فَإِنْ رَأَى سَيِّدِي أَنْ يَأْمُرَ بِإِقْرَاضِهِ إِيَّاهُ
 وَ يَسْتَرْجِعَ مِنْهُ فِي الْبَلَدِ إِذَا أَنْصَرَفْنَا فَأَفْعَلْ! فَوَقَعَ (ع) هِيَ لَهُ مِنْ صَلَّةٍ، وَ إِذَا

^{۱۳۸}۔ رجال البرقی ۶۰ و ۵۶، رجال النجاشی ص ۲۳۳ و ۲۲۳، رجال الطوسی ۹۸ و ۱۳ و ۴۲، فہرست الطوسی ۵۰ و ۸
 ، معالم العلماء ص ۶۹، رجال ابن داود ص ۵۹، التحریر الطاوسی ص ۳۱، رجال العلایہ الحللی ۱۵، نقد الرجال ص ۱۸ و ۱۲، مجمع
 الرجال ص ۹۵، جامع الرواۃ ص ۴۲، وسائل الشیعہ ص ۲۰ و ۲۶، الوجیزۃ ص ۱۴، منتہی المقال ص ۳۰، بحجۃ آمال ص ۱۸، تنقیح
 المقال ص ۵۰ و ۲۹، الذریعۃ ص ۱۵ و ۳۱، العندبیل ص ۱۸، الجامع فی الرجال ص ۹۴، معجم رجال الحدیث
 ص ۲ و ۴، قاموس الرجال ص ۳۹۳، نجاشی نے وفد قمیین اور امام ابو محمد حسن عسکری کے خواص میں شمار
 کیا اور شیخ طوسی نے فہرست میں فرمایا: کبیر القدر، وکان من خواص أبی محمد علیہ السلام، ورأی صاحب
 الزمان علیہ السلام وهو شیخ القمیین ووافدهم. ولہ کتب، منها: کتاب علل الصلاۃ-کبیر-ومسائل
 الرجال لابی الحسن الثالث؛ بلند مرتبہ شخصیت اور امام ابو محمد کے خواص میں سے تھے انہیں امام زمانہ کی زیارت نصیب
 ہوئی اور وہ قمیوں کے بزرگ اور ان کے وفود کے رہبر تھے اور ان کی کتابوں میں علل نماز بہت بڑی کتاب ہے اور امام
 ابوالحسن ثالث سے سوالات بھی لکھے ہیں۔ اور شیخ طوسی نے رجال میں بھی ثقہ قمی قرار دیا

رَجَعَ فَلَهُ عِنْدَنَا سِوَاهَا، وَ كَانَ أَحْمَدُ لَضَعْفِهِ لَا يَطْمَعُ نَفْسُهُ فِي أَنْ يَبْلُغَ الْكُوفَةَ، وَ فِي هَذِهِ مِنَ الدَّلَالَةِ ۱۴۹.

احمد بن حسین قمی آبی ابو علی کا بیان ہے کہ محمد بن احمد بن صلت قمی نے امام کی طرف ایک خط لکھا جس میں احمد بن اسحاق قمی کا قصہ اور اس کی صحبت کا ذکر کیا اور یہ وہ حج کرنا چاہتا ہے اور ہزار دینار کا ضرورت مند ہے اگر میرے مولا مناسب سمجھیں تو حکم فرمائیں کہ یہ قرض اسے دیا جائے اور جب وہ واپس لوٹے گا تو اس سے لے لیا جائے گا۔

امام نے توقیع میں فرمایا: یہ اس کے لیے ہماری طرف سے ہدیہ کریں اور جب وہ لوٹے تو ہمارے پاس اس کے علاوہ بھی اس کے لیے عطیہ موجود ہے حالانکہ احمد اپنے ضعف و کمزوری کی وجہ سے کوفہ تک پہنچنے سے بھی ناامید ہو چکا تھا۔

یہ روایت اس کی عظمت و جلالت پر دلالت کرتی ہے۔

۱۰۵۲ جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوفٍ الْكَشِّيُّ، قَالَ كَتَبَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْبَلْخِيُّ إِلَى يَزِيدَ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ رُوحِ الْقُمِيِّ، أَنَّ أَحْمَدَ بْنَ إِسْحَاقَ كَتَبَ إِلَيْهِ يَسْتَأْذِنُهُ فِي الْحَجِّ: فَأَذِنَ لَهُ، وَ بَعَثَ إِلَيْهِ بِتَوْبٍ، فَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ نَعِيَ إِلَى نَفْسِي، فَأَنْصَرَفَ مِنَ الْحَجِّ فَمَاتَ بِحُلْوَانَ. أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ سَعْدِ الْقُمِيِّ عَاشَ بَعْدَ وَفَاةِ أَبِي مُحَمَّدٍ (ع).

وَ أَتَيْتُ بِهَذَا الْخَبَرِ لِيَكُونَ أَصَحَّ لِصَلَاحِهِ وَ مَا خُتِمَ لَهُ بِهِ.

جعفر بن معروف کشتی کا بیان ہے کہ ابو عبد اللہ بلخی نے مجھے لکھ بھیجا کہ حسین بن روح قتی نے بیان کیا: احمد بن اسحاق نے امام کی طرف نامہ لکھا جس میں حج کے لیے جانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اسے اجازت دی اور اس کی طرف ایک لباس بھی بھیج دیا۔
احمد بن اسحاق نے کہا: مجھے میری موت کی خبر دی گئی ہے تو وہ حج سے لوٹتے ہوئے حلوان کے مقام پر فوت ہو گئی۔

کشتی فرماتے ہیں: احمد بن اسحاق بن سعد قتی امام ابو محمد عسکری کے بعد بھی زندہ رہا^{۱۵۰} اور اس خبر کو میں نے اس لیے ذکر کیا تاکہ اس کی نیکی اور خاتمہ بالخیر کی سند قرار پائے۔

^{۱۵۰}۔ اور ان کے امام حسن عسکری کے بعد زندہ رہنے کی دلیل وہ روایت بھی جو کلینی نے کافی میں نقل کی: عن محمد بن عبد اللہ، و محمد بن یحییٰ، جمیعاً عن عبد اللہ بن جعفر الحمیری، قال: "اجتمعت أنا والشیخ أبو عمرو (رحمہ اللہ) عند أحمد بن إسحاق فغفزی أحمد بن إسحاق أن أسأله عن الخلف، فقلت له: یا أبا عمرو إني أريد أن أسألك عن شيء وما أنا بشاك فيما أريد أن أسألك عنه، قال: سل، حاجتك، فقلت له: أنت رأيت الخلف من بعد أبي محمد عليه السلام، فقال: إي والله؛ عبد اللہ بن جعفر حمیری نے کہا میں اور شیخ ابو عمرو احمد بن عمرو کے پاس جمع ہوئے تو انہوں نے مجھے کہا کہ میں ان سے امام زمانہ کے بارے میں سوال کروں میں نے کہا: اے ابو عمرو! میں آپ سے ایک چیز کے بارے میں سوال کرنا چاہتا ہوں حالانکہ میں اس میں ہرگز شک نہیں کرتا ہوں، فرمایا: اپنی حاجت پوچھو، میں نے کہا: کیا آپ نے امام حسن عسکری کے بعد امام زمانہ کو دیکھا ہے؟ فرمایا: ہاں خدا کی قسم [کافی، ج ۱، کتاب الحجۃ ۴، باب فی تسمیۃ من رآہ، ۷۷، ح ۱۶۰]۔ اسے شیخ طوسی نے کتاب الغیبت میں "السفر الممدوحین" میں اس سند [عن جماعۃ، عن ابی القاسم جعفر بن محمد بن تولویہ، و ابی غالب الزراری، و ابی محمد التلعکبری، کلہم] سے کلینی سے اسی طرح نقل کیا۔

اور شیخ طوسی نے یہ روایت [عن جماعۃ، عن ابی محمد ہارون، عن محمد بن ہمام، عن عبد اللہ بن جعفر، قال: "حججنا فی بعض السنین بعد مزیابی محمد علیہ السلام، فدخلت علی أحمد بن إسحاق بمدينة السلام، فرأيت أبا عمرو عنده، فقلت: إن هذا الشيخ - وأشرت إلى أحمد بن إسحاق - وهو عندنا الثقة المرضی حدثنا فیک بکیت وکیت" -] بھی حمیری سے نقل کی کہ ہم نے امام حسن عسکری کے بعد ایک سال حج کی تو

۱۰۵۳ محمد بن مسعود، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَيْسَى، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الرَّازِيِّ، قَالَ، كُنْتُ أَنَا وَ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْبَرْقِيُّ بِالْعَسْكَرِ فَوَرَدَ عَلَيْنَا رَسُولٌ مِنَ الرَّجُلِ فَقَالَ لَنَا الْغَائِبُ الْعَلِيلُ ثَقَّةٌ وَ أَيُّوبُ بْنُ نُوحٍ وَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَمْدَانِيُّ وَ أَحْمَدُ بْنُ حَمْزَةَ وَ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقٍ ثَقَاتٌ جَمِيعاً.

ابو محمد رازی کا بیان ہے کہ میں اور احمد بن ابی عبد اللہ برقی عسکر میں تھے تو ہمارے پاس امام کا ایک پیغام لانے والا آیا اور اس نے کہا: جو شخص غائب ہے اور علیل وہ ثقہ ہے^{۱۵۱} اور ایوب بن نوح، ابراہیم بن محمد ہمدانی اور احمد بن حمزہ اور احمد بن اسحاق یہ سب ثقہ اور معتمد افراد ہیں۔

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

میں احمد بن اسحاق کے پاس گیا میں نے ابو عمرو کو ان کے پاس دیکھا میں نے احمد بن اسحاق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہ شیخ ہمارے نزدیک ثقہ اور معتمد ہے اس نے آپ کے بارے میں ہمیں یہ باتیں بیان کیں۔

^{۱۵۱}۔ وحید بہبانی نے منہج المقال کے تعلیقہ اور حاشیہ میں ص ۲۷ میں فرمایا: علیل سے مراد علی بن جعفر ہمانی ہے، جیسا کہ نقد الرجال تفریسی، ج ۱ ص ۸۶ ط محققہ کے حاشیہ میں اس کی تصریح کی ہے۔

محمد بن حسن واسطی^{۱۵۲}

۱۰۵۴ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَتِيبِيُّ، قَالَ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ: مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ كَانَ كَرِيمًا عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ (ع)، وَأَنَّ أَبَا الْحَسَنِ (ع) أَنْفَذَ نَفَقَتَهُ فِي مَرَضِهِ وَ أَكْفَنَهُ وَ أَقَامَ مَاتَمَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ.

علی بن محمد قتیبی نے فضل بن شاذان سے نقل کیا کہ محمد بن حسن امام ابو جعفر کے حضور میں شرف یاب ہوا تھا اور امام ابو الحسن نے اس کی مرض میں اس کے اخراجات بھیجے تھے اور اس کی وفات کے بعد اس کے کفن و دفن کے انتظامات فرمائے تھے اور اس کے لیے سوگواری میں بیٹھے^{۱۵۳}۔

ابو جعفر بصری^{۱۵۴}

۱۰۵۵ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَتِيبِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ الْبَصْرِيُّ، وَ كَانَ ثِقَةً فَاضِلًا صَالِحًا.

علی بن محمد قتیبی نے فضل بن شاذان سے نقل کیا کہ ابو جعفر بصری ایک ثقہ و معتمد اور فاضل اور نیکوکار انسان تھے۔

MANZAR AELIYA

^{۱۵۲}۔ رجال شیخ طوسی، اصحاب جواد، ن ۳۰، رجال ابن داود، ص ۱۷۱، فائق المقال، ن ۸۷۰، رجال علامہ حلی ص ۱۵۱، ۶۸، تحریر طاووسی، ۳۷۹، ۵۲۱، طرائف المقال، ص ۳۶۶، ن ۲۵۸۴، نقد الرجال، ص ۲، ۱۸۲، ن ۴۶۰۶، معجم رجال الحديث ۱۰۵۷۴، تهذيب الاحكام شیخ طوسی، ۱، باب تلقین المحقرین من الزیادات، حدیث ۱۵۲۴۔

^{۱۵۳}۔ رجال کشتی، ص ۵۵۸۔
^{۱۵۴}۔ رجال شیخ طوسی، ن ۶۴۰۹، اصحاب امام جواد، باب کنیت، رجال ابن داود، قسم اول ۲۱۵، ن ۱۵، باب کنیت، رجال علامہ حلی، قسم اول ۱۹۰، ۲۸، (قتیبی کی وجہ سے اس روایت کی سند معتبر نہیں) تحریر طاووسی، ۶۵۰، ن ۴۹۴، فائق المقال، ن ۱۶، باب کنیت، تهذيب المقال، طرائف المقال، ن ۲۶۷۶، ص ۳۷۶۔

نوح بن صالح بغدادی^{۱۵۵}

۱۰۵۶ سَأَلَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الشَّاذَانِيُّ، أَبَا مُحَمَّدٍ الْفَضْلَ بْنَ شَاذَانَ، قَالَ: إِنَّا رُبَّمَا صَلَّيْنَا مَعَ هَؤُلَاءِ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ، فَلَا نُحِبُّ أَنْ نَدْخُلَ الْبَيْتَ عِنْدَ خُرُوجِنَا مِنَ الْمَسْجِدِ، فَيَتَوَهَّمُوا عَلَيْنَا أَنَّ دُخُولَنَا الْمَنْزِلَ لَيْسَ إِلَّا لِإِعَادَةِ الصَّلَاةِ الَّتِي صَلَّيْنَا مَعَهُمْ، فَتَنْدَافِعُ بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ إِلَى صَلَاةِ الْعَتَمَةِ فَقَالَ لَا تَفْعَلُوا هَذَا مِنْ ضَيْقِ صُدُورِكُمْ، مَا عَلَيْكُمْ لَوْ صَلَّيْتُمْ مَعَهُمْ فَتَكَبَّرُوا فِي مَرَّةٍ وَاحِدَةٍ ثَلَاثًا أَوْ خَمْسَ تَكْبِيرَاتٍ، وَتَقْرَأُوا فِي كُلِّ رَكْعَةِ الْحَمْدِ وَ سُورَةَ آيَةِ سُورَةِ شَتْتُمْ بَعْدَ أَنْ تَتِمُّوَهَا عِنْدَ مَا يَتِمُّ إِمَامُهُمْ، وَتَقُولُوا فِي الرُّكُوعِ سُبْحَانَ رَبِّي الْعَظِيمِ وَ بِحَمْدِهِ بِقَدْرٍ مَا يَتَأْتِي لَكُمْ مَعَهُمْ، وَ فِي السُّجُودِ كَمَثَلِ ذَلِكَ، وَ تَسْلَمُوا مَعَهُمْ، وَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكُمْ لَأَنْفُسِكُمْ، وَلِيَكُنَ الْإِمَامُ عِنْدَكُمْ وَالْحَائِطُ بِمَنْزِلَةِ وَاحِدَةٍ، فَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْفَرِيضَةِ فَقُومُوا مَعَهُمْ فَصَلُّوا السَّنَةَ بَعْدَهَا أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ-

^{۱۵۵}۔ اسی حدیث میں اس کا نام نوح بن شعیب آیا ہے اور اس کا نام بھی یہی معروف ہے اگرچہ کئی نے (بعض ان نوح بن صالح بغدادی) ذکر کیا ہے، رجال اکشی ۳۶۷ ن ۳۳۸، رجال الطوسی ۴۰۸ ن ۱، التحریر الطاوسی ۲۸۷ ن ۴۳۲، رجال العلایہ الحلی ۳۷۳ ن ۱ و ۲، نقد الرجال ۳۶۳ ن ۷ و ۸ و ۹، مجمع الرجال ۶ ص ۱۸۴، جامع الرواة ۲ ص ۲۹۶، وسائل الشیعة ۲۰ ص ۳۵۸ ن ۱۲۱۴، ہدایۃ المحدثین ۱۵۶، بحیۃ النبال ۷ ص ۱۵۵، تنقیح المقال ۳ ص ۲۷۶ ن ۱۲۵۹۰ و ۱۲۵۹۲، معجم رجال الحدیث ۱۹ ص ۱۸۲ ن ۱۳۱۰۵ و ۱۳۱۰۶ و ۱۳۱۰۷ و ۱۳۱۰۸ و ۱۳۱۰۹، قاموس الرجال ۹ ص ۲۳۹۔

ابو عبد اللہ شاذانی کا بیان ہے کہ میں نے ابو محمد فضل بن شاذان سے سوال کیا کہ کبھی ہمیں مخالفین کے ساتھ نماز مغرب مجبوراً اقتداء میں پڑھنی پڑتی ہے اور پھر بعض اوقات ہمیں اس خوف سے فرصت میسر نہیں آتی کہ ہم اپنے گھر میں اس نماز کا اعادہ کر سکیں کہ کہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ گھر میں نماز کا اعادہ کرنے گئے تھے تو اس کے بعد ہمیں نماز عشاء ان کے ساتھ پڑھنا پڑتی ہے، تو نماز مغرب کے اعادے کے بغیر نماز عشاء پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

انہوں نے جواب دیا: تمہیں کسی طرح کے اعادے کی ضرورت نہیں ہے تمہارے بس اتنا کافی ہے کہ ایک مرتبہ یا تین بار یا پانچ دفعہ اللہ اکبر کہو اور سورہ حمد اور کوئی دوسری سورہ پڑھ لو اور ان کے امام کی قراءت کے مکمل ہونے سے پہلے اسے تمام کرو اور ان کے ساتھ رکوع و سجود کرو اور رکوع میں جتنا ان کے ساتھ میسر آئے رکوع کا ذکر پڑھو (سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَ بِحَمْدِهِ) اور سجدے میں اسی طرح سجدے کا ذکر اور ان کے ساتھ سلام کہو تو تمہاری اپنی نماز کامل ہے اور اس امام کو مسجد کے ستون مانند سمجھو، جب وہ فریضہ سے فارغ ہو تو ان کے ساتھ اٹھ کر چار رکعت سنت کے پڑھو۔

فَقَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ أَمْ فَلَيْسَ بِجُوزٍ إِذَا فَعَلْتَ مَا ذَكَرْتُ قَالَ نَعَمْ فَهَلْ سَمِعْتَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِنَا يَفْعَلُ هَذِهِ الْفَعْلَةَ قَالَ نَعَمْ كُنْتُ بِالْعِرَاقِ وَ كَانَ يَضِيقُ صَدْرِي عَنِ الصَّلَاةِ مَعَهُمْ كَضِيقِ صُدُورِكُمْ، فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى فَقِيهِ هُنَاكَ يُقَالُ لَهُ نُوحُ بْنُ شُعَيْبٍ فَأَمَرَنِي بِمِثْلِ الَّذِي أَمَرْتُكُمْ بِهِ، فَقُلْتُ هَلْ يَقُولُ هَذَا غَيْرُكَ قَالَ نَعَمْ، فَاجْتَمَعْتُ مَعَهُ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ نَحْوُ مِنْ عَشْرِينَ رَجُلًا مِنْ مَشَايِخِ أَصْحَابِنَا، فَسَأَلْتُهُ يَعْنِي نُوحُ بْنُ شُعَيْبٍ أَنْ يَجْرِيَ بِحَضْرَتِهِمْ ذِكْرًا مِمَّا سَأَلْتُهُ مِنْ هَذَا، فَقَالَ نُوحُ بْنُ شُعَيْبٍ يَا مَعْشَرَ مَنْ حَضَرَ أَلَا تَعْجَبُونَ مِنْ

هَذَا الْخُرَاسَانِيُّ الْغَمَرِ يَظُنُّ فِي نَفْسِهِ أَنَّهُ أَكْبَرُ مِنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ، وَ يَسْأَلُنِي هَلْ يَجُوزُ الصَّلَاةُ مَعَ الْمُرَجَّةِ فِي جَمَاعَتِهِمْ فَقَالَ جَمِيعٌ مَنْ كَانَ حَاضِرًا مِنَ الْمَشَايخِ: كَقَوْلِ نُوحِ بْنِ شُعَيْبٍ، فَعِنْدَهَا طَابَتْ نَفْسِي وَ فَعَلْتُهُ.

راوی نے کہا: اے ابو محمد جب اس طرح کر سکیں تو کیا دیگر طریقے سے نماز پڑھنا جائز نہ ہوگی؟
انہوں نے کہا: ہاں۔

میں نے کہا: کیا آپ نے ہمارے علماء میں سے کسی اور کو دیکھا جو اس طرح کرتا ہو؟
انہوں نے کہا: ہاں، میں عراق میں تھا اور ان کے ساتھ نماز ان کے طریقے سے نماز پڑھتے ہوئے میرا سینہ تنگ ہو جاتا تھا جیسے تمہارے دل تنگ ہوتے ہیں تو میں نے وہاں ایک فقیہ سے جسے نوح بن شعیب کہتے تھے ان سے اس بات کی شکایت کی تو انہوں نے مجھے اسی طرح کرنے کا حکم دیا جیسے میں نے تمہیں بتایا ہے۔
میں نے اس سے کہا: کیا دوسرا کوئی بھی اس طریقے کا قائل ہے۔

انہوں نے کہا: ہاں، تو میں ان کے ساتھ ایک محفل میں گیا جہاں ہمارے علماء میں سے ۲۰ بزرگان جمع تھے تو میں نے نوح بن شعیب سے یہی مسئلہ ان کی موجودگی میں پوچھا تا کہ ان کے سامنے اس مسئلے کو بیان کریں تو نوح بن شعیب نے بلند آواز سے فرمایا: اے حضار مجلس! کیا تم اس خراسانی سے تعجب نہیں کرتے جو اپنے آپ کو ہشام بن حکم سے بھی بڑا عالم سمجھتا ہے اور مجھ سے سوال کرتا ہے کہ کیا مرجئہ کی جماعت میں ان کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے: تو سب بزرگان جو اس مجلس میں حاضر تھے انہوں نے نوح بن شعیب کی طرح جواب دیا تو اس وقت میرے دل کو اطمینان حاصل ہوا اور میں نے ایسا کرنا شروع کر دیا۔

احمد بن حماد مروزی^{۱۵۶}

^{۱۵۶}۔ رجال البرقی: ۵۶ اصحاب الجواد، رجال الشيخ: ۳۹۸ ن ۹ اصحاب الجواد، رجال ابن داود، قسم ثانی، ص ۲۲۸ ن ۲۵ فرمایا: احمد بن حماد المروزی، عن رجال الکشی: ضعیف۔ رجال علامہ علی، قسم ثانی، ص ۲۰۳ ن ۱۷ اس کے ترجمہ میں کشتی کی پہلی روایت نقل کی اور اس میں امام ماضی سے مراد امام باقر علیہ السلام ہے اور اس کے بعد کہا: اور اس سے ایسی چیزیں نقل ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ علماء نے اس کی روایت کو ترک کر دیا میں نے اپنی رجال کبیر میں اس کو ذکر کیا میرے نزدیک بہتر ہے کہ اس کی روایت میں توقف کیا جائے۔ روی عنہ اشیاء تدل علی ترک العلم بروایت، وقد ذکرته فی الکتاب الکبیر والاولی عندی التوقف فیما رویہ، اور شیخ نے رجال: ۲۲۸ ن ۸ باب اصحاب العسکری میں ذکر کیا: "احمد بن حماد المحمودی، یکنی ابا علی"۔ ظاہر اس سے مراد محمد بن احمد بن حماد اس کا بیٹا ہے کیونکہ شیخ نے التذیب: ۱۰ / ۳۴ ح ۱۵۷، الاستبصار: ۳ / ۲۱۶ ح ۸۰۹ میں فرمایا کہ محمودی سے مراد اس کا بیٹا (محمد بن احمد بن حماد) ہوتا ہے اور اس کی تائید رجال کشتی ص ۵۵۹ ح ۱۰۵۷ و ص ۵۶۱ ح ۱۰۶۰ کی سندوں سے سمجھا جاتا ہے کہ "ابو علی المحمودی" سے مراد "محمد بن احمد بن حماد المروزی" نہ "احمد بن حماد"، التحریر الطاوسی، ص ۵۵۵ ن ۳۲، نقد الرجال، ج ۱ ص ۲۲۲، اور محقق خوئی معجم رجال الحدیث، ج ۲ ص ۱۱۴ ن ۵۴۲ میں اس کو حسن اور ممدوح قرار دیتے ہیں اور اس کی مذمت کی منقولات کی سند ضعیف ہونے کی وجہ سے ان پر اعتماد نہیں کرتے، ان کی عبارت یہ ہے: الرجل ممدوح فهو من الحسان، ویکیفی فی ثبوت ذلك، قول ابی جعفر علیہ السلام، فیما رواه الکشی بسند قوی: "وهو عندنا علی حالة محمودة"۔ واما ما فی کتاب ابی عبید اللہ الشاذلی (محمد بن نعیم) من قول فضل بن شاذان، من انه ظہر له منه (احمد بن حماد) الکذب: فهو لم یثبت، لان محمد ابن نعیم لم تثبت وثاقته، علی ان ظہور الکذب احیاناً لا ینافی حسن الرجل فان الجواد قد کیو. واما ما عن الحسن بن الحسین، من ان احمد بن حماد استحل منه مالا له خطر، فطریقة مجهول.

۱۰۵۷ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ الْمُحَمَّدِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَمَّادٍ الْمَرْوَزِيُّ، قَالَ كَتَبَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) إِلَى أَبِي فِي فِصْلِ مِنْ كِتَابِهِ فَكَانَ قَدْ فِي يَوْمٍ أَوْ غَدٍ: ثُمَّ وَقَّيْتُ كُلَّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يَظْلُمُونَ، أَمَّا الدُّنْيَا فَتَحْنُ فِيهَا مُتَفَرِّجُونَ فِي الْبِلَادِ، وَلَكِنْ مِنْ هَوَى صَاحِبِهِ فَإِنْ بَدِينَهُ فَهُوَ مَعَهُ وَإِنْ كَانَ نَائِيًا عَنْهُ، وَأَمَّا الْآخِرَةُ فَهِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۱۵۷. وَقَالَ الْمُحَمَّدِيُّ: وَكَتَبَ إِلَى الْمَاضِي (ع) بَعْدَ وَفَاةِ أَبِي قَدْ مَضَى أَبُوكَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَنْكَ وَهُوَ عِنْدَنَا عَلَى حَالَةِ مَحْمُودَةٍ وَلَنْ تَبْعُدَ مِنْ تِلْكَ الْحَالِ.

ابو علی محمودی کا بیان ہے کہ امام ابو جعفرؑ نے میرے والد کے نام خط کے ایک پیرائے میں تحریر فرمایا: موت تو آج یا کل آنے والی ہے پھر ہر جان کو اس کے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ذرا بھی ظلم نہیں کیا جائیگا اس دنیا میں ہم دور دور شہروں میں رہتے ہیں لیکن جو شخص اپنے امام کی مرضی کو ترجیح دے اور اس کے دین اور عقیدے کو اپنائے تو وہ آخرت میں بھی ان کے ساتھ ہوگا اگرچہ وہ اس دنیا میں ان سے بہت دور رہتا ہو لیکن آخرت سکون اور آرام کی جگہ ہے۔

اور محمودی نے بتایا کہ امام نے میرے باپ کی وفات کے بعد مجھے ایک تعزیت نامہ لکھا: تیرا والد فوت ہو گیا خدا اس سے اور تجھ سے راضی ہو در حالانکہ اس نے ہمارے پاس قابل تعریف زندگی گزاری اور وہ اس حالت سے کبھی نہیں بھٹکا۔

۱۰۵۸ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي الْمُحَمَّدِيُّ، إِنَّهُ دَخَلَ عَلَى ابْنِ أَبِي دَاوُدَ وَهُوَ فِي مَجْلِسِهِ وَحَوْلَهُ أَصْحَابُهُ، فَقَالَ لَهُمْ ابْنُ أَبِي دَاوُدَ يَا هَؤُلَاءِ مَا

تَقُولُونَ فِي شَيْءٍ قَالَهُ الْخَلِيفَةُ الْبَارِحَةُ فَقَالُوا وَمَا ذَلِكَ قَالَ: قَالَ الْخَلِيفَةُ مَا تَرَى الْعَلَائِيَّةَ تَصْنَعُ إِنْ أَخْرَجْنَا إِلَيْهِمْ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) سَكَرَانَ يُنْشِئُ مُضْمَخًا بِالْخُلُقِ! قَالُوا إِذَا تَبَطَّلَ حُجَّتُهُمْ وَيَبْطُلُ مَقَالُهُمْ، قُلْتُ: إِنَّ الْعَلَائِيَّةَ يَخَالِطُونَنِي كَثِيرًا وَيَفْضُونَ إِلَيَّ بِسَرِّ مَقَالَتِهِمْ وَلَيْسَ يَلْزَمُهُمْ هَذَا الَّذِي جَرَى! فَقَالَ وَمِنْ أَيْنَ قُلْتُ قُلْتُ: إِنَّهُمْ يَقُولُونَ لَا بُدَّ فِي كُلِّ زَمَانٍ وَعَلَى كُلِّ حَالٍ لِلَّهِ فِي أَرْضِهِ مِنْ حُجَّةٍ يَقْطَعُ الْعُذْرَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ خَلْقِهِ، قُلْتُ، فَإِنْ كَانَ فِي زَمَانٍ الْحُجَّةُ مِنْ هُوَ مِثْلُهُ أَوْ فَوْقَهُ فِي النَّسَبِ وَالشَّرَفِ كَانَ أَدْلُ الدَّلَائِلِ عَلَى الْحُجَّةِ لَصَلَةِ السُّلْطَانِ مِنْ بَيْنِ أَهْلِهِ وَلَوْعِهِ بِهِ، قَالَ، فَعَرَضَ ابْنُ أَبِي دَاوُدَ هَذَا الْكَلَامَ عَلَى الْخَلِيفَةِ، فَقَالَ لَيْسَ إِلَيَّ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ حِيلَةٌ لَا تُؤَدُّوا أَبَا جَعْفَرٍ.

وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الشَّاذَانِي بِخَطِّهِ، سَمِعْتُ الْفَضْلَ بْنَ شَاذَانَ، يَقُولُ: التَّقِيْتُ مَعَ أَحْمَدَ بْنِ حَمَّادِ الْمُتَشِيعِ، وَكَانَ ظَهَرَ لَهُ مِنْهُ الْكَذِبُ فَكَيْفَ غَيْرُهُ، فَقَالَ أَمَا وَاللَّهِ لَوْ تَغَرَّغْتُ عِدَاوَتَهُ لَمَا صَبَرْتُ، فَقَالَ الْفَضْلُ: هَكَذَا وَاللَّهِ قَالَ لِي كَمَا ذَكَرَ.

محمودی کا بیان ہے کہ میں ابن ابی داود کے پاس گیا وہ اپنے اصحاب کے درمیان محفل جمائے بیٹھا تھا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم اس بات کے بارے میں کیا کہتے ہو جو رات کو خلیفہ نے کہی؟

انہوں نے کہا: وہ کیا بات ہے؟

اس نے بتایا: خلیفہ نے کہا: یہ علاقہ (شیعہ) کیا کریں گے اگر ہم ان کے پاس ابو جعفر کو نشہ پلا کر خوشبو لگا کر پیش کریں؟

وہ کہنے لگے: پھر تو ان کی دلیل باطل ہو جائے گی۔

میں نے کہا: شیعہ میرے ساتھ بہت زیادہ ملتے جلتے ہیں اور وہ مجھے اپنے نظریات کے راز بتایا کرتے ہیں اور خلفیہ کی یہ بات ان کے نظریات کو باطل نہیں کر سکتی۔
اس نے بو کھلا کر کہا: یہ تو کیسے کہتا ہے؟

میں نے کہا: وہ کہتے ہیں ہر زمانے اور ہر حالت میں خدا کی زمین میں خدا کی طرف سے ایک حجت خدا کا ہونا لازمی ہے جو خدا اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہو اور لوگوں کے سوالوں کے جواب دیکر ان کے عذر کو ختم کرے، میں نے مزید کہا: اگر اس زمانے میں نسب و شرف میں کوئی شخص ابو جعفر کے مثل یا ان سے برتر ہوتا تو ضرور حاکم اس سے محبت کرتا اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتا۔

ابن داود نے یہ کلام خلیفہ کے سامنے پیش کیا تو اس نے کہا: ان لوگوں کے خلاف ہمیں کوئی بہانہ نہیں ملا اس لیے تو ابو جعفر کو اذیت نہ دو۔

کشی فرماتے ہیں: ابو عبد اللہ شاذانی کے واسطے سے فضل بن شاذان سے نقل کیا کہ میں نے احمد بن حماد (جو شیعہ کا اظہار کرتا تھا) سے ملاقات کی اور اس سے جھوٹ واضح تھا تو دوسروں کیا حالت ہوگی (جو شیعہ کا اظہار نہیں کرتے) ! اگر اس کی دشمنی واضح ہو جاتی تو میں ہر گز صبر نہ کرتا، اور فضل نے کہا: خدا کی قسم! اس نے اسی طرح مجھ سے کہا تھا۔

۱۰۵۹ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَيْبِيُّ، عَنِ الزُّفَرِيِّ بَكْرِ بْنِ زُفَرٍ الْفَارِسِيِّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحُسَيْنِ، أَنَّهُ قَالَ اسْتَحْلَ أَحْمَدُ بْنُ حَمَّادٍ مِنِّي مَالًا لَهُ خَطَرٌ، فَكَتَبْتُ رُقْعَةً إِلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع) وَشَكَوْتُ فِيهَا أَحْمَدَ بْنَ حَمَّادٍ، فَوَقَعَ فِيهَا:

خَوْفُهُ بِاللَّهِ! فَفَعَلْتُ وَلَمْ يَنْفَعْ، فَعَاوَدْتُهُ بِرِقْعَةٍ أُخْرَى أَعْلَمْتُهُ أَنِّي قَدْ فَعَلْتُ مَا أَمَرْتَنِي بِهِ فَلَمْ أُنْتَفِعْ، فَوَقَعَ إِذَا لَمْ يَحُلَّ فِيهِ التَّخْوِيفُ بِاللَّهِ فَكَيْفَ تَخَوْفُهُ بِأَنْفُسِنَا.

حسن بن حسن کا بیان ہے کہ احمد بن حماد نے مجھ سے بہت زیادہ مال چھین لیا تو میں نے امام ابو الحسن کی خدمت میں عریضہ لکھا جس میں اس کی شکایت کی تو آپ نے جواب تحریر فرمایا: اسے خدا سے ڈراؤ، تو میں نے ایسا کیا۔

لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا، میں نے ایک دوسرا نامہ امام کو لکھا اور بتایا کہ میں نے وہ ترکیب کی لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا تو آپ نے جواب لکھا: جب خدا کے خوف نے اس میں اثر نہیں کیا تو تو کیسے اسے ہمارے ذریعے ڈرانا چاہتا ہے؟^{۱۵۸}

۱۰۶۰ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ الْمَحْمُودِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِي الْهَذِيلِ الْعَلَّافِ، إِنِّي أَتَيْتُكَ سَائِلًا! فَقَالَ أَبُو الْهَذِيلِ سَلْ فَاسْأَلِ اللَّهَ الْعِصْمَةَ وَالتَّوْفِيقَ، فَقَالَ أَبِي أَلَيْسَ مِنْ دِينِكَ أَنْ الْعِصْمَةَ وَالتَّوْفِيقَ لَا يَكُونَانِ مِنَ اللَّهِ لَكَ إِلَّا بِعَمَلٍ تَسْتَحِقُّهُ بِهِ قَالَ أَبُو الْهَذِيلِ نَعَمْ، قَالَ فَمَا مَعْنَى دُعَائِي، أَعْمَلُ وَآخُذُ قَالَ لَهُ أَبُو الْهَذِيلِ هَاتِ مَسَائِلَكَ! فَقَالَ لَهُ

^{۱۵۸}۔ یعنی امام نے انسانیت کی اس بہت بڑی علامت کی طرف اشارہ فرمایا: ایک انسان مومن اور مسلمان کی علامت یہ ہے کہ اس کی ایک حد ہوتی ہے اور وہ آخری حد خدا کی ذات ہے جب تک انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کی ذات کا احساس اور خوف موجود ہو تو اس کی ہدایت کی جاسکتی ہے اسے متوجہ کیا جاسکتا ہے اور اگر کسی میں ذات خدا کا خوف ہی نہ ہو تو اس کو نبی اکرم ﷺ یا امام معصوم کا واسطہ دیں تو وہ کہاں مانے گا جب وہ ان کے خالق اور مالک کے واسطے کو نہیں مان رہا، خدا ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔

شیخی: أَخْبَرَنِي عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ (مائدہ ۳)
 قَالَ أَبُو الْهَذِيلِ قَدْ أَكْمَلَ لَنَا الدِّينَ! فَقَالَ شَيْخِي فَخَبَّرَنِي إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ
 مَسْأَلَةٍ لَا تَجِدُهَا فِي كِتَابِ اللَّهِ وَلَا فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا فِي قَوْلِ
 الصَّحَابَةِ وَلَا فِي حِيلَةٍ فَقَهَائِهِمْ مَا أَنْتَ صَانِعٌ فَقَالَ هَاتِ! فَقَالَ شَيْخِي خَبَّرَنِي
 عَنْ عَشْرَةِ كُلُّهُمْ عَيْنٌ وَقَعُوا فِي طُهُرٍ وَاحِدٍ بامرأةٍ وَهُمْ مُخْتَلِفُو الْأَفَةِ، فَمِنْهُمْ
 مَنْ وَصَلَ إِلَى بَعْضِ حَاجَتِهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ قَارَبَ حَسَبَ الْإِمْكَانِ مِنْهُ، هَلْ فِي
 خَلْقِ اللَّهِ الْيَوْمَ مَنْ يَعْرِفُ حَدَّ اللَّهِ فِي كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ مِقْدَارَ مَا ارْتَكَبَ مِنَ
 الْخَطِيئَةِ، فَيُقِيمُ عَلَيْهِ الْحَدَّ فِي الدُّنْيَا وَيُطَهِّرُهُ مِنْهُ فِي الْآخِرَةِ، وَلَنَعْلَمَ مَا تَقُولُ
 فِي أَنَّ الدِّينَ قَدْ أَكْمَلَ لَكَ فَقَالَ: هِيَاتِ خَرَجَ آخِرُهَا فِي الْإِمَامَةِ^{۱۵۹}.

ابو علی محمودی کا بیان ہے کہ مجھے میرے باپ نے بتایا کہ میں نے ابو الہذیل علف سے کہا
 : میں تیرے پاس سوال کرنے کے لیے آیا ہوں۔

اس نے کہا: پوچھو، میں خدا سے توفیق اور لغزش سے بچاؤ کی دعا کرتا ہوں۔
 میں نے کہا: کیا تیرا یہ نظریہ نہیں ہے کہ عصمت و توفیق خدا تیرے لیے صرف عمل کے
 بدلے میں ہوتی ہے جس کے ذریعے تو اس سے توفیق کا مستحق ہوتا ہے؟
 اس نے کہا: ہاں۔

میں نے کہا: تیری اس دعا کا کیا معنی ہے؟ عمل کر اور توفیق پالے؟
 اس نے کہا: اسے چھوڑو، اب اپنے مسائل پوچھو۔

میں نے کہا: اے شیخ! مجھے خداوند کے فرمان [کہ آج ہم نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا
[کا معنی بتاؤ؟

اس نے کہا: اس کا معنی یہ ہے کہ خدا نے ہمارے لیے دین مکمل کر دیا ہے۔
میں نے کہا: اے شیخ! یہ بتاؤ اگر میں تم سے ایک ایسے مسئلے کے بارے میں پوچھوں جسے تو
کتاب خدا، سنت نبی اکرم ﷺ، اقوال صحابہ اور فقہاء کے اجتہاد میں نہ پائے تو تو کیا کرے گا؟
اس نے کہا: وہ مسئلہ پیش کر۔

میں نے کہا: اے شیخ! مجھے ان دس مردوں کے بارے میں جو جنسی کمزوری (sexual
impotence) کا شکار ہوں اور وہ ایک عورت سے ایک ہی پاکی میں بدکاری کا شکار ہوں تو ان
میں بعض کچھ حد تک پہنچے ہوں اور بعض نے بقدر امکان دخول کیا ہو تو کیا آج مخلوق خدا میں
کوئی ایسا ہے جو ان میں سے ہر شخص کے بارے میں خدا کی حد کو جانتا ہو جتنا اس نے گناہ کا
ارتکاب کیا اور ان پر حد جاری کرے اور انہیں آخرت کے عذاب سے نجات دے، جبکہ آپ
کہتے ہیں کہ دین مکمل ہو گیا ہے؟
اس نے کہا: دور ہو جاؤ، آخر تم امامت تک پہنچ گئے۔

علی بن اسباط کوفی^{۱۶۰}

۱۰۶۱- كَانَ عَلِيُّ بْنُ أُسْبَاطٍ فَطْحِيًّا، وَاعْلَى بْنُ مَهْزِيَّارٍ إِلَيْهِ رِسَالَةٌ فِي النَّقْضِ عَلَيْهِ مَقْدَارَ جُزْءٍ صَغِيرٍ، قَالُوا فَلَمْ يَنْجَعْ ذَلِكَ فِيهِ وَمَاتَ عَلِيُّ مَذْهَبِهِ. علی بن اسباط فطحی تھا اور علی بن مسزیار نے اس کی طرف ایک مختصر رسالے میں نقد لکھا لیکن اس نے اپنے نظریے کو نہیں چھوڑا اور اسی پر فوت ہوا^{۱۶۱}۔

^{۱۶۰}۔ رجال البرقی ۵۵ و ۵۶، رجال النجاشی ۲ ص ۷۳ ن ۶۶۱، رجال الطوسی ۳۸۲ ن ۲۳ و ۴۰۳ ن ۱۰، فہرست الطوسی ۱۱۶ ن ۳۸۶، معالم العلماء ۶۳ ن ۴۳۰، رجال ابن داود ۴۸۱ ن ۳۲۱، التحریر الطائوسی ۱۸۷ ن ۲۶۲، رجال العلایة الحلی ۹۹ ن ۳۸، نقد الرجال ۲۲۷، مجمع الرجال ۲ ص ۱۶۶، جامع الرواة ۱ ص ۵۵۴، وسائل الشیعة ۲۰ ص ۲۵۷ ن ۷۷۱، ہدایۃ المحدثین ۱۱۴، بحیۃ الآمال ۵ ص ۳۷۵، تنقیح المقال ۲ ص ۲۶۸ ن ۸۱۷۲، الذریعة ۴ ص ۲۴۰ ن ۱۱۷۵ و ۸ ص ۲۳۷ ن ۱۰۰۲ و ۲۴ ص ۳۳۴ ن ۱۷۶۵، معجم رجال الحديث ۱ ص ۲۶۰ ن ۷۹۲۳، قاموس الرجال ۶ ص ۴۲۱۔

^{۱۶۱}۔ اس کے ثقہ اور فطحی ہونے میں کوئی شک نہیں، یہ ۳۸۷ روایات کی سندوں میں وارد ہوا، عیاشی نے بھی اسے فطحی جماعت میں ذکر کیا، لیکن اس میں بحث ہے کہ یہ اسی مذہب پر فوت ہوا یا نہیں، کشی کی مذکورہ بالا روایت سے ظاہر ہے کہ یہ فطحی مذہب پر فوت ہوا جبکہ نجاشی نے اس کے خلاف فرمایا: علی بن اسباط بن سالم بیاع الزطی أبو الحسن المقرئ، کوفی، ثقہ، وکان فطحیا۔ جری بینہ و بین علی بن مہزیار رسائل فی ذلک، رجعوا فیہا إلی أبی جعفر الثانی علیہ السلام، فرجع علی بن أسباط عن ذلک القول وترکہ۔ وقد روى عن الرضا عليه السلام من قبل ذلک، وکان أوثق الناس وأصدقهم لهجة۔ لہ کتاب الدلائل ؛ یہ کوفی ثقہ اور فطحی المذہب تھا اس کے اور علی بن مسزیار کے درمیان مذہب کے بارے میں خطوط کا تبادلہ ہوا اور بالآخر انہوں نے امام ابو جعفر ثانی کی طرف رجوع کیا تو علی بن اسباط نے اس نظریے کو چھوڑ دیا اس نے اس سے پہلے بھی امام رضا سے روایت نقل

کی تھی اور وہ تمام لوگوں میں ثقہ و معتمد اور لہجے کا سچا ترین شخص تھا اور اس کی کتابوں میں کتاب الدلائل، ... کتاب تفسیر، کتاب مزار اور کتاب نوادر ہے

ابن داود نے کہا: والاشہر ما قال النجاشی، لان ذلک شاع بین أصحابنا وذاع فلا يجوز بعد ذلک الحکم بأنہ مات علی المذہب الاول؛ مشہور تر یہی ہے جو نجاشی نے کہا ہے کیونکہ یہ ہمارے علماء میں مشہور ہے تو اس کے بعد یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ یہ اپنے سابقہ مذہب فطمی پر فوت ہوا۔

سید خوئی فرماتے ہیں: اولاً تو ابن داود سے یہ سوال ہوگا کہ جب علی بن اسباط ثقہ اور معتمد ہے اور آپ کو اس کے فطمی مذہب پر مرنے کا بھی حکم لگانا جائز نہیں لگا تو آپ نے اپنے رجال میں اسے قسم ثانی جس میں ضعیف یا مجہول راوی ذکر کرنے میں اسے کیوں ذکر کیا؟

ثانیاً یہاں نجاشی کے مقابلے میں کشی اور ان کے استاد عیاشی کے قول کا آپس میں تعارض ہے اور عیاشی جیسے ماہر علم رجال جو امام جواد ؑ کے زمانے کے قریب تھے کے قول سے نجاشی کا قول تعارض نہیں کر سکتا اور اگر ان کے اقوال کو آپس میں متعارض مانا جائے تو بھی اس کا فطمی مذہب کو ترک کرنا ثابت نہیں ہوگا۔

ہاں کافی میں ایک صحیح السند روایت میں امام جوادؑ نے اس کے رحمت کی دعا کی ہے اس سے استدلال کیا جاسکتا ہے کہ اس نے مذہب حق کو اپنالیا تھا اسی لیے امامؑ نے اس کے لیے رحمت کی دعا فرمائی: إن کان الامر کما ذکرہ ابن داود فلماذا ذکرہ فی القسم الثانی، بل کان علیہ أن یذکرہ فی القسم الاول کما صنعه العلامة. وکیف کان، فلم یظهر لنا وجه لتقدیم قول النجاشی علی قول محمد بن مسعود الذی ہو کان قریب العهد إلی زمان الجواد علیہ السلام، بل یظهر من الکشی أن المعروف بینهم أن علی بن اسباط لم یرجع حتی مات، وعلی ذلک فان لم یقدم قول محمد بن مسعود علی کلام النجاشی، فلا اقل من تساقطهما، فلم یثبت رجوعه، نعم قد یؤید رجوعه إلی الحق بترحم الامام الجواد علیہ السلام علیہ فی صحیحہ علی بن مہزیار الحاکمی کتاب علی بن اسباط إلی الجواد علیہ السلام فیہ عن أمر بناته وجوابہ علیہ السلام. کافی، ج ۵، باب آخر فی أن المؤمن کفو المؤمنة من کتاب النکاح، ج ۲، ح ۲۰۔

محمد بن ولید خزاز^{۱۲۲}، معاویہ بن حکیم^{۱۲۳}، صدق بن صدقہ^{۱۲۴} اور محمد بن سالم بن عبد الحمید^{۱۲۵}

^{۱۲۲}۔ رجال النجاشی ص ۲۳۸ ن ۹۳۲، فہرست الطوسی ۱۷۳ ن ۶۳۶ و ۱۸۲ ن ۶۹۸، معالم العلماء ۱۱۰ ن ۷۵۶، رجال ابن داود ۵۱۲ ن ۴۷۵، التحریر الطاوسی ۲۵۳ ن ۳۷۲، رجال العلانی الحلی ۱۵۱ ن ۶۹، البیان الاشتباہ ۲۶۹ ن ۵۸۰، نقد الرجال ۳۳۷، مجمع الرجال ۶۴ ص ۶۴، نقد الابیان ۳۲۳، جامع الرواة ص ۲۱۰، وسائل الشیعة ص ۲۰۴ ن ۱۱۳۲، الوجیزۃ ۱۶۶، ہدایۃ المحدثین ۲۵۷، رجال بحر العلوم ص ۱۵۲، بحیۃ الآمال ص ۶۷۸، تنقیح المقال ص ۳۱۹ ن ۱۱۳۶۹، الذریعۃ ص ۲۴۳ ن ۱۸۱۹، معجم رجال الحدیث ص ۳۱۱ ن ۱۱۹۳۰ و ۱۱۹۳۱، قاموس الرجال ص ۸۲۰۔

اس کے بارے میں نجاشی نے فرمایا: محمد بن الولید البجلي، الخزاز، ابو جعفر الکوفی: ثقہ، عین، نقی الحدیث، ذکرہ الجماعة ہند۔ روى عن یونس بن یعقوب، وحماد بن عثمان، ومن كان في طبقتهم، وعمر حتى لقيه محمد بن الحسن الصفار، وسعد. له كتاب النوادر. یہ ثقہ، عین اور پاکیزہ حدیث نقل کرنے والا ہے ایک جماعت نے اسے انہی اوصاف کے ساتھ ذکر کیا اور اس نے یونس، اور حماد اور ان کے ہم عصر افراد سے روایت کی اور اس نے لمبی عمر پائی حتیٰ یہ محمد بن حسن صفار اور سعد سے ملا اور اس نے کتاب نوادر لکھی۔

^{۱۲۳}۔ رجال النجاشی ص ۲۳۸، رجال الطوسی ۴۰۶ ن ۱۹ و ۴۲۵ ن ۴۲ و ۵۱۵ ن ۶۳۹، فہرست الطوسی ۱۹۲ ن ۷۳۵، معالم العلماء ۱۲۲ ن ۸۱۴، رجال ابن داود ۳۲۹ ن ۱۵۵۴ و ۵۳۳، رجال العلانی الحلی ۱۶۷، نقد الرجال ۳۲۶، مجمع الرجال ۶۸ ص ۶۸، جامع الرواة ص ۲۳۶، وسائل الشیعة ص ۲۰۴ ن ۳۵۰، ہدایۃ المحدثین ۱۴۶، بحیۃ الآمال ص ۳۵۵، تنقیح المقال ص ۲۳۳ ن ۱۱۹۰۷، الذریعۃ ص ۱۵۷ ن ۱۷۴، معجم رجال الحدیث ص ۱۸۱ ن ۱۲۴۴۲، قاموس الرجال ص ۳۶، معجم المؤلفین ص ۱۲ ن ۳۰۴۔

نجاشی نے اسے ثقہ جلیل القدر صحابی امام رضا قرار دیا اور شیخ طوسی نے اسے امام جواد اور امام ہادی میں شمار کیا ہے

۲۷۲ رجال ابو عمرو کشتی؛ معصومین کے فرامین کا مجموعہ: ج ۶

۱۰۶۲ قَالَ أَبُو عَمْرٍو هَؤُلَاءِ كُلُّهُمْ فَطَحِيَّةٌ، وَ هُمْ مِنْ أَجَلَّةِ الْعُلَمَاءِ وَ الْفُقَهَاءِ وَ
الْعُدُولِ، وَ بَعْضُهُمْ أَدْرَكَ الرِّضَا (ع) وَ كُلُّهُمْ كُوفِيُونَ.

ابو عمرو کشتی فرماتے ہیں کہ یہ سب فطمی ہیں اور یہ جلیل القدر اور علماء و فقہاء اور عادل افراد میں
سے تھے^{۱۶۱} اور ان میں سے بعض نے امام رضا کے زمانے کو پایا اور یہ سب کوفی تھے۔

^{۱۶۱}۔ رجال الطوسی ۳۲۰ و ۴۰۶، رجال ابن داود ۵۱۲ ن ۳۸۶، رجال العلانیہ الحلی ۱۳۱، نقد الرجال
۳۴۵، مجمع الرجال ۶ ص ۹۳، جامع الرواة ۲ ص ۲۳۳، وسائل الشیعة ۲۰ ص ۳۵۰ ن ۱۱۶۲، بحیة الآثار ۷ ص ۲۴،
تنقیح المقال ۳ ص ۲۱۸ ن ۱۱۸۲۴، مجمع رجال الحدیث ۱۸ ص ۱۶۹ و ۱۷۰ ن ۱۲۷۳۴ و ۱۲۷۳۵، قاموس
الرجال ۹ ص ۴.

^{۱۶۲}۔ رجال شیخ طوسی، اصحاب امام جواد، ص ۴۰۶ ن ۲۲، رجال ابن داود، قسم ثانی، ۲۷۲ ن ۴۴۹، رجال
علامہ حلی، ۱۵۱، ن ۶۹۔

^{۱۶۱}۔ محقق خوئی فرماتے ہیں: ظاہر ہے کہ اس عبارت میں اس کے عادل ہونے سے مراد اس کا عمل میں حرام کاموں سے بچنا
اور واجبات کو پابندی سے انجام دینا ہے اور یہ اس کے عقیدے کے فاسد ہونے ہونے کے ساتھ کوئی اختلاف نہیں رکھتا
ہے لیکن کبھی کہا جاتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ فطمی تھے لیکن بعد میں اس عقیدے کو چھوڑ کر مذہب حقہ کی طرف
پلٹ آئے تھے جیسا کہ امام صادق کے بیٹے عبد اللہ کے حالات میں آیا ہے کہ اکثر فطمی مذہب کے افراد نے امام صادق کی
زندگی میں یا آپ کے بعد امام موسیٰ کاظم کی امامت کی طرف رجوع کر لیا تھا جب انہیں عبد اللہ کی علمی کمزوری کا علم ہوا۔ لیکن
اس کا احتمال مصدق بن محمد بن ولید خزاز کے بارے میں ہو سکتا ہے لیکن معاویہ بن حکیم اور محمد بن سالم بن
عبد الحمید وغیرہ کے بارے میں نہیں کیونکہ انہوں نے تو امام موسیٰ کاظم کا زمانہ بھی نہیں دیکھا چہ جائیکہ امام صادق کے زمانے
میں ہوتے بلکہ یہ بعد میں آئے اور فطمی مذہب پر ڈٹے رہے۔

مروک بن عبید^{۱۶۷}

۱۰۶۳ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، سَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحَسَنِ عَنْ مَرْوَكِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ سَالِمِ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ فَقَالَ ثِقَةٌ شَيْخٌ صَدُوقٌ.

محمد بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے علی بن حسن سے مروک بن عبید بن سالم بن ابی حفصہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: وہ ایک ثقہ و معتمد اور سچے بزرگ تھے۔

محمد بن ابراہیم حاضینی اہوازی^{۱۶۸}

۱۰۶۴ ابْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي حَمْدَانُ بْنُ أَحْمَدَ الْقَلَانِسِيُّ، قَالَ، حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ حُكَيْمٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ حَمْدَانَ الْحُضَيْنِيِّ قَالَ، قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ (ع) إِنَّ أَخِي مَاتَ فَقَالَ لِي رَحِمَ اللَّهُ أَخَاكَ فَإِنَّهُ كَانَ

^{۱۶۷}۔ رجال النجاشی ص ۲۷۹ ن ۱۱۴۳، رجال الطوسی ص ۲۰۶ ن ۲۱، فہرست الطوسی ۱۹۷ ن ۷۵۴، معالم العلماء ۱۲۳ ن ۸۳۳، رجال ابن داود ص ۳۴۳ ن ۵۱۷، التحریر الطاووسی ۲۸۶ ن ۴۳۱، رجال العلایہ الحلی ۱۷۲ ن ۷، البیاض الاشتباہ ص ۳۰۳ ن ۷۱۶، نقد الرجال ص ۳۴۲ ن ۱، مجمع الرجال ص ۶۸۲، نقد الایضاح ص ۳۲۹، جامع الرواۃ ص ۲۲۶، وسائل الشیعہ ص ۲۰ ن ۳۴۸، الوجیزۃ ص ۱۶۷، مستدرک الوسائل ص ۳۷۶، بحجۃ الآمال ص ۷۴، تنقیح المقال ص ۲۱۰ ن ۱۱۶۶۵، الذریعۃ ص ۲۱۶ ن ۶۱۳، معجم رجال الحدیث ص ۱۸ ن ۱۲۵، رجال الطوسی ص ۵۲۴ ن ۳۸۴۔

^{۱۶۸}۔ رجال شیخ ص ۴۰۵ ن ۴، اصحاب الجواد، رجال برقی، رجال علامہ حلی، قسم اول: ۱۵۲ ن ۷۰، رجال ابن داود: ۱۶۰ ن ۱۲۸۰، اصحاب الجواد، اور رجال النجاشی سے نقل کیا ہے درحالانکہ نجاشی نے رجال میں ذکر ہی نہیں کیا ہے، التحریر الطاووسی، ص ۵۲۴ ن ۳۸۴۔

۲۷۴..... رجال ابو عمرو کشتی؛ معصومین کے فرامین کا مجموعہ: ج ۶

مِنْ خَصِيصٍ شِيعَتِي. قَالَ مُحَمَّدٌ بْنُ مَسْعُودٍ حَمْدَانُ بْنُ أَحْمَدَ مِنَ الْخَصِيصِ
قَالَ الْخَاصَّةُ الْخَاصَّةُ.

حمدان حُصینی کا بیان ہے کہ میں نے ابو جعفرؑ سے عرض کی میرا بھائی فوت ہو گیا ہے، فرمایا: خدا تیرے بھائی پر رحمت کرے بے شک وہ میرے خاص شیعوں میں سے تھا، اور ابن مسعود کا بیان ہے کہ حمدان بن احمد خاص الخاص افراد میں سے تھا۔

محمد بن اسماعیل بن بزیعؑ و احمد بن حمزہ بن بزیع

۱۰۶۵ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي بَنَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَّارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيْعٍ، قَالَ، سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) أَنْ يَأْمُرَنَا بِقَمِيصٍ مِنْ قَمِيصِهِ أَعَدَّهُ لِكَفْنِي فَبَعَثَ بِهِ إِلَيَّ، فَقُلْتُ لَهُ كَيْفَ أَصْنَعُ بِهِ جُعِلَتْ فِدَاكَ قَالَ انْزِعْ أَزْرَارَهُ.

محمد بن اسماعیل بن بزیع کا بیان ہے کہ میں نے ابو جعفرؑ سے سوال کیا آپ میرے لیے اپنے پیراہن میں سے ایک قمیض دینے کا حکم فرمائیں تاکہ میں اسے اپنے کفن کے لیے آمادہ کر لوں۔ امامؑ نے ایک قمیض میرے لیے بھیجی۔

میں نے عرض کی: مولا میں اس سے کس طرح کفن بناؤں؟

فرمایا: اس کے بٹن جدا کر دو۔

^{۱۶۹} رجال البرقی ۵۴ و ۵۶، رجال النجاشی ۲ ص ۲۱۴ ن ۸۹۴، رجال الطوسی ۳۶۰ ن ۳۱ و ۳۸۶ ن ۶ و ۴۰۵ ن ۶، فہرست الطوسی ۱۶۵ ن ۶۰۶، معالم العلماء ۱۰۰ ن ۶۶۹، رجال ابن داود ۲۹۸ ن ۱۲۹۰، التخریر الطاوسی ۲۵۳ ن ۳۷۸، نقد الرجال ۲۹۲، مجمع الرجال ۱۵۰ ص ۱۵۰، جامع الرواة ۲ ص ۶۹، وسائل الشیعة ۲۰ ص ۳۱۷ ن ۹۸۶، الوجیزۃ ۱۶۳، ہدایۃ المحدثین ۲۲، بحیۃ الآمال ۶ ص ۲۹۲، تنقیح المقال ۲ ص ۸۱ ن ۱۳۰۹۳، الذریعۃ ۵ ص ۱۸ ن ۸۴، معجم رجال الحدیث ۱۵ ص ۹۵ ن ۱۰۲۴۶، قاموس الرجال ۸ ص ۵۸.

قَالَ حَمْدَوِيَّةٌ عَنْ أَشْيَاخِهِ إِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ بْنَ بَزِيعٍ وَ أَحْمَدَ بْنَ حَمَزَةَ بْنَ بَزِيعٍ، كَانَا فِي عِدَادِ الْوُزَرَاءِ، وَ كَانَ عَلِيُّ بْنُ النُّعْمَانِ أَوْصَى بِكُتُبِهِ لِمُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ.

حمدویہ نے اپنے مشائخ سے نقل کیا کہ محمد بن اسماعیل بن زریع اور احمد بن حمزہ بن زریع وزراء میں سے شمار ہوتے تھے اور علی بن نعمان^{۱۷۰} نے اپنی کتابیں محمد بن اسماعیل کے لیے وصیت کی تھیں۔

۱۰۶۶ وَجَدْتُ فِي كِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ بُنْدَارِ الْقُمِيِّ بِخَطِّهِ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يُحْيَى الْعَطَّارُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يُحْيَى، قَالَ كُنْتُ بِقَيْدٍ، فَقَالَ لِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ بِلَالٍ، مَرَّ بِنَا إِلَى قَبْرِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيعٍ لِنُزُورِهِ، فَلَمَّا أَتَيْنَاهُ جَلَسَ عِنْدَ رَأْسِهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَ الْقَبْرِ أَمَامَهُ، ثُمَّ قَالَ أَخْبَرَنِي صَاحِبُ هَذَا الْقَبْرِ، يَعْنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيعٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) يَقُولُ مَنْ زَارَ قَبْرَ أَخِيهِ الْمُؤْمِنِ فَجَلَسَ عِنْدَ قَبْرِهِ وَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْقَبْرِ وَ قَرَأَ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَمِنْ مَنْ

^{۱۷۰} اس سے مراد علی بن نعمان نخعی اعلم ہیں جو کہ ثقہ شخص تھے؛ رجال النجاشی ص ۲۱۰ ن ۷۱، رجال الطوسی ص ۳۸۳ ن ۵۱، فہرست الطوسی ص ۱۲۲ ن ۴۱۷، معالم العلماء ص ۶۸ ن ۴۶۳، رجال ابن داود ص ۲۵۳ ن ۱۰۷۵، رجال العطائری ص ۹۵ ن ۲۵، نقد الرجال ص ۲۳۵، مجمع الرجال ص ۲۳۱، جامع الرواة ص ۶۰۶، وسائل الشیعة ص ۲۰۲ ن ۸۳۴، الوجیزۃ ص ۱۵۹، ہدایۃ المحدثین ص ۱۱۹، بحجۃ الآمال ص ۵۵۱، تنقیح المقال ص ۳۱۳ ن ۸۵۴، الذریعۃ ص ۶۱ ن ۳۵۱، مجمع رجال الحديث ص ۱۲ ن ۲۱۵، قاموس الرجال ص ۷۷ ن ۸۵۵۶.

الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ. وَ مُحَمَّدٌ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَدْرَكَ مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ (ع) ۱۷۸. قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: مُحَمَّدٌ بْنُ إِسْمَاعِيلَ رَوَى عَنْ ابْنِ بُكَيْرٍ.

محمد بن احمد بن یحییٰ کا بیان ہے کہ میں فید (کوفہ سے مکہ کے راہ میں ایک جگہ) میں موجود تھا مجھ سے محمد بن علی بن بلال نے کہا: ہمیں محمد بن اسماعیل بن بزلیج کی قبر پہ لے جاؤ تاکہ ہم اس کی زیارت کریں جب ہم اس کی قبر پہ آئے تو وہ ان کے قبر کے سرہانے قبلہ رو ہو کر بیٹھ گئے جبکہ قبر ان کے سامنے تھے۔

پھر فرمایا: مجھے اس قبر والے (محمد بن اسماعیل بن بزلیج) نے خبر دی کہ اس نے ابو جعفر سے سنا جو شخص اپنے مومن بھائی کی قبر کی زیارت کرے گا اور اس کی قبر کے پاس قبلہ رو ہو کر بیٹھے اور اس کی قبر پر ہاتھ رکھے اور سات بار سورہ قدر کی تلاوت کرے تو وہ قیامت کے دن بڑے خوف سے امان پا جائے گا۔

اور محمد بن اسماعیل بن بزلیج نے امام کاظم کو درک کیا تھا۔ اور نصر بن صباح نے کہا کہ محمد بن اسماعیل بن بزلیج ابن بکیر سے روایت کرتا ہے۔

محمد بن عبد جبار^{۱۴۲}، محمد بن ابی خنیس و ابن فضال

رووا جمیعا عن ابن بکیر۔

MANZAR AELIYA

^{۱۴۱} رجال الکثی، ص ۵۶۴

^{۱۴۲} رجال البرقی ۵۹ و ۶۱، رجال الطوسی ۴۰۷ ن ۲۵ و ۴۲۲ ن ۱۷ و ۴۳۵ ن ۵ و ۵۱۲ ن ۱۱۶، فہرست الطوسی ۱۷۴ ن ۶۳۰، معالم العلماء ۱۰۴ ن ۶۹۳، رجال ابن داود ۲۸۷ ن ۱۲۴۸، رجال العلانی ۱۴۲ ن ۲۵، ایضاح الاشتباہ ۴۶۴ ن ۵۵۴، نقد الرجال ۲۸۴ ن ۴۱ و ۳۱۳ ن ۴۵۶، مجمع الرجال ۵ ص ۱۱۵ و ۲۵۱، نقد الايضاح ۲۶۵، جامع الرواة ۴۸ ص ۱۳۵، وسائل الشیعة ۲۰ ص ۳۱۰ ن ۳۳۱ و ۱۰۵۸، الوجیزۃ ۱۶۴، ہدایۃ المحدثین ۱۴۶، مستدرک الوسائل ۳ ص ۶۶۰ و ۷۴۲ و ۷۴۴، بحیۃ الآمال ۶ ص ۴۶۶، تنقیح المقال ۲ ص ۶۰ ن ۱۰۲۵۹ و ۱۳۵ ن ۱۰۹۱۲، مجمع رجال الحدیث ۱۴ ص ۲۶۳ ن ۹۹۹ و ۱۶ ص ۲۰۰ ن ۱۱۰۲۱ و ۱۱۰۲۲، قاموس الرجال ۷ ص ۵۰۵ و ۸ ص ۲۲۹.

کشی فرماتے ہیں کہ ان سب نے ابن بکیر سے روایت کی ہے۔

حسن بن علی بن فضال کوئی ۱۷۳

۱۰۶۷ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُلُوبِيهِ، قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقُمِّيُّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الرِّيَّانِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُرَّارَةَ بْنِ أَعْيَنَ، قَالَ، كُنَّا فِي جَنَازَةِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ فَضَّالٍ فَالْتَفَتَ إِلَيَّ وَ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ الْهَيْثَمِ التَّمِيمِيِّ، فَقَالَ لَنَا أَلَا أَبْشَرُكُمْ! فَقُلْنَا لَهُ وَمَا ذَاكَ قَالَ حَضَرْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ بْنِ فَضَّالٍ قَبْلَ وَفَاتِهِ وَ هُوَ فِي تِلْكَ الْغَمَرَاتِ وَ عِنْدَهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ الْجَهْمِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ لَهُ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ تَشْهَدُ! فَتَشْهَدُ اللَّهُ فَسَكَتَ عَنْهُ، فَقَالَ لَهُ الثَّانِيَّةُ: تَشْهَدُ! فَتَشْهَدُ فَصَارَ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع)، فَقَالَ لَهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فَأَيْنَ عَبْدُ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَدْ نَظَرْنَا فِي الْكُتُبِ فَلَمْ نَجِدْ لِعَبْدِ اللَّهِ شَيْئًا.

علی بن ریان کا بیان ہے کہ ہم حسن بن علی بن فضال کوئی کے جنازے میں تھے تو محمد بن عبد اللہ بن زرارہ میری طرف اور محمد بن ہیشم تمیمی کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: کیا میں تمہیں خوشخبری نہ دوں!

۱۷۳۔ رجال البرقی ۵۴، فہرست ابن الندیم ۳۲۶، رجال النجاشی ص ۱۲۷، رجال الطوسی ۳۷۱، فہرست الطوسی ۷۲ ن ۱۶۴، معالم العلماء ۳۳ ن ۱۸۴، رجال ابن داود ۱۱۴ ن ۴۳۷ و ۴۴۱ ن ۱۲۵، التحریر الطاوسی ۷۴ ن ۹۴ و ۹۵، رجال العللۃ الحلی ۳۷، لسان المیزان ص ۲۲۵، نقد الرجال ۹۴ ن ۱۱۱، مجمع الرجال ص ۱۳۱، جامع الرواة ص ۲۱۴، منتہی المقال ۹۹ و ۱۰۰، بحیۃ الآمال ص ۱۷۲، ایضاح المکنون ص ۲۷۸ و ۲۱۵، تنقیح المقال ص ۲۹۷، إعیان الشیعہ ص ۲۰۶، الذریعہ ص ۱۱۰، الجامع فی الرجال ص ۵۳۰، معجم رجال الحدیث ص ۴۴ ن ۲۹۸۳، قاموس الرجال ص ۲۱۱.

ہم نے کہا: وہ کیا ہے؟

اس نے کہا: میں حسن بن علی بن فضال کوئی کے وفات سے پہلے ان کے پاس حاضر ہوا وہ اس وقت جان کنی کی حالت میں تھے اور ان کے پاس محمد بن حسن بن جهم بیٹھے تھے انہوں نے کہا: اے ابو محمد! شہادتین کہو۔

انہوں نے خدا کی وحدانیت کی گواہی دی اور خاموش ہو گئے۔

اس نے دوبارہ کہا: ارے گواہی دو۔

انہوں نے نبوت کی گواہی کے بعد امامت کی گواہی دینا شروع کی اور امام کاظم کا ذکر کیا تو محمد بن حسن نے کہا: ارے عبد اللہ کہاں ہے اس کی گواہی کیوں نہیں دی؟

حسن بن علی نے کہا: ہم نے کتابوں میں غور کیا تو ہم نے عبد اللہ کی امامت کی کوئی دلیل نہیں پائی۔

و کان الحسن بن علی بن فضال فطحیا یقول بعبد الله بن جعفر قبل أبي الحسن (ع) فرجع فيما حكي عنه في هذا الحديث ان شاء الله تعالى.

کشتی کا بیان ہے کہ حسن بن علی بن فضال کوئی فطحی مذہب کے قائل تھے اور امام ابو الحسن کاظم سے پہلے عبد اللہ بن جعفر کو امام مانتے تھے لیکن اس حدیث کے مطابق بعد میں اس عبد اللہ کی امامت کے نظریے کو چھوڑ دیا، ان شاء اللہ۔

ابوالخیر صالح بن ابی حماد رازی

۱۰۶۸ قَالَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَيْبِيُّ، سَمِعْتُ الْفَضْلَ بْنَ شاذَانَ، يَقُولُ فِي أَبِي الْخَيْرِ وَهُوَ صَالِحُ بْنُ سَلَمَةَ أَبِي حَمَّادٍ الرَّازِيِّ كَمَا كُنِّي، وَقَالَ عَلِيُّ: كَانَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْفَضْلُ يَرْتَضِيهِ وَيَمْدَحُهُ وَلَا يَرْتَضِي أَبَا سَعِيدٍ الْأَدَمِيَّ وَيَقُولُ هُوَ الْأَحْمَقُّ.

علی بن محمد قتیبی نے فضل بن شاذان سے نقل کیا کہ انہوں نے ابو الخیر جن کا نام صالح بن سلمہ اپنی حماد رازی تھا کی کثیت اسی طرح بیان کی اور وہ ان سے رضا اور اعتماد کا اظہار کرتے اور اس کی مدح کی کرتے تھے لیکن ابو سعید آدمی پر ہر گز اعتماد نہیں کرتے تھے بلکہ انہیں احمق سمجھتے تھے۔

سہل بن زیاد آدمی ابو سعید^{۱۷۳}

۱۰۶۹ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: سَهْلُ بْنُ زِيَادٍ الرَّازِيُّ أَبُو سَعِيدٍ الْأَدَمِيُّ يَرَوِي عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَأَبِي الْحَسَنِ وَأَبِي مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ.

نصر بن صباح کا بیان ہے کہ سہل بن زیاد رازی آدمی ابو سعید نے امام ابو جعفر (جوادی)، ابو الحسن (علی نقی) اور ابو محمد (حسن عسکری) سے روایت کی۔

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

^{۱۷۳}۔ رجال البرقی ۵۸ و ۶۰، رجال النجاشی ص ۴۱۷ ن ۴۴۸، رجال الطوسی ۴۰۱ ن ۱ و ۴۱۶ ن ۴ و ۴۳۱ ن ۲، فہرست الطوسی ۱۰۶ ن ۳۴۱، معالم العلماء ۵۷ ن ۳۸۳، رجال ابن داود ۴۶۰ ن ۲۲۲، التحریر الطاوسی ۱۴۳ ن ۱۸۳، رجال العلانی الحلی ۲۲۸ ن ۲، نقد الرجال ۱۶۵، مجمع الرجال ص ۷۹، جامع الرواة ص ۳۹۳، وسائل الشیعة ص ۲۱۳ ن ۵۶۸، الوجیزۃ ۱۵۳، ہدایۃ المحدثین ۷۸، بحجۃ الآمال ص ۵۱۴، تنقیح المقال ص ۷۵ ن ۵۳۹۶، إعیان الشیعة ص ۳۲۲، الذریعۃ ص ۴۷۹ ن ۲۱۳۳ و ۲۲۴ ص ۳۳۲ ن ۵۴۳، معجم رجال الحدیث ص ۳۳۷ ن ۵۶۲۹، قاموس الرجال ص ۵۷ ن ۳۸۳، المعجم الموعود ص ۳۸۳.

منذر بن قابوس^{۱۴۵}

۱۰۷۰ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مَنْذَرُ بْنُ قَابُوسَ، وَكَانَ ثِقَةً.

محمد بن مسعود نے عبد اللہ بن محمد بن خالد برقی سے نقل کیا کہ ہمیں منذر بن قابوس نے روایت بیان کی اور وہ ثقہ و معتمد شخص تھے۔

احمد بن عبد اللہ کرخی

۱۰۷۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَيْبِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ بِلَالٍ، وَسَأَلْتُهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْكَرْخِيِّ إِذْ رَأَيْتُهُ يَرُوي كُتُبًا كَثِيرَةً عَنْهُ فَقَالَ كَانَ كَاتِبَ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ فَنَابَ وَأَقْبَلَ عَلَى تَصْنِيفِ الْكُتُبِ، وَكَانَ أَحَدَ غُلَمَانِ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ رَحِمَهُ اللَّهُ وَ يَعْرِفُ بِهِ وَ هُوَ يَعْرِفُ بِأَبْنِ خَانِبَةَ وَ كَانَ مِنَ الْعَجَمِ.

MANZAR AELIYA

^{۱۴۵} شیخ طوسی نے رجال، ص ۴۰۶ ن ۱۷ اصحاب الجواد ؑ میں اسے ذکر کیا اور ظاہر ہے کہ اس سے مراد وہی شخص ہے جسے رجال نجاشی، ص ۴۱۸ ن ۱۱۱۸ میں اس عنوان سے ذکر کیا اور توثیق کی: "منذر بن محمد بن المنذر بن سعید بن ابی الجهم القابوسی ابو القاسم، من ولد قابوس بن النعمان بن المنذر ناقلہ الی الکوفہ، ثقہ من اصحابنا من بیت جلیل..." محقق خوئی نے مجمع، ج ۱۸ ص ۳۳۶ ن ۱۲۶۵۵ میں اس اتحاد کا احتمال دیا لیکن مامقانی نے تنقیح، ج ۳ ص ۲۳۸ میں ان کو صریحاً متحد قرار دیا چونکہ انہوں نے منذر بن محمد بن منذر کے تعارف میں فرمایا: "منذر داوے کی طرف منسوب ہے اور یہی کشی کی روایت میں مراد ہے۔"

علی بن محمد قتیبی کا بیان ہے کہ ابو طاہر محمد بن علی بن بلال نے مجھے نقل کیا اور میں نے اس سے احمد بن عبد اللہ کرخی کے متعلق سوال کیا جب میں نے دیکھا کہ وہ ان سے بہت سی کتابیں نقل کرتے تھے تو انہوں نے کہا: وہ اسحاق بن ابراہیم کے کاتب تھے تو انہوں نے توبہ کر لی اور کتابیں لکھنا شروع کر دیں اور وہ یونس بن عبد الرحمن کے شاگردوں میں سے تھے اور وہ انہی کے عنوان سے معروف تھے اور انہیں ابن خانہ^{۱۷۱} بھی کہا جاتا ہے اور وہ عجم میں سے تھے۔

^{۱۷۱}۔ نجاشی نے ان لفظوں میں ان کی توثیق کی: "احمد بن عبد اللہ بن مہران المعروف بابن خانہ ابو جعفر، کان من اصحابنا الثقات، ولا تعرف له الا کتاب التأیید وهو کتاب یوم ولیئہ، حسن، جید، صحیح..." (رجال نجاشی، ص ۹۱، ۲۲۶)، شیخ طوسی نے فہرست، ص ۲۶، ۶۹ میں فرمایا: "احمد بن عبد اللہ مہران المعروف بابن خانہ ابو جعفر، کان من اصحابنا الثقات وما ظہر له روایۃ، وصنف کتاب التأیید وهو کتاب یوم ولیئہ"، رجال، ص ۵۳، ۹۳ باب من لم یرو عن الاممۃ توثیق کے ساتھ اسے ذکر کیا علامہ حلی نے رجال قسم اول، ص ۱۵، ۱۳ میں نجاشی اور کشی کے بیان کو جمع کر دیا لیکن ابن داود نے "احمد بن عبد اللہ الکرخنی" کو "احمد بن عبد اللہ بن مہران" کے علاوہ کوئی شخص سمجھا اس لیے رجال کی قسم اول، ص ۳۹، ۸۹ میں "احمد بن عبد اللہ بن مہران کو ذکر کیا اور اس میں فہرست نجاشی و شیخ کے بیان کو نقل کیا پھر اس کے بعد بلافاصلہ "احمد بن عبد اللہ الکرخنی" کو ذکر کیا اور اس میں کشی کی روایت کو نقل کیا حالانکہ سب (نجاشی، شیخ طوسی و کشی) نے اس کے متعلق کہا کہ وہ "ابن خانہ" کے عنوان سے مشہور ہے اور ابن شہر آشوب معالم، ص ۴۰، ۳۶ ذکر کیا اور نجاشی نے رجال، ص ۳۶، ۹۳ میں اس کے بیٹے "محمد بن احمد بن عبد اللہ الکرخنی" کے تعارف میں فرمایا: اس کا والد امام رضاؑ سے خط و کتابت رکھتا تھا؛ "لوالدہ احمد بن عبد اللہ مکتوبۃ إلی الرضا علیہ السلام"۔

ابراہیم بن ابی محمود^{۱۳۷}

۱۰۷۲ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي مَحْمُودٍ كَانَ مَكْفُوفًا، رَوَى عَنْهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عِيسَى مَسَائِلَ مُوسَى (ع) قَدَرُ خَمْسٍ وَ عِشْرِينَ وَرَقَةً، وَعَاشَ بَعْدَ الرِّضَا (ع).

نصر بن صباح کا بیان ہے کہ ابراہیم بن ابی محمود نابینا تھا اس سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ۲۵ اوراق پہ مشتمل امام موسیٰ سے پوچھے گئے مسائل کو نقل کیا اور وہ امام رضا کے بعد بھی زندہ رہا۔

۱۰۷۳ حَمْدُوبَةُ، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى الْخَشَّابُ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي مَحْمُودٍ، قَالَ، دَخَلْتُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ (ع) وَ مَعِيَ كُتُبٌ إِلَيْهِ مِنْ أَبِيهِ، فَجَعَلَ يَقْرُؤُهَا وَ يَضَعُ كِتَابًا كَبِيرًا عَلَى عَيْنَيْهِ، وَ يَقُولُ خَطُّ أَبِي وَ اللَّهِ، وَ يَبْكِي حَتَّى سَالَتْ دُمُوعُهُ عَلَى خَدَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُ جَعَلْتُ فِدَاكَ قَدْ كَانَ أَبُوكَ رَبَّمَا قَالَ لِي فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مَرَّاتٍ: أَسْكَنْكَ اللَّهُ الْجَنَّةَ أَدْخَلَكَ اللَّهُ

^{۱۳۷} رجال البرقی ۵۲، رجال الکشی ۴۷۴ ن ۴۵۷، رجال النجاشی ص ۱۰۷ ن ۴۲ (توثیق کی)، رجال الطوسی ۳۴۳ ن ۲۰، فہرست الطوسی ۳۱ ن ۱۵، رجال ابن داود ص ۱۳ ن ۱۳، التحریر الطوسی ۳۳ ن ۱۰، رجال العلانی الحلی ۳ ن ۳، نقد الرجال ۷، مجمع الرجال ص ۳۶، جامع الرواة ص ۷۱، وسائل الشیعہ ص ۲۰، رجال الذریعہ ص ۱۴۳، ہدایۃ المحدثین ۱۰، بحیۃ النبال ص ۵۲۱، تنقیح المقال ص ۱۲ ن ۵۳، إعیان الشیعہ ص ۱۰۹، الذریعہ ص ۳۰۴ ن ۱۶۱۷، العندبیل ص ۵، الجامع فی الرجال ص ۲۵، مجمع رجال الحدیث ص ۱۹۸ ن ۹۰، قاموس الرجال ص ۱۰۹.

الْجَنَّةَ! قَالَ، فَقَالَ: وَ أَنَا أَقُولُ أَدْخَلَكَ اللَّهُ الْجَنَّةَ! فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ تَضْمَنُ لِي عَنْ رَبِّكَ أَنْ تُدْخِلَنِي الْجَنَّةَ! قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَخَذْتُ رَجُلَهُ فَقَبَّلْتُهَا^{۱۷۸}.

پراہیم بن ابی محمود کا بیان ہے کہ میں امام ابو جعفرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے ساتھ آپ کے والد گرامیؑ کو لکھے ہوئے خطوط بھی تھے۔

آپ نے انہیں پڑھنا شروع کیا اور ایک بڑے خط کو اپنی آنکھوں پہ رکھا اور فرمایا: خدا کی قسم! یہ میرے والد گرامی کا خط ہے اور آپ اتنا روئے کہ آنسو آپ کے رخساروں پہ جاری ہو گئے۔ میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، آپ کے والد گرامیؑ مجھے اپنی مجالس میں کبھی میرے لیے کئی بار فرمایا کرتے: خدا تجھے جنت میں جگہ دے، خدا تجھے جنت میں سکونت دے۔

آپ نے فرمایا: میں بھی یہی کہتا ہوں: خدا تجھے جنت میں جگہ دے، خدا تجھے جنت میں سکونت دے۔

میں نے عرض کی: مولا آپ میرے لیے اپنے پروردگار سے ضمانت لیں کہ خدا مجھے جنت میں جگہ عطا فرمائے۔

فرمایا: ہاں میں ضمانت لیتا ہوں۔

میں نے آپ کے پامبارک کا بوسہ لیا۔

ابو طالب قتی ۱۷۹

۱۰۷۴- و اسمہ عبد اللہ بن الصلت، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ: أَبُو طَالِبٍ لَمْ يُدْرِكْ سَدِيرًا.

کشتی فرماتے ہیں کہ ان کا نام عبد اللہ بن صلت تھا اور محمد بن مسعود نے بتایا کہ ابی طالب قتی نے سدر کو درک نہیں کیا۔

مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي حَمْدَانُ بْنُ أَحْمَدَ النَّهْدِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو طَالِبٍ الْقُمِّيُّ، قَالَ، كَتَبْتُ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ ابْنِ الرِّضَا (ع): فَأَذِنَ لِي أَنْ أُرِثِيَ أَبَا الْحَسَنِ أَعْنِي أَبَاهُ! قَالَ، فَكَتَبَ إِلَيَّ أَنْدُبِي وَأَنْدُبُ أَبِي.

ابی طالب قتی کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو جعفر جواد کی خدمت میں ایک نامہ لکھا جس میں آپ سے امام رضا کا مرثیہ کہنے کی اجازت طلب کی؟
آپ نے فرمایا: ہاں میرا مرثیہ کہو اور میرے باپ کا مرثیہ کہو۔

MANZAR AELIYA

۱۷۹- رجال البرقی ۵۳، رجال النجاشی ۲ ص ۱۳ ن ۵۶۲، رجال الطوسی ۳۸۰ ن ۱۳ و ۴۰۳ ن ۵، فہرست الطوسی ۱۳۰ ن ۴۴۹، معالم العلماء ۷۵ ن ۵۰۲، رجال ابن داود ۲۰۷ ن ۸۶۱، التحریر الطاوسی ۱۷۰ ن ۲۲۶ و ۳۳۲ ن ۴۷۱، رجال العللۃ الحلی ۱۰۵ ن ۷، نقد الرجال ۲۵۱ ن ۱۵۳، مجمع الرجال ۴ ص ۷، جامع الرواۃ ۱ ص ۴۹۲، وسائل الشیعۃ ۲۰ ص ۲۳۸ ن ۶۸۵، الوجیزۃ ۱۵۶، ہدایۃ المحدثین ۱۰۳، بحجۃ الآمال ۵ ص ۲۴۲، تنقیح المقال ۲ ص ۱۸۹ ن ۶۹۰، إیمان الشیعۃ ۲ ص ۳۶۸، الذریعۃ ۴ ص ۲۴۳ ن ۱۱۸۴، معجم رجال الحدیث ۱۰ ص ۲۲۱ ن ۶۹۲ و ۶۹۲۸، قاموس الرجال ۵ ص ۴۸۵.

۱۰۷۵ علی بن محمد، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنْ أَبِي طَالِبِ الْقُمِّيِّ، قَالَ، كَتَبْتُ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ (ع) بِأَيَّاتِ شَعْرِ وَ ذَكَرْتُ فِيهَا أَبَاهُ، وَ سَأَلْتُهُ أَنْ يَأْذَنَ لِي فِي أَنْ أَقُولَ فِيهِ! فَقَطَعَ الشَّعْرَ وَ حَبَسَهُ، وَ كَتَبَ فِي صَدْرِ مَا بَقِيَ مِنَ الْقِرْطَاسِ: قَدْ أَحْسَنْتَ جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا.

ابی طالب قمی کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو جعفر جوادی کی خدمت میں کچھ اشعار تحریر کیے جن میں آپ کے والد گرامی کا ذکر کیا اور آپ سے ان کے بارے میں مزید شعر کہنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے کاغذ کے اس حصے کو جدا کر لیا جس میں اشعار تھے اور انہیں محفوظ کر لیا اور باقی کاغذ کے شروع میں تحریر فرمایا: بہت خوب، خدا تجھے جزائے خیر دے۔

عبدالجبار بن مبارک نہاوندی

۱۰۷۶ أَبُو صَالِحٍ خَالِدُ بْنُ حَامِدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْأَدَمِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ الْمُبَارَكِ النَّهَّائِنْدِيِّ، قَالَ، أَتَيْتُ سَيِّدِي سَنَةَ تِسْعٍ وَ مِائَتَيْنِ، فَقُلْتُ لَهُ جَعَلْتُ فِدَاكَ إِنِّي رَوَيْتُ عَنْ آبَائِكَ أَنْ كُلَّ فَتْحٍ فَتَحَ بِضَلَالٍ فَهُوَ لِلْإِمَامِ! فَقَالَ نَعَمْ، قُلْتُ جَعَلْتُ فِدَاكَ فَإِنَّهُ أَتَوَا بِي مِنْ بَعْضِ الْفُتُوحِ الَّتِي فَتَحَتْ عَلَى الضَّلَالِ، وَ قَدْ تَخَلَّصْتُ مِنَ الَّذِينَ مَلَكَوْنِي بِسَبَبٍ مِنَ الْأَسْبَابِ، وَ قَدْ أَتَيْتُكَ مُسْتَرْقًا مُسْتَعْبِدًا! فَقَالَ قَدْ قَبِلْتُ، قَالَ، فَلَمَّا حَضَرَ خُرُوجِي إِلَى مَكَّةَ قُلْتُ لَهُ: جَعَلْتُ فِدَاكَ إِنِّي قَدْ حَجَجْتُ وَ تَزَوَّجْتُ وَ مَكْسَبِي مِمَّا يَعْطِفُ عَلَيَّ إِخْوَانِي لَا شَيْءَ لِي غَيْرِهِ، فَمَرْنِي بِأَمْرِكَ! فَقَالَ لِي: انْصَرِفْ إِلَى بِلَادِكَ وَ أَنْتَ مِنْ حَجَّكَ وَ تَزَوَّجَكَ وَ كَسْبِكَ فِي حِلٍّ. فَلَمَّا كَانَتْ سَنَةُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَ مِائَتَيْنِ أَتَيْتُهُ وَ ذَكَرْتُ الْعِبُودِيَّةَ الَّتِي الزَمْتُهَا

فَقَالَ أَنْتَ حُرُّ لَوْجِهَ اللَّهِ! قُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَكْتُبُ لِي عَهْدَكَ! فَقَالَ تَخْرُجُ إِلَيْكَ غَدًا فَخَرَجَ إِلَيَّ مَعَ كُتُبِي كَتَابُ فِيهِ بِسْمُ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، هَذَا كِتَابُ مَنْ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيِّ الْعَلَوِيِّ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ فَتَاهُ أَنِّي أُعْتَقُكَ لَوْجِهَ اللَّهِ وَالدَّارِ الْآخِرَةِ، لَا رَبَّ لَكَ إِلَّا اللَّهُ، وَلَيْسَ عَلَيْكَ سَبِيلٌ، وَأَنْتَ مَوْلَايَ وَ مَوْلَى عَقِبِي مِنْ بَعْدِي، وَكُتِبَ فِي الْمَحْرَمِ سَنَةَ ثَلَاثَ عَشْرَةٍ وَمِائَتَيْنِ، وَوَقَعَ فِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بِخَطِّ يَدِهِ وَخَتَمَهُ بِخَاتَمِهِ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ^{۱۸۰}.

عبدالجبار بن مبارک نہاوندی کا بیان ہے کہ میں ۲۰۹ھ میں اپنے مولا و آقا کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، مجھے آپ کے آباء سے روایت کی گئی کہ ہر وہ غنیمت جو گمراہی کے ذریعے حاصل ہو وہ امام کا مال ہے۔ فرمایا: ہاں۔

میں سے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، مجھے انہوں نے بعض فتوحات میں اسیر کر کے لایا تھا جو گمراہی کے طریقے سے حاصل ہوئی تھیں اور میں بعض طریقوں سے ان سے نجات پا گیا جنہوں نے مجھے اسیر بنایا تھا اور اپنی ملکیت میں لیا تھا اور میں آپ کی خدمت میں اسیر و غلام بن کر حاضر ہوا ہوں!

امام نے فرمایا: میں نے تجھے اپنی غلامی میں قبول کیا۔
راوی کہتا ہے: جب میرے مکہ جانے کا وقت آن پہنچا۔

میں سے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، مولا میں نے حج کی ہے اور شادی کے اخراجات بھی کئے اور اپنی کمائی سے اپنے بھائیوں کی مدد بھی کی ہے اپنی کمائی کے علاوہ میرے پاس کچھ نہ تھا، آپ ان کے بارے میں اپنا حکم صادر فرمائیں؟

آپ نے فرمایا: اپنے وطن واپس چلے جاؤ اور تیری حج، شادی اور کمائی تجھے حلال کی گئی ہے۔ پھر جب ۲۱۳ھ ہوئی تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی غلامی کا ذکر کیا جس میں، میں قائم تھا۔

آپ نے فرمایا: تو خدا کی راہ میں آزاد ہے۔

میں سے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، میرے لیے اپنا پیمان نامہ تحریر فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: کل تجھے لکھ دیا جائے گا۔

اگلے روز میرے خطوط کے ساتھ مجھے امام کا یہ پیمان نامہ موصول ہوا: "خداے مہربان و رحیم کے نام سے، یہ محمد بن علی ہاشمی علوی کا نامہ اپنے غلام عبداللہ بن مبارک کے نام، میں تجھے خدا کی رضا کی خاطر اور آخرت کے دن کی خاطر آزاد کرتا ہوں اور اب خدا کے سوا کوئی تیرا مالک نہیں ہے اور تجھ پر کسی کو تسلط نہیں ہے، تو میرا اور میرے بعد میری اولاد کا ہم پیمان ہے اور یہ پیمان نامہ محرم ۲۱۳ھ کو لکھا گیا" اور اس میں محمد بن علی نے اپنے ہاتھ سے توثیق فرمائی اور اپنی انگشت سے اسے مہر کیا۔

احکم بن بشار مروزی^{۱۸۱}

۱۰۷۷- غَالٍ لَا شَيْءَ. أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ كُلْثُومٍ السَّرْحَسِيُّ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِنَا يُعْرِفُ بَابِنِ زَيْنَبَةَ فَسَأَلَنِي عَنْ أَحْكَمَ بْنِ بَشَّارِ الْمَرْوَزِيِّ وَ سَأَلَنِي عَنْ قِصَّتِهِ وَ عَنِ الْآثَرِ الَّذِي فِي حَلْقِهِ وَ قَدْ كُنْتُ رَأَيْتُ فِي بَعْضِ حَلْقِهِ شِبْهَ

^{۱۸۱} - رجال شیخ طوسی، اصحاب امام جواد، ۱۷۷، معجم رجال الحدیث، ۱۳۵۵، ۳۸۰، نقد الرجال، ۱۳۹۹، ۱۷۵، رجال علامہ حلی، ۲۰۷، ۸، قسم ثانی، رجال ابن داود، ۲۲۷، ۱۳، قسم ثانی، طرائف المقال، ۲۷۵، ۱۸۲، آخر الذکر سید علی بروجرودی بن سید محمد شفیع جابلقی م ۱۳۱۳ھ اسے غالی لاشیء نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ولا يخفى أن غلو القميين ليس مستلزما للكفر، كيف؟ ورئيسهم "ق" ويقول: أول درجة الغلو رفع السهو عن النبي صلى الله عليه وآله فيخرج من الضعف الى الجهالة، وفيه حديث يشعر بمدحه على تكلف؛ واضح ہے کہ قیوں کا کسی کو غالی قرار دینا اس کے کافر ہونے کا موجب نہیں ہے کیسے؟ حالانکہ ان کے رئیس کا کہنا ہے کہ غلو کا پہلا درجہ یہ ہے کہ کوئی نبی اکرم ﷺ سے سہو کی نفی کرے اس طرح یہ شخص ضعیف ہونے کی بجائے مجہول قرار پائے گا اور اس کے بارے میں ایک حدیث ہے جو ایک تاویل کے ساتھ اس کی مدح پر دلالت کرتی ہے۔ تبصرہ و تحلیل: تعجب کا مقام ہے کہ ایک غالی کے دفاع میں ایک بے ربط بات کو ذکر کر دیا ہے بھلا یہاں اس غالی کو کس قسمی نے غالی کہا ہے یہ تو سمرقند اور بخار کے حوزہ علمیہ شیعہ میں تربیت پانے والے صاحب نظر ماہر علم رجال مفسر جلیل القدر محمد بن مسعود عیاشی کے شاگرد جناب کشتی نے اسے غالی قرار دیا ہے اور اگر کسی عالم نے سہو نبی اکرم ﷺ کے بارے میں ایسا نظریہ اپنایا ہو تو اس کو تمام محقق شیعہ علماء نے رد کیا ہے اس کی بات کو دوسرے اہل مکتب کی طرف کیوں منسوب کیا جاسکتا ہے دراصل ایسے رجالی کتابیں لکھنے والے علماء کی پوری کوشش غالیوں کا دفاع ہے حالانکہ غلو اور تفویض کے معیار سابقہ علماء شیعہ کے نزدیک بھی اسی طرح واضح تھے جیسے اب علماء اور فقہاء شیعہ میں واضح ہیں اور ہرگز اس طرح کے شبہات سے غالیوں کا دفاع نہیں کیا جاسکتا ہے۔

الْخَطُّ كَأَنَّهُ أَثَرُ الذَّبْحِ، فَقُلْتُ لَهُ قَدْ سَأَلْتُهُ مَرَارًا فَلَمْ يُخْبِرْنِي، قَالَ، فَقَالَ كُنَّا سَبْعَةً نَفَرٍ فِي حُجْرَةٍ وَاحِدَةٍ بَبْغَدَادَ فِي زَمَانِ أَبِي جَعْفَرِ الثَّانِي (ع)، فَغَابَ عَنَّا أَحْكَمُ مِنْ عِنْدِ الْعَصْرِ وَ لَمْ يَرْجِعْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، فَلَمَّا كَانَ جَوْفُ اللَّيْلِ جَاءَنَا تَوْقِيعٌ مِنْ أَبِي جَعْفَرِ (ع): أَنَّ صَاحِبَكُمْ الْخُرَاسَانِيَّ مَذْبُوحٌ مَطْرُوحٌ فِي لُبْدٍ فِي مَزْبَلَةٍ كَذَا وَ كَذَا فَادْهَبُوا فِدَاؤُوهُ بِكَذَا وَ كَذَا! فَذَهَبْنَا فَوَجَدْنَاهُ مَطْرُوحًا كَمَا قَالَ، فَحَمَلْنَاهُ وَ دَاوَيْنَاهُ بِمَا أَمَرْنَا بِهِ فَبَرَأَ مِنْ ذَلِكَ. قَالَ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ: كَانَ قِصَّتُهُ أَنَّهُ تَمَتَّعَ بَبْغَدَادَ فِي دَارِ قَوْمٍ، فَعَلِمُوا بِهِ وَ اتَّخَذُوهُ وَ ذَبَحُوهُ وَ أَدْرَجُوهُ فِي لُبْدٍ وَ طَرَحُوهُ فِي مَزْبَلَةٍ. قَالَ أَحْمَدُ: وَ كَانَ أَحْكَمُ إِذَا ذُكِرَ عِنْدَهُ الرَّجْعَةُ فَانْكَرَهَا أَحَدٌ، فَيَقُولُ أَنَا أَحَدُ الْمَكْرُورِينَ وَ حَكَى لِي بَعْضُ الْكَذَّابِينَ أَيْضًا بِهَرَاةٍ هَذِهِ الْقِصَّةَ فَأَعْجَبَ وَ امْتَنَعَ بِذِكْرِ تِلْكَ الْحَالَةِ لِمَا يَسْتَنْكِرُهَا النَّاسُ^{۱۸۲}.

وہ غالی اور بے قدر و قیمت شخص ہے، احمد بن علی بن کلثوم سرخسی کا بیان ہے کہ میں نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص جو ابن زینبہ کے عنوان سے مشہور تھانے مجھ سے احکم بن بشار مروزی کے بارے میں پوچھا اور اس کی داستان اور انجام کے بارے میں سوال کیا اور اس کی گردن میں حلقے کے نشان کے متعلق سوال کیا اور میں نے اس کی گردن میں خط کی مانند کچھ حلقے کے نشانات دیکھے تھے جیسے وہ ذبح کے نشان ہوں اور میں نے اس سے کئی بار ان نشانات کے بارے میں پوچھا تھا لیکن وہ مجھے نہیں بتاتا تھا۔

^{۱۸۲}۔ رجال الکشی، ص ۵۷۰۔

آخر اس نے مجھے بتایا کہ ہم بغداد میں ابو جعفر ثانی کے زمانے میں ایک حجرے میں سات نفر موجود تھے کہ عصر کے وقت احکم ہم سے غائب ہو گیا اور رات کو نہیں لوٹا، جب آدھی رات کا وقت ہوا تو امام ابو جعفر کی طرف سے ہمارے پاس ایک توقع پہنچی:

تمہارا خراسانی ساتھی ذبح ہو کر فلاں گندگی کے ڈھیر پر ایک چادر میں لپٹا ہوا ہے جاو اور اس کا اس طرح علاج کرو تو ہم گئے اور اسے اسی طرح پایا جیسے امام نے بیان کیا تھا، ہم نے اسے اٹھایا اور امام کے حکم کے مطابق اس کا علاج کیا تو وہ شفا یاب ہو گیا۔

احمد بن علی کہتا ہے: اس کی داستان یہ تھی کہ اس نے بغداد میں دوسروں کے ایک گھر میں نکاح موقت کیا تھا تو انہیں علم ہوا تو اسے پکڑ کر ذبح کیا اور ایک بوری میں ڈال کر اس گندگی کے ڈھیر پہ پھینک دیا۔

احمد نے یہ بھی کہا: احکم کے سامنے اگر کوئی رجعت کا انکار کرتا تو وہ کہتا تھا: ارے میں ان لوگوں میں سے ایک ہوں جنہیں اس دنیا میں لوٹایا گیا ہے اور ہر ات میں مجھے یہ داستان بعض جھوٹوں نے نقل کی اور تعجب کیا اور اس حالت کو بیان نہیں کیا کیونکہ لوگ اسکو پسند نہیں کرتے۔

تَلْمِیْذُ ابْنِ اَبی عُمَیْرٍ لَقِيَ مِنْ اَصْحَابِ اَبی عَبْدِ اللّٰهِ (ع) الْكَثِیْرُ، وَ هُوَ مِثْلُ ابْنِ فَضَّالٍ وَ ابْنِ بُكَيْرٍ.

حمرویه نے محمد بن عیسیٰ سے نقل کیا کہ علی بن حکم انباری داود بن نعمان (منقش چادر فروش) کا بھانجا تھا، اور یہ نبی زبیر کی طرف منسوب ہیں جو صرانی اور درہم و دینار کا کاروبار کرتے تھے اور علی بن حکم ابی ابی عمیر کا شاگرد تھا اور اس نے امام صادق کے بہت سے اصحاب سے ملاقات کی اور وہ ابن فضال اور ابن بکیر کی مانند تھا۔

ابوہاشم داود بن قاسم جعفری^{۱۸۵}

۱۰۸۰ قَالَ أَبُو عَمْرٍو: لَهُ مَنْزِلَةٌ عَالِيَةٌ عِنْدَ اَبی جَعْفَرٍ وَ اَبی الْحَسَنِ وَ اَبی مُحَمَّدٍ (ع) وَ مَوْضِعٌ جَلِيلٌ، عَلٰی مَا يُسْتَدَلُّ بِمَا رَوٰی عَنْهُمْ فِيْ نَفْسِهِ وَ رِوَايَتِهِ، وَ تَدُلُّ رِوَايَتُهُ عَلٰی ارْتِفَاعِ فِي الْقَوْلِ.

ابو عمرو کشتی کا بیان ہے کہ انہیں امام جواد، امام علی نقی اور امام حسن عسکری کے ہاں بلند مقام اور بہت عالی مرتبہ حاصل تھا اور اس کی دلیل ان روایات سے ملتی ہے جو اس نے خود اپنے متعلق اور روایات کے متعلق ائمہ معصومین سے نقل کی ہیں اور اس کی روایات سے نظریات میں بلند پروازی (غلو) پر بھی دلالت کرتی ہیں۔

^{۱۸۵} رجال البرقی ۵، تاریخ الطبری ۷ ص ۵۱۱، مروج الذهب ۶ ص ۱۱، مقاتل الطالبیین ۲۲ ص ۴۲، رجال النجاشی ۳۶۲ ص ۴۰۹، رجال الطوسی ۳۷۵، فہرست الطوسی ۹۳ ص ۲۷۸، تاریخ بغداد ۸ ص ۳۶۹، معالم العلماء ۴ ص ۳۱۵، الکامل فی التاریخ ۷ ص ۱۷۵، رجال ابن داود ۶ ص ۹۴، التحریر الطاوسی ۹۹ ص ۱۴، رجال العللۃ الحلی ۶۸، نقد الرجال ۱۲۹ ص ۳، مجمع الرجال ۲ ص ۲۸۸، جامع الرواۃ ص ۳۰، بحیۃ الآمال ۴ ص ۷۸، تنقیح المقال ۱۲ ص ۳۸۶، إیمان الشیعۃ ۶ ص ۳۷۷، الکافی واللقاب ص ۱۷، العندبیل ص ۲۶۳، الجامع فی الرجال ص ۷۸، معجم رجال الحدیث ۷ ص ۱۱۸، قاموس الرجال ۴ ص ۵۸.

محمد بن عبد اللہ بن مہران^{۱۸۶}

۱۰۸۱ قال محمد بن مسعود: محمد بن عبد اللہ بن مہران متهم و هو غال.

محمد بن مسعود کا بیان ہے کہ محمد بن عبد اللہ بن مہران متمم ہے اور وہ غالی ہے۔

حسن بن علی بن ابی عثمان سجّادہ^{۱۸۷}

۱۰۸۲ قال نصر بن الصباح: قال لي السجّادة الحسن بن علي بن أبي عثمان يوماً ما تقول في محمد بن أبي زينب و محمد بن عبد الله بن عبد المطلب

^{۱۸۶}۔ رجال نجاشی، ص ۳۵۰ ن ۹۴۲، فرمایا: "محمد بن عبد اللہ بن مہران ابو جعفر الکرخي من ابناء الاعاجم، غال، کذاب، فاسد المذهب والحديث، مشهور بذلك له كتب، منها كتاب الممدوحين والمذمومين، كتاب مقتل ابي الخطاب، كتاب مناقب ابي الخطاب، كتاب الملاحم، كتاب التبصرة، كتاب القباب، كتاب النوادر، وهو اقرب كتبه إلى الحق، والباقي تخليط، قاله ابن نوح...". رجال شیخ طوسی، ص ۴۰۷ ن ۱، اصحاب الامام الجواد، فرمایا: ضعیف، اور اصحاب الہادی، ص ۴۲۳ ن ۲۶ میں فرمایا: یرمی بالغلو، ضعیف، اور باب من لم یرو عنہم، ص ۴۹۳ ن ۱۷ میں ایک دوسرے گروہ کے ساتھ اسے ضعیف میں شمار کیا، کشی نے رجال میں ایک جگہ ۴۴۳ ح ۸۳۱ کے ذیل میں فرمایا: "محمد بن عبد اللہ بن مہران، غال"، اور دوسری جگہ ص ۱۰۸۱ ح ۵۷۱ مستقل عنوان سے فرمایا: متمم، غال، رجال علامہ حلی، قسم ثانی، فصل میم، باب اول محمد، فرمایا: غال کذاب ضعیف، فاسد المذهب والحديث، مشهور بذلك متهافت، له كتاب في الممدوحين والمذمومين يدل علی خبثه وكذبه. التحرير الطائوسی، ن ۳۶۹۔

^{۱۸۷}۔ رجال نجاشی: ۱۴۱ ن ۱۶۱: "الحسن بن ابی عثمان الملقب سجّادہ، ابو محمد کوفی، ضعف اصحابنا، وذكر ان إياه علی بن ابی عثمان روى عن ابی الحسن موسى عليه السلام. له كتاب نوادر... اسے ہمارے علماء نے ضعیف قرار دیا ہے اور ذکر کیا گیا ہے کہ اس باپ علی بن ابی عثمان، امام کاظم سے روایت کرتا ہے اور سجّادہ نے کتاب نوادر لکھی"، رجال شیخ طوسی، ص ۴۰۰ ن ۱۱، اصحاب الجواد علیہ السلام، ص ۴۱۳ ن ۱۲، اصحاب الہادی علیہ السلام دونوں جگہوں پر غالی قرار دیا۔ رجال ابن داود قسم ثانی: ۲۳۸ ن ۱۲۵، رجال علامہ حلی، قسم ثانی، باب حسن، ن ۴، تنقیح المقال: ص ۲۹۰۔

(ص) اَيْهَمَا اَفْضَلُ قُلْتُ لَهُ قُلْ اَنْتَ! فَقَالَ بَلْ مُحَمَّدٌ بْنُ اَبِي زَيْنَبٍ الْاَسَدِيُّ،
 اِنَّ اللّٰهَ جَلَّ وَ عَزَّ عَاتَبَ فِي الْقُرْآنِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فِي مَوَاضِعَ وَ لَمْ
 يُعَاتَبْ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي زَيْنَبٍ، فَقَالَ لِمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: وَلَوْ لَا اَنْ تَبْتَنَّاكَ لَقَدْ
 كَدْتُمْ تَرْكُنُ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا، لَنْ اَشْرَكَتْ لِيَحْبُطَنَّ عَمَلُكَ الْاَلَايَةَ، وَ فِي
 غَيْرِهِمَا، وَ لَمْ يُعَاتَبْ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي زَيْنَبٍ بِشَيْءٍ مِنْ اَشْبَاهِ ذَلِكَ.

نصر بن صباح نے کہا: ایک دن حسن بن علی بن ابی عثمان سجادہ نے مجھ سے کہا: تو محمد بن ابی
 زینت اور محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ؑ میں سے کس کو افضل سمجھتا ہے؟
 میں نے کہا: تم کہو۔

اس نے کہا: محمد بن ابی زینت اسدی افضل ہے کیونکہ قرآن میں خدا نے کئی جگہوں پر محمد بن
 عبد اللہ ؑ کی سرزنش کی ہے لیکن محمد بن ابی زینت کو ہر گز سرزنش نہیں کی گئی، پس
 محمد بن عبد اللہ ؑ کے لیے خدا نے کہا: اگر ہم تجھے ثابت نہ کرتے تو شاید تو کچھ ان کی
 طرف راغب ہو جاتا، اگر تو نے شرک کیا تو تیرے عمل کو ضائع کر دیا جائے گا^{۱۸۸} لیکن اس
 طرح محمد بن ابی زینت سے نہیں کہا گیا۔

MANZAR AELIYA

^{۱۸۸}۔ سورہ زمر ۶۵، اس آیت سے اس طرح استدلال کرنا دراصل ایسے بے دین ظالم اور بے ادب
 افراد کا وطیرہ ہے وہ اپنی غرض اور باطل ترین باتوں کو ثابت کرنے کے لیے کسی نیکی کا سہارا لے لیا
 کرتے ہیں جیسے بے نماز منکرین قرآن کی اس آیت کے توڑ موڑ کر پیش کرتے ہیں: قرآن نے خود کہا
 ہے: لا تقربوا الصلاۃ، کہ تم نماز کے قریب نہ جاؤ حالانکہ یہ بے دین اور بے لگام لوگ عبارتوں کو توڑ
 موڑ کر پیش کرتے ہیں اور ہر گز کسی قاعدے اور قانون کے پابند نہیں ہیں اسی آیت کو دیکھو: اس
 کے ساتھ لکھا تھا: تم نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم نشہ اور خماری کی حالت میں ہو۔

اب ہم اسی آیت کو دیکھتے ہیں: قُلْ أَغْفِرَ اللَّهُ تَأْمُرُونِي أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ (۶۴) وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (۶۵) بَلِ اللَّهُ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ (۶۶) وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ [۶۴-۶۶]

ترجمہ: کدہتیجئے: اے نادانو! کیا تم مجھے کہتے ہو کہ میں غیر اللہ کی بندگی کروں؟* اور بتحقیق آپ کی طرف اور آپ سے پہلے انبیاء کی طرف یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضرور جھٹ ہو جائے گا اور تم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔* بلکہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور شکر گزاروں میں سے ہو جاؤ۔* اور ان لوگوں نے اللہ کی قدر شناسی نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے۔

اب ان آیات میں انصاف کی ایک نگاہ کریں اور دیکھیں ان میں کتنے فصیح اور بلیغ انداز میں شرک کی مذمت کرتے ہوئے اسے تمام انبیاء کی دعوت میں مشترک عنصر تبلیغ قرار دیا کہ سب کو وحی کی گئی کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل جھٹ ہو جائے گا جیسا کہ دیگر آیات میں بھی اس حقیقت کو ذکر کیا گیا ہے "مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَى شَيْءٍ ذَلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ؛ جن لوگوں نے اپنے رب کا انکار کیا ہے ان کے اعمال کی مثال اس راکھ کی سی ہے جسے آندھی کے دن تیز ہوا نے اڑا دیا ہو، وہ اپنے اعمال کا کچھ بھی (پھل) حاصل نہ کر سکیں گے، یہی تو بہت گہری گمراہی ہے،" إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا (نساء ۴۸ اور ۱۱۶ میں بے: فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا) ترجمہ: اللہ اس بات کو یقیناً معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ (کسی کو) شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے علاوہ دیگر گناہوں کو جس کے بارے میں وہ چاہے گا معاف کر دے گا اور جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا اس نے تو عظیم گناہ کا بہتان باندھا وہ گمراہی میں دور تک چلا گیا۔ یہ حقیقت میں "ایاک اعنی و اسمعی یا جارة" کے قانون کے مطابق انبیاء کی امتوں کو متوجہ کیا

جا رہا ہے کہ تم متوجہ رہنا کیونکہ شرک ایسا سنگین عمل ہے کہ باقی تمام اعمال کی بربادی کا سبب بنتا ہے حالانکہ خدا کے معصوم نبی ہرگز ایسے عمل شنیع کا سوچ بھی نہیں سکتے بھلا کوئی عام انسان جو گندی نالی کے پانی کی گندگی کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ کبھی سوچتا ہے کہ اس سے کچھ گھونٹ پئے یا کبھی کوئی شخص جو عقل و شعور کی دولت سے مالا مال ہو کبھی سوچتا ہے کہ تھوڑی زہر کھالے اسی طرح خدا کی معصوم ہستیاں گناہوں کی بربادی اور ان کے ضرر کی حقیقتوں سے آگاہ ہوتیں ہیں وہ ہرگز خدا کی نافرمانی

کی سوچ بھی نہیں کرتے ہیں لیکن ایسے فصیح تعبیروں میں ان کی امت کو متوجہ کیا جا رہا ہے جیسا کہ معصومین نے اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی اور مفسرین نے اس کو ذکر کیا ہے۔

شیخ صدوق نے عیون اخبار رضا میں مامون کی مجلس میں امام رضا کا عصمت انبیاء پر بحث کرتے ہوئے ان آیات کے بارے میں ارشاد ذکر کیا ہے: علی بن محمد بن الجہم قال: حضرت مجلس المأمون و عنده الرضا عليه السلام، فقال له المأمون: يا بن رسول الله أليس من قولك ان الأنبياء معصومون؟ قال: بلى، قال: فما معنى قول الله إلى ان قال: فأخبرني عن قول الله تعالى: «عَفَا اللَّهُ عَنْكَ لِمَ أَذْنَتْ لَهُمْ» قال الرضا عليه السلام: هذا مما نزل بآياك اعنى و اسمعى يا جاره خاطب الله تعالى بذلك نبيه ﷺ و أراد به أمته، و كذلك قوله عز و جل: لئن أشركتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ وَ قوله تعالى «وَلَوْ لَا أَنْ تَبْنِيَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكُنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا» قال: صدقت يا بن رسول الله.

مامون نے کہا: اے فرزند رسول! کیا آپ انبیاء کو معصوم نہیں کہتے؟
فرمایا: کیوں نہیں، (ہم انبیاء کو معصوم مانتے ہیں)

مامون نے کہا: تو ان آیات کا کیا معنی ہے جہاں ہے خدا نے تجھے معاف کر دیا کیوں آپ نے ان کو اجازت دی۔

امام رضا نے فرمایا: دراصل یہ آیات "کہوں بیٹی کو اور سناو بہو کو" کے قانون کے تحت نازل ہوئی ہیں، خدا نے اپنے نبی اکرم ﷺ کو خطاب فرمایا حالانکہ اس سے ان کی امت کو مراد لیا اور ان کو تنبیہ فرمائی ہے۔ اور اسی طرح ان آیات میں ہے اگر تو شرک کرے تو تیرا عمل حبط ہو جائے گا اور آیت: اگر ہم تجھے تائید نہ کرتے تو تم ان کی طرف کچھ جھکاؤ کرتے۔

اس نے کہا: اے فرزند رسول! آپ نے سچ فرمایا ہے۔ [المیزان فی تفسیر القرآن، ج ۱، ص ۲۹۰، مفتاح الغیب، ج ۲، ص ۴۷۲، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم، ج ۱۲، ص ۲۷۸، تفسیر نمونہ، ج ۱۹، ص ۵۲۸، تفسیر نور الثقلین، ج ۴، ص ۴۹۸، التفسیر المظہری، ج ۸، ص ۲۳۱، تفسیر نور الثقلین، ج ۴، ص ۴۹۷، مجمع البیان فی تفسیر القرآن، ج ۸، ص ۷۹۰، تفسیر جوامع الجامع، ج ۳، ص ۳۶۵، التبیان فی تفسیر القرآن، ج ۹، ص ۴۴] اور بعض غیر معتبر روایات میں اس کی تطبیق اس مورد پر کی گئی ہے جب کوئی شخص خدا کے معین کردہ ولی کے مقابلے میں کسی کو ولی مان لے [دیکھئے: البرہان فی تفسیر القرآن، ج ۴، ص ۷۲۵، تفسیر فرات الکونی، ص ۳۷۰]۔

قَالَ أَبُو عَمْرٍو: عَلَى السَّجَادَةِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَ لَعْنَةُ اللَّاعِنِينَ وَ الْمَلَائِكَةُ وَ النَّاسُ أَجْمَعِينَ، فَلَقَدْ كَانَ مِنَ الْعُلَيَّائَةِ الَّذِينَ يَقْعُونَ فِي رَسُولِ اللَّهِ (ص) وَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْإِسْلَامِ نَصِيبٌ^{۱۸۹}.

کشی فرماتے ہیں: اس سجدہ پر خدا اور تمام لعنت کرنے والوں (ملائکہ اور تمام لوگوں) کی لعنت ہو، پس یہ ان بد بخت غالیوں میں سے تھا جو رسول اکرم ﷺ کی عیب جوئی کرتے ہیں اور ان کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

ایوب بن نوح بن دراج^{۱۹۰}

۱۰۸۳ مُحَمَّدٌ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ النَّهْدِيُّ كُوفِيٌّ وَ هُوَ حَمْدَانُ الْقَلَانِسِيُّ، وَ ذَكَرَ أَيُّوبُ بْنُ نُوحٍ وَ قَالَ: كَانَ فِي الصَّالِحِينَ وَ كَانَ حِينَ مَاتَ

^{۱۸۹} رجال الکشی، ص ۵۷۱، اس روایت سے اس بد بخت کی نہایت درجہ پلیدی اور خباثت ثابت ہوتی ہے اس طرح کا مقابلہ ایک بالکل کورول بد باطن ہی کر سکتا ہے جسے حقائق کا نور نظر ہی نہ آتا ہو یہی وجہ ہے کہ علماء کرام نے اس ملعون کو غالی اور مرتد قرار دیا ہے۔

^{۱۹۰} رجال البرقی ۵۷، رجال النجاشی ص ۲۵۵ ن ۲۵۲، رجال الطوسی ۴۱۰، فہرست الطوسی ۴۰ ن ۵۹، معالم العلماء ۳۶ ن ۱۳۱، رجال ابن داود ۶۴ ن ۲۲۱، التحریر الطاوسی ۵۲ ن ۴۷، رجال العللاء الحلی ۱۲، لسان المیزان ص ۴۹۰ ن ۱۵۱۸، نقد الرجال ۵۲ ن ۱۹، مجمع الرجال ص ۲۴۷، نقد الايضاح ۶۴، جامع الرواة ص ۱۱۲، وسائل الشیعة ۲۰ ص ۱۴۵ ن ۷۶، ہدایۃ المحدثین ۲۲، مستدرک الوسائل ۳ ص ۵۷۸، بحیۃ الآثار ص ۲۳، تنقیح المقال ص ۱۵۹ ن ۱۶۹۵، إعیان الشیعة ۳ ص ۵۲۶، الذریعة ۲۴ ص ۳۲۴ ن ۱۶۸۲، العندیل ص ۶۱، الجامع فی الرجال ص ۲۹۲، مجمع رجال الحدیث ۳ ص ۲۶۰ ن ۱۶۱۳، قاموس الرجال ص ۱۴۴.

وَلَمْ يُخَلَّفْ إِلَّا مَقْدَارَ مِائَةِ وَخَمْسِينَ دِينَارًا، وَكَانَ عِنْدَ النَّاسِ أَنَّ عِنْدَهُ مَالًا
لأنَّهُ كَانَ وَكِيلًا لَهُمْ، وَكَانَ يَقَعُ فِي يُونُسَ رَحِمَهُ اللَّهُ فِي مَا يَذْكُرُ عَنْهُ.

محمد بن احمد نہدی کوئی جو کہ حمدان قلاسی ہیں انہوں نے ایوب بن نوح کو یاد کیا تو فرمایا: وہ
صالحین اور نیکوکاروں میں سے تھے جب ان کی وفات ہوئی تو انہوں نے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا
سوائے ۵۰ دینار کے اور ان کے پاس بہت زیادہ مال امام موجود تھا کیونکہ وہ امام کے وکیل تھے
اور جب یونس سے روایت نقل کرتے تو ان پر نکتہ چینی کرتے تھے۔

ابو عمرو ابرش^{۱۹۱}

۱۰۸۴ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ كَلْثُومٍ السَّرْحَسِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو يَعْقُوبَ إِسْحَاقُ
بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شُمُونَ، وَغَيْرُهُ، قَالَ،
خَرَجَ أَبُو مُحَمَّدٍ (ع) فِي جَنَازَةِ أَبِي الْحَسَنِ (ع) وَاقْمِصْهُ مَشْقُوقًا، فَكَتَبَ
إِلَيْهِ أَبُو عَوْنٍ الْأَبْرَشُ قَرَابَةَ نَجَاحِ بْنِ سَلَمَةَ: مَنْ رَأَيْتَ أَوْ بَلَغَكَ مِنَ الْأَئِمَّةِ
شَقَّ ثَوْبِهِ فِي مِثْلِ هَذَا! فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَبُو مُحَمَّدٍ (ع) يَا أَحْمَقُ وَمَا يُدْرِيكَ مَا
هَذَا قَدْ شَقَّ مُوسَى عَلَى هَارُونَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ.

^{۱۹۱}۔ رجال شیخ طوسی، ص ۴۳۰، اصحاب امام حسن عسکری، ن ۹، اس کا نام حسن بن نضر لکھا ہے، رجال
ابن داود، قسم ثانی، ص ۳۱۳، رجال علامہ علی، ص ۲۶۷، ن ۱۶، اباب کثیت، قسم ثانی، تحریر
طاووسی، ص ۶۳۸، ن ۴۹۱، طرائف المقال، ص ۳۶۹، ن ۱۷۷، نقد الرجال، ن ۶۱۳۶۔

محمد بن حسن بن شمون وغیرہ نے کہا کہ امام ابو محمد (حسن عسکریؑ) امام علی نقی کے جنازے میں اس حال میں چلے کہ آپ کی قمیض چاک ہو چکی تھی تو ابو عورابرش جو کہ نجاح بن سلمہ کا رشتہ دار تھا، اس نے آپ کو حط لکھا: آپ نے کس امام کو دیکھا یا کس امام کے بارے میں سنا کہ انہوں نے اس طرح اپنی قمیض چاک کی ہو؟

امام نے اسے جواب میں لکھا: اے احمق! تجھے اس کی حقیقت کا کیا علم ہے؟ موسیٰ نبیؑ نے حضرت ہارونؑ کے لیے ایسا کیا تھا۔

۱۰۸۵ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْخَضِيبِ الْأَنْبَارِيُّ قَالَ، كَتَبَ أَبُو عَوْنٍ الْأَبْرَشُ قَرَابَةَ نَجَاحِ بْنِ سَلَمَةَ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ (ع) أَنَّ النَّاسَ قَدْ اسْتَوْحَشُوا مِنْ شَقِّكَ ثَوْبَكَ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع) فَقَالَ يَا أَحْمَقُ مَا أَنْتَ وَذَاكَ قَدْ شَقَّ مُوسَى عَلَى هَارُونَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، إِنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُولَدُ مُؤْمِنًا وَيَحْيَى مُؤْمِنًا وَيَمُوتُ مُؤْمِنًا، وَ مِنْهُمْ مَنْ يُولَدُ كَافِرًا وَيَحْيَى كَافِرًا وَيَمُوتُ كَافِرًا، وَ مِنْهُمْ مَنْ يُولَدُ مُؤْمِنًا وَيَحْيَى مُؤْمِنًا وَيَمُوتُ كَافِرًا، وَ إِنَّكَ لَا تَمُوتُ حَتَّى تَكْفُرَ وَ تَغَيِّرَ عَقْلَكَ! فَمَا مَاتَ حَتَّى حَبَبَهُ وَلَدُهُ عَنِ النَّاسِ وَ حَبَسُوهُ فِي مَنَزِلِهِ، فِي ذَهَابِ الْعَقْلِ وَ الْوَسْوَسةِ وَ كَثْرَةِ التَّخْلِيطِ، وَ يَرُدُّ عَلَى الْإِمَامَةِ، وَ انْكَشَفَ عَمَّا كَانَ عَلَيْهِ^{۱۹۲}.

ابراہیم بن خضیب انباری کا بیان ہے کہ ابو عور ابرش جو کہ نجاح بن سلمہ کا رشتہ دار تھا، اس نے آپ کو امام حسن عسکریؑ کو خط لکھا: لوگ آپ کے امام علی نقیؑ پر لباس چاک کرنے سے وحشت زدہ اور پریشان ہیں؟

امام نے اسے جواب میں لکھا: اے احمق! تجھے اس کی حقیقت کا کیا علم ہے؟ موسیٰ نبیؑ نے حضرت ہارونؑ کے لیے ایسا کیا تھا اور لوگوں میں سے کچھ مومن پیدا ہوتے ہیں اور مومن ہو کر زندہ رہتے ہیں اور مومن ہونے کی حالت میں مرتے ہیں، اور ان میں سے کچھ کافر پیدا ہوتے ہیں اور کافر ہو کر زندہ رہتے ہیں اور کافر ہونے کی حالت میں مرتے ہیں، اور ان میں سے کچھ مومن پیدا ہوتے ہیں اور مومن ہو کر زندہ رہتے ہیں اور کافر ہو کر مرتے ہیں اور میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ تو نہیں مرے گا مگر کافر ہو کر اور تیری عقل زائل ہو چکی ہوگی، تو وہ نہیں مرا مگر اس حالت میں کہ اس کی اولاد نے اسے لوگوں سے ملنے سے روک دیا تھا اور اسے اس کے گھر میں بند کر دیا تھا، اس کی عقل ماری گئی تھی اور وسوسے اور خلط کا شکار تھا اور امامت کا منکر ہو گیا تھا اور اس کی حقیقت کھل گئی تھی۔

عروہ بن یحییٰ دہقان

۱۰۸۶ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُلُوبِهِ الْجَمَّالُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى الْهَمْدَانِيِّ: أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ يَحْيَى الْبَغْدَادِيَّ الْمَعْرُوفَ بِالْدهقانِ لَعَنَهُ اللَّهُ وَكَانَ يَكْذِبُ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الرِّضَا (ع) وَ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ (ع) بَعْدَهُ، وَ كَانَ يَقْطَعُ أَمْوَالَهُ لِنَفْسِهِ دُونَهُ وَ يَكْذِبُ عَلَيْهِ، حَتَّى لَعَنَهُ أَبُو مُحَمَّدٍ (ع) وَ أَمَرَ شِيعَتَهُ بِلَعْنِهِ، وَ الدُّعَاءَ عَلَيْهِ لِقَطْعِ الْأَمْوَالِ، لَعَنَهُ اللَّهُ.

محمد بن موسی ہمدانی کا بیان ہے کہ عروہ بن یحییٰ بغدادی جو دہقان کے عنوان سے معروف تھا خدا نے اس پر لعنت کی وہ امام علی نقی اور حسن عسکریؑ پر جھوٹ بولتا تھا اور ائمہ کے اموال کو لوگوں سے لیکر کھاتا تھا اور ان پر جھوٹ بولتا تو امام حسن عسکری نے اس پر لعنت کی اور اپنے شیعوں کو بھی اس پر لعنت کرنے کا حکم دیا اور اس کے لیے بددعا کی، خدا اس پر لعنت کرے۔
 قَالَ عَلِيُّ بْنُ سَلْمَانَ بْنِ رُشَيْدٍ الْعَطَّارُ الْبَغْدَادِيُّ فَلَعَنَهُ أَبُو مُحَمَّدٍ (ع) وَ ذَلِكَ أَنَّهُ كَانَتْ لِأَبِي مُحَمَّدٍ (ع) خِزَانَةٌ، وَ كَانَ يَلِيهَا أَبُو عَلِيٍّ بْنُ رَاشِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَسَلَّمْتُ إِلَى عُرْوَةَ، فَأَخَذَ مِنْهَا لِنَفْسِهِ ثُمَّ أَحْرَقَ بَاقِيَ مَا فِيهَا، يُعَاطِظُ بِذَلِكَ أَبَا مُحَمَّدٍ (ع) فَلَعَنَهُ وَ بَرِئَ مِنْهُ وَ دَعَا عَلَيْهِ، فَمَا أَهْلَ يَوْمَهُ ذَلِكَ وَ لَيْلَتُهُ حَتَّى قَبِضَهُ اللَّهُ إِلَى النَّارِ، فَقَالَ (ع) جَلَسْتُ لِرَبِّي لَيْلَتِي هَذِهِ كَذَا وَ كَذَا

جَلَسَتْ فَمَا أَنْفَجَرَ عَمُودُ الصُّبْحِ وَ لَا أَنْطَفَى ذَلِكَ النَّارُ حَتَّى قَتَلَ اللَّهُ عَدُوَّهُ
لَعَنَهُ اللَّهُ.

علی بن سلیمان بن رشید عطار کہتا ہے: عروہ پر امام عسکری نے اس لیے لعنت کی کہ وہ امام کا خزانہ دار تھا اور اس سے پہلے وہ ذمہ داری ابو علی بن راشد کے پاس تھی پھر وہ عروہ کے سپرد ہوئی تو اس نے اس سے بہت زیادہ مال کو اپنے لیے اٹھالیا اور باقی کو جلا کر راکھ کر دیا اس طرح وہ امام کو غصہ دلانا چاہتا تھا تو امام نے اس پر لعنت کی اور اس سے براءت کا اظہار فرمایا اور اس کے لیے بد دعا کی اس سے ایک دن رات نہیں گزرا تھا کہ خدا نے اسے جہنم رسید کر دیا، امام نے فرمایا: میں آج رات اپنے پروردگار کی بارگاہ میں صبح کی کرنیں طلوع ہونے تک بیٹھا رہا اور وہ جہنم کی آگ نہیں بجھی یہاں تک کہ خدا نے اپنے دشمن کو قتل کر دیا، خدا کی اس پر لعنت ہو۔

۱۹۳ فضل بن حارث

۱۰۸۷ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ كَثُومٍ، قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ،
قَالَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ، كُنْتُ بِسَرَّ مَنْ رَأَى وَقْتُ خُرُوجِ سَيْدِي
أَبِي الْحَسَنِ (ع)، فَرَأَيْنَا أَبَا مُحَمَّدٍ مَاشِيًا قَدْ شَقَّ ثِيَابَهُ، فَجَعَلْتُ أَتَعَجَّبُ مِنْ
جَلَالَتِهِ وَ مَا هُوَ لَهُ أَهْلٌ وَ مِنْ شِدَّةِ اللَّوْنِ وَ الْأَدَمَةِ، وَ أَشْفَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ التَّعَبِ!
فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ رَأَيْتُهُ (ع) فِي مَنَامِي، فَقَالَ: اللَّوْنُ الَّذِي تَعَجَّبْتَ مِنْهُ اخْتِيَارٌ
مِنْ اللَّهِ لَخَلْقِهِ يُجْرِيهِ كَيْفَ يَشَاءُ وَ أَنَّهَا هِيَ لَعِبْرَةٌ لِلْأُولَى الْأَبْصَارِ، لَا يَقَعُ فِيهِ

۱۹۳۔ رجال شیخ طوسی، ص ۳۳۴، اصحابی امام عسکری، رجال ابن داود، قسم ثانی، ۱۱۹۴، رجال علامہ
حلی، قسم ثانی، ۳۲۶، ۳، تحریر طاووسی، ص ۳۶۴، ۳۳۷، طرائف المقال، ص ۲۴۸، ۱۵۷۵، نقد الرجال
ص ۱۸، ۱۰۶، ۳۱۔

عَلَى الْمُخْتَبَرِ ذَمٌّ وَ لَسْنَا كَالنَّاسِ فَتَنَعَبَ كَمَا يَتَعَبُونَ، نَسْأَلُ اللَّهَ الثَّباتَ وَ
نَتَفَكَّرُ فِي خَلْقِ اللَّهِ فَإِنَّ فِيهِ مُتَسَعًا وَ اعْلَمْ أَنَّ كَلَامَنَا فِي النَّوْمِ مِثْلُ كَلَامِنَا فِي
الْيَقَظَةِ. قَالَ أَبُو عَمْرٍو: فَدَلَّ هَذَا الْخَبْرُ عَلَى أَنَّ الْفَضْلَ يُؤْتَمَنُ فِي الْقَوْلِ، وَ
اللَّهُ أَعْلَمُ.

اسحاق بن محمد بصری کا بیان ہے کہ فضل بن حارث نے بتایا کہ میں سرمن رای میں امام علی نقی
کے جنازے میں موجود تھا تو ہم نے امام ابو حسن عسکریؑ کو اس حال میں پیدل چلتے ہوئے دیکھا
کہ آپ نے اپنے پیراہن چاک کر رکھے تھے تو میں آپ کی عظمت و جلالت اور شدید گندمی
رنگ کو دیکھ کر بہت تعجب میں پڑ گیا اور مجھے ڈر ہوا کہ میرے امام تھک جائیں گے۔

رات کو میں نے امام کو خواب میں دیکھا، فرمایا: جس رنگ سے تو نے تعجب کیا تو وہ خدا نے اپنی
مخلوق کے لیے پسند فرمایا ہے اور وہ دیدہ بینا رکھنے والوں کے لیے باعث عبرت ہے اور اس میں
نصیحت لینے والوں کے لیے کوئی مذمت نہیں، اور ہم لوگوں کی طرح نہیں کہ تھک جائیں
جیسے وہ تھک جاتے ہیں، ہم خدا سے ثابت قدمی کی دعا کرتے ہیں اور خلق خدا میں غور کرتے
ہیں کیونکہ اس میں وسعت قلبی ہے اور یہ بھی یاد رکھنا کہ خواب میں ہمارا کلام اسی طرح ہے
جیسے بیداری میں ہمارا کلام ہے۔

ابو عمرو کشی فرماتے ہیں: یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ یہ فضل معتمد اور امین ہے، خدا ہی بہتر
جانتا ہے^{۱۹۲}۔

^{۱۹۲}۔ علامہ حلی نے فرمایا: میرے نزدیک اس حدیث میں اس کی مدح یا مذمت ثابت نہیں ہوتی اس
لیے میں اس کی روایتوں میں توقف کروں گا اور ابن داود نے ایک بار اسے قسم اول میں ممدوح شمار
کردیا اور پھر قسم ثانی میں مجہول الحال شمار کردیا، نقد رجال میں تفریسی نے اس میں کئی جہات سے اشکال
کی گنجائش بیان کی ہے کیونکہ ابن داود کو ایک فیصلہ کرنا چاہیے کہ ان کے نزدیک یہ راوی ممدوح ہے
یا مجہول پھر شہید ثانی کے فرزند نے تحریر طاووس میں فرمایا اس روایت میں اس کی کوئی مدح یا مذمت

اسحاق بن اسماعیل نیشاپوری^{۱۹۵}، ابراہیم بن عبدہ، محمودی، عمری، بلالی اور رازی
 ۱۰۸۸ حَکَى بَعْضُ الثَّقَاتِ بَنِيْسَابُورَ^{۱۹۶} أَنَّهُ خَرَجَ لِإِسْحَاقَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ مِنْ
 أَبِي مُحَمَّدٍ (ع) تَوْقِيعٌ: يَا إِسْحَاقَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ سَتَرْنَا اللَّهُ وَ إِيَّاكَ بَسْتَرَهُ، وَ
 تَوَلَّكَ فِي جَمِيعِ أُمُورِكَ بَصْنَعِهِ، قَدْ فَهِمْتُ كِتَابَكَ يَرْحَمُكَ اللَّهُ! وَ نَحْنُ
 بِحَمْدِ اللَّهِ وَ نِعْمَتِهِ أَهْلُ بَيْتِ نَرْقُ عَلَى مَوَالِينَا، وَ نُسْرُ بِتَتَابِعِ إِحْسَانِ اللَّهِ
 إِلَيْهِمْ وَ فَضْلِهِ لَدَيْهِمْ، وَ نَعْتَدُ بِكُلِّ نِعْمَةٍ يُنْعِمُهَا اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَيْهِمْ، فَاتِمَّ اللَّهُ
 عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ وَ مَنْ كَانَ مِثْلَكَ مِمَّنْ قَدْ رَحِمَهُ اللَّهُ، وَ نَصَرَهُ نَصْرَكَ وَ نَزَعَ
 عَنِ الْبَاطِلِ وَ لَمْ يَعْمُ فِي طُغْيَانِهِ نِعْمَهُ، فَإِنَّ تَمَامَ النِّعْمَةِ دُخُولُكَ الْجَنَّةَ، وَ
 لَيْسَ مِنْ نِعْمَةٍ وَ إِنْ جَلَّ أَمْرُهَا وَ عَظُمَ خَطَرُهَا إِلَّا وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ تَقَدَّسَتْ
 أَسْمَاؤُهُ عَلَيْهَا مُؤَدَّى شُكْرِهَا، وَ أَنَا أَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ مِثْلَ مَا حَمِدَ اللَّهُ بِهِ

MANZAR AELIYA

ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس میں تو اتنا ہے کہ اس نے امام عسکری کے گندمی رنگ اور ان کے والد گرامی
 کی وفات کے موقع پر قمیض شق کرنے پر تعجب کرنے کو بیان کیا ہے۔ اور پھر اس روایت کی سند بھی
 معتبر نہیں ہے اس لیے اس سے استدلال کرنا مدح پر صحیح نہیں ہوگا اس کی سند میں محمد بن اسحاق
 ضعیف ہے۔

^{۱۹۵}۔ رجال شیخ طوسی ۶۳۸ن صحابی امام عسکری، رجال ابن داود قسم اول ۴۸ن ۱۶۰، رجال علامہ حلی
 قسم اول ۱۱۱ن ۳، رجال برقی، ۶۱ صحابی امام عسکری، تحریر طاووسی، ص ۱۹۹، طرائف المقال، ص ۲۳۷ن ۱۳۹۰،
 معجم رجال الحدیث، ن ۱۱۲۶، نقد الرجال، ن ۴۰۸۔

^{۱۹۶} رجال الکثی، ص ۵۷۵

حَامِدٌ إِلَىٰ أَبَدِ الْأَبَدِ، بِمَا مَنَّ بِهِ عَلَيْكَ مِنْ نِعْمَةٍ وَ نَجَّكَ مِنَ الْهَلَكَةِ وَ سَهَّلَ سَبِيلَكَ عَلَى الْعَقَبَةِ۔

کشی فرماتے ہیں کہ بعض ثقہ و معتمد افراد نے نیشاپور میں روایت بیان کی کہ اسحاق بن اسماعیل کی طرف امام حسن عسکری کی طرف سے ایک توفیق وارد ہوئی، فرمایا: اے اسحاق بن اسماعیل! اللہ ہماری اور تمہاری پردہ پوشی فرمائے، اور تمام معاملات میں تیری مدد فرمائے، میں نے تیرے خط کو سمجھ لیا، ہم خدا کی حمد اور نعمت کے بسبب وہ گھرانہ ہیں جو اپنے محبین پر شفقت کرتے ہیں اور ان کے لیے اللہ کے مسلسل احسان و فضل کے طلبگار رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ تجھ پر اور تیرے دوسرے ایمانی بھائیوں پر اپنی نعمت پوری کرے، خدا تمہیں باطل سے دور رکھے اور نعمتوں کی کثرت تجھے مغرور ہونے سے بچائی، نعمت کا کامل ہونا جنت میں داخل ہونے کے ساتھ ہوگا اور ہر چھوٹی بڑی نعمت حمد کا تقاضا کرتی ہے، اللہ نے تجھ پر جو نعمت کی اور تجھے ہلاکت سے نجات دی اور تیرے لیے گھاٹی پر چلنے کو آسان بنایا، ان تمام باتوں پر میں اللہ کی حمد کرتا ہوں۔

وَ اَيْمُ اللّٰهِ اَنَّهَا لَعَقَبَةٌ كَثُوْدٌ شَدِيْدٌ اَمْرُهَا صَعْبٌ مَسْلُكُهَا عَظِيْمٌ بَلَاؤُهَا طَوِيْلٌ عَذَابُهَا قَدِيْمٌ فِي الزُّبُرِ الْاُولٰى ذَكَرُهَا، وَ لَقَدْ كَانَتْ مِنْكُمْ اُمُوْرٌ فِي اَيَّامِ الْمَاضِي (ع) اِلٰى اَنْ مَضٰى لِسَبِيْلِهِ، صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رُوْحِهِ، وَ فِي اَيَّامِيْ هَذِهِ كُنْتُمْ فِيْهَا غَيْرُ مُحْمُوْدِي الرّٰى وَ لَا مُسَدَّدِي التَّوْفِيْقِ، وَ اَعْلَمُ يَقِيْنًا يَا اِسْحَاقُ اَنْ مِنْ خَرَجَ مِنْ هَذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ - سَبِيْلًا، اِنَّهَا يَا ابْنَ اِسْمَاعِيْلَ لَيْسَ تَعْمٰى الْاَبْصَارُ لَكِنْ تَعْمٰى الْقُلُوْبُ الَّتِي فِي الصُّدُوْرِ، وَ ذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ فِي مُحْكَمِ كِتَابِهِ لِلظَّالِمِ: رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰى وَ

قَدْ كُنْتُ بَصِيرًا، قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: كَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيَتْهَا وَ كَذَلِكَ
الْيَوْمَ تُنْسَى، وَ آيَةُ آيَةٍ يَا إِسْحَاقُ أَعْظَمُ مِنْ حُجَّةِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَى خَلْقِهِ
وَ أَمِينِهِ فِي بَلَادِهِ وَ شَاهِدِهِ عَلَى عِبَادِهِ، مِنْ بَعْدِ مَنْ سَلَفَ مِنْ آبَائِهِ الْأَوَّلِينَ
مِنَ النَّبِيِّينَ وَ آبَائِهِ الْأَخْرِينَ مِنَ الْوَصِيِّينَ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ رَحْمَةُ اللَّهِ وَ بَرَكَاتُهُ،
فَإِنَّ يَتَاهُ بِكُمْ! وَ أَيْنَ تَذْهَبُونَ كَاللَّانِعَامِ عَلَى وَجُوهِكُمْ! عَنِ الْحَقِّ تَصْدِفُونَ،
وَ بِالْبَاطِلِ تُوْمِنُونَ، وَ بِنِعْمَةِ اللَّهِ تَكْفُرُونَ، أَوْ تُكَذِّبُونَ، مِمَّنْ يُؤْمِنُ بِبَعْضِ
الْكِتَابِ وَ يَكْفُرُ بِبَعْضٍ! فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ وَ مِنْ غَيْرِكُمْ إِلَّا
خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا الْفَانِيَةِ وَ طُولُ عَذَابٍ فِي الْآخِرَةِ الْبَاقِيَةِ، وَ ذَلِكَ وَ
اللَّهُ الْخَزِيُّ الْعَظِيمُ-

خدا کی قسم! یہ بہت ہی سخت گھاٹی ہے اس پر چلنا انتہائی دشوار اور اس کی آزمائش بہت بڑی اور
اس کا عذاب طویل ہے اور اس کا ذکر کتب سابقہ میں موجود ہے، اس سے پہلے سابقہ امام کے
عہد امامت میں تم سے کچھ امور ہوئے اور آپ اس جہان سے رخصت ہو گئے اور میرے عہد
امامت میں بھی تم قابل تعریف رائے اور توفیق یافتہ نہیں تھے، اے اسحاق! تجھے جان لینا
چاہیے جو بھی اس دنیا سے اندھا ہو کر مرا وہ آخرت میں بھی اندھا اور گمراہ ہوگا، فرزند
اسماعیل! آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ سینے میں رہنے والے دل اندھے ہو جاتے ہیں اور اللہ
تعالیٰ نے ظلم کرنے والے شخص کے قول کی حکایت کرتے ہوئے فرمایا: وہ قیامت کے دن
کہے گا: خدا تو نے مجھے اندھا بنا کر محسوس کیوں کیا جبکہ میں دنیا میں آنکھیں رکھتا تھا؟ تو اس کے
جواب میں خدا فرمائے گا: تیرے پاس ہماری آیات آئی تھیں تو نے انہیں فراموش کر دیا اور
آج تجھے رحمت سے فراموش کر دیا گیا ہے۔

استحق! حجت خدا جو کہ زمین میں خدا کی امین اور اس کے بندوں پر شاہد ہے اس سے بڑھ کر اللہ کی اور کون سی آیت ہو سکتی ہے؟ آخر تم لوگ کہاں بھٹکتے پھرتے ہو، کیا تم حق کو چھوڑ کر باطل پر ایمان لانا چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار کرنا چاہتے ہو؟ آخر جو شخص کچھ باتوں پر ایمان رکھے اور کچھ کا انکار کرے تو اس کی جزاء یہی ہو سکتی ہے کہ اس فانی دنیا میں اسے رسوائی حاصل ہو اور آخرت کا طویل عذاب اس کا مقدر بن جائے اور یہ بہت بڑی رسوائی ہے

إِنَّ اللَّهَ بِفَضْلِهِ وَمَنْهُ لَمَّا فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْفَرَائِضَ لَمْ يَفْرُضْ عَلَيْكُمْ لِحَاجَةً مِنْهُ إِلَيْكُمْ، بَلْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْكُمْ، لِيَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ، وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهَ مَا فِي صُدُورِكُمْ، وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ، وَلِتَسَابِقُونَ إِلَى رَحْمَتِهِ، وَتَتَفَاضَلُ مَنَازِلُكُمْ فِي جَنَّتِهِ، فَفَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَإِقَامَ الصَّلَاةَ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةَ وَالصَّوْمَ وَالْوَلَايَةَ، وَكَفَاهُمْ لَكُمْ بَابًا^{۱۹۷}، لَتَفْتَحُوا أَبْوَابَ الْفَرَائِضِ، وَمِفْتَاحًا إِلَى سَبِيلِهِ، وَلَوْ لَا مُحَمَّدٌ (ص) وَالْأَوْصِيَاءُ مِنْ بَعْدِهِ لَكُنْتُمْ حَيَارَى كَالْبَهَائِمِ لَا تَعْرِفُونَ فَرَضًا مِنَ الْفَرَائِضِ، وَهَلْ تُدْخِلُ قَرْيَةً إِلَّا مِنْ بَابِهَا! فَلَمَّا مِنْ عَلَيْكُمْ بِإِقَامَةِ الْأَوْلِيَاءِ بَعْدَ نَبِيِّهِ (ص) قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ: الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا، وَفَرَضَ عَلَيْكُمْ لِأَوْلِيَائِهِ حُقُوقًا أَمْرَكُمْ بِأَدَائِهَا إِلَيْهِمْ، لِيَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَمَا كَلِكُمْ وَمَشَارِبِكُمْ وَمَعْرِفَتِكُمْ بِذَلِكَ

النَّمَاءُ وَ الْبَرَكَةُ وَ الثَّرْوَةُ، وَ لِيَعْلَمَ مَنْ يُطِيعُهُ مِنْكُمْ بِالْغَيْبِ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى، وَ اعْلَمُوا أَنَّ مَنْ يَبْخُلُ فَإِنَّمَا يَبْخُلُ عَلَى نَفْسِهِ وَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ وَ أَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ إِلَيْهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، وَ لَقَدْ طَالَتِ الْمُخَاطَبَةُ فِيمَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ فِيمَا هُوَ لَكُمْ وَ عَلَيْكُمْ، وَ لَوْ لَا مَا يَجِبُ مِنْ تَمَامِ النِّعْمَةِ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَيْكُمْ لَمَا أُرَيْتُمْ لِي خَطَأً وَ لَا سَمْعَتُمْ مِنِّي حَرْفًا مِنْ بَعْدِ الْمَاضِي (ع)، أَنْتُمْ فِي غَفْلَةٍ عَمَّا إِلَيْهِ مَعَادُكُمْ، وَ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ رَسُولِي وَ مَا نَالَهُ مِنْكُمْ حِينَ أَكْرَمَهُ اللَّهُ بِمَصِيرِهِ إِلَيْكُمْ، وَ مِنْ بَعْدِ إِقَامَتِي لَكُمْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِةٍ وَفَقَّهُ اللَّهَ لِمَرْضَاتِهِ وَ أَعَانَهُ عَلَى طَاعَتِهِ، وَ كِتَابِي الَّذِي حَمَلَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى النَّيْسَابُورِيُّ، وَ اللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى كُلِّ حَالٍ، وَ إِنِّي أَرَاكُمْ تَفْرُطُونَ فِي جَنْبِ اللَّهِ فَتَكُونُونَ مِنَ الْخَاسِرِينَ، فَبَعْدًا وَ سُحْقًا لِمَنْ^{۱۹۸} رَغِبَ عَنْ طَاعَةِ اللَّهِ وَ لَمْ يَقْبَلْ مَوَاعِظَ أَوْلِيَائِهِ! وَ قَدْ أَمَرَكُمُ اللَّهُ جَلَّ وَ عَلَا بِطَاعَتِهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، وَ طَاعَةِ رَسُولِهِ (ص) وَ بِطَاعَةِ أَوْلَى الْأَمْرِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، فَرَحِمَ اللَّهُ ضَعْفَكُمْ وَ قَلَّةَ صَبْرِكُمْ عَمَّا أَمَامَكُمْ! فَمَا أَغْرَّ الْإِنْسَانَ بِرَبِّهِ الْكَرِيمِ، وَ اسْتَجَابَ اللَّهُ دُعَائِي فِيكُمْ وَ أَصْلَحَ أُمُورَكُمْ عَلَى يَدَيَّ! فَقَدْ قَالَ اللَّهُ جَلَّ جَلَّالُهُ: يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ، وَ قَالَ جَلَّ جَلَّالُهُ: جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا، وَ قَالَ اللَّهُ جَلَّ جَلَّالُهُ: كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ

بِالْمَعْرُوفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ، فَمَا أَحَبُّ أَنْ يَدْعُوَ اللَّهَ جَلَّ جَلَالُهُ بِى وَ لَا
بِمَنْ هُوَ فِى أَيَّامِى إِلَّا حَسَبَ رِقَّتِى عَلَيْكُمْ، وَ مَا انْطَوَى لَكُمْ عَلَيْهِ مِنْ حُبِّ
بُلُوغِ الْأَمَلِ فِى الدَّارَيْنِ جَمِيعًا، وَ الْكَيْنُونَةِ مَعَنَا فِى الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ۔

یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے تم پر جو فرائض لازم کئے ہیں اس لیے فرض نہیں کیے کہ اسے تمہاری ضرورت ہے بلکہ یہ اس کی طرف سے رحمت ہے اور ان فرائض سے وہ پاک و پاکیزہ باطن اور خبیث اور بد باطن شخص کو جدا کرنا چاہتا ہے اور تمہارے دلوں کو آزمانا چاہتا ہے اور اپنی رحمت کے لیے تم میں سبقت کا جذبہ دیکھنا چاہتا ہے اور ان فرائض کو اس نے تمہارے لیے منازل آخرت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر حج و عمرہ اور نماز و زکات اور روزہ اور ولایت کو فرض کیا اور ان فرائض کو اپنی رضا اور خوشنودی کا دروازہ قرار دیا، اگر محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کے اوصیاء نہ ہوتے تو تم حیران اور سرگردان ہو کر جانوروں کی طرح پھرتے رہتے اور تمہیں کسی فرض کا علم نہ ہوتا، دروازے کے بغیر انسان کسی آبادی میں داخل نہیں ہو سکتا اس لیے جب اللہ نے امر ولایت کا فیصلہ کر دیا تو آیت نازل فرمائی: آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور اسلام کو تمہارے دین کے طور پر پسند کیا (مائدہ ۳) اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کے کچھ حقوق بھی تم پر فرض کیے ہیں تاکہ تمہارا مال، ازدواج اور کھانا پینا حلال ہو اور پھر اس میں خوب برکت ہو اور اچھی طرح سے پھلے پھولے اور ان حقوق کے واجب کرنے میں ایک مصلحت یہ بھی تھی کہ اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ اس کی اطاعت کون کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے رسول کہہ دیجیے میں اس کا تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے اس کہ میرے قرابت داروں سے محبت کرو (شوری ۲۳) اور یاد رکھو جو شخص بخل کرے تو اپنے لیے بخل کرے گا (اس کا نقصان اسی کو ہوگا) اللہ تعالیٰ تو بے پرواہ ہے اور تم سب اس کے محتاج ہو، آج سے ایک طویل عرصہ قبل ہماری گفتگو ہوئی تھی جس میں تمہیں تمہارا فائدہ بتایا گیا اور تمہیں تمہاری غلطیوں سے آگاہ کیا گیا، اگر اللہ تعالیٰ

کی طرف سے اتمامِ نعمت واجب نہ ہوتا تو یہ خط تم کو نہ پہنچتا اور نہ ہی سابقہ امام کے بعد تم مجھ سے کوئی حرف سنتے، تم اپنی آخرت کے متعلق غفلت میں ہو۔

میں تم میں ابراہیم بن عبدہ اور محمد بن موسیٰ نیشاپوری کو اپنا وکیل قرار دیتا ہوں، خدا انہیں اپنی خوشنودی کے کاموں کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی اطاعت کے لیے ان کی امداد فرمائے میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تم بہت ہی کوتاہی کر رہے ہو اور یوں تم خسارہ اٹھانے والوں میں سے بن جاؤ گے، دوری ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ کی اطاعت سے منہ موڑ لے اور اولیاءِ خدا کے مواعظ کو قبول نہ کرے جبکہ اللہ نے تمہیں اپنی اطاعت اور اپنے رسول اور اولوالامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ تمہاری کمزوری پر رحم کرے، اور مستقبل میں آنے والے مصائب کے لیے تمہارے صبر کی قلت پر رحم فرمائے، انسان پروردگار کے متعلق کس قدر دھوکے کا شکار ہے، اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں میری دعا قبول فرمائے اور میرے ہاتھوں سے تمہارے معاملات کی اصلاح فرمائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس دن ہم تمام لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے (اسراء ۷۱)، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ہم نے تمہیں درمیانی امت قرار دیا تاکہ لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ ہیں (بقرہ ۱۲۳) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم بہتری امت ہو جسے لوگوں کے لیے بنایا گیا تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو^{۱۹۹}، میں نہیں چاہتا کہ تم اللہ کو میرا میرے آباء کا واسطہ دیکر دعا مانگو جب تک میں راضی نہ ہو جاؤں، لہذا تمہیں اپنی کوتاہیوں اور خامیوں کو دور کرنا چاہیے اور اعمالِ صالحہ سے ہماری رضا حاصل کرنی چاہیے۔

فَقَدْ يَا إِسْحَاقُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ وَ يَرْحَمُ مَنْ هُوَ وَرَاءَكَ! بَيَّنْتُ لَكُمْ بَيَانًا وَ فَسَّرْتُ لَكُمْ تَفْسِيرًا، وَ فَعَلْتُ بِكُمْ فِعْلًا مَنْ لَمْ يَفْهَمْ هَذَا الْأَمْرَ قَطُّ وَ لَمْ يَدْخُلْ فِيهِ طَرْفَةً عَيْنٍ، وَ لَوْ فَهَمْتُ الصُّمُّ الصَّلَابُ بَعْضَ مَا فِي هَذِهِ الْكِتَابِ

لَتَصَدَّعَتْ قَلْقًا خَوْفًا مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَ رُجُوعًا إِلَى طَاعَةِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ،
فَاعْمَلُوا مِنْ بَعْدِ مَا شِئْتُمْ! فَ سَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَ رِسُولَهُ وَ الْمُؤْمِنُونَ ثُمَّ
تُرَدُّونَ إِلَى عَالَمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ،
وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا رَبِّ الْعَالَمِينَ،

وَ أَنْتَ رَسُولِي يَا إِسْحَاقُ إِلَى إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِةٍ وَفَقَهُ اللَّهُ أَنْ يَعْمَلَ بِمَا وَرَدَ
عَلَيْهِ فِي كِتَابِي مَعَ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى النَّيْسَابُورِيِّ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، وَ رَسُولِي إِلَى
نَفْسِكَ، وَ إِلَى كُلِّ مَنْ خَلَفَكَ بِلَدِكَ، أَنْ يَعْمَلُوا بِمَا وَرَدَ عَلَيْكُمْ فِي كِتَابِي مَعَ
مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى إِنْ شَاءَ اللَّهُ، وَ يقرأ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِةٍ كِتَابِي هَذَا وَ مَنْ خَلَفَهُ
بِلَدِهِ، حَتَّى لَا يَسْأَلُونِي، وَ بِطَاعَةِ اللَّهِ يَعْتَصِمُونَ، وَ الشَّيْطَانُ بِاللَّهِ عَنْ أَنْفُسِهِمْ
يَجْتَنِبُونَ وَ لَا يُطِيعُونَ، وَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِةٍ سَلَامُ اللَّهِ وَ رَحْمَتُهُ، وَ عَلَيْكَ
يَا إِسْحَاقُ وَ عَلَى جَمِيعِ مَوَالِي السَّلَامُ كَثِيرًا، سَدَّدَ اللَّهُ جَمِيعًا بِتَوْفِيقِهِ، وَ
كُلُّ مَنْ قَرَأَ كِتَابَنَا هَذَا مِنْ مَوَالِيٍّ مِنْ أَهْلِ بَلَدِكَ، وَ مَنْ هُوَ بِنَاحِيَتِكَ، وَ نَزَعَ
عَمَّا هُوَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِنْجِرَافِ عَنِ الْحَقِّ فَلْيُؤَدِّ حَقُّوْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِةٍ، وَ
لِيَحْمِلَ ذَلِكَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِةٍ إِلَى الرَّازِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَوْ إِلَى مَنْ يُسَمَّى
لَهُ الرَّازِيُّ، فَإِنَّ ذَلِكَ عَنْ أَمْرِي وَ رَأْيِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ -

اے اسحق! خدا تجھ پر اور دیگر تمام شیعوں پر رحم فرمائے، میں نے تمہیں واضح طور پر بیان کر دیا
اور خوب وضاحت دے دی اور میں نے تمہارے ساتھ ایسا معاملہ انجام دیا جیسے تم اس امر کو
جانتے تک نہ ہو اور ایک لحظہ بھی اس میں داخل نہ ہوئے ہو، اگر اس کو سنگدل گونگے اور
بہرے بھی سن لیں تو ہو بھی خوف خدا کرنے لگیں اور خدا کی اطاعت کی طرف پلٹ آئیں

گے، اب جو چاہو عمل کرو، اللہ تعالیٰ، اس کا رسول اور مومنین تمہارے اعمال کو دیکھ رہے ہیں اور تم عنقریب اس ذات کے پاس پہنچ جاؤ گے جو غیب و شہادت کو جاننے والی ہے تو وہ تمہیں تمہارے اعمال کی خبر دے گا (توبہ ۱۰۵) اور عاقبت خیر صرف متقین کے لیے ہے اور تمام عالمین کے پالنے والے خدا کی حمد ہے۔

پھر امام نے لکھا: اے اسحق! تو ابراہیم بن عبدہ کی طرف میرا نمائندہ ہے خدا سے میرے اس خط کے مطابق محمد بن موسیٰ نیشاپوری کے ساتھ معاملہ انجام دینے کی توفیق دے اور تو اپنے نفس اور تمام اہل وطن کی طرف بھی میرا نمائندہ ہے کہ میرے اس خط کے مطابق محمد بن موسیٰ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو، ان شاء اللہ۔

اور ابراہیم بن عبدہ میرا یہ خط تمام شہر والوں کو سنائے گا تاکہ نہ بار بار سوال نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں محفوظ ہو جائیں اور اپنے نفسوں اور شیطان کی پیروی نہ کریں اور ابراہیم بن عبدہ اور اے اسحق تم پر سلام اور تمام مجبین پر بھی سلام، تم سب کو خدا اپنی توفیقات عطا کرے اور تمہارے شہر والے اور اس کے ارد گرد کے ہمارے چاہنے والے جو بھی اس کو پڑھیں اور حق سے انحراف نہ کریں تو ہمارا حق ابراہیم بن عبدہ کو ادا کریں اور ابراہیم اس کو رازی کی طرف بھیجے یا جسے رازی معین کرے اس کی طرف بھیجے وہ رازی سب کام میرے امر اور مشورے سے کرے گا ان شاء اللہ۔

وَاِذَا اسْحَاقُ اَقْرَأَ كِتَابَنَا عَلٰی الْبَلَالِیِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ! فَاِنَّهُ الثَّقَةُ الْمَأْمُونُ الْعَارِفُ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِ، وَاَقْرَأَهُ عَلٰی الْمَحْمُودِیِّ عَافَاهُ اللّٰهُ! فَمَا اُحْمَدُنَا لَهُ لَطَاعَةً، فَاِذَا وَرَدَتْ بَغْدَادَ فَاَقْرَأَهُ عَلٰی الدَّهْقَانِ وَكِيلِنَا وَثَقَّتْنَا وَ الَّذِیْ یَقْبِضُ مِنْ مَّوَالِیْنَا، وَ كُلُّ مَنْ اَمْكَنَكَ مِنْ مَّوَالِیْنَا فَاَقْرَأَهُمْ هَذَا الْكِتَابَ! وَ یَنْسَخُهُ مَنْ اَرَادَ مِنْهُمْ نُسْخَهُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی، وَ لَا یَكْتُمُ اَمْرَ هَذَا عَمَّنْ یُشَاهِدُهُ مِنْ

مَوَالِينَا، إِلَّا مِنْ شَيْطَانٍ مُخَالَفٍ لَكُمْ، فَلَا تَتَّشَرْنَ الدَّرَّ بَيْنَ أَظْلَافِ الْخَنَازِيرِ، وَلَا كَرَامَةَ لَهُمْ، وَقَدْ وَقَعْنَا فِي كِتَابِكَ بِالْوُصُولِ وَالِدُعَاءِ لَكَ وَلِمَنْ شِئْتَ، وَقَدْ أَجَبْنَا شِيعَتَنَا^{۲۰۰} عَنْ مَسْأَلَتِهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ فَمَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ، فَلَا تَخْرُجَنَّ مِنَ الْبَلَدَةِ حَتَّى تَلْقَى الْعَمْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِرِضَايَ عَنْهُ، وَتُسَلِّمَ عَلَيْهِ وَتَعْرِفَهُ وَيَعْرِفَكَ فَإِنَّهُ الطَّاهِرُ الْأَمِينُ الْعَفِيفُ الْقَرِيبُ مِنَّا وَإِلَيْنَا، فَكُلُّ مَا يُحْمَلُ إِلَيْنَا مِنْ شَيْءٍ مِنَ النَّوَاحِي فَلَيْلِيهِ يَصِيرُ آخِرُ أَمْرِهِ، لِيُوصَلَ ذَلِكَ إِلَيْنَا، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا، سَتَرْنَا اللَّهُ وَإِيَّاكُمْ يَا إِسْحَاقُ بِسْتَرِهِ! وَتَوَلَّاكَ فِي جَمِيعِ أُمُورِكَ بِصُنْعِهِ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى جَمِيعِ مَوَالِيٍّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَثِيرًا.

اے اسحق! میرا یہ خط بلالی کو بھی سناؤ کہ وہ ثقہ، امین اور ہمارے حق کی معرفت رکھنے والا شخص ہے اور اسے محمودی خدا سے محفوظ رکھے، کو بھی سناؤ، ہم اس کی اطاعت گزاری کو قابل تعریف سمجھتے ہیں اور جب تو بغداد جائے تو وہاں ہمارے وکیل اور قابل وثوق شخص دہقان کو بھی سنائے اور جو وہاں تمہیں ہمارے مجبین ملیں اور جن تک تیری رسائی ممکن ہو ان کو بھی سناؤ اور جو اس کو لکھنا چاہے اس کو لکھنے دو، اور ان شاء اللہ ہمارے مجبین نہیں چھپائیں گے مگر دشمن شیطانوں سے کہ کہیں وہ خنزیروں کے پاؤں میں نہ روند جائے ان کی کوئی عزت نہیں، ہم نے اس خط میں تیرے لیے اور اپنے تمام شیعوں کے لیے دعا خیر دی ہے، الحمد للہ، حق کے بعد گمراہی نہیں، اور شہر سے نہ نکلو یہاں تک کہ عمری سے ملو، اس کو سلام

کہو اور اس سے تعارف بڑھاؤ، وہ پاکیزہ، امانت دار اور ہم سے قریب شخص ہے جو کچھ ہمارے شیعہ ہماری طرف بھیجتے ہیں اس کا آخری انتظام اسی کے ہاتھ میں ہے تاکہ وہ ہم تک پہنچا دے، الحمد للہ کثیرا۔

اے اسحق! خدا ہمیں اور تمہیں اپنی پناہ میں رکھے اور اپنی کارگیری سے تیرے تمام معاملات آسان فرمائے، تم پر اور تمام محبت کرنے والوں پر سلام اور خدا کی رحمت ہو اور محمد ﷺ و آل محمد پر درود و سلام ہوں۔

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

عبداللہ بن حمدویہ بیہقی اور ابراہیم بن عبدہ نیشاپوری^{۲۰۱}
 ۱۰۸۹ قَالَ أَبُو عَمْرٍو: حَكَی بَعْضُ الثَّقَاتِ، أَنَّ أَبَا مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ
 كَتَبَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ وَكِتَابِي الَّذِي وَرَدَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ وَكِتَابِي
 إِلَيْهِ لِقَبْضِ حُقُوقِي مِنْ مَوَالِي هُنَاكَ: نَعَمْ هُوَ كِتَابِي بِخَطِّي، أَقَمْتُهُ أَعْنِي
 إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ لَهُمْ بِلَدِهِمْ حَقًّا غَيْرَ بَاطِلٍ، فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَ
 لِيُخْرِجُوا مِنْ حُقُوقِي وَلِيُدْفَعُوا إِلَيْهِ، فَقَدْ جَوَزْتُ لَهُ مَا يَعْمَلُ بِهِ فِيهَا، وَفَقَّهُ
 اللَّهُ وَمَنْ عَلَيْهِ بِالسَّلَامَةِ مِنَ التَّقْصِيرِ بِرَحْمَتِهِ.

ابو عمرو وکشی فرماتے ہیں کہ بعض ثقہ افراد نے نقل کیا کہ امام ابو محمد (حسن عسکریؑ) نے ایک
 نامہ تحریر فرمایا: ابراہیم بن عبدہ اور اسے میرے پیروکاروں سے میرے حقوق جمع کرنے کا
 جو نامہ ملا ہے وہ میں نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے اور میں نے ابراہیم بن عبدہ کو ان کے لیے ان
 شہروں میں اپنا وکیل مقرر کیا ہے اور اس تقرری میں کوئی شک نہیں ہے، پس ہمارے ماننے
 والوں کو چاہیے کہ وہ اللہ سے ڈریں جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور اپنے مال سے میرے
 حقوق ادا کریں اور ابراہیم کے سپرد کریں، اور میں نے اسے ان کا مصرف بھی بیان کر دیا ہے
 خدا سے توفیق دے اور اپنی رحمت کے صدقے میں ہر طرح کی کوتاہی سے اسے محفوظ رکھے۔

^{۲۰۱} رجال شیخ طوسی ۱۰۴۱ ص ۱۹ صاحب امام ہادی ، رجال ابن داود، قسم اول ، ۲۶ ص ۳۱، رجال علامہ
 حلی، قسم اول، ۲۳ ص ۸، تحریر طاووسی ۱۹ ص ۸، طرائف المقال ۱۳۳ ص ۱۳۳، معجم رجال الحدیث ۲۰۵۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ (ع) إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَمْدَوَيْهِ الْبَيْهَقِيِّ: وَبَعْدُ، فَقَدْ نَصَبْتُ لَكُمْ
إِبْرَاهِيمَ بْنَ عَبْدِ لِدْفَعِ النَّوَاحِي وَأَهْلُ نَاحِيَتِكَ حُقُوقِي الْوَاجِبَةِ عَلَيْكُمْ إِلَيْهِ،
وَجَعَلْتُهُ ثَقَاتِي وَأَمِينِي عِنْدَ مَوَالِي هُنَاكَ، فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيُرَاقِبُوا وَلْيُؤَدُّوا
الْحُقُوقَ، فَلَيْسَ لَهُمْ عَذْرٌ فِي تَرْكِ ذَلِكَ وَلَا تَأْخِيرِهِ، وَلَا أَشْقَاكُمْ اللَّهُ
بَعْضِيَانِ أَوْلِيَائِهِ، وَرَحِمَهُمُ اللَّهُ وَإِيَّاكَ مَعَهُمْ بِرَحْمَتِي لَهُمْ، إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ
كَرِيمٌ ۲۰۲

اور امام ابو محمد (حسن عسکریؑ) نے ایک نامہ عبداللہ بن حمدویہ بیهقی کے نام تحریر فرمایا: میں
نے ابراہیم بن عبدہ کو اپنا وکیل بنایا کر تمہارے پاس بھیجا ہے جو کہ میرے حقوق واجبہ تم
سے وصول کرے گا اور میں نے اسے اپنا قابل اعتماد اور امین بنایا ہے، پس تم خدا سے ڈرو اور
میرے حقوق کو ادا کرو اور ان حقوق کے ترک کرنے یا انہیں تاخیر میں ڈالنے میں کسی کے
لیے کوئی عذر نہیں ہونا چاہیے، خدا کرے کہ وہ اس کے اولیاء کی نافرمانی سے بدنصیب بننے
سے محفوظ رہیں، خدا ان پر اور تم پر رحمت کرے کیونکہ میں تم سے راضی ہوں، بے شک اللہ
تعالیٰ وسعت والا اور کریم ہے۔

MANZAR AELIYA

محمد بن سنان^{٢٠٣}

١٠٩٠ وَجَدْتُ بِخَطِّ جَبْرِيلَ بْنِ أَحْمَدَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَهْرَانَ، قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ شَاذَوِيهِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ دَاوُدَ الْقُمِيِّ، قَالَ، دَخَلْتُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ (ع) وَبِأَهْلِي حَبْلٌ، فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَرْزُقَنِي وَلَدًا ذَكَرًا! فَاطْرُقَ مَلِيًّا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: اذْهَبْ فَإِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُكَ غُلَامًا ذَكَرًا، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ، وَ قَدِمْتُ مَكَّةَ فَصِرْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَاتَى مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ صَبَّاحٍ بِرِسَالَةٍ مِنْ جَمَاعَةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا، مِنْهُمْ صَفْوَانُ بْنُ يَحْيَى وَ مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ وَ ابْنُ أَبِي عَمِيرٍ وَ غَيْرُهُمْ، فَاتَيْتُهُمْ، فَسَأَلُونِي فَخَبَرْتُهُمْ بِمَا قَالَ، فَقَالُوا لِي فَهَمْتَ عَنْهُ ذَكِيٌّ أَوْ زَكِيٌّ فَقُلْتُ ذَكِيٌّ قَدْ فَهِمْتَهُ، قَالَ ابْنُ سِنَانٍ أَمَا أَنْتَ سَتَرْزُقُ وَلَدًا ذَكَرًا إِمَّا إِنَّهُ يَمُوتُ عَلَى الْمَكَانِ أَوْ يَكُونُ مَيِّتًا، فَقَالَ أَصْحَابُنَا لِمُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ أَسَأْتَ قَدْ عَلِمْنَا الَّذِي عَلِمْتَ!

^{٢٠٣} رجال البرقي ٥٣ و ٥٤ و ٣٨، رجال النجاشي ٢٠٨ ن ٨٨٩، رجال الطوسي ٢٨٨ ن ١١٦، فهرست الطوسي ١٦٩ ن ٦٢٠، معالم العلماء ١٠٢ ن ٦٨٣، رجال ابن داود ٣١٥ ن ١٣٤٦ و ٥٠٣ ن ٣٣٠، التحرير الطاوسي ٢٣٣ ن ٣٦٣، رجال العلانية الحلي ٢٥١ ن ٤، نقد الرجال ٣١٠ ن ٣٠٠، مجمع الرجال ٥ ص ٢٢١، جامع الرواة ٢ ص ١٢٣، وسائل الشيعة ٢٠ ص ٣٢٩ ن ١٠٣٩، بحجة الآمال ٦ ص ٣٣٢، بديعة العارفين ٢ ص ١١، تنقيح المقال ٣ ص ١٢٣ ن ١٠٨٢٠، الذريعة ١٥ ص ١٥٣ و ٢٢ ص ١٥١، الأعلام للزركلي ٦ ص ٨٠، معجم رجال الحديث ١٣٨ ن ١٠٩٠٩ و ١٠٩١٠ و ١٠٩١١، قاموس الرجال ٨ ص ١٩٥، معجم المؤلفين ٩ ص ١٩٣.

فَاتَى غُلَامٌ فِى الْمَسْجِدِ، فَقَالَ أَدْرِكْ فَقَدْ مَاتَ أَهْلُكَ، فَذَهَبَتْ مُسْرِعاً
فَوَجَدَتْهَا عَلَى شُرْفِ الْمَوْتِ، ثُمَّ لَمْ تَلْبَثْ أَنْ وَلَدَتْ غُلَامًا ذَكَرًا مِيتًا^{۲۰۴}.

شاذویہ بن حسین بن داود قمی کا بیان ہے کہ میں امام ابو جعفرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ میری بیوی حاملہ تھا تو میں نے عرض کی: مولائے آپ پر قربان جاؤں، میرے لیے دعا فرمائیں کہ خدا مجھے بیٹا عطا فرمائے، تو آپ نے کافی دیر سر نیچے فرمایا اور پھر سر بلند کر کے تین بار فرمایا: جاو، خدا تجھے بیٹا عطا کرے گا، میں مکہ آیا اور مسجد میں چلا گیا تو وہاں محمد بن حسن بن صباح ہمارے ساتھیوں کے ایک گروہ کا خط لائے جن میں صفوان بن یحییٰ، محمد بن سنان، ابن ابی عمیر وغیرہ شامل تھے تو میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے انہیں امام کا فرمان بیان کیا تو انہوں نے مجھ سے کہا: کیا تو نے اسے ذکی (ذہین) یا زکی (پاک) سمجھا؟ میں نے کہا: میں نے تو ذہین سمجھا، تو ابن سنان نے کہا: تجھے بیٹا ملے گا لیکن وہ وہیں مر جائے گا یا وہ مردہ ہو گا تو ہمارے ساتھیوں نے اس سے کہا: تو نے برا کیا ہے، ہمیں بھی اس چیز کا علم تھا، تو غلام مسجد میں آیا اور کہا: جاو، اپنے گھر والوں کی خبر لو کہ وہ مر رہے ہیں، تو میں جلدی سے وہاں پہنچا تو میں نے اسے مرنے کے قریب پایا پھر کچھ عرصہ گزرا تھا کہ میرا ایک مردہ بیٹا پیدا ہوا۔
۱۰۹۱ وَ رَأَيْتُ فِى بَعْضِ كُتُبِ الْغُلَاةِ وَ هُوَ كِتَابُ الدُّوْرِ: عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ شُعَيْبٍ، عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَنَانٍ، قَالَ، دَخَلْتُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ الثَّانِي (ع) فَقَالَ لِي: يَا مُحَمَّدُ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا لَعَنْتُكَ وَ بَرَيْتُ مِنْكَ وَ جَعَلْتُكَ مَحَنَةً لِلْعَالَمِينَ أَهْدَى بَكَ مِنْ أَشَاءَ وَ أَضِلُّ بَكَ مِنْ أَشَاءَ قَالَ، قُلْتُ لَهُ تَفْعَلُ بِعَبْدِكَ مَا تَشَاءُ يَا سَيِّدِي أَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، ثُمَّ قَالَ: يَا

مُحَمَّدُ أَنْتَ عَبْدٌ قَدْ أَخْلَصْتَ لِلَّهِ إِنِّي نَاجَيْتُ اللَّهَ فَيْكَ فَأَبَى إِلَّا أَنْ يُضِلَّ بِكَ كَثِيرًا وَيَهْدِيَ بِكَ كَثِيرًا.

کشی فرماتے ہیں کہ میں نے غالیوں کی کتاب دور میں دیکھا کہ محمد بن سنان نے بتایا کہ میں امام ابو جعفر کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے محمد! تیری کیا حالت ہوگی جب میں تجھ پر لعنت کروں گا اور تجھ سے براءت کا اظہار کروں گا اور تجھے مخلوقات کے لیے آزمائش قرار دوں گا، تیرے ذریعے چاہوں گا ہدایت دوں گا اور جسے چاہوں گا گمراہ کروں گا؟ میں نے عرض کی: اے میرے مولا و آقا! آپ کی مرضی، جو چاہیں کریں، آپ ہر چیز پر قادر ہیں، پھر امام نے فرمایا: اے محمد! تو ایسا خدا کا خالص غلام ہے میں نے تیرے لیے خدا سے دعا کی کہ اور چاہا ہے کہ تیرے ذریعے بہت سوں کو گمراہ کرے اور بہت سے افراد کو ہدایت دے۔

۱۰۹۲ حَمْدُوْبِهِ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَدْمِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْزُبَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَنَانَ، قَالَ، شَكُوْتُ إِلَى الرَّضَا (ع) وَجَعَ الْعَيْنِ! فَأَخَذَ قَرطَاسًا فَكَتَبَ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ (ع) وَهُوَ أَقْلُ مِنْ نَيْتِي، فَدَفَعَ الْكِتَابَ إِلَى الْخَادِمِ وَ أَمَرَنِي أَنْ أَذْهَبَ مَعَهُ، وَ قَالَ: اكْتُمُوا فَاتَيْنَاهُ وَ خَادِمٌ قَدْ حَمَلَهُ، قَالَ، فَفَتَحَ الْخَادِمُ الْكِتَابَ بَيْنَ يَدَيَّ أَبِي جَعْفَرٍ (ع)، فَجَعَلَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) يَنْظُرُ فِي الْكِتَابِ وَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، وَ يَقُولُ نَاجٍ، فَفَعَلَ ذَلِكَ مَرَارًا، فَذَهَبَ كُلُّ وَجَعٍ فِي عَيْنِي، وَ أَبْصَرْتُ بَصْرًا لَا يُبْصِرُهُ أَحَدٌ- قَالَ، فَقُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ (ع) جَعَلَكَ اللَّهُ شَيْخًا عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ كَمَا جَعَلَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ شَيْخًا عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ! قَالَ، ثُمَّ قُلْتُ لَهُ يَا شَبِيهَ صَاحِبِ فُطْرُسٍ! قَالَ، وَ انْصَرَفْتُ وَ قَدْ

أَمَرَنِي الرِّضَا (ع) أَنْ أَكْتُمَ، فَمَا زِلْتُ صَاحِبَ الْبَصَرِ حَتَّى أَدْعَتْ مَا كَانَ مِنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) فِي أَمْرِ عَيْنِي، فَعَاوَدَنِي الْوَجَعُ، قَالَ، قُلْتُ لِمُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ مَا عَنَيْتَ بِقَوْلِكَ يَا شَبِيهَ صَاحِبِ فُطْرُسَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى غَضِبَ عَلَى مَلِكٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُدْعَى فُطْرُسُ، فَدَقَّ جَنَاحَهُ وَرَمَى فِي جَزِيرَةٍ مِنْ جَزَائِرِ الْبَحْرِ، فَلَمَّا وَلَدَ الْحُسَيْنُ (ع) بَعَثَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ جَبْرِيلَ إِلَى مُحَمَّدٍ (ص) لِيَهْنَتْهُ بِوِلَادَةِ الْحُسَيْنِ (ع)، وَكَانَ جَبْرِيلُ صَدِيقًا لِفُطْرُسَ فَمَرَّ بِهِ وَهُوَ فِي الْجَزِيرَةِ مَطْرُوحٌ، فَخَبَرَهُ بِوِلَادَةِ الْحُسَيْنِ (ع) وَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ، فَقَالَ لَهُ: هَلْ لَكَ أَنْ أَحْمَلَكَ عَلَى جَنَاحٍ مِنْ أَجْنَحَتِي وَ أَمْضِيَ بِكَ إِلَى مُحَمَّدٍ (ص) لِيَشْفَعَ لَكَ قَالَ، فَقَالَ فُطْرُسُ نَعَمْ، فَحَمَلَهُ عَلَى جَنَاحٍ مِنْ أَجْنَحَتِهِ حَتَّى أَتَى بِهِ مُحَمَّدًا (ص)، فَبَلَّغَهُ تَهْنِئَةَ رَبِّهِ تَعَالَى ثُمَّ حَدَّثَهُ بِقِصَّةِ فُطْرُسَ، فَقَالَ مُحَمَّدٌ (ص) لِفُطْرُسَ: امْسَحْ جَنَاحَكَ عَلَى مَهْدِ الْحُسَيْنِ وَ تَمَسَّحْ بِهِ! فَفَعَلَ ذَلِكَ فُطْرُسُ، فَجَبَّرَ اللَّهُ جَنَاحَهُ وَ رَدَّهُ إِلَى مَنْزِلِهِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ.

محمد بن سنان کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ کی خدمت آنکھ کے درد کی شکایت کی تو آپ نے ایک کاغذ اٹھایا اور امام ابو جعفرؑ کے نام لکھا در حالانکہ یہ میرا ارادہ نہیں تھا، تو آپ نے خادم کو دیا اور مجھے حکم دیا کہ اس کے ساتھ جاؤ، اور فرمایا: اس بات کو مخفی رکھنا، تو امام ابو جعفرؑ نے اس خط کو دیکھا اور آسمان کی طرف سر بلند فرمایا اور یہ کہنا شروع کر دیا: نا، اور یہ آپ نے کئی بار فرمایا تو میری آنکھوں کا درد ختم ہو گیا تو میں دوسروں سے تیز دیکھنے لگا۔

میں نے امام ابو جعفرؑ سے عرض کی: خدا آپ کو اس امت کا اس طرح امام قرار دے جس طرح عیسیٰ بن مریمؑ کو بنی اسرائیل کے لیے قرار دیا، پھر میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی: آپ تو فطرس کے امام کی مانند ہیں۔

میں واپس لوٹ آیا اور امام رضاؑ نے مجھے واقعہ مخفی رکھنے کا حکم دیا تھا جب تک میں نے اس راز کو فاش نہیں کیا اس وقت تک میری بینائی صحیح و سلامت رہی پھر میں نے حضرت ابو جعفرؑ کے اس معجزہ کو بیان کیا تو میرا درد لوٹ آیا۔

راوی کہتا ہے میں نے محمد بن سنان سے کہا: تیرے اس قول کا کیا معنی تھا کہ آپ فطرس کے امام کی مانند ہیں؟

تو اس نے بتایا کہ اللہ نے ایک فرشتے پر غضب فرمایا جسے فطرس کہتے تھے تو اس کے پر کاٹ دیئے اور اسے سمندروں کے جزیروں میں سے ایک جزیرے میں پھینک دیا جب حضرت امام حسینؑ کی ولادت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے جبریلؑ کو حکم دیا کہ حضرت محمد مصطفیٰؐ کو امام حسینؑ کی ولادت کی مبارک بادی دے اور جبریلؑ فطرس کا دوست تھا تو وہ اسی راستے سے گزرا جبکہ فطرس جزیرے میں گرا ہوا تھا تو جبریلؑ نے اسے امام حسینؑ کی ولادت کی خبر دی اور حکم خدا کے متعلق بتایا، جبریلؑ نے فطرس سے کہا: میں تجھے اپنے پروں پر اٹھا کر حضرت محمد مصطفیٰؐ کی خدمت میں لے جاتا ہوں تاکہ آپ تیری شفاعت کریں، تو فطرس نے کہا: ہاں، تو وہ اسے پروں پر اٹھا کر لایا، اور حضرت رسول اکرمؐ کی خدمت میں پیش کیا اور آپ کے حضور اللہ تعالیٰ کی مبارک بادی پیش کی، پھر فطرس کا قصہ بیان کیا تو نبی اکرمؐ نے حکم دیا کہ اس کے پروں کو امام حسینؑ کے جھولے سے مسح کرو اور خود امام حسینؑ کے جسم نازنین سے مسح کو، تو جبریلؑ فطرس کو اٹھا کر امام حسینؑ کی خدمت میں لایا اور آپ کے جسم

اور جھولے سے اسے چھو تو اللہ تعالیٰ نے اس کے پروں کو لوٹا دیا اور اسے ملائکہ کے ساتھ سابقہ مقام پر پہنچا دیا^{۲۰۵}۔

۱۰۹۳ وَجَدْتُ بَخْطَ جَبْرِيلَ بْنِ أَحْمَدَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَهْرَانَ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ أَبِي نَصْرٍ وَ مُحَمَّدَ بْنِ سِنَانٍ، جَمِيعًا قَالَا: كُنَّا بِمَكَّةَ وَ أَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) بِهَا، فَقُلْنَا لَهُ جَعَلْنَا اللَّهُ فِدَاكَ نَحْنُ خَارِجُونَ وَ أَنْتَ مُقِيمٌ، فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَكْتُبَ لَنَا إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ (ع) كِتَابًا نَلْمُ بِهِ فَكُتِبَ إِلَيْهِ، فَقَدَمْنَا فَقُلْنَا لِلْمُوقِفِ أَخْرِجْهُ إِلَيْنَا! قَالَ، فَأَخْرَجَهُ إِلَيْنَا وَ هُوَ فِي صَدْرِ مُوقِفٍ، فَأَقْبَلَ يَقْرُؤُهُ وَ يَطْوِيهِ وَ يَنْظُرُ فِيهِ وَ يَتَبَسَّمُ حَتَّى آتَى عَلَى آخِرِهِ، وَ يَطْوِيهِ مِنْ أَعْلَاهُ وَ يَنْشُرُهُ مِنْ أَسْفَلِهِ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ: فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَتِهِ

۲۰۵۔ فرشتوں کے بارے میں ترک اولیٰ کی تحقیق مستقل مقدمے میں ذکر کی گئی ہے اور وہاں صرائیل، درداکیل وغیرہ ملائکہ کے بارے میں روایات ذکر کی گئی جو ترک اولیٰ کی وجہ سے اپنے درجات سے محروم تھے اور امام حسینؑ کے وسیلے سے انہیں نجات ملی اور جہاں تک فطرس کے واقعے کا تعلق ہے تو یہ قدماء اور متاخرین میں مختلف سندوں کے ساتھ نقل ہوا ہے، اس کو درج ذیل مدارک میں ذکر کیا گیا ہے: بصائر الدرجات: ۶۸، کامل الزیارات: ۶۶، إلیٰ الصدوق: ۸/۱۱۸، الخراج والجرائح راوندی: ۱، ۲۵۲، اثبات الوصیہ مسعودی، ۱۶۱، مناقب ابن شہر اشوب: ۳، ۲۲۸، بشارۃ المصطفیٰ: ۲۱۸، روضۃ الواعظین: ۱۸۶، [مصابح المتعبد شیخ طوسی ص ۸۲ و اقبال ابن طاووس ص ۶۹۰ والبلد الامین ص ۱۸۶ ح جری، مفتاح الجنان شیخ عباس قمی، شعبان کے اعمال میں مفصل دعا ذکر ہے] مدینہ المعاجز ہاشم بحرانی، باب معجزات امام حسینؑ، ح ۸، الثاقب فی المناقب ابن حمزہ طوسی، ص ۳۳۹ ح ۲۸۴، عیون المعجزات حسین بن عبد الوہاب معاصر سید مرتضیٰ، ص ۶۳، بحار الانوار ۴۲ ص ۳۴، منہی الامال شیخ عباس قمی، باب تاریخ امام حسینؑ، فصل اولاد، خصائص حسینہ شیخ جعفر تستری، قسم ۸ امام حسینؑ کے احترام ن ۶، و مقصد ۴ مطلب امام حسینؑ کی خدمت میں فرشتے گروہ ۹، سلام پہنچانے والا فطرس، موسوعہ عاشوراء جواد محدثی مادہ فطرس، عوالم بحرانی، جلد امام حسینؑ سے متعلق ص ۱۹-۲۰ ح ۵-۸، حماسہ حسینی میں شہید مطہری اس پر یوں تبصرہ فرماتے ہیں: داستان فطرس ملک، رمزی است از برکت وجود سید الشہداء کہ بال شکستہ باہتمام اس بہ اوصاحب بال و پری شوند، افراد و ملتا اگر راستی خود را بہ گہوارہ حسین بمالند از جزایر دور افتادہ رہائی می یابند و آزادی شوند۔

حَرَكَ رِجْلَهُ وَ قَالَ نَاجٍ نَاجٍ، فَقَالَ أَحْمَدُ، ثُمَّ قَالَ ابْنُ سِنَانٍ عِنْدَ ذَلِكَ
فُطْرُسِيَّةٌ فُطْرُسِيَّةٌ^{۲۰۶}.

احمد بن محمد بن ابی نصر بن نطی اور محمد بن سنان کا بیان ہے کہ ہم مکہ میں امام رضاؑ کی خدمت میں
تھے، تو ہم نے عرض کی، مولا، خدا ہمیں آپ پر قربان کرے، ہم جا رہے ہیں اور آپ یہاں
مقیم ہیں، اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہمارے لیے ابو جعفرؑ کی طرف ایک نامہ تحریر فرمادیا،
جب ان کی خدمت میں حاضر ہوں تو ان کی خدمت میں پیش کریں، تو آپ نے امام ابو جعفرؑ کے
لیے ایک نامہ تحریر فرمایا اور ہم مدینہ آگئے اور امام ابو جعفرؑ کے غلام موفق سے کہا: امام کو
ہمارے پاس لاؤ، تو وہ امام کو اپنے سینے پہ اٹھا کے لایا تو امام نے اس نامے کو پڑھنا اور اس میں
غور کرنا شروع کیا اور مسکراتے رہے یہاں تک کہ آخر تک پڑھ لیا تو اوپر سے اسے لپیٹ دیتے
اور آخر سے کھول دیتے، محمد بن سنان کہتا ہے: جب امام نے اس طرح اس کو پڑھ لیا تو اپنے پا
مبارک کو حرکت دی اور ناج ناج کہا، احمد کا بیان ہے کہ ابن سنان نے اس وقت کہا: یہ فطرس
کے امام کی شبیہ ہیں۔

حسن بن محبوب

۱۰۹۴ علی بن محمد القتیبی، قال حدثنی جعفر بن محمد بن الحسن بن محبوب، نسبة جده الحسن بن محبوب: أن الحسن بن محبوب، ابن وهب بن جعفر بن وهب و كان وهب عبداً سندياً مملوكاً لجريير بن عبد الله البجلي و كان زراداً فصار إلى أمير المؤمنين (ع)، و سألته أن يبتاعه عن جريير، فكره جريير أن يخرج من يده، فقال: الغلام حر قد اعتقته! فلما صح عتقه صار في خدمة أمير المؤمنين (ع)، و مات الحسن بن محبوب في آخر سنة أربع و عشرين و مائتين، و كان من أبناء خمس و سبعين سنة، و كان آدم شديد الأدمة أنزع سناطاً خفيف العارضين ربعة من الرجال يخمع من وركه الأيمن.

MANZAR AELIYA

رجال البرقي ۴۸ و ۵۳، فهرست ابن النديم ۳۲۲ و ۳۲۳، رجال الطوسي ۳۴۷ ن ۹ و ۳۷۲ ن ۱۱، فهرست الطوسي ۷۱ ن ۱۶۲، معالم العلماء ۳۳ ن ۱۸۲، رجال ابن داود ۱۱۶ ن ۴۵۹، التحرير الطاوسي ۷۴ ن ۹۴، رجال العلالة الحلبي ۳۷، لسان الميزان ۲ ص ۲۴۸ ن ۱۰۴۲، نقد الرجال ۹۷ ن ۱۳۳، مجمع الرجال ۲ ص ۱۴۵، جامع الرواة ۱ ص ۲۲۱، وسائل الشيعة ۲ ص ۱۶۹ ن ۳۲۹، الوجيزة ۱۴۹، هداية المحدثين ۴۰، بجهة الآمال ۳ ص ۱۸۸، تنقيح المقال ۴ ص ۳۰۴ ن ۲۷۱۰، إعيان الشيعة ۵ ص ۲۳۳، الذريعة ۲ ص ۳۲۷ ن ۱۷۱۹، العندبيل ۱ ص ۱۵۶، الجامع في الرجال ۱ ص ۵۴۱، الاعلام للزركلي ۲ ص ۲۱۲، معجم رجال الحديث ۵ ص ۸۹ ن ۳۰۷۰، قاموس الرجال ۳ ص ۲۲۷.

جعفر بن محمد نے اپنے دادا حسن بن محبوب کا نسب یوں بیان کیا: حسن بن محبوب بن وہب بن جعفر بن وہب اور یہ وہب ایک سندھی غلام تھا جو جریر بن عبد اللہ بکلی کی ملکیت میں تھا اور وہ زرہ سازی کا ماہر تھا تو وہ امام امیر المومنینؑ کے عقیدت مندوں میں سے ہو گیا اور آپ سے سوال کیا کہ جریر سے اسے خرید کریں تو جریر نے اسے بیچنا پسند نہ کیا تو اس نے کہا: یہ غلام آزاد ہے میں نے اسے آزاد کر دیا، جب وہ آزاد ہو گیا تو امام امیر المومنینؑ کی خدمت میں آگئے اور حسن بن محبوب ۲۲۴ھ میں فوت ہوا اس وقت ۷۵ سال کے تھے اور ان کا رنگ شدید گندمی تھا، اس کے سر سے دونوں طرف بال گر چکے تھے، اور وہ بے ریش تھے، درمیانے قد کے آدمی تھے اور دائیں ران سے لینگا کر چلتے تھے۔

۱۰۹۵ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْقُمِيُّ السُّلُولِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ خُرَزَادٍ، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) إِنَّ الْحَسَنَ بْنَ مَحْبُوبٍ الزَّرَّادَ أَتَانَا عَنْكَ بِرِسَالَةٍ! قَالَ صَدَقَ، لَا تَقُلِ الزَّرَّادَ بَلْ قُلِ السَّرَّادَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: وَ قَدَّرَ فِي السَّرْدِ.

احمد بن ابی نصر بزنطی کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کی: حسن بن محبوب زرہ ساز آپ کا نامہ ہمارے پاس لائے تھے؟ فرمایا: اس نے سچ کہا، اسے زراد نہ کہو بلکہ سراد کہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: زرہ کو مناسب بناؤ۔

قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: ابْنُ مَحْبُوبٍ لَمْ يَكُنْ يَرَوِي عَنْ ابْنِ فَضَّالٍ، بَلْ هُوَ أَقْدَمُ مِنْ ابْنِ فَضَّالٍ وَ أَسَنُّ، وَ أَصْحَابُنَا يَتَّهِمُونَ ابْنَ مَحْبُوبٍ فِي رِوَايَتِهِ عَنْ ابْنِ أَبِي حَمْزَةَ، وَ سَمِعْتُ أَصْحَابَنَا أَنَّ مَحْبُوبًا أَبَا حَسَنِ كَانَ يُعْطَى الْحَسَنَ بِكُلِّ حَدِيثٍ يَكْتُبُهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبَّابٍ دَرَاهِمًا وَاحِدًا.

۳۲۶ رجال ابو عمرو کثی؛ معصومین کے فرامین کا مجموعہ: ج ۶

نصر بن صباح کا بیان ہے کہ حسن بن محبوب نے ابن فضال سے روایت نہیں کی بلکہ وہ ابن فضال سے پہلے اور عمر میں بڑے تھے اور ہمارے علماء ابن محبوب کو ابن ابی حمزہ سے روایت کرنے کی وجہ سے مستم کرتے ہیں اور میں نے اپنے علماء سے سنا کہ حسن اپنے بیٹے حسن کو علی بن رباب سے ہر ایک حدیث لکھنے کے بدلے میں ایک درہم دیتے تھے۔

SHIA BOOKS
PDF

MANZAR AELIYA

عبداللہ بن جندب^{۲۰۸}

۱۰۹۶ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُلُوبِيهِ، قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا، قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جُنْدَبٍ لِأَبِي الْحَسَنِ (ع) أَلَسْتُ عَنِّي رَاضِيًا قَالَ: إِي وَاللَّهِ وَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ عَنْكَ رَاضٍ. قَالَ، وَنَظَرَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) يَوْمًا إِلَيْهِ وَهُوَ مُوَلٌّ، فَقَالَ: هَذَا يُقَاسُ.

بعض شیعہ نے روایت کی کہ عبداللہ بن جندب نے امام کاظمؑ کی خدمت میں عرض کی: کیا تو مجھ سے راضی نہیں ہے؟ امام نے فرمایا: خدا کی قسم ہاں، اور خدا بھی تم سے راضی ہے، اور ایک دن امام کاظمؑ نے اسے دیکھا جب وہ آپ کی خدمت سے رخصت ہو رہے تھے؟ فرمایا: اس کے ساتھ کسی کو مقایسہ نہیں کیا جاسکتا۔

۱۰۹۷ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ بْنُ مَزِيدٍ أَبُو الْحَسَنِ، وَ [عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ حَمَّادٍ الْمُرَوَّزِيِّ، قَالَ رَوَى أَبِي رَحْمَهُ اللَّهُ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ،

^{۲۰۸} رجال الطوسی ۲۲۶ و ۳۵۵ و ۳۷۹. تنقیح المقال ۲: ۱۷۵. رجال ابن داود ۱۱۷. رجال الحلی ۱۰۵. معجم الثقات ۷۲. رجال الهرقی ۳۵ و ۵۰ و ۵۳. معجم رجال الحديث ۱۰: ۱۳۹. نقد الرجال ۱۹۶. توضیح الاشتباہ ۲۰۵. جامع الرواة ۱: ۳۷۹. ہدایۃ المحدثین ۱۰۱. مجمع الرجال ۳: ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶. رجال النجاشی ۱۳۹ فی ترجمۃ صفوان بن یحییٰ. سفینۃ البحار ۲: ۱۲۷. بحیۃ الآمال ۵: ۲۰۸. منتهی المقال ۱۸۳. منہج المقال ۲۰۱. جامع المقال ۷۸. التحریر الطاووسی ۱۷۱. وسائل الشیعہ ۲۰: ۲۳۴. اتقان المقال ۸۰. الوجیزۃ ۳۸. شرح مشیختہ الفقیہ ۵۴. رجال الأنصاری ۱۰۶.

رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جُنْدَبٍ وَقَدْ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ، وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ أَحَدَ الْمُتَهَجِّدِينَ، قَالَ يُونُسُ، فَقُلْتُ لَهُ قَدْ رَأَى اللَّهُ اجْتِهَادَكَ مِنْذُ الْيَوْمِ! فَقَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ: وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، لَقَدْ وَقَفْتُ مَوْقِفِي هَذَا وَ أَفْضْتُ، مَا سَمَعَنِي اللَّهُ دَعَوْتُ لِنَفْسِي بِحَرْفٍ وَاحِدٍ، لَأَنِّي سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ (ع) يَقُولُ: الدَّاعِي لِأَخِيهِ الْمُؤْمِنِ بظَهْرِ الْغَيْبِ يُنَادِي مِنْ أَعْنَانِ السَّمَاءِ، لَكَ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِائَةِ أَلْفٍ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَدَعَ مِائَةَ أَلْفٍ مَضْمُونَةً لِوَاحِدَةٍ لَا أَدْرِي أَجَابَ إِلَيْهَا أَمْ لَا.

یونس بن عبد الرحمن کا بیان ہے کہ میں نے عبد اللہ بن جندب کو دیکھا کہ وہ عرفات سے آرہے تھے اور عبد اللہ بہت محنت سے دعا مانگنے والوں میں سے ایک تھے، یونس نے اس سے کہا: خدا نے آج تیری اس دعا کو دیکھ لیا (اور وہ یقیناً اسے قبول کرے گا) تو انہوں نے کہا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی لائق عبادت نہیں، آج میں اس مقام پر ٹھہرا اور میں نے اس مقام پر اپنے لیے ایک بھی دعا نہیں مانگی کیونکہ میں نے امام علی رضا سے سنا: جو شخص اپنے مومن بھائی کے لیے پس پشت دعا کرے تو آسمان سے منادی نداء دیتا ہے: ہر ایک کے بدلے میں تیرے لیے ایک لاکھ نیکی ہے، اس لیے میں نے یہ بات پسند نہ کی کہ ان لاکھ نیکیوں کو چھوڑ کر جن کی قبولیت کی معصوم نے ضمانت دی ہے اس کی بجائے اپنی ذات کے لیے دعا مانگوں جو نہ جانے قبول بھی ہو یا نہ۔

۱۰۹۸ حَدَّثَنِي حَمْدُويهُ بْنُ نَصِيرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ يَقُطِينٍ، وَكَانَ سَيِّئَ الرَّأْيِ فِي يُونُسَ رَحِمَهُ اللَّهُ، قَالَ، قِيلَ لِأَبِي الْحَسَنِ (ع) وَ أَنَا أَسْمَعُ: أَنَّ يُونُسَ مَوْلَى آلِ يَقُطِينٍ يَزْعُمُ أَنَّ مَوْلَاكُمْ وَ

الْمُتَمَسِّكَ بِطَاعَتِكُمْ عَبْدَ اللَّهِ بْنُ جُنْدَبٍ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى سَبْعِينَ حَرْفًا، وَ يَقُولُ إِنَّهُ شَاكٌ! قَالَ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: هُوَ وَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِأَنْ يَعْبُدَ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ مَّا لَهُ وَلِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُنْدَبٍ! إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جُنْدَبٍ لَمِنْ الْمُحِبِّينَ ۚ^{۲۰۹}

حسن بن علی بن یقطین کا بیان ہے جو یونس کے بارے میں بری رائے رکھتے تھے کہ امام ابو الحسنؑ سے کہا گیا جبکہ مین سن رہا تھا: یونس آل یقطین کا ہم پیمان گمان کرتا ہے کہ تمہارا موالیٰ اور تمہاری اطاعت کرنے والا شخص عبداللہ بن جندب خدا کی ۷۰ طریقوں میں عبادت کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ عبداللہ شک کا شکار ہے، تو امام نے فرمایا: خدا کی قسم ایسا نہیں ہے، عبداللہ بن جندب خدا کی کسی ایسے طریقے سے عبادت نہیں کرتا جو اسے پسند نہ ہو، اسے اس سے کیا تعلق ہے بے شک عبداللہ بن جندب خدا کی خاشع بندوں میں سے ہے۔

SHIA BOOKS
PDF

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

احمد بن محمد بن ابی نصر بن نطی^{۲۱۰}

۱۰۹۹ وَجَدْتُ بِخَطِّ جَبْرِيلَ بْنِ أَحْمَدَ الْفَارِيَّابِيِّ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَهْرَانَ، قَالَ أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ أَبِي نَصْرٍ، قَالَ، دَخَلْتُ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع) أَنَا وَصَفْوَانُ بْنُ يَحْيَى وَ مُحَمَّدُ بْنُ سَنَانَ وَ أَظُنُّهُ، قَالَ، عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُغِيرَةِ أَوْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَنْدَبٍ وَ هُوَ بَصْرِيُّ قَالَ فَجَلَسْنَا عِنْدَهُ سَاعَةً ثُمَّ قُمْنَا، فَقَالَ لِي: أَمَّا أَنْتَ يَا أَحْمَدُ فَاجْلِسْ، فَجَلَسْتُ، فَأَقْبَلَ يُحَدِّثُنِي فَأَسْأَلُهُ فَيُجِيبُنِي، حَتَّى ذَهَبَ عَامَّةُ اللَّيْلِ، فَلَمَّا أَرَدْتُ الْانْصِرَافَ، قَالَ لِي: يَا أَحْمَدُ تَنْصَرِفُ أَوْ تَبِيتُ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ ذَاكَ إِلَيْكَ إِنْ أَمَرْتُ بِالْانْصِرَافِ انْصَرَفْتُ وَ إِنْ أَمَرْتُ بِالْقِيَامِ أَقَمْتُ! قَالَ: أَقِمْ فَهَذَا الْحَرُّ وَ قَدْ هَذَا اللَّيْلُ وَ نَامُوا، فَقَامَ وَ انْصَرَفَ، فَلَمَّا ظَنَنْتُ أَنَّهُ قَدْ دَخَلَ: خَرَرْتُ لِلَّهِ سَاجِدًا، فَقُلْتُ

^{۲۱۰} رجال الکشی ۵۹۰ ن ۴۸۱، فہرست ابن الندیم ۳۲۳، رجال النجاشی ص ۲۰۲، رجال الطوسی ۳۴۴ ن ۳۴ و ۳۶۶ ن ۲، فہرست الطوسی ۴۳ ن ۶۳، معالم العلماء ۱۰ ن ۵۳، رجال ابن داود ۳۸ ن ۱۱۵، التحریر الطاوسی ۴۰ ن ۲۷، رجال العلانی ۱۳، نقد الرجال ۲۸، مجمع الرجال ص ۱۵۷، نقد الايضاح ۳۶، جامع الرواة ص ۵۹، وسائل الشیعة ص ۱۳۰ ن ۹۱، ہدایۃ المحدثین ۱۷۴، بحیۃ النامال ۱۰۷۲، ایضاح المنون ص ۲۸۵، تنقیح المقال ص ۷۷ ن ۴۶۷، إعیان الشیعة ص ۱۴۰، الذریعة ص ۲۴ ص ۳۲۱ ن ۱۶۷۰، العندیل ص ۲۸، الجامع فی الرجال ص ۱۵۳، معجم رجال الحدیث ص ۲۳۱ ن ۸۰۰، قاموس الرجال ص ۳۷۴، معجم المؤلفین ص ۱۰۴.

الْحَمْدُ لِلَّهِ حُجَّةُ اللَّهِ وَوَارِثُ عِلْمِ النَّبِيِّينَ أَنَسُ بِيٍّ مِنْ بَيْنِ إِخْوَانِي وَحَبِيبِي،
فَأَنَا فِي سَجْدَتِي وَشُكْرِي فَمَا عَلِمْتُ إِلَّا وَ قَدْ رَفَسَنِي بِرِجْلِهِ، ثُمَّ قُمْتُ
فَأَخَذَ بِيَدِي فَغَمَزَهَا ثُمَّ قَالَ: يَا أَحْمَدُ إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ (ع) عَادَ صَعَصَعَةَ بَنِ
صُوحَانَ فِي مَرَضِهِ، فَلَمَّا قَامَ مِنْ عِنْدِهِ قَالَ لَهُ: يَا صَعَصَعَةُ لَا تَفْتَخِرَنَّ عَلَى
إِخْوَانِكَ بِعِيَادَتِي إِيَّاكَ وَ اتَّقِ اللَّهَ! ثُمَّ أَنْصَرَفَ عَنِّي.

احمد بن محمد بن ابی نصر کا بیان ہے کہ ایک دن میں صفوان بن یحییٰ، محمد بن سنان، عبداللہ بن
مغیرہ اور عبداللہ بن جندب بصری کے ساتھ امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا جب ہم گفتگو
کے بعد رخصت ہونے لگے تو امام نے مجھ سے فرمایا: احمد، تم بیٹھو، میں بیٹھ گیا، اور امام کافی
دیر تک میرے ساتھ گفتگو کرتے رہے میں سوال کرتا اور امام جواب دیتے تھے، یہاں تک کہ
رات کا ایک حصہ بیت گیا، جب میں نے اٹھنے کا قصد کیا تو امام نے فرمایا: گھر جاو گے یا یہاں ہی
سونا پسند کرو گے؟ میں نے عرض کی: مولا میں آپ پر قربان جاؤں، میں آپ کے حکم پر عمل
کروں گا، اگر آپ گھر جانے کا حکم دیں تو گھر چلا جاؤں گا اور اگر یہیں ٹھہرنے کا حکم دیں تو میں
یہیں ٹھہر جاؤں گا، امام نے فرمایا: یہیں ٹھہر جاؤ، گرمیوں کا موسم ہے اور رات کا کافی حصہ
بیت چکا ہے اس وقت گھر والوں کو بے آرام نہ کرو، پھر امام اٹھ کر گھر چلے گئے اور جب مجھے
یقین ہو گیا کہ امام گھر چلے گئے ہیں تو میں نے کہا: الحمد للہ، (شکر خدا) کہ حجت خدا اور علم
انبیاء کے وارث نے میرے ایمانی بھائیوں میں سے مجھے یہ شرف بخشا اور اپنے پاس روکا، اور
سر سجدہ شکر میں رکھ دیا، ابھی میں نے سجدہ سے سر نہیں اٹھایا تھا کہ امام واپس تشریف لائے
اور اپنے پاؤں سے ٹھوکر ماری اور مجھے متوجہ کیا اور میرا ہاتھ تھام کر فرمایا: احمد! تجھے معلوم
ہونا چاہیے کہ امیر المؤمنینؑ صعصعہ بن صوحان کی عیادت کے لیے اس کے گھر تشریف لے

گئے اور جب اٹھنے لگے تو اس سے فرمایا: صعصہ! میرے یہاں آنے کو اپنے مومن بھائیوں پر فوقیت کی دلیل نہ بنانا بلکہ تقویٰ الہی اختیار کرنا، اور یہ فرما کر امام واپس روانہ ہو گئے۔

۱۱۰۰ مُحَمَّدٌ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَاءِيُّ وَ عَثْمَانُ بْنُ حَامِدٍ الْكَشِيَّانِ، قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزْدَادَ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو زَكْرِيَّا، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مِهْرَانَ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَزْدَادَ: وَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ نَعْمَانَ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، قَالَ، كُنْتُ عِنْدَ الرِّضَا (ع)، قَالَ، فَأَمْسَيْتُ عِنْدَهُ، قَالَ، فَقُلْتُ أَنْصَرِفْ فَقَالَ لِي لَا تَنْصَرِفْ فَقَدْ أَمْسَيْتُ، قَالَ فَأَقَمْتُ عِنْدَهُ، قَالَ، فَقَالَ لِبَجَارِيَّتِهِ: هَاتِي مُضْرَبَتِي وَ وَسَادَتِي فَأَفْرُشِي لِأَحْمَدَ فِي ذَلِكَ الْبَيْتِ! قَالَ، فَلَمَّا صَرْتُ فِي الْبَيْتِ دَخَلَنِي شَيْءٌ فَجَعَلَ يَخْطُرُ بِيَالِي: مَنْ مِثْلِي فِي بَيْتِ وَلِيِّ اللَّهِ وَ عَلَى مِهَادِهِ! فَنَادَانِي يَا أَحْمَدُ إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ (ع) عَادَ صَعَصَعَةَ بْنَ صُوحَانَ، فَقَالَ يَا صَعَصَعَةُ لَا تَجْعَلْ عِبَادَتِي إِيَّاكَ فَخْرًا عَلَى قَوْمِكَ! وَ تَوَاضِعْ لِلَّهِ يَرْفَعَكَ اللَّهُ.

احمد بن محمد بن ابی نصر کا بیان ہے کہ میں امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، مجھے رات ہو گئی تو میں نے امام سے عرض کی، میں گھر چلا جاؤں؟ آپ نے فرمایا: نہیں رات یہیں ٹھہرو، میں امام کے پاس ٹھہر گیا، آپ نے کنیر سے فرمایا: میرا بستر اور تکیہ لاؤ اور اس کمرے میں احمد کے لیے بچھا دو، جب میں اس کمرے میں سونے لگا تو میرے ذہن میں آیا مجھ جیسا کون ہے جو ولی خدا کے گھر میں انہی کے بچھونے پہ سونے کا شرف حاصل کرے تو امام نے مجھے آواز دی: اے احمد! تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ امیر المؤمنینؑ صعصہ بن صوحان کی عیادت کے لیے اس کے گھر تشریف لے گئے اور جب اٹھنے لگے تو اس سے فرمایا: صعصہ! میرے یہاں آنے کو اپنے

مومن بھائیوں پر فوقیت کی دلیل نہ بنانا بلکہ خدا کا متواضع بندہ بن جا کہ خدا تجھے بلند مرتبہ بنا دے گا۔

۱۱۰۱ محمد بن الحسن، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزْدَادَ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو زَكْرِيَّا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّازِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرِ، قَالَ، لَمَّا أَتَى أَبَايَ الْحَسَنَ (ع) أَخَذَ بِهِ عَلَى الْقَادِسِيَّةِ وَ لَمْ يَدْخُلِ الْكُوفَةَ، وَ أَخَذَ بِهِ عَلَى الْبَرِّ إِلَى [بِرَّانِي الْبَصْرَةَ، قَالَ، فَبَعَثَ إِلَى مُصْحَفًا وَ أَنَا بِالْقَادِسِيَّةِ، فَفَتَحْتُهُ فَوَقَعَتْ بَيْنَ يَدَيَّ سُورَةُ لَمْ تَكُنْ، فَإِذَا هِيَ أَطْوَلُ وَ أَكْثَرُ مِمَّا يَقْرَأُهَا النَّاسُ، قَالَ، فَحَفِظْتُ مِنْهُ أَشْيَاءَ، قَالَ، فَاتَانِي مُسَافِرٌ وَ مَعَهُ مَنَدِيلٌ وَ طِينٌ وَ خَاتَمٌ، فَقَالَ هَاتِ! فَدَفَعْتُهُ إِلَيْهِ، فَجَعَلَهُ فِي الْمَنَدِيلِ وَ وَضَعَ عَلَيْهِ الطِّينَ وَ خَتَمَهُ، فَذَهَبَ عَنِّي مَا كُنْتُ حَفِظْتُ مِنْهُ، فَجَهَدْتُ أَنْ أَذْكَرَ مِنْهُ حَرْفًا وَاحِدًا فَلَمْ أَذْكَرْهُ^{۲۱۱}۔

احمد بن محمد بن ابی نصر کا بیان ہے کہ جب مامون کے درباری امام علی رضاؑ کو مدینہ سے خراسان لے جانے لگے تو وہ امام کو لیکر بصرہ روانہ ہوئے، پہلے قادیسیہ میں روکا گیا اور امام کو کوفہ سے نہیں گزارا گیا بلکہ بصرہ کے راستے پر ایک جگہ ٹھہرایا تو امام نے میری طرف ایک مصحف بھیجا، میں اس وقت قادیسیہ میں تھا تو میں نے اس کو کھولا تو میری نظر ایک سورت پر پڑی جو دیگر مصاحف میں ہیں تھی اور وہ بہت زیادہ لمبی چوڑی سورت تھی اس سے کہیں زیادہ جو لوگ پڑھا کرتے ہیں، تو میں نے اس سے کچھ چیزیں یاد کر لیں تو امام کا خادم مسافر میرے پاس آیا اور اس کے پاس رومال اور مہر کا سامان تھا، اس نے کہا: لاؤ، میں نے وہ مصحف اسے دیا تو اس نے

^{۲۱۱} رجال الکشی، ص ۵۸۹

اسے رومال میں رکھ کر اس پر مہر لگا دی تو جو کچھ میں نے یاد کیا تھا وہ مجھے بھول گیا تو میں نے بہت کوشش کی کہ اس کا کوئی ایک حرف یاد آجائے لیکر مجھے کچھ یاد نہیں آیا۔^{۱۲}

^{۱۲}۔ اس روایت کی سند معتبر نہیں ہے اس اور اس کا مضمون بھی ایک آفت ہے کیونکہ قرآن کریم مسلمانوں میں بلا تفریق فرق و مذاہب متواتر ہے اور ہر دور میں اسے نسل در نسل کثرت سے پڑھا لکھا اور یاد کیا گیا، اس کی قراءت زن و مرد کے لیے شب و روز کے اعمال حسنہ میں تھی، اس طرح ایسی روایات جن میں قرآن کی سورتوں میں کمی کا اظہار کیا گیا فریقین کی کتابوں میں نقل ہوئی ہیں متاخرین میں اہل سنت کی طرف سے کتاب الفرقان فی جمع و تدوین القرآن جو محمد عبداللطیف مصری معروف ابن الخطیب نے صحاح ستہ کی روایات تحریف کو اس میں جمع کر دیا، یہ کتاب دار الکتب المصریہ قاہرہ میں ۱۳۶۷ھ میں طبع ہوئی، جس سے مصر میں ہنگامہ برپا ہوا اور الازہر نے اس کے باقی نسخوں پر پابندی کا مطالبہ کیا۔

اسی طرح بعض محدثین (محدث نوری) نے فصل الخطاب میں شیعہ کی طرف منسوب کتابوں کی ایسی روایات کو جمع کیا اور اس طرح علم اصول کے مقابلے میں اخباریت کے نظریے کے سادہ پن کو قرآن کے بارے میں پیش کر دیا حالانکہ قرآن ایسی کتاب ہے جس کی حفاظت کا ذمہ خود خدا نے لیا ہے اور روایات کو پرکھنے کا معیار قرآن کو قرار دیا گیا ہے، حدیث ثقلین متواتر میں بھی نبی اکرم ﷺ نے اپنے بعد قرآن و اہل بیت کو اس امت مسلمہ کی ہدایت کے لیے معین فرمایا، تو حق یہ ہے کہ تحریف کے بارے میں کتابوں میں روایات جھوٹے راویوں کی طرف سے موجود ہیں۔

لیکن انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ان کو بلا تفریق فرقہ رد کرنا چاہیے اور انہیں قرآن کے معیار پر حل کرنا چاہیے مسائل اس وقت مشکل کا شکار ہو جاتے ہیں جب ایک فرقے دوسرے کو اس قسم کی الزام تراشی کرے حالانکہ کوئی سچا مسلمان یہ باور نہیں کر سکتا بلکہ کوئی عقل مند انسان اس چیز کو نہیں سوچ سکتا کہ قرآن جیسی متواتر کتاب میں کسی قسم کی تبدیلی ہوئی: ذیل میں فصل الخطاب کی روایات کے غیر معتبر مصادر کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے تاکہ محدثین کی اخباری حدیثوں کے سرچشمے کی قلعی کھل جائے: سو واضح ہو کہ انہوں نے اکثر بے سند اور بے سر و پا روایات نقل کی ہیں اور ان کتابوں سے جو مجہول اور دم بریدہ اور جعلی ہیں: ۱۔ رسالہ جسے محمد بن ابراہیم نعمانی، م ۳۶۰ھ یا سعد بن عبداللہ اشعری کی طرف منسوب کیا گیا، ۲۔ کتاب القراءات سیاری احمد بن محمد ۲۸۶ھ، جو کہ ضعیف فاسد العقیدہ اور محفو القلم کثیر المراسیل شخص تھا (نجاشی)، ۳۔ تفسیر ابوالجارود زیاد بن منذر سرحوب م ۱۵۰ھ جسے کشتی نے کور دل انسان قرار دیا، ۴۔ تفسیر فقی علی بن ابراہیم م ۳۲۹ھ جس کے مرسلہ اور بے سند نسخے بہت سی

بے سر و پہ روایتوں کے ساتھ مل کر مشہور ہیں، ۵۔ کتاب الاستغاثۃ لى بن احمد کوفی، م ۳۵۲ھ جس کی کتابوں کے بارے میں علماء رجال نے کہا؛ اس کی کتابیں اکثر فاسد اور باطل ہیں، ۶۔ تفسیر منسوب بہ امام عسکری جس میں چند قصے کہانیاں جمع کر کے ضعیف و کذاب راویوں نے امام عالی مقام کے نام تھوپ دیا ہے اور اخباری گروہ کے سادہ پن سے استفادہ کرتے ہوئے اسے نقل کیا گیا حالانکہ محققین اسے ایک بچکانہ قصوں کی کتاب سے زیادہ نہیں سمجھتے، ۷۔ تفسیر منسوب بہ عیاشی، محمد بن مسعود، م ۳۲۰ھ یہ تفسیر بھی کسی جعلکار کے ہاتھ لگ گئی اور اس نے اس کی سندیں وغیرہ حذف کر کے اپنے مقصد کے مطابق بنا کر اسے نشر کر دیا، ۸۔ تفسیر فرات بن ابراہیم بن فرات کوفی م ۳۰۰ھ اس کا حال بھی واضح ہے کہ نہ اس کا مولف کوئی شناختہ ہے اور نہ اس کی کوئی معلوم ہے، ۹۔ تفسیر محمد بن علی ماہیار (معروف ابن حجام، م ۳۳۰ھ) یہ شخص تو ثقہ ہے لیکن اتنی صدیوں کے فاصلے اس کی طرف منسوب کتاب نے مجہول ہاتھوں میں رہ کر طے کیے اور دستبرد کا شکار ہو کر اپنے اصلی چہرے کو باقی نہیں رکھ سکی۔ ۱۰۔ تاویل الآیات الباہرہ، جو شرف الدین شیخ محمد تقی نجفی م ۱۳۳۲ھ کی کتاب کا بگاڑ کے ترجمہ فارسی کیا گیا، ۱۱۔ کتاب سلیم بن قیس م ۹۰ھ جس کے نسخوں کا قدیم ایام سے محقق علماء نے رد کیا جیسے شیخ مفید نے اسے رد کیا، ۱۲۔ احتجاج جسے کسی طبری کی طرف منسوب کیا گیا اس میں اگرچہ بعض معتبر روایات بھی ہیں لیکن بہت سی بے سرو پا اور بے سند روایتیں درج ہیں اور تحریف قرآن کی ایک طویل روایت بھی اسی کی بلا ہے، جب ان کتابوں کی بے سرو پا روایتوں کو گنا جائے تو ۸۱۵ کی تعداد جعلی روایتوں کی سامنے آتی ہے جسے صرف وہ لوگ مان سکتے ہیں جو علمی معیاروں سے بے بہرہ، علم رجال و حدیث کے قوانین کے منکر ہوں اور آنکھیں بند کر کے فقط نسبت کے تقدس پہ مرتے ہوں اور صدیوں کے فاصلوں میں جعلکاری کے اسباب کو نادیدہ سمجھتے ہوں۔

پھر کچھ مجمع البیان طبری کی اختلاف قراءت کے بے سند اقوال بھی اس بحث میں جمع کر دیے گئے جن کی تعداد ۷۰۷ تک ہے اور یہ اختلاف قراءت بھی واقعا ایک مصیبت بن گئی قاریوں نے اپنے گلے اور فن کے زور پر سات یا دس قراءتیں مشہور کر لی ہیں جن کا ہرگز نبی اکرم سے صحیح سند سے کوئی واسطہ نہیں لیکن آواز اور فن کے دلدادہ جنہیں سندوں سے کوئی سروکار نہیں، یہ ان کا مسئلہ ہے، معصومین سے جو روایات آئی ہیں وہ یہ ہیں: قرآن ایک خدا نے اتارا ہے اور ایک ہی طریقے سے اترا ہے اس میں من مانی سے قراءت کرنا جائز نہیں ہے، اس کے بعد معتبر کتابوں کی معدودے چند روایات باقی رہ جاتی ہیں جن کی سندوں اور مطالب پر بحث ہو سکتی ہے اور ان میں اکثر تو قدماء کی روش کے مطابق [۱] شرح و تفسیر مزنی، [۲] شان نزول، [۳] تاویل و بیان حقیقت [۴] مصداق اکمل کے بیان کے لیے ہیں، اس طرح یہ کہنا کہ روایات معتبرہ تحریف کا نظریہ موجود ہے سوائے ظاہر بینی اور علمی معیار کی

اسماعیل بن مہران^{۲۱۳}

۱۱۰۲ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ سَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ: رُمِيَ بِالْغُلُوِّ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ: يَكْذِبُونَ عَلَيْهِ كَانَ تَقِيًّا ثَقَّةً خَيْرًا فَاضِلًا. إِسْمَاعِيلُ بْنُ مِهْرَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي نَصْرٍ وَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرِو بْنِ أَبِي نَصْرٍ كَانَا مِنْ وَلَدِ السَّكُونِ.

محمد بن مسعود نے علی بن حسن سے اسماعیل بن مہران کے بارے میں سوال کیا: انہوں نے کہا: ان پر غلو کی تہمت ہے اور محمد بن مسعود نے کہا: یہ اس پر جھوٹ ہے وہ متقی و پرہیزگار، معتمد اور ثقہ، نیکوکار اور فاضل شخص تھا، اسماعیل بن مہران بن محمد بن ابی نصر اور احمد بن محمد بن عمرو بن ابی نصر سکون کی نسل میں سے تھے۔

MANZAR AELIYA

پاسداری نہ کرنے کے مترادف ہے (خلاصہ بحث از صیانت القرآن من التحریف، یگانہ محقق علوم قرآن، ہادی معرفت، ط جامعہ مدرسین ۱۴۱۸ھ)۔

^{۲۱۳}۔ رجال البرقی ۵۵، رجال النجاشی ص ۱۱۱ ن ۴۸، رجال الطوسی ۳۶۸ ن ۱۴، فہرست الطوسی ۳۴ ن ۳۲، معالم العلماء ۱۰ ن ۴۳، رجال ابن داود ۵۹ ن ۱۹۵، التحریر الطاوسی ۳۷ ن ۱۹، رجال العلانی ۸ ن ۶، ایضاح الاشتباہ ۸۹ ن ۲۶، لسان المیزان ص ۴۳۹ ن ۱۳۶۲، نقد الرجال ۴۷ ن ۷۸، مجمع الرجال ص ۲۲۵، نقد الايضاح ۶۱، جامع الرواة ص ۱۰۳، وسائل الشیعة ص ۲۰ ن ۱۴۲، الوجیزۃ ۱۴۶، ہدایۃ المحدثین ۲۰، بحیۃ الآمال ص ۳۴۰، تنقیح المقال ص ۱۴۵ ن ۹۱، إعیان الشیعة ص ۳۳۵، الذریعة ص ۱۴۲ ن ۵۳۲، معجم رجال الحدیث ص ۱۸۹ ن ۱۴۳۶ و ۱۴۳۷، قاموس الرجال ۲ ص ۷۷۔

محمد بن ابی عمیر ازدی^{۲۱۳}

۱۱۰۳ قَالَ أَبُو عَمْرٍو: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ: ابْنُ أَبِي عَمِيرٍ أَفْقَهُ مِنْ يُونُسَ وَ أَصْلَحَ وَ أَفْضَلَ. قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ ابْنُ أَبِي عَمِيرٍ أَسْنُ مِنْ يُونُسَ. وَ قَالَ نَصْرٌ أَيْضًا: ابْنُ أَبِي عَمِيرٍ رَوَى عَنْ ابْنِ بُكَيْرٍ وَ ذَكَرَ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي عَمِيرٍ أَخَذَ وَ حُبِسَ وَ أَصَابَهُ مِنَ الْجَهْدِ وَ الضِّيقِ وَ الضَّرْبِ أَمْرٌ عَظِيمٌ وَ أَخَذَ كُلُّ شَيْءٍ كَانَ لَهُ وَ صَاحِبَهُ الْمَأْمُونُ، وَ ذَلِكَ بَعْدَ مَوْتِ الرِّضَا (ع)، وَ ذَهَبَتْ كُتُبُ ابْنِ أَبِي عَمِيرٍ فَلَمْ يَخْلُصْ كُتُبُ أَحَادِيثِهِ فَكَانَ يَحْفَظُ أَرْبَعِينَ جِلْدًا فَسَمَاهُ نَوَادِرَ فَلِذَلِكَ يُوجَدُ أَحَادِيثُ مُتَقَطَّعَةٌ الْإِسَانِ.

محمد بن مسعود نے علی بن حسن سے محمد بن ابی عمیر کے بارے میں نقل کیا، فرمایا: ابن ابی عمیر یونس سے بڑے فقیہ اور نیکوکار اور بافضیلت تھے۔ اور نصر بن صباح نے کہا کہ ابن ابی

^{۲۱۳}۔ رجال البرقی ۳۹، رجال النجاشی ۲ ص ۲۰۴ ن ۸۸۸، رجال الطوسی ۳۸۸ ن ۲۶، فہرست الطوسی ۱۶۸ ن ۶۱۸، رجال ابن داود ۲۸۷ ن ۱۲۵۰، التحریر الطاوسی ۲۵۱ ن ۳۷۰، رجال العلانی ۱۳۰، نقد الرجال ۲۸۳، مجمع الرجال ۵ ص ۱۱، جامع الرواۃ ۲ ص ۵۰، وسائل الشیعہ ۲۰ ص ۳۱۰ ن ۹۵۹، بحیۃ الآمال ۶ ص ۲۲، ایضاح المکنون ۱ ص ۳۱ و ۲ ص ۳۱۰، تنقیح المقال ۲ ص ۶۱ ن ۱۰۲۷، الذریعۃ ۲ ص ۳۳۷ ن ۱۷۸۶، الأعلام زرکلی ۶ ص ۱۳۱، معجم رجال الحدیث ۱۳ ص ۲۷۹ ن ۱۰۰۱۸، قاموس الرجال ۸ ص ۳، معجم المؤلفین ۱۰ ص ۱۲.

عمیر، یونس سے عمر میں بڑا ہے اور وہ ابن بکیر سے روایت کرتا ہے اور امام علی رضا کی شہادت کے بعد مامون عباسی نے ان کو قید کر کے زندان میں ڈال دیا اور زندان میں ان پر بے پناہ ظلم و تشدد کیا گیا اور ان کے گھر کی تلاشی لی گئی ان کی تمام تالیفات برآمد کر کے تلف کر دی گئیں پھر محمد بن ابی عمیر نے اپنے حافظہ کے بل بوتے پر کتاب النوادر کی چالیس جلدیں مکمل کیں اور اسی وجہ سے انکی احادیث میں بہت روایتوں کی سندیں کٹ گئیں۔

۱۱۰۴ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَهْلٍ الْبَغْدَادِيُّ الْوَاضِحِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا الرَّيَّانُ بْنُ الصَّلْتِ، قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّ ابْنَ أَبِي عَمِيرٍ بَحْرُ طَارِسٍ بِالْمَوْقِفِ وَالْمَذْهَبِ.

یونس بن عبد الرحمن کا بیان ہے کہ محمد بن ابی عمیر مواقف حدیث اور معارف مذہب میں تلاطم خیز موجزن سمندر کی مانند ہے۔

۱۱۰۵ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَيْبِيُّ، قَالَ، قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْفَضْلُ بْنُ شاذَانَ، سَأَلَ أَبِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي عَمِيرٍ، فَقَالَ لَهُ: إِنَّكَ قَدْ لَقِيتَ مَشَايخَ الْعَامَّةِ فَكَيْفَ لَمْ تَسْمَعْ مِنْهُمْ فَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ مِنْهُمْ، غَيْرَ أَنِّي رَأَيْتُ كَثِيرًا مِنْ أَصْحَابِنَا قَدْ سَمِعُوا عِلْمَ الْعَامَّةِ وَ عِلْمَ الْخَاصَّةِ فَاخْتَلَطَ عَلَيْهِمْ حَتَّى كَانُوا يَرَوْنَ حَدِيثَ الْعَامَّةِ عَنِ الْخَاصَّةِ وَ حَدِيثَ الْخَاصَّةِ عَنِ الْعَامَّةِ، فَكَرِهْتُ أَنْ يَخْتَلَطَ عَلَيَّ، فَتَرَكْتُ ذَلِكَ وَ أَقْبَلْتُ عَلَيَّ هَذَا ۲۱۵.

فضل بن شاذان کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن ابی عمیر سے سوال کیا: آپ نے بہت سے مشائخ عامہ سے ملاقات لیکن ان سے روایات کیوں نہیں سنیں اور ان کی روایات کو نقل

کیوں نہیں کرتے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں نے ان سے روایات سنی تھیں لیکن میں نے اپنے بہت سے ساتھیوں کو دیکھا جنہوں نے عامہ اور خاصہ سے علم حاصل کیا تو ان دونوں کو مخلوط کر بیٹھے اور حالت یہ ہو گئی کہ عامہ کی روایات کو خاصہ کی سند سے نقل کرتے تھے اور اس کے برعکس، تو میں پسند نہیں کیا کہ اس طرح خلط واقع ہو تو میں نے ان کی روایات کو چھوڑ کر فقط معصومین کی روایات پر اکتفاء کیا۔

وَجَدْتُ بِحَطِّ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الشَّاذَانِي، سَمِعْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ الْفَضْلَ بْنَ شاذَانَ، يَقُولُ، سَعَى بِمُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ وَاسْمُ أَبِي عُمَيْرٍ زِيَادٌ إِلَى السُّلْطَانِ أَنَّهُ يَعْرِفُ أَسَامِيَّ عَامَّةِ الشَّيْعَةِ بِالْعِرَاقِ، فَأَمَرَهُ السُّلْطَانُ أَنْ يُسَمِّيَهُمْ! فَامْتَنَعَ، فَجُرِدَ وَعُلِقَ بَيْنَ الْعَقَارَيْنِ وَضُرِبَ مِائَةَ سَوَطٍ، قَالَ الْفَضْلُ فَسَمِعْتُ ابْنَ أَبِي عُمَيْرٍ يَقُولُ: لَمَّا ضُرِبْتُ فَبَلَغَ الضَّرْبُ مِائَةَ سَوَطٍ، أَبْلَغَ الضَّرْبُ الْآلَمَ إِلَيَّ فَكِدْتُ أَنْ أُسَمِّيَ، فَسَمِعْتُ نِدَاءَ مُحَمَّدِ بْنِ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَيْرٍ اذْكُرْ مَوْقِفَكَ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ تَعَالَى، فَتَقَوَّيْتُ بِقَوْلِهِ فَصَبَرْتُ وَلَمْ أُخْبِرْ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، قَالَ الْفَضْلُ، فَأَضْرَبَ بِهِ فِي هَذَا الشَّانِ أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ.

فضل بن شاذان کا بیان ہے کہ بادشاہ کے پاس محمد بن ابی عمیر کی چغلی کی گئی کہ اسے عراق کے تمام شیعہ کے اسماء کا علم ہے تو حاکم نہیں انکو حکم دیا کہ ان تمام شیعوں کے نام بتائیں لیکن انہوں نے نام بتانے سے انکار کر دیا تو انہیں برہنہ کیا گیا اور دو کھجوروں کے درمیان لٹکا کر انہیں سو کوڑے مارے گئے، فضل کا بیان ہے کہ میں نے ابن ابی عمیر سے سنا، جب مجھے کوڑے مارے گئے اور سوتک کوڑے پہنچ گئے تو شدت درد اور الم کی وجہ سے میری طاقت جواب دے گئی اور قریب تھا کہ میں عراقی جماعت کے نام بتا دیتا تو اسی اثناء میں یونس بن

عبدالرحمن کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی: اے محمد بن ابی عمیر! قیامت کی پیشی کو یاد کرو، ان کے الفاظ نے میری ایمانی قوت کو دوگنا کر دیا اور میں نے صبر کیا، آخر کار اللہ تعالیٰ نے مجھے اس اذیت سے نجات دی اور میں پوری طرح ثابت قدم رہا اور مامون کو شیعوں کے نام نہیں بتائے۔

اور فضل بن شاذان کا بیان ہے کہ محمد بن ابی عمیر نے اس طرح ایک لاکھ سے زیادہ دراہم کا نقصان بھی کیا۔

۱۱۰۶ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ، يَقُولُ، كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَيْرٍ أَفْقَهَ مِنْ يُونُسَ وَأَصْلَحَ وَأَفْضَلَ.

محمد بن مسعود نے علی بن حسن سے نقل کیا کہ ابن ابی عمیر یونس سے بڑے فقیہ اور نیکوکار اور بافضیلت تھے۔

وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الشَّاذَانِي بِخَطِّهِ، سَمِعْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ الْفَضْلَ بْنَ شَاذَانَ، يَقُولُ، دَخَلْتُ الْعِرَاقَ فَرَأَيْتُ وَاحِدًا يِعَاتِبُ صَاحِبَهُ، وَ يَقُولُ لَهُ أَنْتَ رَجُلٌ عَلَيْكَ عِيَالٌ وَ تَحْتَاجُ أَنْ تَكْتَسِبَ عَلَيْهِمْ، وَ مَا آمَنُ أَنْ تَذْهَبَ عَيْنَاكَ لَطُولِ سُجُودِكَ! فَلَمَّا أَكْثَرَ عَلَيْهِ، قَالَ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ، وَيَحْكُ، لَوْ ذَهَبَتْ عَيْنُ أَحَدٍ مِنَ السُّجُودِ لَذَهَبَتْ عَيْنُ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، مَا ظَنُّكَ بِرَجُلٍ سَجَدَ سَجْدَةَ الشُّكْرِ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ فَمَا رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَّا عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ، وَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ أَخَذَ يَوْمًا شَيْخِي بِيَدِي وَ ذَهَبَ بِي إِلَى ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ فَصَعَدْنَا إِلَيْهِ فِي غُرْفَةٍ وَ حَوْلَهُ مَشَايِخُ لَهُ يُعْظَمُونَهُ وَ يُبَجِّلُونَهُ، فَقُلْتُ لِأَبِي مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا ابْنُ أَبِي عُمَيْرٍ، قُلْتُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ الْعَابِدُ قَالَ نَعَمْ-

و سَمِعْتَهُ يَقُولُ ضَرَبَ ابْنُ أَبِي عُمَيْرٍ مِائَةَ خَشْبَةٍ وَ عَشْرِينَ خَشْبَةً أَيَّامَ هَارُونَ لَعَنَهُ اللَّهُ، تَوَلَّى ضَرْبَهُ السِّنْدِيُّ بْنُ شَاهِكٍ عَلَى التَّشْيِيعِ وَ حُبْسٍ، فَأَدَّى مِائَةً وَ أَحَدًا وَ عَشْرِينَ أَلْفًا حَتَّى خَلَّى عَنْهُ، فَقُلْتُ وَ كَانَ مَتَمَوْلًا قَالَ نَعَمْ كَانَ رَبَّ خَمْسِمِائَةِ أَلْفٍ دِرْهَمٍ ۲۱۶.

اور فضل بن شاذان کا بیان ہے کہ میں عراق گیا تو میں نے وہاں ایک شخص کو دیکھا جو دوسرے کی سرزنش کر رہا تھا: ارے تو صاحب آل و عیال ہے تجھے ان کے لیے کچھ مال جمع کرنا چاہیے، اور مجھے خطرہ ہے کہ تیرے لمبے سجدوں کی وجہ سے تیری آنکھیں چلی جائیں، جب اس نے بہت اصرار کیا تو عابد نے جواب دیا، ارے تم بے جا اصرار کر رہے ہو، اگر سجدے کی وجہ سے کسی کی آنکھیں جاتیں تو محمد بن ابی عمیر کی آنکھیں جا چکی ہوتیں، بھال اس شخص کے متعلق کیا کہتا ہے جو نماز فجر کے بعد سجدہ شکر کے لیے سر زمین پہ رکھتا ہے اور زوال کے وقت سر اٹھاتا ہے اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ ایک دن میرے استاد نے میرا ہاتھ تھا اور مجھے ابن ابی عمیر کے پاس لے گئے، ہم ان کے پاس ایک کمرے میں گئے جہاں ان کے گردا گرد بڑے مشائخ تشریف فرما تھے جو ان کی تعظیم کر رہے تھے تو میں نے اپنے استاد سے عرض کی: یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: ابن ابی عمیر، میں نے عرض کی: یہ صالح اور عابد شخص ہے؟ فرمایا: ہاں۔

انہوں نے مزید بتایا کہ ہارون کے زمانے میں انہیں ۱۲۰ کوڑے مارے گئے اور انہیں یہ کوڑے تشیع کے جرم میں سند بن شاہک نے مارے اور قید کر دیا تو انہوں نے ایک لاکھ ۲۱۶ ہزار درہم دیکر خلاصی حاصل کی، راوی کہتا ہے: میں نے کہا، کیا ان کے پاس اتنا مال و دولت تھی؟ تو انہوں نے کہا: ہاں وہ ایک مالدار انسان تھے ان کے پاس پانچ لاکھ درہم تھے۔

بکر بن محمد ازدی^{۲۱۷}

۱۱۰۷ قَالَ حَمْدُويَه، ذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْعَبْدِيُّ: أَنَّ بَكْرَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْأَزْدِيَّ خَيْرَ فَاضِلٍ، وَبَكْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ كَانَ ابْنُ أَخِي سَدِيرِ الصَّيرَفِيِّ.

حمدویہ نے محمد بن عیسیٰ عبیدی سے نقل کیا کہ بکر بن محمد ازدی، سدیر صیرفی کے بھتیجے تھے۔

۱۱۰۸ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَتَيْبِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْفَضْلُ بْنُ شاذَانَ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَمِّي سَدِيرٌ.

ابن ابی عمیر کا بیان ہے کہ بکر بن محمد ازدی نے کہا: مجھے میرے چچا سدیر نے حدیث بیان کی

-۲۱۸-

^{۲۱۷}۔ رجال البرقی ۴۰، ۴۸، رجال النجاشی ص ۲۶۹ ن ۲۷۱، فہرست الطوسی ۶۴ ن ۱۲۶، رجال الطوسی ۱۵۷ ن ۳۸ و ۳۴۲ ن ۱۰۷ و ۳۷۰ ن ۱، التحریر الطاوسی ۵۵ ن ۵۲، رجال ابن داود ۳۷۰ ن ۲۶۰، رجال العلایہ الحلی ۲۵ ن ۱۰۷، إلیضاح الاشتباہ ۱۱۷ ن ۱۰۴، لسان المیزان ص ۵۷ ن ۲۱۶، نقد الرجال ۶۰ ن ۲۷۱، مجمع الرجال ص ۲۷۱، نقد الإيضاح ۷۰ (ذیل الفہرست)، جامع الرواۃ ص ۱۲۸، ہدایۃ المحدثین ۲۶، ۱۸۲، ہجۃ الآمال ص ۲۱۵، تنقیح المقال ص ۱۷۹ ن ۱۴۰۲، إیمان الشیعۃ ص ۵۹۸، معجم رجال الحدیث ص ۳۵۲ ن ۱۸۶۶، قاموس الرجال: ص ۲۲۶، ۲۳۰.

^{۲۱۸}۔ نجاشی نے فرمایا، بکر آل نعیم غامدی میں سے کوفہ کے ایک جلیل القدر گھرانے کے چشم و چراغ ہیں اور ان کی پچا شدید، عبد السلام اور پچازاد موسیٰ بن سلام اور دیگر لوگ ہیں۔۔۔ ماہرین رجال نے اسے ذکر کیا اور وہ ثقہ و معتمد تھا اور طویل زندگی پائی: "بکر بن محمد بن عبد الرحمن بن نعیم الازدی الغامدی ابو محمد، وجہ فی ہذہ الطائفۃ من بیت جلیل بالکوفۃ من آل نعیم الغامدیین عموماً شہید و عبد السلام وابن عمر موسیٰ بن عبد السلام، وہو کثیرون.... ذکر ذلک اصحاب الرجال، وکان ثقہ، و عمر عراً طویلاً..". لیکن ابن داود نے رجال قسم اول میں کہا: "بکر بن محمد ازدی ابن اخی سدیر صیرفی صحابی امام کاظم و رضا (علیہما السلام)، کشتی نے مدوح کہا "پھر اسی جگہ بعد میں کہا: "بکر بن محمد بن عبد الرحمن ازدی غامدی ابو محمد، وجہ، جلیل، ثقہ، کوفی

علی بن عبید اللہ بن حسین^{۲۱۹} بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالبؑ

"انہوں نے کئی افراد کا گمان کیا اور اسی طرح علامہ حلی نے بھی انہیں دو شمار کیا، اور اس اشتباہ کا سبب کشتی کی وہ روایت ہے جس میں اسے سدیر صیر فی کا بھتیجا کہا گیا اس میں اشکال یہ ہے کہ بکر ازدی کے پچاؤں میں سدیر صیر فی کا نام ہے اور نہ سدیر صیر فی کے بھتیجوں میں کوئی بکر ذکر ہوا، صحیح یہ ہے کہ کشتی کی عبارت میں اشتباہ ہوا ہے، نجاشی نے بکر کے پچا میں ایک شدید بیان کیا اسی کو کشتی میں سدیر بنا دیا گیا اور پھر اس کے ساتھ معروف راوی صیر فی کا عنوان اضافہ ہو گیا۔

^{۲۱۹}۔ رجال النجاشی ص ۸۰، رجال ابن داود الحلی ق ۱ ص ۲۶۶، التحریر الطاوسی ۱۸۱ ص ۲۵۰، رجال العلایہ الحلی ق ۱ ص ۹۷، نقد الرجال ۲۳۹ ص ۱۷۰، مجمع الرجال ۲۰۷-۲۰۸، جامع الرواۃ ص ۵۹۲، وسائل الشیعۃ (الماتمۃ) ۲۰ ص ۲۶۶، الوجہۃ ۱۵۹، بحیۃ الامال ص ۹۸، تنقیح المقال ص ۲۹۸، الذریعۃ ص ۶۵۱، ۲۵۱ ص ۳۳، معجم رجال الحدیث ص ۸۷، ۸۳۰، قاموس الرجال ص ۲۰، موسوعۃ طبقات الفقہاء سبحانی، ۵۶۵۔

نجاشی نے کہا: علی بن عبید اللہ بن الحسین بن علی بن الحسین ابو الحسن: کان أزهد آل أبي طالب وأعبدہم فی زمانہ ، واختص بموسی والرضا علیہما السلام ، واختلط بأصحابنا الامامیۃ ، وکان لما أرادہ محمد بن إبراهیم طباطبای لان یبایع له أبو السرایا بعدہ أبی علیہ ورد الامر إلی محمد بن محمد بن زید بن علی . له کتاب فی الحج یرویہ کلہ عن موسی بن جعفر علیہ السلام۔

یہ ابو طالب کے آل میں بڑا عبادت گزار اور اپنے زمانے میں ان سب سے زیادہ پرہیزگار تھا اور امام موسی کاظم اور امام رضا کے خواص میں رہا اور ہمارے امامی ساتھیوں کے ساتھ گھل مل گیا اور جب محمد بن ابراہیم طباطبائی نے چاہا کہ اس بعد ابو سرا یا صرف اس کی بیعت کرے گا تو اس نے اس امر کو محمد بن محمد بن زید بن علی کی طرف پلٹا دیا اور اس کی امام کاظم سے روایتیں ہیں۔

اور طباطبائی "محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن شعی بن امام حسن طباطبائی" جو بڑے زیدیوں میں سے تھا مدینہ میں ساکن نے اس نے ۱۹۶ھ میں حج کی جب امین اور مامون کے درمیان جنگ جاری تھی، مکہ میں لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے وہ فتنے کے خوف سے چھپ گیا پھر نصر بن شبیب نے اسے بنو عباس پر خروج کی دعوت دی تو وہ کوفہ آئے مگر آنے کی خبر کو مخفی رکھا اور وہاں ۱۲۰ مردوں نے اس کی بیعت کی وہ جزیرہ کی طرف چلے پھر مدینہ واپس آئے تو اسے ابو السرایا ملا جو عباسیوں پر خروج کر چکا تھا تو ابو سرا یا نے اس کی بیعت کی اور وہ اس کے لشکر کا قائد بن گیا لیکن ابن طباطبائی رضی اللہ عنہ اس نے وصیت کی

۱۱۰۹ قَرَأْتُ فِي كِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ بُنْدَارٍ بِخَطِّهِ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْعَطَّارُ، قَالَ، حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عِيسَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ (ع) أَشْتَهِي أَنْ أَدْخُلَ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) أَسَلِّمْ عَلَيْهِ! قُلْتُ فَمَا يَمْنَعُكَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ الْإِجْلَالُ وَالْهَيْبَةُ لَهُ وَاتَّقَى عَلَيْهِ، قَالَ فَاعْتَلَّ أَبُو الْحَسَنِ (ع) عِلَّةً خَفِيفَةً وَ قَدْ عَادَهُ النَّاسُ، فَلَقِيتُ عَلِيَّ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ، فَقُلْتُ قَدْ جَاءَكَ مَا تُرِيدُ، قَدْ اعْتَلَّ أَبُو الْحَسَنِ (ع) عِلَّةً خَفِيفَةً وَ قَدْ عَادَهُ النَّاسُ، فَإِنْ أَرَدْتَ الدُّخُولَ عَلَيْهِ فَالْيَوْمَ! قَالَ فَجَاءَ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع) عَائِدًا فَلَقِيَهُ أَبُو الْحَسَنِ (ع) بِكُلِّ مَا يُحِبُّ مِنَ التَّكْرَمَةِ وَ التَّعْظِيمِ، فَفَرِحَ بِذَلِكَ عَلِيُّ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ فَرَحًا شَدِيدًا، ثُمَّ مَرَضَ عَلِيُّ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ، فَعَادَهُ أَبُو الْحَسَنِ (ع) وَ أَنَا مَعَهُ، فَجَلَسَ حَتَّى خَرَجَ مِنْ كَانَ فِي الْبَيْتِ، فَلَمَّا خَرَجْنَا أَخْبَرْتَنِي مَوْلَاةً لَنَا أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَمْرَأَةً عَلِيٍّ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ كَانَتْ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ تَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَلَمَّا خَرَجَ خَرَجَتْ وَ انْكَبَتْ عَلَى الْمَوْضِعِ الَّذِي كَانَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) فِيهِ جَالِسًا تَقْبِلُهُ وَ تَتَمَسَّحُ بِهِ، قَالَ سُلَيْمَانُ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى عَلِيِّ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، فَأَخْبَرَنِي بِمَا فَعَلْتُ أُمُّ سَلَمَةَ فَخَبَّرْتُ بِهِ أَبَا الْحَسَنِ (ع)

کہ میرے بعد یہ امر علی بن عبید اللہ بن حسین کو ملے گا اور فوت ہو گیا اور کوفہ میں دفن ہوا یہ ۱۹۹ھ کا واقعہ ہے اس کی قیادت کی مدت دو مہینے رہی۔

فَقَالَ: يَا سُلَيْمَانُ إِنَّ عَلِيَّ بْنَ عَبِيدِ اللَّهِ وَامْرَأَتَهُ وَوَلَدَهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، يَا سُلَيْمَانُ إِنَّ وَلَدَ عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ إِذَا عَرَفَهُمُ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ لَمْ يَكُونُوا كَالنَّاسِ ۲۰.

سلیمان بن جعفر کا بیان ہے کہ علی بن عبید اللہ بن حسین بن علی بن ابی طالب نے مجھ سے کہا کہ میں امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کہنا چاہتا ہوں؟ میں نے اس سے کہا: تو تم آپ کے پاس کیوں نہیں جاتے؟ انہوں نے جواب دیا: آپ کی عظمت اور جلالت کی وجہ سے میں آپ کے سامنے نہیں جاسکتا۔

راوی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ امام رضاؑ کچھ بیمار ہوئے اور لوگ آپ کی عیادت کے لیے جارہے تھے تو میں نے علی بن عبید اللہ سے کہا: تیری مراد کے پورے ہونے کا وقت آگیا ہے کیونکہ امام رضاؑ ان دنوں کچھ مریض ہیں اور لوگ آپ کی عیادت کے لیے جارہے ہیں، اگر تو آپ کی زیارت کرنا چاہتا ہے تو آج ہی بہتری موقع ہے؟

وہ امام کی عیادت کے لیے گیا تو امام نے اس کی بہت زیادہ عزت افزائی فرمائی تو اس سے علی بن عبید اللہ بہت خوش ہوا پھر وہ مریض ہوا تو امام رضاؑ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا تو امام وہاں اتنی دیر موجود رہے کہ سب لوگ چلے گئے، جب ہم چلے آئے تو ہماری ایک کنیر نے بتایا کہ علی بن عبید اللہ کی بیوی ام سلمہ پردے کے پیچھے سے امام کی زیارت کر رہی تھی، جب آپ چلے گئے تو وہ جلدی سے آئی اور اس مقام پر جھک گئی جہاں امام تشریف فرما تھے، اسے بوسہ دیا اور اسے مسح ہو گئی، سلیمان کہتا ہے پھر میں

۳۴۶..... رجال ابو عمرو کشتی؛ معصومین کے فرامین کا مجموعہ: ج ۶

علی بن عبید اللہ کے پاس آیا تو خود اس نے بھی اپنی بیوی کی اس عقیدت کی مجھے خبر دی تو میں نے امام رضا کی خدمت میں یہ بات پہنچادی تو امام نے فرمایا:

اے سلیمان! بے شک علی بن عبید اللہ اور اس کے بیوی بچے اہل جنت میں سے ہیں، اے سلیمان، جب اولاد علی و فاطمہ کو خداوند اس امر ولایت کی معرفت عطا کرے تو وہ دوسرے لوگوں کی طرح نہیں ہیں۔

SHIA BOOKS
PDF

MANZAR AELIYA

عبداللہ بن مغیرہ کوئی^{۳۱}

۱۱۱۰ و جَدْتُ بِخَطِّ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدِ بْنِ شَاذَانَ، قَالَ الْعَبِيدِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى، حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ فَضَّالٍ، قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمَغِيرَةِ كُنْتُ وَأَقْفًا فَحَجَجْتُ عَلَى تِلْكَ الْحَالَةِ، فَلَمَّا صِرْتُ بِمَكَّةَ خَلَجَ فِي صَدْرِي شَيْءٌ، فَتَعَلَّقْتُ بِالْمَلْتَزَمِ ثُمَّ قُلْتُ: اللَّهُمَّ قَدْ عَلِمْتَ طَلِبَتِي وَإِرَادَتِي فَأَرْشِدْنِي إِلَى خَيْرِ الْأَدْيَانِ! فَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنْ آتِيَ الرِّضَا (ع) فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَوَقَفْتُ بِبَابِهِ فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ قُلْ لِمَوْلَاكَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ بِالْبَابِ! فَسَمِعْتُ نِدَاءَهُ ادْخُلْ يَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمَغِيرَةِ! فَدَخَلْتُ فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيَّ قَالَ: قَدْ أَجَابَ اللَّهُ دَعْوَتَكَ وَ هَذَاكَ لِدِينِكَ، فَقُلْتُ أَشْهَدُ أَنَّكَ حُجَّةُ اللَّهِ وَ أَمِينُهُ عَلَى خَلْقِهِ.

MANZAR AELIYA

^{۳۱}۔ رجال البرقی ۴۹، ۵۳، رجال النجاشی ۲ ص ۱۱، رجال الطوسی ۳۵۶ ن ۳۲ و ۳۷۹ ن ۴، التحریر الطاووسی ۱۷۲ ن ۲۳۰، رجال ابن داود ۲۱۳ ن ۸۹۰، رجال العلانی ۱۰۹، مجمع الرجال ۴ ص ۵۵، جامع الرواة ۱ ص ۵۱۱، بحیة الآمال ۵ ص ۲۸۹، تنقیح المقال ۲ ص ۲۱۸ ن ۷۰۸۲، معجم رجال الحدیث ۱۰ ص ۳۳۶ ن ۷۱۷۴، قاموس الرجال ۶ ص ۱۵۲۔ عبداللہ بن مغیرہ ابو محمد بکلی کوئی، ثقہ ثقہ، جس کی عظمت و جلالت، دینداری اور تقویٰ کوئی مثال نہیں لا یعدل بہ احد من جلالہ و دینہ و ورعہ، اس نے امام کاظم ؑ سے روایت کی اور کہا گیا کہ اس نے ۳۰ کتابیں تصنیف کی اور جو میں نے دیکھا کہ ہمارے علماء ان میں سے کتاب وضو اور کتاب صلاۃ کو جانتے ہیں اور ان کتابوں کو ہمارے بہت سے علماء نے نقل کیا اور ان کی کتاب زکات، کتاب فرائض اور کتاب اصناف کلام بھی ہے۔۔۔]

عبداللہ بن مغیرہ کا بیان ہے کہ میں واقعی تھا اور میں نے اسی حالت میں حج کی جب میں مکہ پہنچا تو میرے دل میں ایک خیال آیا تو میں نے خانہ کعبہ کے پردے سے لپٹ کر یہ دعا کی: خدایا تو میرے ارادے اور میرے گوہر مقصود کو جانتا ہے پس تو مجھے بہترین دین کی رہنمائی فرما، تو میرے دل میں آیا کہ میں امام رضا کی خدمت میں جاؤں، تو میں مدینہ منورہ پہنچا اور آپ کے دروازے پہ کھڑا ہو گیا اور غلام سے کہا: اپنے مولا و آقا سے کہیے کہ ایک عراقی دروازے پہ کھڑا ہے تو میں نے خود امام کی آواز سنی، فرمایا: اے عبداللہ بن مغیرہ! تشریف لاؤ، جب میں حاضر ہوا اور امام نے مجھے دیکھا تو فرمایا: خدا نے تیری دعا قبول کر لی اور تجھے اپنے بہترین دین کی رہنمائی فرمائی ہے، تو میں نے عرض کی: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حجت خدا اور اس کی مخلوق پر اس کے امین ہیں۔

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

زکریا بن آدم قتی

۱۱۱۱ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُلُوبِهِ، قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي خَلْفٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْزَةَ، عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ آدَمَ، قَالَ، قُلْتُ لِلرِّضَا (ع) إِنِّي أُرِيدُ الْخُرُوجَ عَنْ أَهْلِ بَيْتِي فَقَدْ كَثُرَ السُّفْهَاءُ فِيهِمْ! فَقَالَ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ أَهْلَ بَيْتِكَ يُدْفَعُ عَنْهُمْ بِكَ، كَمَا يُدْفَعُ عَنْ أَهْلِ بَغْدَادَ بِأَبِي الْحَسَنِ الْكََاظِمِ (ع).

زکریا بن آدم قتی کا بیان ہے کہ میں نے امام رضا سے عرض کی کہ میں اپنے خاندان والوں سے نکلنا چاہتا ہوں کہ ان میں سفیہ اور احمق لوگ بہت ہو گئے ہیں، آپ نے فرمایا: ایسا نہ کرو، تیرے صدقے میں خدا تیرے خاندان سے عذاب کو ٹالتا ہے جیسے خداوند امام کاظم کے صدقے میں اہل بغداد سے عذاب کو ٹالتا تھا۔

۱۱۱۲ وَ عَنْهُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُسَيَّبِ، قَالَ قُلْتُ لِلرِّضَا (ع) شَقَّتِي بَعِيدَةٌ وَ لَسْتُ

۲۲۲۔ رجال الطوسی ۲۰۰ و ۳۷۷ و ۴۰۱۔ فہرست الطوسی ۷۳۔ تنقیح المقال ۱: ۴۴۷۔ رجال النجاشی ۱۲۴۔ معالم العلماء ۵۳۔ تائیس الشیعہ ۴۱۰۔ الکفی والالقباب ۳: ۷۲۔ رجال ابن داود ۹۷۔ معجم الثقات ۵۵۔ معجم رجال الحديث ۷: ۲۷۱ - ۲۷۴۔ جامع الرواة ۱: ۳۳۰۔ رجال الحلّی ۷۵۔ نقد الرجال ۱۳۸۔ مجمع الرجال ۳: ۵۳ - ۵۷۔ ہدایۃ المحدثین ۶۶۔ اعیان الشیعہ ۷: ۶۲۔ سفینۃ البحار ۱: ۵۵۰۔ بحجۃ الامال ۳: ۱۹۶۔ تاریخ قم (فارسی) ۲۷۸ و ۲۷۹۔ منتخب المقال ۱۳۷۔ العندبیل ۱: ۲۹۳۔ منج المقال ۱۳۹۔ جامع المقال ۶۹۔ التخریر الطاووسی ۱۰۹۔ وسائل الشیعہ ۲۰: ۱۹۸۔ ائقان المقال ۶۳۔ الوجیزۃ ۳۵۔ شرح مشیختہ الفقہ ۶۹۔ رجال الأنصاری ۹۰۔ ثقات الرواة ۱: ۳۳۴ - ۳۳۷۔

أَصْلُ إِلَيْكَ فِي كُلِّ وَقْتٍ، فَمَنْ آخَذَ مَعَالِمَ دِينِي فَقَالَ: مَنْ زَكَرِيَّا بْنُ آدَمَ الْقَمِيِّ الْمَأْمُونِ عَلَى الدِّينِ وَالدُّنْيَا، قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمُسَيَّبِ: فَلَمَّا انْصَرَفْتُ قَدِمْتُ عَلَى زَكَرِيَّا بْنِ آدَمَ فَسَأَلْتُهُ عَمَّا احْتَجَّتْ إِلَيْهِ. أَحْمَدُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُسَيَّبِ، قَالَ قُلْتُ لِلرَّضَا شَقَّتِي بَعِيدَةً، وَذَكَرَ مِثْلَهُ.

علی بن مسیب کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ سے عرض کی کہ میں دور دراز علاقے میں رہتا ہوں اور میں ہر وقت آپ کی خدمت میں نہیں پہنچ سکتا تو میں اپنے دین کی تعلیمات کس سے حاصل کروں؟ تو امام نے فرمایا: زکریا بن آدم قتی سے کہ وہ دین اور دنیا میں قابل اعتماد ہے، راوی علی بن مسیب کہتا ہے جب میں واپس آیا تو میں زکریا بن آدم کی خدمت میں جاتا اور ان سے اپنی ضرورت کے مسائل کا سوال کیا کرتا، اور دوسری سند سے بھی یہ روایت وارد ہوئی۔

۱۱۱۳ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا بُنَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَّارٍ، عَنْ بَعْضِ الْقَمِيِّينَ، بِكِتَابِهِ وَدُعَائِهِ لَزَكَرِيَّا بْنِ آدَمَ. بَعْضُ قَمِيَّوْنَ نے امام کے خط اور دعا کا زکریا بن آدم کے بارے میں ذکر کیا۔

۱۱۱۴ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ وَالحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَا خَرَجْنَا بَعْدَ وَفَاةِ زَكَرِيَّا بْنِ آدَمَ بِثَلَاثَةِ أَشْهُرٍ نَحْوَ الْحَجِّ، فَتَلَقَّانَا كِتَابُهُ (ع) فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ، فَإِذَا فِيهِ: ذَكَرْتُ مَا جَرَى مِنْ قَضَاءِ اللَّهِ تَعَالَى فِي الرَّجُلِ الْمُتَوَفَّى رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَ يَوْمَ قُبِضَ وَ يَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا، فَقَدْ عَاشَ أَيَّامَ حَيَاتِهِ عَارِفًا بِالْحَقِّ قَائِلًا بِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا لِلْحَقِّ، قَائِمًا بِمَا يَجِبُ لِلَّهِ عَلَيْهِ وَ لِرَسُولِهِ، وَ مَضَى رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ غَيْرَ نَاكِثٍ وَ لَا مُبَدَّلٍ، فَجَزَاهُ اللَّهُ أَجْرَ نَبِيِّهِ وَ أَعْطَاهُ

خَيْرَ اَمْنِيَّتِهِ، وَ ذَكَرْتُ الرَّجُلَ الْمَوْصَىٰ اِلَيْهِ، وَ لَمْ تَعْرِفْ فِيهِ رَاٰنَا، وَ عِنْدَنَا مِنَ الْمَعْرِفَةِ بِهِ اَكْثَرَ مِمَّا وَصَفْتُ، يَعْنِي الْحَسَنَ بْنَ مُحَمَّدٍ بْنِ عِمْرَانَ ۲۲۳.

محمد بن اسحاق اور حسن بن محمد کا بیان ہے کہ ہم زکریا بن آدم کی وفات کے تین ماہ بعد حج کے لیے نکلے تو راستے میں ہمیں امام کا یہ نامہ موصول ہوا اس میں لکھا گیا تھا: تو نے اس مرنے والے کے متعلق خدا کے فیصلے کے جاری ہونے کو یاد کیا، خدا اس پر رحم فرمائے، جب وہ پیدا ہوا، جب وہ فوت ہوا اور جب قیامت کے دن زندہ کیا جائے گا، اس نے اپنی زندگی کے ایام حق کی معرفت، صبر و تحمل، حق کے اقرار اور خدا اور اس کے رسول کی طرف سے واجب شدہ امور کی انجام دہی میں گزار دیے اور خدا اس پر رحمت کرے وہ بغیر عہد و پیمان کو توڑے ہوئے اور اس کو تبدیل کیے بغیر چلا گیا، اور تم نے اس کے وصی کے متعلق بھی سوال کیا اور کہا کہ تجھے اس کے متعلق ہماری رائے کا علم نہیں، حالانکہ تمہاری وصف سے زیادہ وہ ہماری معرفت کا حامل ہے اور اس کا حسن بن محمد بن عمران ہے۔

۱۱۱۵ محمد بن مسعود، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُمِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عِيْسَى الْقُمِيُّ، قَالَ بَعَثَ إِلَىَّ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) غُلَامَهُ وَ مَعَهُ كِتَابُهُ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَصِيرَ اِلَيْهِ! فَاتَيْتُهُ فَهُوَ بِالْمَدِينَةِ نَازِلٌ فِي دَارِ بَزِيعٍ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَذَكَرَ فِي صَفْوَانَ وَ مُحَمَّدَ بْنَ سَنَانَ وَ غَيْرَهُمَا مِمَّا قَدْ سَمِعَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي اُسْتَعْظِفُهُ عَلَى زَكَرِيَّا بْنِ آدَمَ لَعَلَّهُ أَنْ يَسْلَمَ مِمَّا قَالَ فِي هَؤُلَاءِ، ثُمَّ رَجَعْتُ اِلَى نَفْسِي فَقُلْتُ مَنْ اَنَا أَنْ اَتَعَرَّضَ فِي هَذَا وَ

فِي شَبْهِهِ! مَوْلَايَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَصْنَعُ، فَقَالَ لِي يَا أَبَا عَلِيٍّ لَيْسَ عَلَيَّ مِثْلُ أَبِي
يَحْيَى يُعَجَّلُ، وَقَدْ كَانَ مِنْ خِدْمَتِهِ لِأَبِي (ع) وَ مَنْزَلَتِهِ عِنْدَهُ وَ عِنْدِي مِنْ
بَعْدِهِ، غَيْرَ أَنِّي احْتَجْتُ إِلَى الْمَالِ الَّذِي عِنْدَهُ! فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ هُوَ بَاعَثَ
إِلَيْكَ بِالْمَالِ، وَقَالَ لِي إِنْ وَصَلْتَ إِلَيْهِ فَأَعْلِمَهُ أَنَّ الَّذِي مَنَعَنِي مِنْ بَعَثِ
الْمَالِ اخْتِلَافُ مَيْمُونٍ وَ مُسَافِرٍ، فَقَالَ أَحْمِلْ كِتَابِي إِلَيْهِ وَ مَرُهُ أَنْ يَبْعَثَ إِلَيَّ
بِالْمَالِ! فَحَمَلْتُ كِتَابَهُ إِلَى زَكْرِيَّا، فَوَجَّهَ إِلَيْهِ بِالْمَالِ، قَالَ، فَقَالَ لِي أَبُو جَعْفَرٍ
(ع) ابْتِدَاءً مِنْهُ ذَهَبَتْ الشُّبْهَةُ مَا لِأَبِي وَلَدٌ غَيْرِي! فَقُلْتُ صَدَقْتَ جُعِلْتُ
فِدَاكَ ۲۲۴.

محمد بن عیسیٰ قمی کا بیان ہے کہ امام ابو جعفرؑ نے میرے پاس اپنے غلام کو بھیجا اس کے ساتھ
آپ کا ایک نامہ تھا اس میں مجھے حکم دیا کہ میں آپ کی خدمت میں پہنچوں، تو میں آپ کے
پاس حاضر ہوا، آپ مدینہ میں بزلیع کے گھر میں ٹھہرے ہوئے تھے، میں نے حاضر ہو کر سلام
کیا تو آپ نے صفوان، محمد بن سنان وغیرہ ان لوگوں کو یاد کیا تو فرمایا جنہوں نے آپ سے
روایت کی تھی، تو میں نے دل میں کہا: کاش! امام، زکریا بن آدم کو یاد فرماتے شاید وہ ان
باتوں سے محفوظ ہوتا جو آپ نے ان کے متعلق ذکر کیے، پھر میں اپنے دل میں کہا: میرے
مولا اور آقا بہتر جانتے ہیں، مجھے ان باتوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے، تو امام نے مجھ سے
فرمایا: اے ابو علی! ابویحییٰ (زکریا) جیسے لوگوں کے بارے میں جلد بازی نہیں کی جاتی، اس نے
میرے والد گرامی کی خدمت کی اور وہ ان کے حضور بلند منزلت تھا اور ان کے بعد میرے
پاس وہ عظیم منزلت کا حامل ہے لیکن مجھے اتنے مال کی ضرورت ہے جو اس کے پاس ہے! تو

میں نے عرض کی، مولا میں آپ پر قربان جاؤں وہ آپ کی طرف مال بھیجے گا، اور اس نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر امام سے ملو تو آپ کو بتا دینا کہ میمون اور مسافر کے اختلاف نے مجھے مال بھیجنے سے منع کیے رکھا، تو امام نے فرمایا میرا یہ نامہ اس کے پاس لے جاؤ اور اسے حکم دو کہ وہ میرے پاس مال بھیجے، تو میں آپ کا نامہ زکریا کے پاس لے گیا تو اس نے امام کی خدمت میں مال بھیج دیا تو امام نے مجھ سے فرمایا: اب تو وہ شبہ بھی دور ہو گیا کہ میرے والد کا میرے علاوہ کوئی بیٹا نہیں ہے، تو میں عرض کی: مولا آپ نے حق فرمایا، میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

احمد بن عمر حلبی^{۲۲۵}

۱۱۱۶ خَلْفُ بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْأَدَمِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ الْحَلَبِيُّ، قَالَ، دَخَلْتُ عَلَى الرَّضَا (ع) بِمَنِي، فَقُلْتُ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ كُنَّا أَهْلَ بَيْتِ غَبَطَةٍ وَ سُرُورٍ وَ نِعْمَةٍ، وَ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ بِذَلِكَ كُلَّهُ حَتَّى احْتَجْنَا إِلَى مَنْ كَانَ يَحْتَاجُ إِلَيْنَا، فَقَالَ لِي: يَا أَحْمَدُ مَا أَحْسَنَ حَالِكَ يَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ! فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ حَالِي مَا أَخْبَرْتُكَ، فَقَالَ لِي يَا أَحْمَدُ أَيْسَرُكَ أَنْتَ عَلَى بَعْضِ مَا عَلَيْهِ هَؤُلَاءِ الْجَبَّارُونَ وَ لَكَ الدُّنْيَا مَمْلُوءَةٌ ذَهَبًا فَقُلْتُ لَهُ لَا وَ اللَّهُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ، فَضَحِكَ ثُمَّ قَالَ: تَرْجِعْ مِنْ هَاهُنَا إِلَى خَلْفٍ، فَمَنْ أَحْسَنُ حَالًا مِنْكَ وَ بِيَدِكَ صِنَاعَةٌ لَا تَبِيعُهَا بِمِلِّ الدُّنْيَا ذَهَبًا.

أَلَا أُبَشِّرُكَ! فَقَدْ سَرَّنِي اللَّهُ بِكَ وَ بِآبَائِكَ، فَقَالَ لِي أَبُو جَعْفَرٍ (ع) فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ كَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا: لَوْحٌ مِنْ ذَهَبٍ فِيهِ مَكْتُوبٌ: بِسْمِ اللَّهِ

^{۲۲۵} رجال النجاشی ص ۲۴۸ ن ۲۴۳، رجال ابن داود ۳۵ ن ۱۰۳، رجال العلایة الحلی ۲۰ ن ۵۰، نقد الرجال ۲۷ ن ۱۰۵، مجمع الرجال ص ۱۳۱، جامع الرواة ص ۵۶، وسائل الشیعة ۲۰ ص ۱۲۹ ن ۸۸، الوجیزة ۱۳۴، ہدایة المحدثین ۱۷۳، بحیة الآمال ص ۹۰، منہج المقال ص ۷۴ ن ۴۳۶، الذریعة ۶ ص ۳۱۱ ن ۱۶۹۹، العندیل ص ۲۷، الجامع فی الرجال ص ۱۳۳، مجمع رجال الحدیث ۱۷۶ ص ۱۷۶ ن ۷۲۰ و ۷۲۲ و ۷۲۸، قاموس الرجال ص ۳۶۰.

الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، عَجِبْتُ لِمَنْ أَيْقَنَ بِالْمَوْتِ
كَيْفَ يَفْرَحُ، وَمَنْ يَرَى الدُّنْيَا وَتَغْيِيرَهَا بِأَهْلِهَا كَيْفَ يَرْكُنُ إِلَيْهَا، وَيَنْبَغِي لِمَنْ
غَفَلَ عَنِ اللَّهِ أَنْ لَا يَسْتَبْطِئَ اللَّهُ فِي رِزْقِهِ وَلَا يَتَّهَمَهُ فِي قَضَائِهِ، ثُمَّ قَالَ
رَضِيتُ يَا أَحْمَدُ قَالَ، قُلْتُ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى وَ عَنْكُمْ أَهْلُ الْبَيْتِ.

احمد بن عمر حلبی کا بیان ہے کہ میں منی میں امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: مولا
میں آپ پر قربان جاؤں، ہم ایک خوشحال اور مالدار گھرانہ تھے اور خدا نے وہ سب کچھ ختم کر دیا
اور اب ہم ان لوگوں کے محتاج ہو گئے ہیں جو کبھی ہمارے محتاج ہوا کرتے تھے، تو آپ نے
فرمایا: اے احمد بن عمر! تو کتنے بہترین حال میں ہے! میں نے عرض کی: مولا میں آپ پر
قربان جاؤں، میری جو حالت ہے وہ میں نے بیان کی ہے، آپ نے فرمایا: اے احمد! کیا تجھے
پسند ہے کہ تجھے ان ظالموں اور جابروں جیسی حالت میں مبتلا کیا جائے اور اس کے بدلے میں
تیرے لیے سونے سے بھری ہوئی دنیا قرار دی جائے؟ میں نے عرض کی: اے فرزند رسول!
ہر گز یہ مجھے پسند نہیں ہے، تو آپ مسکرائے اور فرمایا: تو پھر یہاں سے پیچھے مڑو تجھ سے بہتر
کس کے حالات ہو سکتے ہیں جبکہ تیرے دل میں ایسا جوہر موجود ہے جسے سونے سے بھری
ہوئی دنیا کے بدلے میں بھی نہیں بیچا جاتا۔

کیا میں تجھے بشارت نہ دوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرے ذریعے اور تیرے آباء کے ذریعے خوش
کیا ہے امام ابو جعفرؑ نے خدا کے اس فرمان کے بارے میں فرمایا کہ اس دیوار کے نیچے ان دو
تیموں کے لیے خزانہ تھا: وہ سونے کی ایک تختی تھی جس میں لکھا تھا: خدائے مہربان و رحیم
کے نام سے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، میں
اس شخص سے تعجب کرتا ہوں جو موت کا یقین رکھتا ہے وہ کیسے خوش ہوتا ہے! اور جو شخص
دنیا اور اس کے ساکنین کے بدلتے ہوئے حالات کو دیکھتا ہے وہ کیسے دنیا کا دلدادہ ہو جاتا ہے!

۳۵۶..... رجال ابو عمرو کشتی؛ معصومین کے فرامین کا مجموعہ: ج ۶

اور سزاوار ہے کہ جو شخص خدا سے غافل ہو وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے رزق میں موجب تاخیر سمجھے اور نہ اس کے فیصلے میں مستم کرے! پھر فرمایا: اے احمد! کیا تو راضی ہے؟ میں نے عرض کی: ہاں مولا میں خدا تعالیٰ اور تم اہل بیت سے راضی ہوں۔



عثمان بن عیسیٰ روای کوفی^{۳۳}

۱۱۱۷ ذَكَرَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عِيسَى كَانَ وَاقِفِيًّا، وَكَانَ وَكِيلَ أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى (ع)، وَفِي يَدِهِ مَالٌ فَسَخَطَ عَلَيْهِ الرِّضَا (ع)، قَالَ، ثُمَّ تَابَ عُثْمَانُ وَبَعَثَ إِلَيْهِ بِالْمَالِ، وَكَانَ شَيْخًا عَمَرَ سِتِّينَ سَنَةً، وَكَانَ يَرَوِي عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الثُّمَالِيِّ، وَلَا يَتَّهِمُونَ عُثْمَانَ بْنَ عِيسَى.

نصر بن صباح کا بیان ہے کہ عثمان بن عیسیٰ واقعی تھا اور وہ امام کاظمؑ کا وکیل تھا اور اس کے ہاتھ میں امام کا بہت سامان تھا جو اس نے ضبط کر لیا تو امام رضاؑ اس پر ناراض ہوئے اور بعد میں عثمان نے توبہ کی اور وہ مال امام کے پاس بھیجا اور وہ ایک سن رسیدہ شخص تھا جس نے ۶۰ سال عمر پائی اور وہ ابو حمزہ ثمالی سے روایت کرتا تھا اور اس حوالے سے عثمان بن عیسیٰ کو متم نہیں کیا۔

۱۱۱۸ حَمْدَوِيَّةٌ، قَالَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، إِنَّ عُثْمَانَ بْنَ عِيسَى رَأَى فِي مَنَامِهِ أَنَّهُ يَمُوتُ بِالْحَيْرِ فَيُدفَنُ بِالْحَيْرِ، فَرَفَضَ الْكُوفَةَ وَ مَنْزِلَهُ، وَ خَرَجَ الْحَيْرَ

^{۳۳} رجال البرقی ۴۹، رجال النجاشی ۲ ص ۱۵۵ ن ۸۱۵، رجال الطوسی ۳۵۵ و ۳۸۰، فہرست الطوسی ۱۴۶ ن ۵۴۶، معالم العلماء ۸۸ ن ۶۱۶، رجال ابن داود ۴۷۶ ن ۳۰۵، التحریر الطاوسی ۱۹۹ ن ۲۹۵، رجال العلایہ الحلی ۲۴۴، نقد الرجال ۲۱۹ ن ۲۶، مجمع الرجال ۴ ص ۱۳۳، نقد الايضاح ۲۰۶، جامع الرواة ۵۳۴، وسائل الشیعة ۲۰ ص ۲۵۲ ن ۴۴۲، الوجیزۃ ۱۵۷، ہدایۃ المحدثین ۱۱، بحجۃ الآمال ۵ ص ۳۳۳، ہدیۃ العارفین ۱ ص ۶۵۱، تنقیح المقال ۲ ص ۲۴۷ ن ۷۸۰۰، الذریعۃ ۱۵ ص ۵۷ ن ۳۹۱ و ۲۳ ص ۳۰۰ ن ۶۰۶۳ و ۲۵ ص ۹۵ ن ۵۱۹، مجمع رجال الحدیث ۱۱ ص ۷۱۰، قاموس الرجال ۶ ص ۲۷۹ - ۲۸۵، مجمع المولفین ۲ ص ۲۶۶.

وَ اَبْنَاهُ مَعَهُ، فَقَالَ لَا اَبْرَحُ مِنْهُ حَتَّى يَمْضِيَ اللَّهُ مَقَادِيرَهُ، وَ اَقَامَ يَعْبُدُ رَبَّهُ جَلَّ وَ عَزَّ حَتَّى مَاتَ وَ دُفِنَ فِيهِ، وَ صَرَفَ ابْنِيهِ إِلَى الْكُوفَةِ.

محمد بن عیسیٰ کا بیان ہے کہ عثمان بن عیسیٰ نے خواب میں دیکھا کہ وہ حیر کے مقام پر فوت ہوا اور اسے وہیں دفن کیا گیا تو اس نے کوفہ اور وہاں اپنے گھر کو چھوڑا اور حیر کے مقام کی طرف چلے گئے اور ان کے دو بیٹے بھی ان کے ساتھ تھے اور کہا: میں یہاں سے ہرگز نہیں جاؤں گا یہاں تک کہ خدا اپنی قدرت کے فیصلے کو جاری فرمائے اور وہ وہیں عبادت کرتا رہا یہاں تک کہ اسے موت آئی اور وہیں دفن ہوا تو اس کے بیٹے واپس کوفہ چلے آئے۔

علی بن اسماعیل

۱۱۱۹ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ: عَلِيُّ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثِقَّةٌ، وَ هُوَ عَلِيُّ بْنُ السُّدِّيِّ

لَقَبُ إِسْمَاعِيلَ بِالسُّدِّيِّ.

نصر بن صباح کا بیان ہے کہ علی بن اسماعیل ثقہ ہے اور وہ علی بن سدی کیونکہ اسماعیل کا لقب سدی تھا۔

عثمان بن عیسیٰ

۱۱۲۰ علی بن محمد، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمُهورٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ، أَحَدُ الْقَوْمِ عُثْمَانُ بْنُ عِيسَى، وَكَانَ يَكُونُ بِمِصْرَ، وَكَانَ عِنْدَهُ مَالٌ كَثِيرٌ وَ سِتُّ جَوَارٍ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ أَبُو الْحَسَنِ (ع) فِيهِنَّ وَ فِي الْمَالِ، وَ كَتَبَ إِلَيْهِ: أَنَّ أَبِي قَدْ مَاتَ وَ قَدْ افْتَسَمْنَا مِيرَاثَهُ، وَ قَدْ صَحَّتِ الْأَخْبَارُ بِمَوْتِهِ، وَ احْتَجَّ عَلَيْهِ. قَالَ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ إِنَّ لَمْ يَكُنْ أَبُوكَ مَاتَ فَلَيْسَ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ وَ إِنْ كَانَ قَدْ مَاتَ عَلَى مَا تَحْكِي فَلَمْ يَأْمُرْنِي بِدَفْعِ شَيْءٍ إِلَيْكَ، وَ قَدْ أَعْتَقْتُ الْجَوَارِيَ^{۲۲۷}.

احمد بن محمد کا بیان ہے کہ واقفوں میں سے ایک عثمان بن عیسیٰ بھی تھا اور وہ مصر میں موجود تھا اور اس کے پاس بہت زیادہ مال امام اور چھ کنیزیں موجود تھیں تو امام نے اسے ان کنیزوں اور مال امام کے بارے میں نامہ تحریر فرمایا: میرے والد گرامی فوت ہو چکے ہیں اور ہم نے ان کی میراث کو تقسیم کیا ہے اور ان کی وفات کی صحیح خبریں پہنچ چکی ہیں اور امام نے اس پر حجت تمام کی تو ان نے جواب میں لکھا: اس کی دو صورتیں ہیں: ۱۔ اگر آپ کے والد کی وفات نہیں ہوئی تو ان میں سے کچھ بھی آپ کو نہیں ملے گا اور ۲۔ جیسے آپ نے بیان کیا اگر وہ فوت

^{۲۲۷}۔ رجال الکشی، ص ۵۹۹۔

۳۶۰ رجال ابو عمرو کشتی؛ معصومین کے فرامین کا مجموعہ: ج ۶

ہو چکے ہوں تو بھی آپ نے مجھے حکم نہیں دیا تھا کہ یہ سب کچھ آپ کے حوالے کروں تو میں
نے ان کنیروں کو آزاد کر دیا۔



حسین بن مہران^{۲۲۸}

۱۱۲۱ حَمْدُوِيْهِ، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مِهْرَانَ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ، كَتَبَ الْحُسَيْنُ بْنُ مِهْرَانَ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع)، كِتَابًا، قَالَ، فَكَانَ يَمْشِي شَاكًّا فِي وَقُوفِهِ، قَالَ، فَكَتَبَ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع) يَأْمُرُهُ وَ يَنْهَاهُ، فَأَجَابَهُ أَبُو الْحَسَنِ (ع) بِجَوَابٍ، وَ بَعَثَ بِهِ إِلَى أَصْحَابِهِ فَنَسَخُوهُ، وَ رَدَّ إِلَيْهِ لَنَلَّا يَسْتَرَهُ حُسَيْنُ بْنُ مِهْرَانَ، وَ كَذَلِكَ كَانَ يَفْعَلُ إِذَا سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَأَحَبَّ سِتْرَ الْكِتَابِ، وَ هَذِهِ نُسْخَةُ الْكِتَابِ الَّذِي أَجَابَهُ بِهِ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، عَافَانَا اللَّهُ وَ إِيَّاكَ، جَاءَنِي كِتَابُكَ تَذَكُّرُ فِيهِ الرَّجُلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْخِيَانَةُ وَ الْعَيْنُ تُقُولُ أَخَذْتَهُ، وَ نَذَرْتُ مَا تَلَقَّانِي بِهِ وَ تَبَعْتُ إِلَى بَغْيِهِ، وَ احْتَجَجْتَ فِيهِ فَأَكْثَرْتَ وَ عَيْتَ عَلَيْهِ أَمْرًا وَ أَرَدْتَ الدُّخُولَ فِي

^{۲۲۸} - نجاشی نے رجال، ص ۵۶۱ میں فرمایا: "حسین بن مہران بن محمد بن ابی نصر سکونی، راوی از امام کاظم و امام رضا (علیہما السلام) اور وہ واقعی تھا۔۔۔" اور شیخ طوسی نے فہرست، ص ۲۱۳ میں ذکر کیا اور رجال میں ۳۳۷۳۰ ن ۲۰ اصحاب امام رضا علیہ السلام میں شمار کیا، رجال برقی، ص ۵۱ میں اصحاب کاظم علیہ السلام میں شمار کیا گیا اور ابن شہر آشوب معالم: ۲۵۰ ن ۲۰ میں ذکر کیا اور ابن داود نے رجال، ص ۲۴۱ ن ۱۵۴ قسم ثانی ثانی میں شمار کیا اور علامہ حلی نے رجال قسم ثانی، ص ۲۱۶ میں صریحاً فرمایا: میں اس کی روایت پر اعتماد نہیں کرتا: "اعتمد علی روایتہ"۔ پھر یہ حسین اس "حسین بن مہران کوفی" کے علاوہ ہے جسے امام صادق کے اصحاب میں شمار کیا گیا (رجال طوسی، ص ۱۶۹ ن ۶۹، اور نجاشی نے رجال: ۵۲۵ ن ۹۸ میں اسے صفوان بن مہران کا بھائی بتایا ہے۔

مَثَلُهُ، تَقُولُ إِنَّهُ عَمَلٌ فِي أَمْرِي بِعَقْلِهِ وَ حِيلَتِهِ، نَظَرًا مِنْهُ لِنَفْسِهِ وَ إِرَادَةً أَنْ تَمِيلَ إِلَيْهِ قُلُوبُ النَّاسِ، لِيَكُونَ الْأَمْرُ بِيَدِهِ وَ إِلَيْهِ، يَعْمَلُ فِيهِ بِرَأْيِهِ وَ يَزْعُمُ أَنِّي طَاوَعْتُهُ فِيمَا أَشَارَ بِهِ عَلَيَّ، وَ هَذَا أَنْتَ تُشِيرُ عَلَيَّ فِيمَا يَسْتَقِيمُ عِنْدَكَ فِي الْعَقْلِ وَ الْحِيلَةِ بِعَدِّكَ، لَا يَسْتَقِيمُ الْأَمْرُ إِلَّا بِأَحَدٍ أَمْرَيْنِ: إِمَّا قَبْلَتْ الْأَمْرَ عَلَى مَا كَانَ يَكُونُ عَلَيْهِ، وَ إِمَّا أُعْطِيتَ الْقَوْمَ مَا طَلَبُوا وَ قَطَعْتَ عَلَيْهِمْ، وَ إِلَّا فَالْأَمْرُ عِنْدَنَا مُعَوَّجٌ، وَ النَّاسُ غَيْرُ مُسَلِّمِينَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ مِنْ مَالٍ وَ ذَاهِبُونَ بِهِ! فَالْأَمْرُ لَيْسَ بِعَقْلِكَ وَ لَا بِحِيلَتِكَ يَكُونُ وَ لَا تَفْعَلِ الَّذِي تُجِيلُهُ بِالرَّأْيِ وَ الْمَشُورَةِ-

احمد بن محمد کا بیان ہے کہ حسین بن مہران نے امام رضاؑ کی طرف ایک خط لکھا اور وہ اپنے نظریہ وقف میں شک و شبہ کا شکار تھا تو اس نے امام کو امر و نہی کرتے ہوئے خط لکھا تو امام نے اسے جواب تحریر فرمایا اور وہ جواب اپنے اصحاب کے پاس بھیجتا کہ وہ اس کے نسخے اور نقلیں تیار کر لیں تاکہ اسے حسین بن مہران مخفی نہ کر سکے، کیونکہ جب وہ کسی چیز کے بارے میں سوال کرتا اور وہ اسے پسند نہ ہوتی تو اس کو مخفی کر دیتا تھا، امام رضا کا خط یہ تھا:

خدائے مہربان و رحیم کے نام سے، اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں خیر و عافیت سے رکھے، تیرا خط مجھے مل گیا جس میں تو نے خیانت کا شخص کو گرفت کرنے کا دعویٰ کیا ہے اور تو نے اس میری ملاقات کا ذکر کیا ہے اور اس کے علاوہ بھی بہت کچھ تو نے لکھ بھیجا ہے تو نے بہت سے دلائل قائم کرنے کی کوشش کی حالانکہ یہ معاملہ تجھ سے مخفی ہے اور تو نے فضول سے اس میں دخل اندازی شروع کر دی ہے۔

ہم کہتے ہیں یہ ایک ایسے شخص کا عمل ہے جو اپنی عقل و حیلے میں غرور کا شکار ہے وہ خود پسندی اور سب کچھ اپنے لیے رائے رکھتا ہے، اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ

امور عامہ کا صاحب اختیار بن جائے اور وہ اس میں اپنی من مانی کرے اور اس نے گمان کیا ہے کہ میں اس کی باتوں میں آجاؤں گا اور اس کا مطیع ہو جاؤں گا، یہ تیری عقل و حیلے کے مطابق بڑی پختہ باتیں ہیں، حالانکہ اس میں دو صورتیں ہیں: یا تو حقیقت امر کو قبول کرتا ہے یا اس کا حق انتخاب لوگوں کو دیتا ہے کہ جیسا وہ چاہیں کریں ورنہ معاملہ ہمارے ہاں ہی آکر ٹھہرے گا اور لوگ اپنے مال تجھے سپرد نہیں کریں گے تو تیری عقل و حیلے ناکارہ ہو جائیں اور تیری رائے اور مشورہ بے سود ٹھہریں گے۔

وَلَكِنَّ الْأَمْرَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، يَفْعَلُ فِي خَلْقِهِ مَا يَشَاءُ مَنْ يَهْدِي اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَلَنْ تَجِدَ لَهُ مَرَشِدًا، فَقُلْتُ وَاعْمَلْ فِي أَمْرِهِمْ وَاحْتَلْ فِيهِ! وَكَيْفَ لَكَ الْحِيلَةُ، وَاللَّهُ يَقُولُ: وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَنْ يَمُوتُ بَلَىٰ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا^{۲۲۹} (نحل ۳۸) فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ، إِلَى قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَلَيَقْتَرِفُوا مَا هُمْ مُقْتَرِفُونَ^{۲۳۰} (انعام ۱۱۳). فَلَوْ تَجَبَّيَهُمْ فَيَمَسَّأَلُوا عَنْهُ اسْتَقَامُوا وَسَلَمُوا، وَقَدْ

^{۲۲۹}۔ پوری آیات کا سیاق و سباق یہ ہے: وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَنْ يَمُوتُ بَلَىٰ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَلَكِنْ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ، لِيُتَبَيَّنَ لَكُمْ الَّذِي يَخْتَلِفُونَ فِيهِ وَلِيُعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّمَا كَانُوا كَاذِبِينَ (نحل ۳۸-۳۹) ترجمہ: اور یہ لوگ اللہ کی سخت قسمیں کھا کر کہتے ہیں: جو مر جاتا ہے اسے اللہ زندہ کر کے نہیں اٹھائے گا، کیوں نہیں اٹھائے گا؟ یہ ایک ایسا برحق وعدہ ہے جو اللہ کے ذمے ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے، تاکہ اللہ ان کے لیے وہ بات واضح طور پر بیان کرے جس میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں اور کافر لوگ بھی جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے۔

^{۲۳۰}۔ آیت اپنے سیاق و سباق کے ساتھ یہ ہے: وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَايِئِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ مِّنْ خُرُفِ الْقَوْلِ غُرُورًا وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ قَدْ زُيِّنَ لَكُمْ وَيَقْتَرُونَ، وَتَضَعِي إِلَيْنَا أَيْدِيَهُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَيَقْرَأُونَ مَا هُمْ مُقْتَرِفُونَ (انعام ۱۱۲-۱۱۳) ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے جن و انس کے شیطانوں کو دشمن قرار دیا ہے جو ایک دوسرے کو فریب کے طور پر طمع آمیز باتوں کا وسوسہ ڈالتے ہیں اور اگر آپ کا رب

كَانَ مِنِّي مَا أَنْكَرْتَ وَ أَنْكَرُوا مِنْ بَعْدِي وَ مَدَّ لِي لِقَائِي وَ مَا كَانَ ذَلِكَ مِنِّي إِلَّا رَجَاءَ الْإِصْلَاحِ، لِقَوْلِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ اقْتَرَبُوا اقْتَرَبُوا وَ سَلُّوا وَ سَلُّوا فَإِنَّ الْعِلْمَ يُفِيضُ فَيُضَا، وَ جَعَلَ يَمْسَحُ بَطْنَهُ وَ يَقُولُ: مَا مَلِئَ طَعَامٌ وَ لَكِنْ مَلَأَهُ عِلْمٌ، وَ اللَّهُ مَا آيَةٌ نَزَلَتْ فِي بَرٍّ وَ لَا بَحَرٍ وَ لَا سَهْلٍ وَ لَا جَبَلٍ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُهَا وَ أَعْلَمُ فِيمَنْ نَزَلَتْ، وَ قَوْلِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع): إِلَى اللَّهِ أَشْكُو أَهْلَ الْمَدِينَةِ إِنَّمَا أَنَا فِيهِمْ كَالشَّعْرِ اتَّقِلْ يُرِيدُونَنِي عَلَى أَنْ لَا أَقُولَ الْحَقَّ، وَ اللَّهُ لَا أَزَالُ أَقُولُ الْحَقَّ حَتَّى أَمُوتَ، فَلَمَّا قُلْتُ حَقًّا أُرِيدُ بِهِ حَقَّنَ دِمَائَكُمْ، وَ جَمَعَ أَمْرَكُمْ عَلَى مَا كُنْتُمْ عَلَيْهِ، أَنْ يَكُونَ سِرُّكُمْ مَكْنُونًا عِنْدَكُمْ غَيْرَ فَاشٍ فِي غَيْرِكُمْ، وَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) سِرًّا أَسْرَهُ اللَّهُ إِلَى جَبْرِيلَ وَ أَسْرَهُ جَبْرِيلَ، إِلَى مُحَمَّدٍ، وَ أَسْرَهُ مُحَمَّدٌ إِلَى عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ، وَ أَسْرَهُ عَلِيٌّ إِلَى مَنْ شَاءَ، ثُمَّ قَالَ، قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) ثُمَّ أَنْتُمْ تَحْدِثُونَ بِهِ فِي الطَّرِيقِ، فَأَرَدْتُ حَيْثُ مَضَى صَاحِبِكُمْ أَنْ أَلْفَ أَمْرَكُمْ عَلَيْكُمْ، لئَلَّا تُضِيعُوهُ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ، وَ لَا تَسْأَلُوا عَنْهُ غَيْرَ أَهْلِهِ فَتَكُونُوا فِي مَسْأَلَتِكُمْ إِيَّاهُمْ هَلَكْتُمْ فَكَمْ دَعَى إِلَى نَفْسِهِ وَ لَمْ يَكُنْ دَاخِلَهُ، ثُمَّ قُلْتُمْ لَا بَدَّ إِذَا كَانَ ذَلِكَ مِنْهُ يَثْبُتُ

چاہتا تو یہ ایسا نہ کر سکتے، پس انہیں بہتان تراشی میں چھوڑ دیں۔ اور (شیاطین و سوسہ ڈالتے ہیں) تاکہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل (ملع آمیز باتوں) کی طرف مائل رہیں اور وہ اس سے راضی رہیں اور جن حرکتوں میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں انہی میں مصروف رہیں۔

عَلَىٰ ذَٰلِكَ وَلَا يَتَحَوَّلُ عَنْهُ إِلَىٰ غَيْرِهِ، قُلْتُ لَأَنَّهُ كَانَ مِنَ التَّقِيَّةِ وَالْكَفِّ أَوَّلًا،
وَأَمَّا إِذْ تَكَلَّمْتَ فَقَدْ لَزِمَهُ الْجَوَابُ فِيمَا يَسْأَلُ عَنْهُ-

حقیقت یہ ہے کہ اس معاملے کا پورا اختیار صرف خدائے وحدہ لا شریک کے پاس ہے وہ جیسا چاہتا ہے اپنی مخلوق میں اپنا امر جاری کرتا ہے جس کو ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسکو گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، تو میں کہتا ہوں تو لوگوں کے معاملے میں جتنے حیلے بہانے کر لے تیرے یہ حیلے بے سود ہو جائیں گے کیونکہ تجھے اس کی گنجائش ہی نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور یہ لوگ اللہ کی سخت قسمیں کھا کر کہتے ہیں: جو مر جاتا ہے اسے اللہ زندہ کر کے نہیں اٹھائے گا، کیوں نہیں (اٹھائے گا)؟ یہ ایک ایسا برحق وعدہ ہے جو اللہ کے ذمے ہے (یہ وعدہ خدا نے تورات و انجیل میں فرمایا) یہاں تک کہ فرمایا: جن حرکتوں میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں انہی میں مصروف رہیں۔

ہاں اگر ہم ان کے سوالوں کا جواب دیں گے تو وہ راہ مستقیم پہ آجائیں گے اور سر تسلیم خم کر دیں گے اور جس کا تو نے انکار کیا ہے اور وہ انکار کرتے ہیں یہ میرا علم ہے اور میرا کام بتا دینا تھا، اور مجھ پر سختی سے اصلاح کرنا لازم نہیں ہے جیسا کہ امام علی نے فرمایا: وہ قریب ہوئے اور سوال کرنے لگے اور ادھر علم کا سمندر موجزن تھا اور آپ نے اپنے سینے پہ ہاتھ مارا اور فرمایا یہ کھانے پینے کی وجہ سے نہیں بلکہ علم کی وجہ سے تنا ہوا ہے، خدا کی قسم جو آپ خشکی، سمندر، صحراء، میدان پہاڑ الغرض جہاں بھی اتری اسے میں جانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ کس کے بارے میں اتری، اور امام صادق نے فرمایا: ہم خدا کے حضور اہل مدینہ کی شکایت کریں گے میں ان میں ایک ایسے بال کی مانند قرار پایا ہوں جو جگہیں بدلتا ہے اور وہ مجھ سے چاہتے ہیں کہ میں حق بات نہ کروں خدا کی قسم میں مرتے دم تک حق گوئی نہیں چھوڑوں گا کیونکہ جب میں حق بات کہتا ہوں تو اس کے ذریعے خون ریزی سے بچاتا ہوں اور تمہارے اختلافات کو مٹا کر انہیں یکجا کرتا ہوں، اور تمہارے راز تمہارے پاس مخفی و محفوظ رہنے چاہیں

وہ تمہارے غیر تک نہیں پہنچنے چاہیں اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ راز جو خدا نے جبریل کو دیا اس نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو دیا اور آپ نے علی مرتضیٰ کو دیا اور امام علیؑ جسے چاہیں دیں گے حالانکہ تم یہ راز کھلی شاہراؤں میں فاش کرتے ہو، تو میں نے چاہا کہ تمہارے امام کے جانے کے بعد تمہارے امور یکجا کروں تاکہ تم انہیں بے موقع و بے محل فاش کر کے ضائع نہ کرو، اور نااہل لوگوں سے اس کے متعلق سوال نہ کرو کہ تم ان نااہلوں سے سوال کر کے ہلاک ہو جاؤ گے، کتنے دعویدار ہیں جو اس میں داخل نہیں ہیں مگر دخل اندازی کرتے ہیں پھر تم نے کہا کہ جب ایسا ہے (راز اس کے اہل کے پاس رہے) تو وہ امام کے پاس ہی رہتا اور دوسروں تک منتقل نہیں ہونا چاہیے تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں ایک جہت سے تقیہ لازم ہے تو دوسری طرف جب تم امام سے سوال کرو تو اس کا جواب دینا بھی لازم ہے۔

فَصَارَ الَّذِي كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ أَنَّكُمْ تَذْمُونَ بِهِ، فَإِنَّ الْأَمْرَ مَرْدُودٌ إِلَيَّ غَيْرِكُمْ، وَإِنَّ الْفَرَضَ عَلَيْكُمْ اتِّبَاعُهُمْ فِيهِ إِلَيْكُمْ، فَصَيَّرْتُمْ مَا اسْتَقَامَ فِي عَقُولِكُمْ وَآرَأَيْتُمْ، وَصَحَّ بِهِ الْقِيَاسُ عِنْدَكُمْ بِذَلِكَ لَازِمًا، لَمَّا زَعَمْتُمْ مِنْ أَنْ لَا يَصِحُّ أَمْرُنَا، زَعَمْتُمْ حَتَّى يَكُونَ ذَلِكَ عَلَى لَكُمْ، فَإِنْ قُلْتُمْ إِنَّ لَمْ يَكُنْ كَذَلِكَ لِصَاحِبِكُمْ فَصَارَ الْأَمْرُ أَنْ وَقَعَ إِلَيْكُمْ، نَبَذْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ، فَلَا اتَّبِعْ أَهْوَاءَكُمْ، قَدْ ضَلَلْتُ إِذَا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ، وَمَا كَانَ بَدًّا مِنْ أَنْ تَكُونُوا كَمَا كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ، قَدْ أَخْبَرْتُمْ أَنَّهَا السُّنَنُ وَالْأَمْثَالُ الْقُدَّةُ بِالْقُدَّةِ، وَمَا كَانَ يَكُونُ مَا طَلَبْتُمْ مِنَ الْكَفِّ أَوَّلًا وَمِنْ الْجَوَابِ آخِرًا شَفَاءً لَصُدُورِكُمْ وَلَا ذَهَابَ شَكِّكُمْ، وَمَا كَانَ بَدًّا مِنْ أَنْ يَكُونَ مَا قَدْ كَانَ مِنْكُمْ، وَلَا يَذْهَبُ عَنْ قُلُوبِكُمْ حَتَّى يَذْهَبَهُ اللَّهُ عَنْكُمْ، وَلَوْ قَدَّرَ النَّاسُ كُلُّهُمْ عَلَيَّ أَنْ يُحِبُّونَا وَ

يَعْرِفُوا حَقَّنَا وَ يُسَلِّمُوا لِأَمْرِنَا: فَعَلُوا. وَلَكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ... وَ يَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ، فَقَدْ أَجَبْتُكَ فِي مَسَائِلَ كَثِيرَةٍ، فَانْظُرْ أَنْتَ وَ مَنْ أَرَادَ الْمَسَائِلَ مِنْهَا وَ تَدَبَّرَهَا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي الْمَسَائِلِ شِفَاءً فَقَدْ مَضَى إِلَيْكُمْ مَنِّي مَا فِيهِ حُجَّةٌ وَ مُعْتَبَرٌ، وَ كَثَرَةُ الْمَسَائِلِ مَعِيبَةٌ عِنْدَنَا مَكْرُوهَةٌ، إِنَّمَا يُرِيدُ أَصْحَابُ الْمَسَائِلِ الْمَحَنَةَ لِيَجِدُوا سَبِيلًا إِلَى الشُّبْهَةِ وَ الضَّلَالَةِ وَ مَنْ أَرَادَ لِبَسًا لِبَسَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَ وَكَلَهُ إِلَى نَفْسِهِ، وَ لَا تَرَى أَنْتَ وَ أَصْحَابُكَ أَنِّي أَجَبْتُ بِذَلِكَ، وَ إِنْ شِئْتُ صَمْتُ، فَذَاكَ إِلَيَّ لَا مَا تَقُولُهُ أَنْتَ وَ أَصْحَابُكَ، لَا تَدْرُونَ كَذًا وَ كَذًا، بَلْ لَا بُدَّ مِنْ ذَلِكَ، إِذْ نَحْنُ مِنْهُ عَلَى يَقِينٍ وَ أَنْتُمْ مِنْهُ فِي شَكٍّ ۲۳۱.

پھر یہ معاملہ کہ جسے تم گمان کرتے ہو کہ اس کی وجہ سے تمہاری مذمت ہوئی ہے وہ امر تم سے مربوط ہی نہیں تھا، اس میں تم پر فرض تھا کہ تم ان کی پیروی کرتے لیکن تم ان میں اپنی عقلیں اور آراء کو گرم کرنے لگے اور اس میں قیاس کرنا کو صحیح سمجھنے لگے کیونکہ تم نے گمان کیا ہے کہ اس میں ہمارا امر کبھی صحیح نہ ہوگا اور اسے تم میرے خلاف دلیل سمجھنے لگے پس اگر تم کہو کہ یہ حق تمہارے امام کو نہیں تھا تو یہ تمہارے خلاف دلیل ہے تو تم نے اپنے رب کے حکم کو پس پشت ڈال دیا تو تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں ہوگی کیونکہ تمہاری پیروی سے گمراہی ہی گمراہی ہے اور ہدایت جاتی ہے اور اس سے کوئی چارہ نہیں کہ تم ان لوگوں کی طرح بنو جو تم سے پہلے پیروان امام تھے، کیونکہ تمہیں بتایا گیا ہے کہ یہ سنئیں اور مثالیں موبہ مواقع ہو گئیں، پس جس طرح تم سے خاموشی کا سوال کیا گیا یہ بھی حق ہے اور تمہارے دلوں کی شفا کی خاطر جواب بھی ضروری تھا جو تمہارے دلوں کے شک کو دور کرے، ہاں اب تم میں شک

واقع ہوا ہے اور یہ تمہارے دلوں سے دور نہ ہوگا یہاں تک کہ خدا اسے تم سے دور کرے، اگر سب لوگ ہماری محبت، ہمارے حق کی معرفت اور اس کو تسلیم کرنے کی قدرت رکھتے تو کرتے لیکن خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے میں نے تیرے بہت سے مسائل کا جواب دیا تو تو اور تیری طرح جو سوال اور ان کے جوابات چاہتا ہوں ان میں غور کرے اگر ان سوالوں میں شفا نہ پائے تو اس پہلے میری طرف سے معجزات تم تک پہنچ چکے ہیں اور یاد رکھو کہ ہمارے ہاں محض سوال کرتے رہنا کوئی پسندیدہ امر نہیں کیونکہ یہ سوال کرنے والے مشکل کا شکار ہیں وہ شبہات اور گمراہی کی راہ نکالنا چاہتے ہیں اور جو شخص خود ہی دل پر پردے چڑھالے تو خدا بھی اس کے دل پہ مہر لگا دیتا ہے اور اسے اس کے نفس کے سپرد کر دیتا ہے، تم اور تیرے ساتھی نہیں سمجھیں گے کہ میں نے تیرے جواب دیے حالانکہ اگر میں چاہتا تو خاموش رہتا یہ مجھے اختیار تھا، نہ وہ جو تم اور تیرے ساتھی گمان کرتے ہو، تم ان باتوں کی حقیقت سے آشنا نہیں ہو بلکہ یہی ہونا ہے کیونکہ ہم اس امر کا یقین رکھتے ہیں اور تم اس میں شک میں بسر کر رہے ہو۔

عیسیٰ بن جعفر بن عاصم^{۲۳۲}، ابو علی بن راشد اور ابن بند

۱۱۲۲ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُلُوبِيهِ، قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ هَلَالٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَرَجِ، قَالَ كَتَبْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع) أَسْأَلُهُ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ بْنِ رَاشِدٍ وَ عَنْ عِيسَى بْنِ جَعْفَرٍ بْنِ عَاصِمٍ وَ ابْنِ بَنْدٍ فَكَتَبَ إِلَيَّ: ذَكَرْتُ ابْنَ رَاشِدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ فَإِنَّهُ عَاشَ سَعِيداً وَ مَاتَ شَهِيداً وَ دَعَا لَابْنِ بَنْدٍ وَ الْعَاصِمِيِّ، وَ ابْنِ بَنْدٍ ضُرِبَ بِالْعُمُودِ حَتَّى قُتِلَ، وَ أَبُو جَعْفَرٍ ضُرِبَ ثَلَاثِمِائَةَ سَوْطٍ وَ رُمِيَ بِهِ فِي دِجْلَةٍ.

محمد بن فرج کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو الحسن کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں آپ سے ابو علی بن راشد، عیسیٰ بن جعفر بن عاصم اور ابن بند کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا: تو نے ابن راشد کے بارے میں سوال کیا خدا اس پر رحمت کرے، اس نے نیک بخت زندگی گزاری اور شہادت کی موت پائی اور امام نے ابن بند اور عاصمی کے لیے

^{۲۳۲} - رجال ابن داود، ۱۱۶۶/۱۱۳۸، معجم رجال الحديث، ۹۱۸۱، فائق المقال، ۷۶۳، تحریر طاووسی
 ۳۰۳/۳۰۳، رجال علامہ حلی ۱۲۱، نقد الرجال، ۴۰۲۹ و ۶۳۷۹، موسوعة طبقات الفقهاء
 سجانی، ۷۰ ص ۱۲۹۳، قاموس الرجال، ۷ ص ۲۶۵، طرائف المقال ۲۱۷ ص ۱۳۰۱ -

۳۷۰..... رجال ابو عمرو کشتی؛ معصومین کے فرامین کا مجموعہ: ج ۶

بھی دعا فرمائی اور ابن بند کو ستون سے مارا گیا اور وہ شہید ہو گئے اور ابو جعفر (عیسیٰ) کو ۳۰۰ کوڑے مارے گئے اور اسے دریائے دجلہ میں پھینک دیا گیا ۲۳۳۔

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

SHIA BOOKS PDF

۲۳۳۔ اس روایت کو شیخ طوسی نے کتاب غیبت [فصل فی ذکر طرف من اخبار السفر] میں نقل کیا ہے، اس سند میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ محمد بن فرج رنجی کی توثیق شیخ طوسی نے کی ہے اور احمد بن ہلال بھی اقوی قول کی بناء پر ثقہ ہے لیکن اس روایت میں صرف دعاء کی گئی ہے جو راوی کی وثاقت یا حسن کو ثابت نہیں کرتی ہے اور شیخ صدوق نے کمال الدین [۲]، باب ۴۷ من شہد القائم، ج ۱ [۱] میں اسے بسند خود { محمد بن محمد الخزاز رضی اللہ عنہ، قال: حدثنی ابو علی الاسدی، عن ابيہ، عن محمد بن ابي عبد اللہ } امام زمانہ کی زیارت کا شرف حاصل کرنے والوں اور امام کے وکلاء میں ذکر کیا ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور ایک قول کی بناء پر وکالت کو توثیق کی علامت نہیں سمجھا گیا ہے۔ اور اس حدیث میں عاصمی اس شخص پر صدق نہیں کرتا کیونکہ محمد بن فرج امام کا ظم کا صحابی ہے وہ امام ہادی کے زمانے تک باقی رہا اس نے عیسیٰ بن جعفر کے قتل ہونے اور دجلہ میں پھینکے جانے کی خبر دی تو اس کا امام زمانہ کے دور تک باقی رہنا مشکل ہے بظاہر یہ احمد بن محمد عاصمی ہے۔

عبداللہ بن طاووس^{۲۳۴}

۱۱۲۳- وَ كَانَ عُمُرُهُ مِائَةً سَنَةً، وَجَدْتُ فِي كِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ بُنْدَارٍ الْقُمِّيِّ بِخَطِّهِ، حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَالِكِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُسٍ، فِي سَنَةِ ثَمَانٍ وَ ثَلَاثِينَ وَ مِائَتَيْنِ، قَالَ، سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) وَ قُلْتُ لَهُ: إِنَّ لِي ابْنَ أَخٍ قَدْ زَوَّجْتُهُ ابْنَتِي وَ هُوَ يَشْرَبُ الشَّرَابَ وَ يُكْثِرُ ذِكْرَ الطَّلَاقِ فَقَالَ لَهُ إِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِكَ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ، وَ إِنْ كَانَ مِنْ هَؤُلَاءِ فَانْتَزِعْهَا مِنْهُ فَإِنَّمَا عَنَى الْفِرَاقَ، فَقُلْتُ لَهُ: أَرَوَيْ عَنْ آبَائِكَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ إِيَّاكُمْ وَ الطَّلَاقَ ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ فَإِنَّهُنَّ ذَوَاتُ أَزْوَاجٍ فَقَالَ هَذَا مِنْ إِخْوَانِكُمْ لَا مِنْهُمْ، إِنَّهُ مِنْ دَانٍ بِدَيْنِ قَوْمٍ لَزِمَتْهُ أَحْكَامُهُمْ، قَالَ، قُلْتُ لَهُ: إِنْ يَحْيَى بْنُ خَالِدٍ سَمَّ أَبَاكَ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا قَالَ نَعَمْ سَمَهُ

MANZAR AELIYA

^{۲۳۴} - رجال شیخ طوسی، ۵۳۷، طبقات ابن سعد: ۵ ص ۵۲۵، تاریخ الدوری: ۲ ص ۳۱۴، تاریخ الداری، ۱۱۲، طبقات خلیفہ: ۲۸۸، علل إحداس ۱۸۳، ۲۸۹، ۳۰۱، تاریخ الکبیر بخاری: ۵ ص ۳۶۵، تاریخ صغیر بخاری: ۸ ص ۸۷، ج ۲ ص ۲۹، المعرفۃ یعقوب: ۱ ص ۷۱، ۷۰، ۷۱، ج ۲ ص ۱۲۹، ۱۵۲، ۶۹۱، ۶۹۲، تاریخ ابی زرعة دمشقی: ۲ ص ۷۲، ۵۱۲، ۵۵۷، الجرح والتعديل: ۱ ص ۳۸، ج ۵ ص ۴۰۵، ثقات ابن حبان ۷ ص ۴، رجال صحیح مسلم ابن منویہ، ورقہ ۹۳، الجمع ابن قیسرانی: ۱ ص ۲۵۳، معجم البلدان: ۲ ص ۱۲۸، الکامل فی التاریخ: ۵ ص ۴۶، سیر اعلام النبلاء: ۶ ص ۱۰۳، تہذیب التہذیب: ۲ ورقہ ۱۵۴، الکاشف: ۲ ترجمہ ۲۸۱، تاریخ الاسلام: ۵ ص ۲۶۶، إكمال مغلطای: ۲ ورقہ ۲۸۱، نہایۃ السؤل، ورقہ ۷۴، تہذیب التہذیب: ۵ ص ۲۶۸-۲۶۷، تقریب التہذیب: ۱ ص ۴۲۴، خلاصۃ خزرجی: ج ۲ ص ۷۷، شذرات الذهب: ۱ ص ۱۸۸ جیسا کہ تہذیب الکمال مزی تحقیق بشار عواد ۱۵ ص ۱۳۰ ان ۳۳۴ میں ہے۔

فِي ثَلَاثِينَ رُطْبَةً، قُلْتُ لَهُ فَمَا كَانَ يَعْلَمُ أَنَّهَا مَسْمُومَةٌ قَالَ غَابَ عَنْهُ
الْمُحَدَّثُ، قُلْتُ وَمَنِ الْمُحَدَّثُ، قَالَ مَلِكٌ أَعْظَمُ مِنْ جِبْرِيلَ وَ مِيكَائِيلَ كَانَ
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آله، وَ هُوَ مَعَ الْأَنْمَةِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ، وَ
لَيْسَ كُلُّ مَا طُلِبَ وَجِدَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّكَ سَتَعَمَّرُ! فَعَاشَ مِائَةَ سَنَةٍ ۲۳۵.

کشتی فرماتے ہیں اس کی عمر ایک سو سال تھی اور اپنی سند سے عبد اللہ بن طاووس سے نقل
کیا کہ میں نے ۲۳۸ھ میں امام رضا سے سوال کیا، میں نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے بھتیجے سے کیا
ہے اور میرا بھتیجا بڑا نالائق ہے وہ شراب پیتا ہے اور بار بار طلاق کے الفاظ دہراتا ہے؟
امام نے فرمایا: اگر وہ تمہارے ایمانی ہم مسلک لوگوں میں سے ہے تو اس کے الفاظ کی
اہمیت نہیں، لیکن اگر وہ دیگر مسالک سے متعلق ہے تو اپنی بیٹی کو اس سے علیحدہ کر لو کیونکہ وہ
طلاق سے جدائی مراد لیتا ہے۔

میں نے عرض کی: میں نے آپ کے آباء سے روایت کی ہے: تم ایک مجلس میں تین
طلاقین جاری نہ کرو اور نہ ایسی مطلقہ عورتوں کا آگے نکاح کرو کیونکہ وہ شوہر دار ہیں۔
امام نے فرمایا: یہ تمہارے ہم مسلک افراد کے لیے ہے نہ دوسروں کے لیے کیونکہ ہر
جو شخص کسی قوم کے دین کی پیروی کرے تو اس کے احکام بھی اس پر لاگو ہوتے ہیں۔
راوی کہتا ہے: میں نے امام سے پوچھا: کیا یحییٰ بن خالد نے آپ کے والد گرامی امام موسیٰ
کاظمؑ کو زہر دی؟

آپ نے فرمایا: ہاں اس نے انہیں ۳۰ تازہ کھجوروں میں زہر ملا کر دیا۔
میں نے عرض کی: کیا آپ ان کے زہر آلود ہونے کو نہیں جانتے تھے؟
امام نے فرمایا: (جانتے تھے) لیکن اس وقت ان کے ساتھ فرشتہ محافظ (محدث) چلا گیا۔

میں نے عرض کی: وہ محدث کون ہے؟

فرمایا: وہ ایک فرشتہ ہے جو جبریل و میکائیل سے عظیم تر ہے وہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھا اور آپ کے بعد ائمہ کے ساتھ ہوتا ہے اور ایسا نہیں ہے کہ ہر وہ چیز جس کی خواہش کی جائے وہ حاصل بھی ہو جائے پھر فرمایا خدا تجھے لمبی عمر دے گا تو وہ ایک ۱۰۰ سال زندہ رہا۔

ابو العباس حمیری

۱۱۲۴ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَبُو الْعَبَّاسِ الْحَمِيرِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ كَانَ أَسْتَادَ أَبِي الْحَسَنِ.

نصر بن صباح کا بیان ہے کہ ابو العباس کا نام عبداللہ بن جعفر حمیری ہے جو ابو الحسن (علی بن بابویہ پدر صدوق) کے استاد تھے۔

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

۲۳۶۔ رجال البرقی ۵۹ و ۶۰، رجال الکشی ۶۰۵، مشیختہ من لا یحضرہ الفقیہ ص ۱۲۲، رسالۃ إلی غالب الزراری ۵۳ ن ۸، اختیار معرفۃ الرجال ۶۰۵ ن ۱۱۲۲، الرسالۃ العدیدۃ مفید ص ۲۸، رجال النجاشی ص ۱۸ ن ۵۷، رجال الطوسی ۳۹۶ ن ۱۳ و ۴۱۹ ن ۲۳ و ۴۳۲ ن ۲، فہرست الطوسی ۱۲۸ ن ۴۴۱، معالم العلماء ص ۷۳ ن ۴۹۳، رجال ابن داود ص ۲۰۰ ن ۸۳۱، رجال العلانۃ الحلی ۱۰۶ ن ۲۰، نقد الرجال ۱۹۶ ن ۶۷، مجمع الرجال ص ۲۷۳، جامع الرواۃ ص ۴۷۸، وسائل الشیعۃ ص ۲۳۴ ن ۶۶۹، الوجیزۃ ۱۵۶، ہدایۃ المحدثین ۲۰۳ و ۲۸۸، مستدرک الوسائل ص ۶۱۶ و ۷۳۶، بحجۃ الآمال ص ۲۰۶، تنقیح المقال ص ۱۷۴ ن ۶۷۸، طبقات اعلام الشیعۃ ص ۱۵۳، الذریعۃ ص ۶۷ ن ۳۶۲، مجمع رجال الحدیث ص ۱۳۹ ن ۶۷۵، قاموس الرجال ص ۴۱۳، مجمع المؤلفین ص ۴۰.

جعفر بن بشیر بجلی^{۲۳۷}

۱۱۲۵ قَالَ نَصْرُ: أَخَذَ جَعْفَرُ بْنُ بَشِيرٍ رَحِمَهُ اللَّهُ فَضْرَبَ وَلَقِيَ شِدَّةً حَتَّى خَلَّصَهُ اللَّهُ، وَ مَاتَ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ، وَ صَاحِبُهُ الْمَأْمُونُ بَعْدَ مَوْتِ الرِّضَا (ع) جَعْفَرُ بْنُ بَشِيرٍ مَوْلَى بَجِيلَةَ كُوفِيٌّ، مَاتَ بِالْأَبْوَاءِ سَنَةَ ثَمَانٍ وَ مِائَتَيْنِ.

نصر بن صباح کا بیان ہے کہ جعفر بن بشیر (خدا ان پر رحمت کرے) کو گرفتار کیا گیا اور اسے مارا گیا اور انہوں نے نہایت شدت اور سختی برداشت کی یہاں تک کہ خدا نے انہیں اس مصیبت سے نجات دی اور وہ مکہ کے راستے میں فوت ہوئے اور امام رضا کی وفات کے بعد مامون نے ان سے صحبت رکھی اور جعفر بن بشیر بجیلہ کے ہم پیمان تھے کوئی تھے اور ابواء کے مقام پر ۲۰۸ھ میں فوت ہوئے۔

MANZAR AELIYA

^{۲۳۷}۔ رجال النجاشی ص ۲۹۷ ن ۳۰۲، رجال الطوسی ص ۳۷۰ ن ۳، فہرست الطوسی ۶۸ ن ۱۳۲، معالم العلماء ۳۰ ن ۱۶۲، رجال ابن داود ۸۲ ن ۲۹۹، التحریر الطاوسی ۶۶ ن ۷۲، رجال العلایة الحلی ۳۱ ن ۷، ایضاً الاشتباہ ۱۲۹، لسان المیزان ۲ ص ۱۱۰ ن ۴۵۰، نقد الرجال ۶۸، مجمع الرجال ۲ ص ۲۴، نضد الايضاح ۵، جامع الرواة ص ۱۵۰، وسائل الشیعة ۳۰ ص ۱۵۲ ن ۲۲۲، ہدایۃ المحدثین ۳۰، بحیۃ الامال ۲ ص ۵۱۳، تنقیح المقال ص ۲۱۳ ن ۶۵، اعیان الشیعة ۴ ص ۸۷، العند تبیل ص ۹۷، الجامع فی الرجال ص ۷۲ ن ۳، الاعلام زر کلی ۲ ص ۱۲۲، معجم رجال الحدیث ۴ ص ۵۵ ن ۲۱۳۲، قاموس الرجال ۲ ص ۷۶ ن ۳، معجم المؤلفین ۳ ص ۱۳۵.

اسحاق شعر کے بیٹے زید^{۲۳۸} اور محمد

۱۱۲۶ حمدویہ، قال حدثنا الحسن بن موسى، قال حدثني يزيد بن إسحاق شعر وكان من أرفع الناس لهذا الأمر، قال، خاصمني مرة أخى محمد وكان مستوياً فقلت له لما طال الكلام بيني وبينه: إن كان صاحبك بالمنزلة التي تقول فاسأله أن يدعو الله لي حتى أرجع إلي قولكم! قال، قال لي محمد فدخلت على الرضا (ع) فقلت له جعلت فداك إن لي أخاً وهو أسن مني، وهو يقول بحياة أبيك وأنا كثيراً ما أناظره، فقال لي يوماً من الأيام سل صاحبك إن كان بالمنزل الذي ذكرت أن يدعو الله لي حتى أصير إلى قولكم! فإني أحب أن تدعو الله له! قال، فالتفت أبو الحسن (ع) نحو القبلة فذكر ما شاء الله أن يذكر، ثم قال: اللهم خذ بسمعِهِ وبصرِهِ ومجامع قلبِهِ حتى ترده إلى الحق! قال، وكان يقول هذا وهو رافع يده اليمنى، قال، فلما قدم أخبرني بما كان، فوالله ما لبثت إلّا يسيراً حتى قلت بالحق^{۲۳۹}.

^{۲۳۸}۔ رجال النجاشي ص ۲۳۱ ن ۱۲۲۶، رجال الطوسي ۳۳۷ ن ۶۳، فهرست الطوسي ۲۱۳ ن ۸۱۳، معالم العلماء ۱۳۲ ن ۸۹۶، التحرير الطاوسي ۳۰۹ ن ۴۵۷، رجال ابن داود ص ۳۷۷ ن ۱۶۸۸، رجال العلالة الحلي ص ۱۸۳ ن ۳، نقد الرجال ۳۷۷ ن ۵، مجمع الرجال ص ۶۷۷، جامع الرواة ص ۳۴۱، هداية المحدثين ۲۶۷، بحجة النبال ص ۳۰۸، تنقيح المقال ص ۳۲۴ ن ۱۳۱۱۶، ريحانة الأدب ص ۲۲۳ (شعر)، معجم رجال الحديث ۲۰ ص ۱۰۶ ن ۱۳۶۳۷ و ۱۳۶۳۸، قاموس الرجال ص ۴۳۴۔
^{۲۳۹}۔ رجال الكشي، ص ۶۰۶۔

حسن بن موسیٰ کا بیان ہے کہ یزید بن اسحاق شعر جو اس امر ولایت کے معاملے میں عظیم ترین منزلت پہ فائز تھانے مجھے بتایا کہ ایک مرتبہ میرے بھائی محمد نے جو کہ مستوی عقیدے کا مالک تھا اس نے مجھ سے مناظرہ کیا، جب مناظرہ طول پکڑ گیا تو میں نے اپنے بھائی سے کہا: اگر تیرا امام ویسا ہی ہے جس طرح تو کہتا ہے تو ان سے کہو کہ وہ خدا سے میرے لیے دعا کریں کہ میں تمہارے نظریے کا قائل ہو جاؤں۔

محمد کہتا ہے میں امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: مولا میں آپ پر قربان ہو جاؤں میرا ایک بھائی ہے جو عمر میں مجھ سے بڑا ہے وہ آپ کے والد گرامیؑ کو زندہ خیال کرتا ہے میں نے بہت زیادہ اس سے مناظرہ کیا ہے تو اس نے ایک دن مجھ سے کہا اپنے امام سے سوال کرو کہ اگر وہ اس طرح ہیں جیسے وہ فرماتے ہیں تو وہ میرے لیے دعا کریں کہ میں ان کا قائل ہو جاؤں اور مولا میں پسند کرتا ہوں کہ آپ اللہ سے اس کے لیے دعا فرمائیں۔

امام رضاؑ نے قبلہ رو ہو کر ذکر خدا فرمایا اور پھر دعا کی: خدا یا اس کے کان، اس کی آنکھ اور اس کے دل کو حق کی طرف پھیر دے اور امام یہ فرماتے ہوئے اپنا دائیں ہاتھ بلند کیے ہوئے تھے، جب وہ واپس آیا تو اس نے مجھے خبر دی، خدا کی قسم چند ہی دنوں میں میں نے اپنے باطل نظریے سے توبہ کر لی اور حق کو تسلیم کر لیا۔

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

ابویحییٰ موصلی کو کب دم ۲۲۰

۱۱۲۷ قَالَ حَمْدَوِيَّهِ، عَنِ الْعَبِيدِيِّ، عَنْ يُونُسَ، قَالَ، أَبُو يَحْيَى الْمَوْصِلِيُّ وَ لَقَبُهُ كَوْكَبُ الدَّمِّ كَانَ شَيْخًا مِنَ الْأَخْيَارِ. قَالَ الْعَبِيدِيُّ، أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ يَقْطِينٍ: أَنَّهُ كَانَ يَعْرِفُهُ أَيَّامَ أَبِيهِ لَهُ فَضْلٌ وَ دِينَ.

عبیدی نے یونس کا بیان نقل کیا ہے کہ ابویحییٰ موصلی جن کا لقب کوکب دم تھا وہ نیکوکار بزرگوں میں سے تھا اور عبیدی نے حسن بن علی بن یقطین سے نقل کیا کہ وہ اسے اپنے باپ کے زمانے سے جانتے تھے، وہ ایک بافضیلت اور دیندار آدمی تھے۔

۲۲۰۔ رجال الطوسی ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۳۵۰ و ۳۹۶۔ تنقیح المقال ۱: ۲۴۸۔ خاتمة المستدرک ۸۰۳۔ رجال ابن داود ۹۸ و ۲۴۶۔ مجمع الثقات ۲۸۵ و ۳۷۹۔ رجال الکشی ۶۰۶۔ مجمع رجال الحديث ۷: ۲۶۹ و ۲۹۲۔ جامع الرواة ۱: ۳۳۱۔ رجال الحلی ۷۵ و ۲۲۲۔ نقد الرجال ۱۳۸۔ مجمع الرجال ۳: ۵۷ و ۵۸۔ ہدایۃ المحدثین ۳۰۱۔ إعیان الشیعة ۷: ۶۳۔ بحیة الامال ۴: ۱۹۹۔ رجال البرقی ۳۲۔ منتہی المقال ۱۳۷۔ العندیل ۱: ۲۹۳۔ منہج المقال ۱۴۹ (اس میں اس کا نام زکریا بن یحییٰ کوکب الدم لکھا ہے)۔ التحریر الطاوسی ۱۱۰۔ اتقان المقال ۶۳ و ۱۸۳۔

ابو عبد اللہ احمد بن محمد سیاری اصفہانی^{۲۳۱}

۱۱۲۸ طاهر بن عیسیٰ الوراق، قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي الشُّجَاعِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ حَاجِبٍ، قَالَ، قَرَأْتُ فِي رُقْعَةٍ مَعَ الْجَوَادِ (ع) يَعْلَمُ مَنْ سَأَلَ عَنِ السِّيَارِيِّ: أَنَّهُ لَيْسَ فِي الْمَكَانِ الَّذِي ادَّعَاهُ لِنَفْسِهِ وَ أَلَّا تَدْفَعُوا إِلَيْهِ شَيْئًا. قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: السِّيَارِيُّ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مِنْ وَلَدِ سَيَّارٍ وَ كَانَ مِنْ كِبَارِ الطَّاهِرِيَّةِ فِي وَقْتِ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيِّ (ع).

ابراہیم بن محمد بن حاجب کا بیان ہے کہ میں نے امام جواد کے ایک رقعہ میں دیکھا جس میں آپ سے ایک شخص نے سیاری کے بارے میں سوال کیا تھا فرمایا: وہ ہر گز اس مرتبے کا سزاوار نہیں ہے جس کا وہ اپنے لیے دعویٰ دار ہے اور تم اسے ہر گز کچھ بھی سپرد نہ کرو۔ اور نصر بن صباح کا

^{۲۳۱} شیخ طوسی نے اس کی ان لفظوں میں تضعیف کی: احمد بن محمد بن سیار ابو عبد اللہ الکاتب، بصری، کان من کتاب آل طاہر، فی زمن ابی محمد علیہ السلام و یعرف بالسیاری، ضعیف الحدیث، فاسد المذہب، مغنوی الروایۃ، کثیر المراسیل، وصف کتب کثیرۃ، منها: کتاب ثواب القرآن، کتاب الطب، کتاب القراءة، کتاب النوادر، ملاحظہ ہو: رجال النجاشی: ۸۰ ن ۱۹۲، الفهرست الطوسی: ۲۳۳ ن ۶۰، رجال الشیخ الطوسی: ۴۱۱ ن ۲۳، اصحاب ہادی علیہ السلام، ص ۳۲۷ ن ۳، اصحاب عسکری علیہ السلام، رجال البرقی: ۶۱، اصحاب العسکری، رجال العلانی، القسم الثانی: ۲۰۳ ن ۹، رجال ابن داود، القسم الثانی: ۲۲۹ ن ۴۰، معالم ابن شہر آشوب: ۱۳ ن ۶۰، التحریر الطاوسی، ص ۳۱۶ ن ۳۴۔

ابو عبداللہ احمد بن محمد سیاری اصفہانی ۳۷۹

بیان ہے کہ سیاری احمد بن محمد ابو عبداللہ، سیار کی اولاد میں سے تھا اور امام حسن عسکری کے زمانے میں بڑے غالیوں سے تھا۔



علی بن جعفر ۲۴۲

۱۱۲۹ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْعُودٍ، قَالَ، قَالَ يُوسُفُ بْنُ السُّخْتِ: كَانَ عَلِيُّ بْنُ جَعْفَرٍ وَكِيلًا لِأَبِي الْحَسَنِ (ع)، وَكَانَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ هُمَيْنِيَا، قَرِيَّةً مِنْ قُرَى سَوَادِ بَغْدَادَ، فَسَعَى بِهِ إِلَى الْمُتَوَكِّلِ، فَحَبَسَهُ فَطَالَ حَبْسُهُ، وَاحْتَالَ مِنْ قَبْلِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ خَاقَانَ بِمَالٍ ضَمِنَهُ عَنْهُ ثَلَاثَةَ آلَافِ دِينَارٍ، وَكَلَّمَهُ عُبَيْدُ اللَّهِ، فَعَرَضَ حَالَهُ عَلَى الْمُتَوَكِّلِ، فَقَالَ يَا عُبَيْدُ اللَّهِ لَوْ شَكَّكَتُ فِيكَ لَقُلْتُ إِنَّكَ رَافِضِيٌّ! هَذَا وَكِيلُ فَلَانٍ وَ أَنَا عَلَى قَتْلِهِ، قَالَ فَتَأَدَّى الْخَبْرُ إِلَى

۲۴۲۔ اس کا نام علی بن جعفر ہمانی ہے؛ رجال النجاشی ص ۲۸۱۸، رجال الطوسی ۴۱۸، ۱۵، ۴۳۲، الغیبة للطوسی ۳۵۰، رجال ابن داود ۴۸۲، ۳۲۳، نقد الرجال ۲۲۸، ۵۱، مجمع الرجال ۴، ۱۷۱، جامع الرواة ص ۵۶۳، وسائل الشیعة ۲۰، ۲۵۸، ۷۷، بحیۃ الآمال ص ۵۸۹، تنقیح المقال ص ۲۷۱، ۸۱۹۶ و ۸۲۰۰، معجم رجال الحديث ص ۹۲، ۹۶، قاموس الرجال ص ۶۳۲، تحریر طاووسی، ص ۷۳، ۲۶۱، نقد الايضاح، ص ۲۱۳، الايضاح الاشتباہ، ص ۲۲، ۴۲۴۔

نجاشی نے کہا: علی بن جعفر الهمانی البرمکی يعرف منه وينكر، له مسائل لابن الحسن العسكري عليه السلام. اور شیخ طوسی نے رجال میں اصحاب امام ہادی میں علی بن جعفر وکیل ثقہ قرار دیا اور اصحاب امام عسکری میں فرمایا: امام ابو الحسن کا قیم اور ثقہ شخص تھا، ابن داود نے قسم اول میں شیخ طوسی کی توثیق اور کشتی کی روایت کی طرف اشارہ کیا اور قسم ثانی میں نجاشی کی عبارت کو ذکر کیا اور اسی طرح علامہ علی نے بھی دو بار قسم اول میں ذکر کیا اور ایک بار قسم ثانی میں ذکر کیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اسے کئی افراد (وکیل، ہمانی،) سمجھ لیا ہے حالانکہ قرائن موجود ہیں کہ یہ سب ایک شخص ہیں جیسا کہ شیخ طوسی نے کتاب غیبت ص ۲۱۲ "باب الممدوحین من وکلاء الامتہ میں فرمایا: "منہم: علی بن جعفر الهمانی وکان فاضلا مرضيا، من وکلاء أبی الحسن وأبی محمد، ان اچھے وکیلوں میں سے علی بن جعفر بن ہمانی ہے جو فاضل و عالم اور پسندیدہ شخص تھا اور امام علی نقی اور امام حسن عسکری کے وکلاء میں سے تھا۔

عَلَى بْنِ جَعْفَرٍ، فَكَتَبَ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع): يَا سَيِّدِي اللَّهُ اللَّهُ فِيَّ، فَقَدْ وَاللَّهِ خَفْتُ أَنْ أَرْتَابَ! فَوَقَعَ فِي رُقْعَتِهِ: أَمَّا إِذَا بَلَغَ بِكَ الْأَمْرُ مَا أَرَى فَسَاقْصِدُ اللَّهَ فِيكَ! وَكَانَ هَذَا فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ فَأَصْبَحَ الْمُتَوَكَّلُ مَحْمُومًا فَازْدَادَتْ عَلَيْهِ حَتَّى صُرِخَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ، فَأَمَرَ بِتَخْلِيَةِ كُلِّ مَحْبُوسٍ عُرِضَ عَلَيْهِ اسْمُهُ حَتَّى ذَكَرَ هُوَ عَلِيَّ بْنَ جَعْفَرٍ، فَقَالَ لِعَبِيدِ اللَّهِ لَمْ لَمْ تَعْرِضْ عَلَى أَمْرِهِ فَقَالَ لَا أَعُودُ إِلَى ذِكْرِهِ أَبَدًا، قَالَ خَلَّ سَبِيلَهُ السَّاعَةَ وَسَلَّهُ أَنْ يَجْعَلَنِي فِي حِلٍّ! فَخَلَّى سَبِيلَهُ، وَصَارَ إِلَى مَكَّةَ بِأَمْرِ أَبِي الْحَسَنِ (ع) فَجَاوَرَ بِهَا، وَبَرَأَ الْمُتَوَكَّلُ مِنْ عِلَّتِهِ.

یوسف بن سخت کا بیان ہے کہ علی بن جعفر، امام ابو الحسن (ہادیؑ) کے وکیل تھے اور وہ بغداد کے نواجی گاؤں ہمینیا کے رہنے والے تھے، متوکل عباسی نے انہیں جرم تشیع میں گرفتار کیا اور کافی عرصے تک ان کو زندان میں رکھا تو انہوں نے عبید اللہ بن خاقان کو تین ہزار دینار دیے کہ وہ سفارش کر کے انہیں قید سے آزاد کرائے عبید اللہ نے متوکل سے ان کی سفارش کی تو وہ اس پر ناراض ہوا اور کہا: اے عبید اللہ! اگر مجھے تیرے مذہب کا علم نہ ہوتا تو میں تیرے لیے یہی کہتا کہ تو رافضی ہے، یہ علی نقی کا وکیل ہے اور عنقریب میں اسے قتل کرادوں گا۔

جب علی بن جعفر کو اطلاع ملی تو وہ بے حد پریشان ہوا اور امام کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ آپ میری رہائی کے لیے دعا فرمائیں تو امام نے اس کے عریضے کی پشت پر تحریر فرمایا: میں تیری رہائی کے لیے خدا سے سفارش کروں گا اور جب تیری باری آئے گی تو خدا تیری خاطر اس کو بیمار کر دے گا امام کا جواب اسے شب جمعہ کو موصول ہوا اور جیسے جمعہ کا دن ہوا تو متوکل عباسی کو شدید بخار نے لپیٹ لیا اور بحار اتنا بڑھ گیا کہ متوکل کا پورا خاندان اس کی زندگی کے بارے میں مایوس ہو گیا اور سوموار کے دن اس پر گریہ شروع ہو گیا تو متوکل نے عبید اللہ کو بلا

کر کہا: تم میری صحت یابی کے لیے قیدیوں کو رہا کر دو، عبید اللہ بن خاقان^{۲۴۳} نے قیدیوں کی فہرست سامنے رکھی اور ہر ایک کا نام متوکل کے سامنے پڑھا متوکل ہر قیدی کی رہائی کے لیے

^{۲۴۳}۔ یہاں اس محفل کو ذکر کیا جاتا ہے جو اس کے بیٹے نے احمد بن عبید اللہ ابن خاقان نے امام حسن عسکری کے وصف میں نقل کی ہے، کلینی، صدوق، مفید اور شیخ طوسی وغیرہ نے اپنے کئی مشائخ (حسین بن محمد اشعری، محمد بن یحییٰ وغیرہ) سے نقل کیا کہ جب یہ احمد بن عبید اللہ بن خاقان، قم میں وزیر املاک و خراج تھا، ایک روز اس کی مجلس میں علوی سادات اور ان کے مختلف مذہبوں کا ذکر چل پڑا اور احمد بہت متعصب شخص تھا، اس نے کہا: میں نے سامرہ میں علویوں میں سے سکون قلب، پاکدامنی، اور اپنے کرم میں امام حسن عسکری سے بہتر، ان کے خاندان و بنی ہاشم میں سے کسی کو نہیں دیکھا اور وہ لوگ اپنے بڑے بوڑھے اور صاحبان مرتبت سے ان کو مقدم جانتے ہیں اسی طرح سرداران لشکر اور وزراء اور عام لوگ بھی ان کا احترام ملحوظ رکھتے ہیں۔

ایک دن جب میرے والد کی مجلس جمی ہوئی تھی میں بھی، ان کے پاس موجود تھا، لوگ اس سے ملنے کے لیے آرہے تھے، یکایک دربان اندر آئے اور کہا: ابو محمد ابن رضا دروازے پر ہیں۔ میرے والد نے بلند آواز سے کہا: ان کو آنے دو۔

دربانوں سے یہ سن کر کہ میرے باپ کے سامنے ایک شخص کا ذکر صرف کنیت کے ساتھ کیا ہے بڑا تعجب ہوا کیونکہ کنیت سے ذکر کرنا مخصوص تھا خلفیہ سے یا ولی عہد سے یا اس سے جس کے لیے بادشاہ حکم دے۔

پس ایک گندم گوں، حسین قامت، خوبصورت چہرہ، گداز بدن نوجوان جس کے چہرے پر رعب و جلال تھا داخل ہوا، جوں ہی میرے باپ نے اسے دیکھا ننگے پیر، ان کی طرف چلا۔ میں نے اب تک کسی بنی ہاشم کے ساتھ اسے ایسا کرتے کو نہیں دیکھا تھا اور نہ سرداران حکومت کے ساتھ جب وہ قریب آئے تو ان سے معاف کیا اور ان کے سر اور سینہ کا بوسہ دیا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر اس جگہ لایا جہاں خود بیٹھا تھا میں یہ تعظیم دیکھ کر حیران تھا کہ اچانک دربان نے آکر کہا: موفی عباسی بادشاہ کا بھائی آ رہا ہے اور موفی جب میرے باپ سے ملنے آتا تھا تو اس کے دربان اور خاص خاص سردار آگے چلتے تھے پس وہ صف بہ صف دروازے سے لیکر میرے باپ کی نشست گاہ تک کھڑے ہو گئے تاکہ وہ آئے اور پھر چلا جائے میرا باپ حضرت سے متوجہ ہو کر باتیں کرتا رہا جب تک کہ اس نے اپنے خاص غلاموں کی دیکھا۔ اس نے حضرت سے کہا: میں آپ پر فدا ہوں اگر آپ چاہیں تو اب چلے جائیں۔

اور اپنے دربانوں سے کہا: ان کو صفوں کے پیچھے سے نکال لے جاؤ تاکہ موفی نہ دیکھے پس وہ کھڑے ہوئے اور ان کے ساتھ میرا باپ بھی کھڑا ہوا اور معاف کر کے رخصت کیا میں نے اپنے دربانوں سے پوچھا: یہ کون تھے جن کی تم نے کنیت بیان کی اور میرے باپ نے ان کے ساتھ ایسا عمل کیا؟

انہوں نے کہا: یہ علوی سید ہیں جن کا نام حسن بن علی اور عرف ابن رضا ہے میرا تعجب بڑھ گیا اور اس دن سے میں ان کے معاملے میں اور اپنے باپ کے معاملے میں اور جو کچھ میں نے دیکھا سخت فکر کرتا رہا، جب رات ہوئی تو میرے باپ کی عادت تھی کہ عشاء کے بعد بیٹھ کر اپنے معاملات پر اور جو کچھ بادشاہ تک پہنچانے ہوتے تھے ان پر غور کیا کرتا تھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہو کر بیٹھا تو میں ان کے پاس گیا اس وقت ان کے پاس اور کوئی نہیں تھا، مجھ سے کہا: اے احمد! تم کچھ پوچھنا چاہتے ہو؟

میں نے کہا: ہاں، اگر آپ اجازت دیں۔

کہا: اجازت ہے جو چاہے پوچھ۔

میں نے کہا: یہ کون صاحب تھے جو صبح آپ کے پاس آئے اور آپ نے ان کی انتہائی تعظیم کی اور اپنے والدین کا نفس ان پر فدا کیا۔

اس نے کہا: بیٹا، یہ رافضیوں کے امام ہیں، یہ حسن بن علی عرف ابن رضا ہیں پھر تھوڑی دیر خاموشی کے بعد کہا: اگر امامت خلفاء بنی عباس سے ہٹ جائے تو بنی ہاشم میں ان سے زیادہ کوئی مستحق نہیں، ان کا استحقاق ہے ان کی فضیلت، پاک دامنی، نیک روش، صیانت نفس، زہد، عبادت، حسن اخلاق اور طرز عمل کی وجہ سے اگر تو ان کے باپ کو دیکھتا جن کو مرد عاقل، فہیم اور کہا جائے تو بجا ہے یہ سن کر (اپنے مذہبی تعصب کی وجہ سے میرا اضطراب اور زیادہ ہو گیا کہ میں نے ان کی زبان سے رافضیوں کے امام کی اتنی تعریف سنی) اور میں نے اپنے باپ کو اس کے قول و فعل میں صاحب تقصیر سمجھا اور اب میرے لیے اس کے سوا چارہ کار نہیں تھا کہ میں خود ان کے حالات کی جستجو کروں، چنانچہ جب میں نے بنی ہاشم کے حالات سرداران لشکر سے منشیوں، قاضیوں، فقیہوں اور عام لوگوں سے پوچھے تو ان میں سے ہر ایک نے ان کی انتہائی جلالت و عظمت اور محل رفیع و قول جمیل کو بیان کیا اور ان کے تمام خاندان اور مشائخ پر ان کو ترجیح دی۔

یہ صورت دیکھ کر میرے دل میں ان کی عظمت زیادہ ہو گئی اور کیسے نہ ہوتی جب کہ میں نے دیکھا کہ ان کا دوست ہو یا دشمن، ان کے بار میں اچھا ہی خیال رکھتا تھا اور ان کی تعریف ہی کرتا تھا، ایک اشعری فرقے کا آدمی تھا جو وہاں موجود تھا، احمد راوی سے کہنے لگا: اے ابو بکر! ان کے بھائی جعفر کا بھی حال معلوم تجھے معلوم ہے؟

میں نے کہا: کون جعفر، تاکہ اس کے حالات معلوم کر کے حسن بن علی سے مقابلہ کرو۔

اس نے کہا: جعفر کھلم کھلا بدکار، زنا کار، لاپرواہ اور بڑا شراب خوار ہے تم نے کم آدمی ایسے دیکھے ہونگے کہ اپنی پردہ دری اس طرح کرتے ہوں اس نے اپنے نفس کو بہت دلیل کر دیا ہے۔

احمد نے کہا: امام حسن بن علی کی وفات کے وقت، بادشاہ اور اس کے ساتھیوں کو ایسا واقعہ پیش آیا کہ میں تعجب میں رہ گیا، میرے گمان میں بھی ایسا ہونا ممکن نہ تھا۔

ایک دن بادشاہ معتمد نے میرے باپ کے پاس پیغام بھیجا کہ ابن رضا بیمار ہیں وہ فوراً سوار ہو کر خلیفہ کے پاس پہنچا اور پھر واپس آیا اس کے ساتھ بادشاہ کے پانچ خادم، نہایت معتمد اور خاص الخاص افراد تھے ان میں بادشاہ کا غلام خاص نحریر بھی تھا

اور ان کو حکم دیا کہ وہ امام کے گھر پر رہیں اور ان کے حالات سے آگاہ کرتے رہیں اور طبیبوں کو بلا کر حکم دیا کہ وہ ان کے پاس آتے جاتے رہیں، اور صبح شام ان کی خبر رکھنے کا حکم دیا، دو تین دن بعد اسے آگاہ کیا گیا کہ حضرت پر بہت کمزوری چھا گئی ہے اس نے طبیبوں کو حکم دیا کہ ہر وقت حضرت کے گھر پر حاضر رہیں اور قاضی القضاۃ کو بلا کر حکم دیا کہ دس آدمی ایسے انتخاب کرے جو حضرت کے دین اور امامت پر یقین رکھتے ہوں اور یہ کہ ہر وقت حضرت کے گھر پر موجود رہیں اور حضرت کی وفات تک وہیں رہیں۔

حضرت کی وفات کی خبر سن کر شہر سامرہ میں نوحہ و بکاء کی آوازیں بلند ہوئیں، بادشاہ نے کچھ لوگ بھیجے جو حضرت کے گھر کی تلاشی لیں اور جو کچھ برآمد ہو اس پر مہر لگا دیں اور ان کے فرزند کی جستجو کریں، کچھ عورتیں بھیجی گئیں تاکہ وہ حمل کی تحقیق کریں وہ کنیزوں کے پاس گئیں اور ان کو دیکھا بھالا۔

ایک نے کہا: ایک کنیز حملہ ہے، اس کو علیحدہ حجرے میں رکھا گیا اور خیر خادم اور اس کے ساتھیوں کو چند عورتوں کے ساتھ نگران مقرر کیا گیا اس کے بعد چیمیز و تفتین کا سامان ہونے لگا۔ بازار بند ہو گئے اور بنو ہاشم اور میرے باپ کے سردار اور عام لوگ نماز جنازہ کے لیے آنے لگے، سامرہ میں اس روز قیامت کا سماں تھا جب جنازہ تیار ہوا تو بادشاہ نے میرے باپ کے پاس عیسیٰ بن متوکل کو بھیجا کہ جنازہ پڑھائے۔

جب جنازہ نماز کے لیے رکھا گیا تو ابو عیسیٰ اس کے پاس آیا اور حضرت کا چہرہ کھول کر تمام بنی ہاشم علوی اور عباسیوں، سرداران لشکر، متصدی قاضی اور صاحبان عدل سے کہا: دیکھ لیں یہ حسن بن علی بن محمد بن رضا ہیں جو اپنی موت سے اپنے بستر پر مرے ہیں اور بادشاہ کے خادم، معتمد فلاں فلاں اور قاضی اور طبیب اور صاحبان عدل و انصاف ان کی خدمت کے لیے موجود رہے ہیں، اس کے بعد چہرہ ڈھانپ دیا اس کے بعد حکم دیا کہ جنازہ اٹھایا جائے، پس وسط خانہ سے اٹھا کر اس گھر میں لائے جہاں ان کے باپ دفن تھے۔

جب حضرت دفن ہو گئے تو بادشاہ اور لوگ حضرت کے فرزند کی تلاش میں لگے، منزلوں اور گھروں میں جا بجا تلاش کیا اور میراث کی تقسیم روکے رہے جو لوگ اس کنیز کے نگران تھے جس پر حمل کا شبہ تھا وہ برابر نگرانی کرتے رہے یہاں تک کہ حمل غلط ثابت ہوا۔

پس حضرت کی میراث ان کی ماں اور بھائی کے درمیان تقسیم کر دی گئی ان کی والدہ نے حسن وصیت امام کل میراث کا قاضی کی عدالت میں دعویٰ کیا، جو قاضی کے یہاں سے ڈگری ہو گیا۔ اب بادشاہ کو پھر حضرت کے فرزند کی جستجو ہوئی، جعفر مقدمہ ہارنے کے بعد میرے باپ کے پاس آیا اور کہا: اگر آپ مجھے میرے بھائی کی جگہ امام قرار دیں تو میں آپ کو ہر سال بیس ہزار دینار دیا کروں گا۔

میرے باپ نے ان کو ڈانٹا اور کہا: اے احمق! بادشاہ ان لوگوں پر تلوار کھینچے بیٹھا ہے جو تیرے باپ اور بھائی کو امام مانتے ہیں تاکہ اس عقیدے سے انہیں ہٹا دے اگر تو اپنے باپ اور بھائی کے نزدیک امام ہوتا تو تجھے بادشاہ اور غیر بادشاہ کے سہارے کی ضرورت نہ ہوتی۔ تو یہ چیز ہم سے نہیں پائے گا اور اس کے بعد اس کو بہت ذلیل اور رسوا کیا اور حکم دیا کہ اس کو سامنے سے

اس کے سامنے اپنے دستخط کرتا گیا عبید اللہ نے علی بن جعفر کا نام ڈر سے متوکل کے سامنے پیش نہیں کیا تو متوکل نے خود ہی کہا: علی بن جعفر کا نام کیوں نہیں لیا اسے بھی رہا کرد اور اس سے کہہ دو کہ میں اب نے اب تک جو ظلم کیا ہے وہ مجھے معاف کر دے چنانچہ علی بن جعفر اسی وقت آزاد ہو گیا اور اس نے امام کے فرمان کے مطابق بغداد کو خیر آباد کہہ کر مکہ کا رخ کیا اس کے متوکل بھی تندرست ہو گیا۔

۱۱۳۰ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُمِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ أَبِي يَعْقُوبَ يُونُسَ بْنِ السُّخْتِ، قَالَ حَدَّثَنِي الْعَبَّاسُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ، عَرَضْتُ أَمْرِي عَلَى الْمُتَوَكِّلِ فَأَقْبَلَ عَلِيَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَاقَانَ فَقَالَ لَهُ لَا تُتَعَبَنَّ نَفْسَكَ بِعَرَضِ قِصَّةِ هَذَا وَ أَشْبَاهِهِ، فَإِنَّ عَمَّهُ أَخْبَرَنِي أَنَّهُ رَافِضِيٌّ وَ أَنَّهُ وَكَّيلُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ! وَ حَلَفَ أَنْ لَا يَخْرُجَ مِنَ الْحَبْسِ إِلَّا بَعْدَ مَوْتِهِ، فَكَتَبْتُ إِلَى مَوْلَانَا: أَنْ نَفْسِي قَدْ ضَاقَتْ وَ أَنِّي أَخَافُ الزَّيْغَ! فَكَتَبَ إِلَيَّ: أَمَّا إِذَا بَلَغَ الْأَمْرُ مِنْكَ مَا أَرَى فَسَاقْصِدُ اللَّهَ فِيكَ! فَمَا عَادَتِ الْجُمُعَةُ حَتَّى أُخْرِجَتْ مِنَ السِّجْنِ ۲۴۴.

علی بن جعفر کا بیان ہے کہ میں نے اپنا معاملہ متوکل کے سامنے پیش کیا تو وہ عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اس کا اور اس جیسے لوگوں کا معاملہ میرے سامنے پیش نہ

ہٹا دیا جائے اور زندگی بھر اسے میرے پاس آنے کی اجازت نہ دی جائے پس وہ اور ہم باہر نکل آئے اور بادشاہ برابر ان کے فرزند کی تلاش کرتا رہا۔ [کافی کلینی ص ۵۰۳-۵۰۶ باب مولد امام حسن بن علی عسکری، کمال الدین صدوق، ص ۴۰-۴۴، ارشاد شیخ مفید ص ۳۲۱-۳۲۵، اعلام الوری طبری ص ۲۷۱، غیبت شیخ طوسی ص ۲۱۸، الثانی ترجمہ اردو اصول کافی (محمد بن یعقوب کلینی)، ترجمہ سید ظفر امروہوی، ص ۱۲۴-۱۲۶، مختصر فرق کے ساتھ، ط ظفر شمیم پبلیکیشنز کراچی، ۲۰۰۰ء]۔
۲۴۴۔ رجال الکشی، ص ۶۰۷۔

کیا کر کیونکہ مجھے تیرے چچا فتح بن خاقان نے اس کے بارے میں خبر دی ہے کہ وہ رافضی ہے اور علی بن محمد نعتی کا وکیل ہے اور اس نے قسم اٹھائی کہ اسے زندان سے نہیں چھوڑے گا مگر مرنے کے بعد، تو میں نے اپنے مولا و آقا کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ میرا جینا دو بھر ہو گیا ہے اور مجھے تو گمراہی کا خطرہ ہے، تو آپ نے جواب میں لکھا: میں تجھ سے اس نوبت تک پہنچنے کا خیال نہیں کرتا، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا، ایک جمعہ نہیں گزرا تھا کہ مجھے قید سے رہائی مل گئی۔

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

محمد بن ابراہیم بن محمد ہمدانی

۱۱۳۱ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ مَزِيدٍ أَبُو الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْهَمْدَانِيُّ، وَكَانَ إِبْرَاهِيمُ وَكِيلًا وَكَانَ حَجَّ أَرْبَعِينَ حَجَّةً، قَالَ أَدْرَكْتُ بِنْتًا لِمُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ، فَوَصَفَ جَمَالَهَا وَكَمَالَهَا، وَخَطَبَهَا أَجَلَهُ النَّاسِ فَأَبَى أَنْ يُزَوِّجَهَا مِنْ أَحَدٍ، فَأَخْرَجَهَا مَعَهُ إِلَى الْحَجِّ، فَحَمَلَهَا إِلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع) وَوَصَفَ لَهُ هَيْئَتَهَا وَجَمَالَهَا، وَقَالَ إِنِّي إِنَّمَا حَبَسْتُهَا عَلَيْكَ تَخْدُمُكَ! قَالَ قَدْ قَبِلْتُهَا فَاحْمِلِيهَا مَعَكَ إِلَى الْحَجِّ وَارْجِعِي مِنْ طَرِيقِ الْمَدِينَةِ! فَلَمَّا بَلَغَ الْمَدِينَةَ رَاجِعًا مَاتَتْ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الْحَسَنِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ بِنْتُكَ زَوْجَتِي فِي الْجَنَّةِ يَا ابْنَ إِبْرَاهِيمَ^{۲۴۵}.

محمد بن ابراہیم بن محمد ہمدانی جو کہ امام کے وکیل تھے اور انہوں نے چالیس حج کی سعادت حاصل کی تھی، ان کا بیان ہے کہ ان کی بیٹی بالغ ہو گئی اور انہوں نے ان کے جمال و کمال کی وصف بیان کی اور اسے جلیل القدر لوگوں نے شادی کی پیش کش کی لیکن انہوں نے کسی ایک کے ساتھ بیاہنے سے انکار کر دیا اور اسے اپنے ساتھ حج کے لیے لیکر چلے گئے اور اسے امام ابو الحسن کی خدمت میں لے گئے اور اس کی ہیئت و جمال کی وصف بیان کی اور عرض کی: میں نے اسے آپ کی خدمت کے لیے روکے رکھا ہے امام نے فرمایا: میں نے اسے قبول کیا اسے اپنے

^{۲۴۵}۔ رجال الکشی؛ ص ۶۰۸۔

ساتھ حج کے لیے لے جاوا اور واپسی مدینہ کے راستے سے جاو، جب وہ واپس مدینہ پہنچے تو وہ فوت ہو گئی تو امام ابو الحسنؑ نے فرمایا اے فرزند ابراہیم! تیری بیٹی جنت میں میری زوجہ ہوگی۔
خیران خادم قراطیسی^{۲۳۶}

۱۱۳۲ وَجَدْتُ فِي كِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ بِنْدَارٍ الْقُمِّيِّ بِخَطِّهِ حَدَّثَنِي
الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي خَيْرَانُ الْخَادِمُ الْقَرَّاطِيْسِيُّ، قَالَ
حَجَجْتُ أَيَّامَ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ مُوسَى عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، وَ سَأَلْتُهُ،
عَنْ بَعْضِ الْخَدَمِ وَ كَانَتْ لَهُ مَنْزِلَةٌ مِنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) فَسَأَلْتُهُ أَنْ يُوصِلَنِي
إِلَيْهِ! فَلَمَّا صَرْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ، قَالَ لِي تَهَيَّأْ فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَمْضِيَ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ
(ع)! فَمَضَيْتُ مَعَهُ، فَلَمَّا أَنْ وَافَيْنَا الْبَابَ قَالَ سَاكِنٌ فِي حَانُوتٍ فَاسْتَأْذَنَ وَ
دَخَلَ فَلَمَّا أَبْطَأَ عَلَى رَسُولِهِ: خَرَجْتُ إِلَى الْبَابِ فَسَأَلْتُهُ عَنْهُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ قَدْ
خَرَجَ وَ مَضَى، فَبَقِيتُ مُتَحِيرًا، فَإِذَا أَنَا كَذَلِكَ: إِذْ خَرَجَ خَادِمٌ مِنَ الدَّارِ، فَقَالَ
أَنْتَ خَيْرَانُ فَقُلْتُ نَعَمْ، قَالَ لِي ادْخُلْ! فَدَخَلْتُ، وَ إِذَا أَبُو جَعْفَرٍ (ع) قَائِمٌ
عَلَى دُكَّانٍ لَمْ يَكُنْ فُرْشَ لَهُ مَا يَقَعْدُ عَلَيْهِ، فَجَاءَ غُلَامٌ بِمُصَلًّى فَأَلْقَاهُ لَهُ،
فَجَلَسَ، فَلَمَّا نَظَرْتُ إِلَيْهِ تَهَيَّيْتُ وَ دَهَشْتُ، فَذَهَبْتُ لِأَصْعَدَ الدُّكَّانَ مِنْ غَيْرِ

^{۲۳۶}۔ رجال البرقي ۵۸، رجال النجاشي ص ۳۵۸، رجال الطوسي ۴۱۴، رجال ابن داود ۱۴۲، رجال العلانية
الحلی ۶۶، نقد الرجال ۱۲، مجمع الرجال ۲ ص ۲۶، جامع الرواة ص ۲۹۹، وسائل الشیعة ۲۰ ص ۱۸۸، الوجیزۃ
۱۵۲، ہدایۃ المحدثین ۵۷، بحیۃ الآمال ص ۵۴، تنقیح المقال ص ۴۰۵، الذریعۃ ۶ ص ۳۲۹، ۱۸۷۶، عند تبیل
ص ۲۵۶، الجامع فی الرجال ص ۳۴، معجم رجال الحدیث ۷ ص ۸۳، ۴۳۵، ۴۳۵، قاموس الرجال ص ۴۰.

دَرَجَةً، فَأَشَارَ إِلَى مَوْضِعِ الدَّرَجَةِ، فَصَعِدْتُ وَ سَلَّمْتُ، فَرَدَّ السَّلَامَ وَ مَدَّ يَدَهُ إِلَيَّ، فَأَخَذْتُهَا وَ قَبَّلْتُهَا وَ وَضَعْتُهَا عَلَى وَجْهِ، فَأَقْعَدَنِي بِيَدِهِ، فَأَمْسَكَتُ يَدَهُ مِمَّا دَاخَلَني مِنَ الدَّهْشِ، فَتَرَكَّهَا فِي يَدِي صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ، فَلَمَّا سَكَنْتُ خَلَّيْتُهَا، فَسَأَلَنِي -

خیران خادم قراطیسی کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد تقیؑ کے عہد امامت میں حج کی سعادت حاصل کی، میں نے امام کے ایک مقرب غلام سے کہا، میں امام کی زیارت کا خواہش مند ہوں، غلام مجھے امام کے دروازے پہ لے گیا وار مجھ سے کہا: تم یہاں ٹھہر جاؤ، میں اندر جا کر امام سے تیرے لیے اجازت لے لوں، مجھے کھڑے کھڑے کافی دیر ہو گئی تو میں نے دربان سے اپنا مسئلہ بیان کیا تو اس نے بتایا کہ وہ غلام کسی کام کے لیے باہر گیا ہے میں یہ سن کر مایوس ہو گیا، اسی اثناء میں ایک اور غلام باہر آیا اور مجھ سے کہا: تیرا نام خیران ہے؟ میں نے کہا، ہاں میں خیران ہوں، اس نے کہا: امام تجھے بلارہے ہیں، میں غلام کے ساتھ اندر داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ امام ایک چبوترے پر تشریف فرما ہیں امام کے نیچے مسند تک نہیں ایک غلام جائے نماز لایا اور حضرت اس پر بیٹھ گئے حضرت کو دیکھتے ہی مجھ پر ایسا رعب طاری ہوا کہ میں اس چبوترے پر چڑھنے کے قابل نہ رہا اور دل میں سوچنے لگا کہ اس چبوترے پر چڑھنے کے لیے سیڑھی ہونی چاہیے، امام نے اپنا ہاتھ دراز کیا تو میں نے آپ کے ہاتھ کا بوسہ لیا اور حضرت کے ہاتھ کو اپنے چہرے پر پھیرا اور حضرت نے ہاتھ سے سہارا دیا تو میں چبوترے پہ چلا گیا اور امام کے ساتھ بیٹھ گیا۔

وَ كَانَ الرَّيَّانُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ لِي إِنَّ وَصَلْتَ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قُلْتَ لَهُ مَوْلَاكَ الرَّيَّانُ بْنُ شَبِيبٍ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَ يَسْأَلُكَ الدُّعَاءَ لَهُ وَ لَوْلَدِهِ فَذَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ، فَدَعَا لَهُ وَ لَمْ يَدْعُ لَوْلَدِهِ، فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ فِدْعَا لَهُ وَ لَمْ يَدْعُ

لَوْلَدَهُ، فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ ثَلَاثًا فَدَعَا لَهُ وَ لَمْ يَدْعُ لَوْلَدِهِ، فَوَدَّعْتُهُ وَ قُمْتُ، فَلَمَّا مَضَيْتُ نَحْوَ الْبَابِ سَمِعْتُ كَلَامَهُ وَ لَمْ أَفْهَمْ مَا قَال، وَ خَرَجَ الْخَادِمُ فِي أَثَرِي، فَقُلْتُ لَهُ مَا قَالَ سَيِّدِي لَمَّا قُمْتُ فَقَالَ لِي، قَالَ: مَنْ هَذَا الَّذِي يَرَى أَنْ يَهْدِيَ نَفْسَهُ هَذَا وَلَدَ فِي بِلَادِ الشَّرْكِ فَلَمَّا أُخْرِجَ مِنْهَا صَارَ إِلَى مَنْ هُوَ شَرُّ مِنْهُمْ، فَلَمَّا أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ هَدَاهُ ۲۴۷.

ریان بن شبیب نے مجھ سے کہا تھا اگر تو امام ابو جعفرؑ کی بارگاہ میں شرف یاب ہو تو آپ کی خدمت میں کہہ دینا: آپ کا غلام ریان بن شبیب آپ کو سلام کہتا ہے اور آپ سے اپنے لیے اور اپنے بیٹے کے لیے دعا کا سوال کرتا ہے، جب میں نے حضرت کو ریان بن صلت کا یہ پیغام پہنچایا تو آپ نے اس کے حق میں دعا مغفرت فرمائی لیکن اس کے بیٹے کے لیے دعا نہیں کی، پھر میں نے اس بات کو تین بار دہرایا لیکن امام نے اسی طرح کیا، پھر میں نے حضرت سے اجازت چاہی جب میں باہر نکل رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ امام اپنے غلام سے ریان کے بیٹے کے بارے میں گفتگو فرما رہے تھے جسے میں پوری طرح سمجھ نہیں سکا، میرے ساتھ حضرت کا غلام بھی ساتھ آیا تو میں نے اس سے پوچھا: امام نے ریان کے بیٹے کے بارے میں کیا فرمایا؟ تو اس نے بتایا کہ امام نے فرمایا:

یہ کون ہے جو اپنے آپ کو ہدایت پر سمجھتا ہے وہ بلاد شرک میں پیدا ہوا اور جب وہاں سے نکالا گیا تو ان سے بدتر لوگوں میں چلا گیا، پس جب خدا کو منظور ہوا، اس کی ہدایت کرے گا۔
۱۱۳۳ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ حَفْصٍ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ حَمَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْقَنْدِيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَهْزِيَارٍ، قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ خَيْرَانُ: قَدْ

وَجَّهْتُ إِلَيْكَ ثَمَانِيَةَ دَرَاهِمَ، كَانَتْ أُهْدِيَتْ إِلَيَّ مِنْ طَرَسُوسَ، دَرَاهِمُ مِنْهُمْ، وَ كَرِهْتُ أَنْ أُرَدَّهَا عَلَى صَاحِبِهَا أَوْ أُحْدِثَ فِيهَا حَدَثًا دُونَ أَمْرِكَ، فَهَلْ تَأْمُرُنِي فِي قَبُولِ مِثْلِهَا أَمْ لَا لِأَعْرِفَهَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَ أَنتَهَى إِلَى أَمْرِكَ فَكَتَبَ وَ قَرَأَتْهُ: أَقْبَلْ مِنْهُمْ إِذَا أُهْدِيَ إِلَيْكَ دَرَاهِمُ أَوْ غَيْرُهَا، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ (ص) لَمْ يَرُدَّ هَدِيَّةً عَلَى يَهُودِيٍّ وَ لَا نَصْرَانِيٍّ.

ابراہیم بن مسزیر کا بیان ہے کہ خیران خادم قراطیسى میری طرف امام کے نام پہنچانے کے لیے یہ خط لکھا: میں نے آپ کی خدمت میں آٹھ درہم بھیجے ہیں جو مجھے طرسوس سے ہدیہ کیے گئے تھے میں نے ناپسند کیا کہ ان کو واپس ان کے مالکین کی طرف لوٹا دوں یا ان میں کوئی مشکل پیش آئے تو کیا آپ مجھے ایسے درہم قبول کرنے کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں، میں آپ کے امر کو جاننا چاہتا ہوں اور اسی پر عمل کروں گا۔

تو امام نے لکھا اور راوی نے بھی اس نامہ کو پڑھا: جب ان کی طرف سے درہم وغیرہ تجھے ہدیہ کیے جائیں تو انہیں قبول کر لو کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے یہودیوں اور عیسائیوں کا ہدیہ بھی رد نہیں کیا۔

۱۱۳۴ حَمْدَوِيَّه وَاِبْرَاهِيْمُ، قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى، قَالَ حَدَّثَنِي خَيْرَانُ الْخَادِمُ، قَالَ، وَجَّهْتُ إِلَى سَيِّدِي ثَمَانِيَةَ دَرَاهِمَ، وَ ذَكَرَ مِثْلَهُ سَوَاءً، وَ قَالَ، قُلْتُ جُعِلَتْ فِدَاكَ إِنَّهُ رَبَّمَا أَتَانِي الرَّجُلُ لَكَ قَبْلَهُ الْحَقُّ، أَوْ يَعْرِفُ مَوْضِعَ الْحَقِّ لَكَ فَيَسْأَلُنِي عَمَّا يَعْمَلُ بِهِ فَيَكُونُ مَذْهَبِي أَخْذُ مَا يَتَّبِعُ فِي سِرٍّ! قَالَ أَعْمَلُ فِي ذَلِكَ بِرَأْيِكَ فَإِنْ رَأَيْتَ رَأْيِي، وَ مَنْ أَطَاعَكَ فَقَدْ أَطَاعَنِي. قَالَ أَبُو

عمرو: هذا يدل على أنه كان وكيله، و لخيران هذا مسائل يرويهها عنه و عن أبي الحسن (ع).

خیران خادم کا بیان ہے کہ میں نے خدمت میں آٹھ درہم بھیجے اور سابقہ حدیث کی طرح بیان کیا، اور میں نے عرض کی مولا میں آپ پر قربان ہو جاؤں کبھی میرے پاس ایک شخص آیا ہے جو حق کو قبول کر چکا ہے اور آپ کے حق کی معرفت رکھتا ہے اور وہ مجھ سے ان چیزوں کے بارے میں سوال کرتا ہے جو اعمال کے متعلق ہیں تو میں اس سے اسے راز میں رکھنے کا عہد لیتا ہوں (تو اس کا کیا حکم ہے؟) امام نے فرمایا: اس معاملے میں تو اپنی صوابدید پر عمل کر تیری رائے میری رائے ہے اور جو تیری اطاعت کرے گا وہ میری اطاعت کرے گا۔ کشتی فرماتے ہیں یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ خیران امام کے وکیل تھے اور اس نے امام ابو الحسن سے مسائل بھی نقل کیے۔

SHIA BOOKS
PDF

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

ابراہیم بن محمد ہمدانی^{۲۴۸}

۱۱۳۵ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْهَمْدَانِيِّ، قَالَ، كَتَبْتُ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ (ع) أَصِفْ لَهُ صُنْعَ السَّمِيعِ فِي فِكْتَبِ بَخْطِهِ: عَجَلَ اللَّهُ نُصْرَتَكَ مِمَّنْ ظَلَمَكَ وَكَفَاكَ مَوْنَتَهُ، وَ أَبَشِّرْ بِنَصْرِ اللَّهِ عَاجِلًا وَ بِالْأَجْرِ آجِلًا وَ أَكْثَرُ مِنْ حَمْدِ اللَّهِ.

ابراہیم بن محمد ہمدانی کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو جعفرؑ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا اور اس میں اپنے مد مقابل (سمیع) کا رویہ بیان کیا تو امام نے جواب میں تحریر فرمایا: خدا بہت جلد تجھے مدد فرمائے گا اور جس نے تجھ پر ظلم کیا ہے اس کو سرنگون کر دے گا اور تیرے اخراجات کو پورا فرمائے گا اور تجھے اس دنیا میں نصرت خدا کی بشارت ہو اور آخرت میں خدا کے اجر و ثواب کی خوشخبری ہو اور خدا کی زیادہ سے زیادہ حمد و ثناء کیا کر۔

۱۱۳۶ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْهَمْدَانِيِّ، قَالَ وَ كَتَبَ إِلَيَّ. قَدْ وَصَلَ

^{۲۴۸}۔ رجال البرقي ۵۳ و ۵۶ و ۵۸، رجال النجاشي ۲ ص ۲۳۶ ن ۱۲۹ (ذیل ترجمہ حفیہ محمد بن علی بن ابراہیم)، رجال الطوسی ۳۶۸ ن ۱۶ و ۳۹۷ ن ۲ و ۴۰۹ ن ۸، رجال ابن داود ۱۸ ن ۳۵، التحریر الطاووسی ۳۱ ن ۷، رجال العلایة الحلی ۶ ن ۲۳، نقد الرجال ۱۳ ن ۱۰۶، مجمع الرجال ص ۷۰، جامع الرواة ص ۳۳، وسائل الشیعة ۲۰ ص ۱۲۲ ن ۴۱، الوجیزۃ ۱۳۳، ہدایۃ المحدثین ۱۶۸، مستدرک الوسائل ص ۵۵۰، بحیۃ الآمال ص ۵۷۶، تنقیح المقال ص ۲۳ ن ۲۰۰، إعیان الشیعة ۲ ص ۲۲۳، العندیل ص ۱۱، الجامع فی الرجال ص ۶۸، معجم رجال الحدیث ص ۲۹۲ ن ۲۹۴ و ۳۶۳ ن ۳۶۹، قاموس الرجال ص ۱۹۹.

الْحَسَابُ تَقَبَّلَ اللَّهُ مِنْكَ وَ رَضِيَ عَنْهُمْ وَ جَعَلَهُمْ مَعَنَا فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ! وَ قَدْ بَعَثْتُ إِلَيْكَ مِنَ الدَّنَائِيرِ بِكَذَا وَ مِنَ الْكِسْوَةِ كَذَا، فَبَارَكَ لَكَ فِيهِ وَ فِي جَمِيعِ نِعْمَةِ اللَّهِ عَلَيْكَ، وَ قَدْ كَتَبْتُ إِلَى النَّضْرِ أَمْرَهُ أَنْ يَنْتَهِيَ عَنْكَ وَ عَنِ التَّعَرُّضِ لَكَ وَ بَخْلَافِكَ وَ أَعْلَمْتُهُ مَوْضِعَكَ عِنْدِي، وَ كَتَبْتُ إِلَى أَيُّوبَ أَمْرَهُ بِذَلِكَ أَيْضًا، وَ كَتَبْتُ إِلَى مَوَالِيٍّ بِهَمْدَانَ كِتَابًا أَمْرَهُمْ بِطَاعَتِكَ وَ الْمَصِيرِ إِلَى أَمْرِكَ وَ أَنْ لَا وَكِيلَ لِي سِوَاكَ ۲۴۹.

ابراہیم بن محمد ہمدانی کا بیان ہے کہ امامؑ نے مجھے ایک نامہ تحریر فرمایا: تمام حساب و کتاب میرے پاس پہنچ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ تم سے قبول فرمائے اور ان سے راضی ہوا نہیں دنیا اور آخرت میں انہیں ہمارے ساتھ قرار دے، میں نے تیری طرف ان دیناروں میں سے اتنے اور ان پیراہنوں میں سے اتنے بھیج دیئے ہیں پس تیرے لیے ان میں اور باقی خدا کی نعمات میں برکت ہو اور میں نے نضر کو خط لکھ کر حکم دے دیا ہے کہ وہ تجھ سے باز آجائے اور تجھ سے متعرض نہ ہو اور تیری مخالفت نہ کرے اور میں نے اسے سمجھا دیا ہے کہ تیری جو مجھ سے نسبت ہے اس کا خیال رکھے اور میں نے ایوب کو بھی لکھ دیا ہے اور اسے بھی یہی حکم دیا ہے اور میں نے ہمدان کے موالیوں کی طرف بھی ایک خط لکھا جس میں ان کو تیری اطاعت کا حکم دیا ہے اور بتا دیا ہے کہ تیرے سوا وہاں میرا کوئی وکیل نہیں ہے۔

عمرو بن سعید مدائنی^{۲۵۰}

۱۱۳۷ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ فَطَحِيٌّ.

نصر بن صباح نے کہا: عمرو بن سعید فطیحی مذہب ہے۔

یعقوب بن یزید کاتب انباری معروف (تمی)

۱۱۳۸ ابْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَلِيَّ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدٍ، قَالَ، كَانَ كَاتِبًا لِأَبِي دُلْفٍ الْقَاسِمِ.

ابن مسعود کا بیان ہے کہ میں نے حسن بن علی بن حسن بن فضال سے یعقوب بن یزید کے بارے میں سوال کیا؟ انہوں نے کہا: وہ ابو دلف قاسم کا کاتب تھا۔

ابو خالد سجستانی

۱۱۳۹ حَمْدُوِيَّةُ وَ إِبْرَاهِيمُ، قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ السَّجِسْتَانِيُّ، أَنَّهُ لَمَّا مَضَى أَبُو الْحَسَنِ (ع) وَقَفَ عَلَيْهِ ثُمَّ نَظَرَ فِي نُجُومِهِ فَرَزَعَمَ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ فَقَطَعَ عَلَى مَوْتِهِ وَ خَالَفَ أَصْحَابَهُ.

^{۲۵۰} رجال الکشی ۶۱۲ ن ۱۱۳۷، مشیختہ من لا یخضرہ الفقیہ ۴ ص ۱۲۰، رجال النجاشی ۲ ص ۱۳۳ ن ۷۶۵، فہرست الطوسی ۱۳۶ ن ۴۸۸، رجال ابن داود ۴۸۹ ن ۳۵۷، رجال العلانی ۱۲۰، نقد الرجال ۲۵۱ ن ۴۷، مجمع الرجال ۴ ص ۲۸۶، جامع الرواۃ ۱ ص ۶۲۱، وسائل الشیعہ ۲ ص ۲۸۰ ن ۸۵۱، ہدایۃ المحدثین ۲ ص ۲۲۰، بحیۃ الآمال ۵ ص ۵۹۴، تنقیح المقال ۲ ص ۳۳۱ ن ۸۷۰۵، الذریعۃ ۶ ص ۳۵۳ ن ۲۱۲۱، معجم رجال الحدیث ۱۳ ص ۱۰۴ ن ۸۹۱۵، قاموس الرجال ۷ ص ۱۴۹.

ابو خالد سبجستانی کا بیان ہے کہ جب امام کاظمؑ کی وفات ہوئی تو اس نے اپنے نجوم میں غور کیا تو گمان کیا کہ آپ فوت ہو چکے ہیں تو آپ کی وفات کا یقین کر لیا اور اپنے ساتھیوں کی مخالفت کی (جو امام کی زندگی کے قائل تھے)۔

ابو محمد انصاری صحابی امام رضاؑ

۱۱۴۰ قَالَ أَبُو عَمْرٍو قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَبُو مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيُّ الَّذِي يَرَوِي عَنْهُ مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى الْعَبِيدِيُّ، وَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، مَجْهُولٌ لَا يُعْرَفُ.
نصر بن صباح نے کہا: ابو محمد انصاری جس سے محمد بن عیسیٰ عبیدی اور عبد اللہ بن ابراہیم روایت کرتے ہیں، مجہول الحال اور غیر معروف ہے۔

SHIA BOOKS
PDF

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

داود بن نعمان^{۲۵۱}

۱۱۴۱ قَالَ حَمْدَوِيَّهِ، عَنْ أَشْيَاخِهِ قَالُوا دَاوُدُ بْنُ النُّعْمَانِ خَيْرٌ فَاضِلٌ وَهُوَ عَمُّ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ النُّعْمَانِ، وَ أَوْصَى بِكُتْبِهِ لِمُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيعٍ^{۲۵۲}.

حمدویہ نے اپنے مشائخ سے نقل کیا کہ داود بن نعمان نیکوکار اور فاضل شخص ہے اور وہ حسن بن علی بن نعمان کا چچا ہے اور اس کی اپنی کتابوں کی محمد بن اسماعیل بن بزیع کے لیے وصیت کی تھی۔

حسین بن ابوالخطاب

۱۱۴۲ ذَكَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى الْعَطَّارِ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ ذَكَرَ أَنَّهُ يَحْفَظُ مَوْلِدَ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ وَ أَنَّهُ وُلِدَ سَنَةَ أَرْبَعِينَ

MANZAR AELIYA

^{۲۵۱}۔ رجال الکشی ۶۱۲ ن ۱۱۴۱، رجال النجاشی ص ۳۶۶ ن ۴۱۷، رجال الطوسی ۱۹۱ ن ۲۳ و ص ۳۷۵
ن ۳، التحریر الطاووسی ۹۷ ن ۱۴۴، رجال ابن داود ق ۱۳۷ ن ۵۸۸، رجال العلانی ق ۱۳۷ ن ۶۹
۶، نقد الرجال ۱۳۰ ن ۴۴، مجمع الرجال ۲ ص ۲۹۳، جامع الرواة ص ۳۰۹، وسائل الشیعة ۲۰ ص ۱۹۱ ن ۴۶۵، الوجیزۃ ۱۵۲، ہدایۃ المحدثین ۶۰، بحیۃ النبال ص ۹۰، تنقیح المقال ص ۴۱۶ ن ۳۸۷۱ و ۳۸۷۰، إعیان الشیعة ۶ ص ۳۸۵، الذریعۃ ۶ ص ۳۳۰ ن ۱۸۸۷، العندبیل ص ۲۶۵، الجامع فی الرجال ص ۷۵۲، معجم رجال الحدیث ۷ ص ۱۳۲ ن ۴۴۳۰، قاموس الرجال ۳ ص ۶۸.
^{۲۵۲}۔ رجال الکشی، ص ۶۱۳۔

وَمَائَةٌ وَ أَهْلُ قُمْ يَذْكُرُونَ الْحُسَيْنَ بْنَ أَبِي الْخَطَّابِ وَ سَائِرُ النَّاسِ يَذْكُرُونَ الْحُسَيْنَ بْنَ الْخَطَّابِ.

محمد بن یحییٰ عطار سے نقل ہوا کہ محمد بن حسین بن ابی الخطاب نے اپنے باپ حسین بن ابی الخطاب کی پیدائش ۱۴۰ھ بیان کی اور اہل قم سے حسین بن ابی الخطاب کہتے ہیں لیکن دیگر لوگ اسے حسین بن خطاب کہتے ہیں۔

حسن بن قاسم صحابی امام رضا

۱۱۴۳ حَمْدَوِيَّةُ، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ الْقَاسِمِ، قَالَ، حَضَرَ بَعْضَ وَلَدِ جَعْفَرٍ (ع) الْمَوْتُ فَأَبْطَأَ عَلَيْهِ الرِّضَا (ع) قَالَ، فَغَمَّنِي ذَلِكَ لِإِبْطَائِهِ عَنْ عَمِّهِ، قَالَ، ثُمَّ جَاءَ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ قَامَ، قَالَ الْحَسَنُ فَقُمْتُ مَعَهُ فَقُلْتُ: جَعَلْتُ فِدَاكَ عَمُّكَ فِي الْحَالِ الَّتِي هُوَ فِيهَا تَقُومُ وَ تَدْعُهُ! فَقَالَ: عَمِّي يَدْفِنُ فُلَانًا يَعْنِي الَّذِي هُوَ عِنْدَهُمْ، قَالَ، فَوَاللَّهِ مَا لَبِثْنَا أَنْ تَمَازِلَ الْمَرِيضُ وَ دَفِنَ أَخَاهُ الَّذِي كَانَ عِنْدَهُمْ صَحِيحًا. قَالَ الْحَسَنُ الْخُشَّابُ: فَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ الْقَاسِمِ يَعْرِفُ الْحَقَّ بَعْدَ ذَلِكَ وَ يَقُولُ بِهِ.

حسن بن قاسم کا بیان ہے کہ امام جعفر کے بعض بیٹوں کو موت آنے لگی تو امام رضا نے اس کے لیے جلدی نہیں تو اس سے مجھے دکھ ہوا کہ آپ نے اپنے چچا پر پہنچنے میں دیر کی ہے پھر امام تشریف لائے اور چند لمحوں بعد کھڑے ہو کر چل دیئے تو میں بھی آپ کے ساتھ چل دیا تو میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں، آپ کے چچا اس حالت میں ہیں اور آپ اسے چھوڑ کر جارہے ہیں؟ فرمایا میرا چچا فلاں شخص دفن کرے گا، تو راوی کہتا ہے: خدا کی قسم! بہت کم وقت گزرا تھا کہ وہ شخص مریض ہوا اور اس چچا نے آپ کے اس بھائی کو دفن کیا جو

اس وقت صحیح شمار ہوتا تھا، حسن خشاب نے کہا: حسن بن قاسم اس کے بعد حق کی معرفت کو پا گیا اور اس کا قاتل ہو گیا۔

واصل اور ابو فضل خراسانی

۱۱۴۴ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ الْمَحْمُودِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي وَاصِلٌ، قَالَ، طَلَيْتُ أَبَا الْحَسَنِ (ع) بِالنُّورَةِ، فَسَدَدْتُ مَخْرَجَ الْمَاءِ مِنَ الْحَمَّامِ إِلَى الْبَيْتِ، ثُمَّ جَمَعْتُ ذَلِكَ الْمَاءَ وَتِلْكَ النُّورَةَ وَذَلِكَ الشَّعْرَ فَشَرِبْتُهُ كُلَّهُ.

واصل کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو الحسنؑ کو نورہ لگا یا تو میں نے حمام کے پان کا کنویں کی طرف سے منہ بند کر دیا تو میں نے وہ پانی، نورہ اور بال جمع کیے اور ان سب کو پی گیا۔

۱۱۴۵ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي حَمْدَانُ بْنُ أَحْمَدَ الْقَلَانِسِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ حُكَيْمٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْفَضْلِ الْخُرَاسَانِيُّ، وَكَانَ لَهُ انْقِطَاعٌ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ الثَّانِي (ع) وَكَانَ يُخَالِطُ الْقُرَّاءَ ثُمَّ انْقَطَعَ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ (ع) ۲۵۳.

ابو الفضل خراسانی جو امام ابو الحسنؑ ثانی (امام جواد) کے خواص میں سے تھے اور قاریوں کے ساتھ میل جول رکھتے، ان کے بعد امام ابو جعفرؑ کے خواص میں داخل ہو گئے۔

مقاتل بن مقاتل^{۲۵۳}

۱۱۴۶ نصر بن الصباح، قال حدثني إسحاق بن محمد البصري، عن القاسم بن يحيى، عن حسين بن عمر بن يزيد، قال دخلت على الرضا (ع) وأنا شك في إمامته، وكان زميلي في طريقي رجل يقال له مقاتل بن مقاتل وكان قد مضى على إمامته بالكوفة فقلت له عجلت فقال عندي في ذلك برهان وعلم، قال الحسين، فقلت للرضا (ع) قد مضى أبوك فقال إني والله، وإنني لفي الدرجة التي فيها رسول الله صلى الله عليه وآله وأمير المؤمنين صلوات الله عليه، ومن كان أسعد بقاء أبي مني! ثم قال إن الله تبارك وتعالى يقول: السابقون السابقون أولئك المقربون (واقعة ۹-۱۰)، العارف للإمامة حين يظهر الإمام، ثم قال ما فعل صاحبك فقلت من قال مقاتل بن مقاتل المسنون الوجه الطويل اللحية الأفتى الأنف، وقال: أما إنني

^{۲۵۳} رجال نجاشی: ۳۲۴ن ۱۱۳۹ فرمایا: مقاتل بن مقاتل لحنی راوی امام رضا...۔ رجال شیخ طوسی: ۳۹۰ن ۴۰۰ اصحاب الرضا فرمایا: "مقاتل بن مقاتل بن قیاما، واقعی خبیث، لظن اسمہ خشیش" پھر اسی باب کے ۵۹ن ۳۹۱ میں فرمایا: مقاتل بن مقاتل۔ رجال برقی: ۵۲، اصحاب الکظم فرمایا: "مقاتل ابن مقاتل"، رجال بن داود، قسم ثانی: ۵۱۴ن ۲۸۰ "مقاتل ابن مقاتل ابن قیاما" عنوان دیا اور رجال علامہ میں ۲۶۲ن ۲ "مقاتل بن قیاما" کے عنوان سے ذکر کیا اور واقعی خبیث قرار دیا۔

مَا رَأَيْتُهُ وَلَا دَخَلَ عَلَيَّ وَلَا كُنْتُ آمِنَ وَصَدَّقَ فَاسْتَوْصَ بِهِ قَالَ، فَأَنْصَرَفْتُ
مِنْ عِنْدِهِ إِلَى رَحْلِي فَإِذَا مُقَاتِلٌ رَافِدٌ، فَحَرَّكْتُهُ ثُمَّ قُلْتُ لَكَ بَشَارَةٌ عِنْدِي لَا
أُخْبِرُكَ بِهَا حَتَّى تَحْمَدَ اللَّهَ مِائَةَ مَرَّةٍ فَفَعَلَ، ثُمَّ أَخْبَرْتُهُ بِمَا كَانَ ۲۵۵.

حسین بن عمر بن یزید کا بیان ہے کہ میں امام علی رضاؑ کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوا
کہ میں آپؑ کی امامت میں شک کرتا تھا اور اس سفر میں میرا ساتھی ایک شخص تھا جسے مقاتل
بن مقاتل کہتے تھے اور وہ کوفہ میں آپؑ کی امامت کا قائل ہو گیا تھا، میں نے اس سے کہا: تو نے
جلد بازی کی ہے۔

اس نے جواب دیا: اس کے متعلق برہان و دلیل اور یقینی علم موجود ہے۔

حسین کا بیان ہے کہ میں نے امامؑ سے عرض کی: کیا آپؑ کے والد فوت ہو چکے ہیں؟

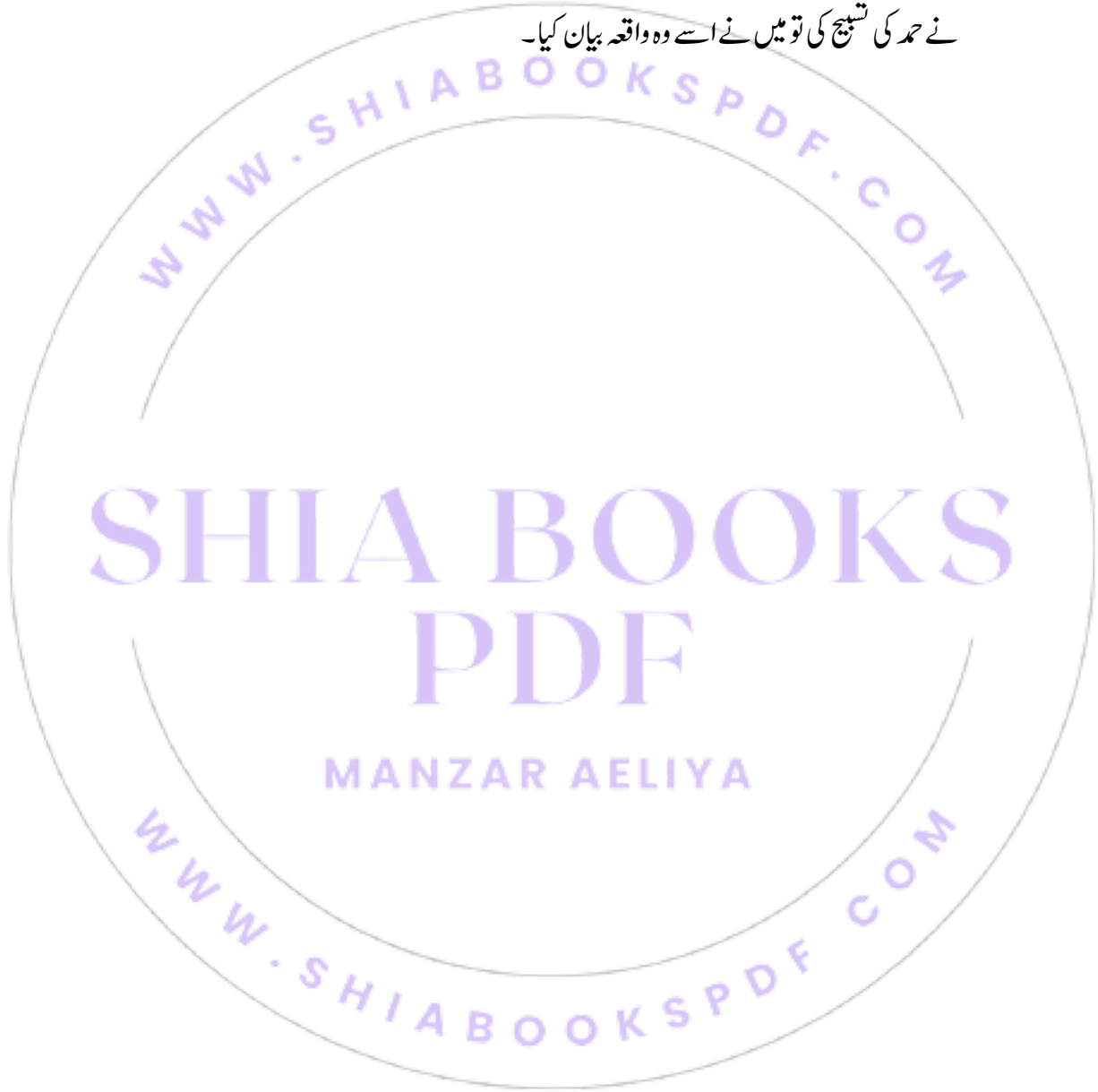
فرمایا: خدا کی قسم ہاں، میرے والد گرامی اس مقام پہ پہنچ گئے ہیں جہاں رسول اکرم ﷺ اور
امیر المومنینؑ اور وہ افراد ہیں جو میرے لیے میرے والد گرامیؑ کے زندہ رہنے سے بھی زیادہ
عزیز تھے۔

پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: سبقت لے جانے والے تو آگے بڑھ جانے والے ہیں اور یہی
مقرب خدا ہیں، اس سے مراد وہ شخص جو سب سے پہلے امام کی معرفت حاصل کرے جب امام
ظہور فرمائیں۔

پھر فرمایا: تیرے ساتھی کا کیا بنا؟ میں نے عرض کی، کونسا ساتھی؟ فرمایا: مقاتل بن مقاتل
جس کا چہرہ مخروطی اور گول اور ریش لمبی اور ناک ٹیزھی ہے، اور فرمایا: نہ میں نے اس سے
ملاقات کی ہے اور نہ وہ میرے پاس آیا ہے لیکن وہ ایمان لایا ہے اور تصدیق کی ہے تو اسے
نصیحت کی گئی ہے، راوی کہتا ہے، میں امام کی خدمت سے رخصت ہو کر اپنی مقام اقامت پہ گیا

۴۰۲ رجال ابو عمرو کشتی؛ معصومین کے فرامین کا مجموعہ: ج ۶

تو اچانک وہاں مقاتل کو سویا ہوا پایا تو میں نے اسے حرکت دی اور اس سے کہا: تیرے لیے میرے پاس ایک بشارت ہے جب تک ۱۰۰ دفعہ خدا کی حمد نہ بجالاو میں نہیں بتاؤں گا، تو اس نے حمد کی تسبیح کی تو میں نے اسے وہ واقعہ بیان کیا۔



حمزہ بن بزلیحؓ

۲۵۶۔ رجال کشی، ۶۱۵، ن ۷۱۴، منتہی المقال، ۳ ص ۱۲۹، ن ۱۰۱، تنقیح المقال، ج ۲، ص ۱۹۰-۱۹۹، ن ۱۳۵۱، معجم رجال الحديث، ج ۷ ص ۷۷، ن ۴۰۳۵، شیخ طوسی نے رجال میں اصحاب الرضا، ن ۳۶ میں ذکر فرمایا، شیخ نے کتاب الغیبة، ط نجف ۴۲، ط محققہ، ۶۳، ج ۶۵، ایک گروہ کے واقفی ہونے کے سبب کو یوں بیان کیا: بیان السبب الباعث لقوم علی القول بالوقف: "فروی الثقات إن اول من اظهر هذا الاعتقاد علی بن ابی حمزة البطائنی، وزیاد بن مروان القندی، و عثمان بن عیسیٰ الرواسی، طمعوا فی الدنیا و مالوا الی حطامها و استمالوا قوما فبذلوا لهم شینا مما اختاروه من الاموال نحو حمزة بن بزلیح، و ابن مکاری، و کرام الشعمی و امثالهم" (انتہی) یعنی ثقہ راویوں نے نقل کیا کہ سب سے پہلے اس اعتقاد کو بطائنی، قندی اور رواسی نے دنیا و اس کے مال و دولت کے طمع میں اظہار کیا تو انہوں نے لوگوں کو خریدنے کے لیے لوٹے ہوئے اموال سے حمزہ بن بزلیح اور ابن مکاری اور کرام شعمی وغیرہ کو خرید لیا۔

پھر اس مطلب کے اثبات کے لیے کئی روایات نقل کیں: ان میں سے ایک یہ ہے: مارواه عن احمد بن محمد بن یحییٰ، عن ابیہ، عن محمد بن الحسین ابن ابی الخطاب، عن صفوان بن یحییٰ، عن ابراہیم بن یحییٰ بن ابی البلاد، قال: قال الرضا علیہ السلام: ما فعل الشقی حمزة بن بزلیح؟ قلت: هو ذا هو قد قدم، فقال علیہ السلام: یزعم ان ابی حنیفہ؟! ہم الیوم شکاک ولا یوکلون غدا الا علی الزندقۃ۔ حدیث ۷۲۔

ابراہیم بن یحییٰ نے امام رضا سے روایت کی، فرمایا: شقی حمزہ بن بزلیح کا بیابنا؟

میں نے عرض کی وہ آیا ہوا ہے؟

آپ نے فرمایا: وہ گمان کرتا ہے کہ میرا باپ زندہ ہے وہ آج شک کی حالت میں ہیں اور کل وہ زندیق ہو کر مر جائیں گے۔ پس شیخ طوسی کی شہادت سے ثابت ہوا کہ وہ واقفی ہے اور اس کی تائید اس روایت سے ہوئی اگرچہ اس کی سند میں احمد بن محمد بن یحییٰ ہے جس کی توثیق نہیں ہوئی اور پھر شیخ طوسی نے اس کی طرف اپنی سند بھی ذکر نہیں کی لیکن اس سے فقط تائید مقصود ہے لیکن علامہ حلی نے اسے اپنے رجال میں قسم اول، ن ۵ باب ۳ از فصل حاء میں ذکر کیا کہ یہ اس گروہ کے صالحین و نیوکاروں اور ثقہ و معتد علماء میں سے تھا، اور کشی کی یہی روایت ذکر کی جس میں امام رضا نے اس پر رحمت کی دعا کی اور فرمایا: یہ سند میرے نزدیک ثابت نہیں ہے: إنه من صالحہ ہذہ الطائفة وثقاتہم کثیر العلم... ہذا الطريق لم تثبت صحۃ عندی۔

۱۱۴۷ رَوَى أَصْحَابُنَا عَنْ الْفَضْلِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْغَفَّارِ الْمَكْفُوفِ، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ صَالِحِ الْخُثْعَمِيِّ، قَالَ، ذُكِرَ بَيْنَ يَدَيَّ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) حَمْزَةُ بْنُ بَزِيعٍ فَتَرَحَّمَ عَلَيْهِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّهُ كَانَ يَقُولُ بِمُوسَى وَ يَقِفُ عَلَيْهِ! فَتَرَحَّمَ عَلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: مَنْ جَحَدَ حَقِّي كَمَنْ جَحَدَ حَقَّ آبَائِي.

حسن بن حسین بن صالح خثعمی کا بیان ہے کہ امام رضاؑ کے پاس حمزہ بن بزیع کا ذکر ہوا تو آپ نے اس کے لیے دعائے رحمت کی، تو کہا گیا: وہ تو امام موسیٰ کی امامت پر توقف کا قائل تھا اور آپ کی امامت کا قائل نہ تھا؟ تو آپ نے اس کے لیے دعائے رحمت کی پھر فرمایا: جس نے میرے حق کا انکار کیا گویا اس نے میرے آباء کے حق کا انکار کیا۔

SHIA BOOKS

یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ فضل بن کثیر مہمل ہے اور حسن بن حسین بن صالح مجہول ہے تو اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا، اور خود علامہ حلی کی توثیق کا مصدر نجاشی کی عبارت ہے جیسا کہ تفریثی، میرزا استرآبادی اور صاحب معالم نے اپنی کتاب المستقی میں ذکر کیا: نجاشی نے فرمایا: محمد بن اسماعیل بن بزیع، ابو جعفر مولیٰ المنصور ابی جعفر، وولد بزيع بيت منهم حمزة بن بزيع، كان من صالحى هذه الطائفة وثقاتهم كثير العلم، له كتب...، یعنی محمد بن اسماعیل بن بزیع، ابو جعفر مولیٰ المنصور ابی جعفر اور بزیع کی اولاد میں سے حمزہ بن بزیع بھی تھا اور وہ اس گروہ کے صالحین و نیکوکاروں اور ثقہ و معتمد علماء میں سے تھا۔

علامہ حلی نے اس عبارت سے سمجھا کہ وہ سے مراد حمزہ ہے حالانکہ اس سے مراد محمد بن اسماعیل ہے کیونکہ بعد میں اسی کی کتابوں کا ذکر ہے اور درمیان میں (جملہ: منہم حمزہ بن بزیع) جملہ معترضہ ہے اس طرح نجاشی کے کلام میں بہت زیادہ ہوتا ہے جیسا کہ ترجمہ حسن بن علوان میں بھی ہے، خلاصہ یہ کہ یہ شخص واقعی ہے اور اسکی وثاقت ثابت نہیں ہے، یہ شخص ۱۱ روایات میں آیا ہے اس نے امام باقر، امام صادق، اور امام کاظم اور عبداللہ بن سنان، علی بن سوید، علی سائی سے روایت کی اور اس سے ان تمام موارد میں اس کے پیچھے محمد بن اسماعیل بن بزیع نے روایت کی۔

ابو صلت عبد السلام بن صالح ہرویؒ

۲۵۷۔ ابن الجبید، ص ۳۲، ۲۵، ابن محرز، ۲۴۱، احوال الرجال جوزجانی، ن ۹۷، المعرفة والتاریخ، ج ۳ ص ۷۷، ضعفاء عقیلی، ورقہ ۱۲۹، الجرح والتعديل: ن ۶، ۲۵۷، المجروحین ابن حبان: ۲ ص ۱۵۱، الکامل ابن عدی: ۲ ورقہ ۳۱۵، سنن دار قطنی: ۱۱ ص ۱۱۰، الضعفاء ابی نعیم اصفہانی، ن ۱۴۰، تاریخ بغداد: ۱۱ ص ۴۶-۵۱، السابق واللاحق، ص ۸۵، ضعفاء ابن جوزی: ورقہ ۹، سیر اعلام النبلاء، ذہبی ۱۱ ص ۴۶، الکشف: ۲ ص ۳۱۳، دیوان الضعفاء، ن ۲۵۲، المغنی: ۲ ص ۶۹۴، میزان الاعتدال: ۲ ص ۵۰۵، تہذیب التہذیب ۲ ورقہ ۲۳۷، تاریخ الاسلام ذہبی، ورقہ ۵۱، رجال ابن ماجہ، ورقہ ۱۵، ۵۱، نہایۃ السؤل، ورقہ ۲۱۳، الکشف الحثیث: ن ۴۴۰، تہذیب التہذیب: ۶ ص ۳۱۹-۳۲۲، التقریب: ۱ ص ۵۰۶، خلاصۃ خزر جی: ۲ ص ۳۳۲، تہذیب الکمال مزی، تحقیق دکتر بشار عواد، ۱۸ ص ۳۳، سنن ابن ماجہ: ۱ ص ۲۵ (ردی ابن ماجہ عنہ، عن علی بن موسی الرضا عن ابیہ، عن جعفر بن محمد، عن ابیہ، عن علی بن بن ابی طالب قال: قال رسول اللہ ﷺ "ایمان: معرفۃ بالقلب، وقول باللسان، وعمل بالارکان؛ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایمان دل سے معرفت، زبان سے اقرار اور اعضاء سے عمل کرنے کا نام ہے۔ ذہبی نے اسے شیخ، عالم، عابد... بافضل و جلالت قرار دیا، عمر بن حسن بن علی بن مالک، نے باپ سے نقل کیا کہ میں نے یحییٰ بن معین سے ابی صلت ہروی، کے بارے میں پوچھا، تو فرمایا: ثقہ، صدوق، اور ابن حجر نے صدوق، اور حاکم نیشاپوری نے کہا: اسے امام اہل حدیث یحییٰ بن معین نے ثقہ و معتمد قرار دیا، اور مزی نے کہا: وہ ادیب، فقیہ، اور عالم تھا۔

ابن عدی نے ان کی یہ حدیث درج کی: عن النبی ﷺ لفاظیہ: "إما ترضین ان اللہ اطلع الی اہل الارض فاختار منہم رجلین، فجعل احدہما إماما والآخر بعک؛ نبی اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہؑ سے فرمایا: خدا نے اہل زمین میں دیکھا تو ان میں سے دو مردوں کو منتخب فرمایا: ایک تو تیرا باپ اور دوسرے کو تیرا شوہر قرار دیا۔

ذہبی نے باوجود اسے ثقہ قرار دینے کے دوسری جگہ دشمنی اہل بیت میں کہا: اسے ایک ہلاک ہونے والے نے بھی نقل کیا، میزان اعتدال ن ۶۵، اور اسی کتاب میں ن ۸۹۱۰ میں لیلیٰ غفاریہ سے نقل کیا کہ میں غزوات میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہوتا تھا زخمیوں کی مرہم کرتا تھا جب امام علیؑ جمل کے لیے چلے تو میں بھی ساتھ چلا، آگے حضرت عائشہ کو دیکھ مجھے شک ہوا میں عائشہ کے پاس حاضر ہوا اور کہا: علی کے بارے میں نبی ﷺ سے کچھ سنا تھا؟ کہنے لگیں: ہاں ایک بار علیؑ، نبی کے پاس آئے تو میرے اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان میں بیٹھ گئے میں نے کہا: آپ کو کوئی دوسری جگہ نظر نہیں آئی

۱۱۴۸ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ السِّنْسِنِيُّ، رَحِمَهُ اللَّهُ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، مِنَ الْعَامَّةِ قَالَ حَدَّثَنِي الْعَبَّاسُ الدُّورِيُّ، قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ نَعِيمٍ، يَقُولُ أَبُو الصَّلْتِ نَقَى الْحَدِيثِ وَرَأْيَانَهُ يَسْمَعُ وَلَكِنْ كَانَ شَدِيدَ التَّشْيِيعِ وَلَمْ يَرِ مِنْهُ الْكَذِبُ.

یحییٰ بن نعیم نے کہا: ابوصلت کی حدیث اچھی ہے ہم نے اس کو احادیث سنتے ہوئے دیکھا لیکن وہ شدت سے شیعہ تھا لیکن اس سے جھوٹ نہیں دیکھا۔

۱۱۴۹ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنِي أَبُو الْقَاسِمِ طَاهِرُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ أَحْمَدَ، ذَكَرَ أَنَّ مَوْلَاهُ بِالْمَدِينَةِ، قَالَ سَمِعْتُ بَرَكَةَ بْنَ الْحَسَنِ الْأَسْفَرَايِنِيَّ، يَقُولُ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ سَعِيدِ الرَّازِيَّ، يَقُولُ إِنَّ أَبَا الصَّلْتِ الْهَرَوِيَّ ثَقَّةٌ مَأْمُونٌ عَلَى الْحَدِيثِ إِلَّا أَنَّهُ يُحِبُّ آلَ رَسُولِ اللَّهِ (ص) وَكَانَ دِينُهُ وَمَذْهَبُهُ.

جو یہاں بیٹھ گئے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یا عائشہ، دعی اخی، فإنه أول الناس إسلاما، وآخر الناس بی عهداً عند الموت، وأول الناس [لی لقیا] يوم القيامة. عائشہ! جانے دے، یہ سب سے پہلے اسلام لانے والا، اور موت کے وقت سب سے آخر میں میرے ساتھ رہنے والا اور قیامت کے دن سب سے پہلے مجھے ملنے والا ہے۔ پھر ذہبی کہتا ہے: یہ ابوصلت متمم ہے، اسی طرح عقیلی اور دارقطنی نے اس کے عقیدہ آل محمد کی محبت سے جل کر اسے "غبیث رافضی" تک کہنے سے باک نہیں کی، اور ان سب کا حساب خدا کے پاس ہے، اندازہ کریں انہیں فضائل اہل بیت دیکھ کر کتنا جلن ہوتی ہے!۔

شیعہ مصادر: رجال نجاشی ۲۴۵/۶۳۳ (فرمایا: ثقة، صحيح الحديث، له كتاب وفاة الرضا)، رجال شیخ طوسی: ۳۸۰/۱۴ اصحاب الرضا، (عامی قرار دیا) رجال علامہ حلی ۱۱/۲، رجال ابن داود، ۱۲۹/۹۵۷، التحریر الطاووسی، شیخ حسن، ص ۳۲۵/۳۲۶، فائق المقال فی الحديث والرجال، ۵۴۵، نقد الرجال تفرشی، ۳۳/۲۹۱۲، رجال علی خاقانی، ص ۱۱، رجال الشیعة فی اسانید النبی، محمد جعفر طبسی، ط: قم، مؤسسة المعارف الاسلامیة، ۱۳۲۰ق، ص ۲۳۸/۷۱۔

احمد بن سعید رازی کا بیان ہے کہ ابوصلت ہروی ثقہ اور معتمد شخص ہے اور حدیث کے معاملے میں قابل اعتماد ہے لیکن وہ رسول اکرم ﷺ کی آل سے بے حد محبت کرتا تھا اور یہی اس کا دین و مذہب تھا۔

[تتمہ بحث]

تبصرہ: ابوصلت ہروی کی جلیل القدر خدمات کے پیش نظر یہاں اس کے بارے میں دیگر کتب حدیث و رجال سے کچھ احادیث ذکر کی جاتی ہیں:

رسول اکرم کی زیارت کی حقیقت

عبدالسلام بن صالح ہروی سے روایت ہے کہ میں نے امام علی بن موسیٰ رضاؑ سے عرض کی: اے فرزند رسول! اس حدیث کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں جس حدیث کو لوگ بیان کرتے ہیں کہ مومنین بہشت میں اپنے گھروں سے خدا تعالیٰ کو دیکھ رہے ہوں گے۔

آپ نے فرمایا: اے ابوصلت! خدا تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنے تمام پیغمبروں، فرشتوں اور مخلوق پر فضیلت دی ہے اور ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے اور ان کی پیروی کو اپنی پیروی قرار دیا ہے اور دنیا میں ان کی زیارت کرنے کو آخرت میں اپنی زیارت کرنا قرار دیا ہے جو شخص نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کرے گا گویا اس نے خدا کی اطاعت کی اور خدا نے فرمایا: اے میرے رسول ﷺ! جو شخص تیری بیعت کرے گا اس نے گویا میری بیعت کی اور خدا کا ہاتھ گویا مخلوق کے ہاتھ کے اوپر ہے اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے میری زندگی میں یا میرے مرنے کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے خدا کی زیارت کی اور نبی ﷺ کا درجہ بہشت میں بلند ترین درجہ ہے اور اگر کسی شخص نے بہشت میں اپنے درجے میں نبی اکرم ﷺ کی ان کے بلند درجات میں زیارت کی تو اس نے خدا تعالیٰ کی زیارت کی۔

ابو صلت کہتا ہے پھر میں نے عرض کی اس کا مطلب کیا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ کہنے کا ثواب یہ ہے کہ گویا اس نے خدا تعالیٰ کی زیارت کر لی۔

آپ نے فرمایا: اے ابو صلت! اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کا وصف ایسا بیان کرے کہ اس کا چہرہ اپنے جیسا یا لوگوں جیسا قرار دے تو وہ شخص کافر ہے لیکن انبیاء، رسول اور اس کی حجتیں رسول کے چہرے کی مانند ہیں کیونکہ مخلوق خدا ان ہستیوں کے ذریعے سے خدا تعالیٰ اور اس کے دین کی معرفت حاصل کرتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہر وہ شخص جو روئے زمین پر ہے وہ فناء ہو جائے گا لیکن خدا کا چہرہ باقی رہے گا۔

اور یہ بھی فرمایا: سوائے خدا کے چہرے کے ہر چیز ہلاک ہو جائے گی۔

پس قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے انبیاء، رسول اور ان کے وصیوں کی ان کے بلند درجات میں زیارت کرنا مومنین کے لیے عظیم ثواب ہے اور نبی اکرمؐ نے فرمایا: جو شخص میری اہل بیت اور عترت سے دشمنی کرے گا وہ قیامت کے دن میری زیارت نہ کر سکے گا اور نہ میں اس پر نظر کروں گا اور فرمایا: تم میں سے کچھ وہ ہیں جو مجھ سے جدائی اختیار کریں گے اور یہ وہی لوگ ہیں جو قیامت کے دن میری زیارت نہ کر سکیں گے۔

امام نے مزید فرمایا: خدا تعالیٰ کو کسی مکان یا شئی سے نسبت نہیں دی جاسکتی اسے آنکھوں اور وہم و خیال سے درک بھی نہیں کیا جاسکتا۔

جنت و جہنم کی خلقت

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کی: اے فرزند رسول! مجھے جنت اور جہنم کے بارے میں بیان فرمائیں کیا وہ ابھی خلق ہو چکی ہیں؟

فرمایا: ہاں وہ خلق ہو چکی ہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ جب شب معراج تشریف لے گئے تو وہ بہشت میں بھی داخل ہوئے اور جہنم کو بھی دیکھا۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: ایک گروہ کا خیال ہے کہ بہشت اور دوزخ ابھی خلق نہیں ہوئیں۔

امام نے فرمایا: یہ لوگ نہ ہم میں سے ہیں اور نہ ہم ان میں سے ہیں اور جو شخص جنت اور جہنم کے خلق ہونے کا انکار کرے اس نے نبی اکرم ﷺ کو جھٹلایا اور ہماری تکذیب کی اور اس کا ہماری ولایت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلتا رہے گا، خدا تعالیٰ فرماتا ہے: یہ وہی جہنم ہے جسے مجرمین جھٹلاتے تھے۔* وہ جہنم اور کھولتے ہوئے انتہائی گرم پانی کے درمیان گردش کرتے رہیں گے۔

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: جب مجھے معراج کے لیے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو جبریل میرا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں داخل ہوا اور بہشت کی کھجوریں مجھے کھانے کے لیے دیں جو میں نے تناول کیں اور اس سبب سے میرے صلب میں نطفہ قرار دیا جب میں زمین پر واپس آیا اور اس طرح فاطمہؑ میرے صلب سے حضرت خدیجہؑ کے رحم میں منتقل ہوئیں، اسی لیے فاطمہؑ زہراءؑ انسانوں کی شکل میں حور ہیں اور جب بھی مجھے جنت کی خوشبو کا شوق ہوتا ہے تو میں اپنی بیٹی فاطمہؑ کے جسم کو سونگھ لیتا ہے^{۲۵۸}۔

^{۲۵۸}۔ عیون اخبار الرضا، شیخ صدوق، باب ۱۱: ما جاء عن الرضا علی بن موسیٰ من الاخبار فی التوحید، ص ۱۰۵۔
 ۱۰۷ ج ۳، ترجمہ عیون، ج ۱ ص ۹۷-۹۸: حدثنا أحمد بن زیاد بن جعفر الهمدانی رضی اللہ عنہ قال: حدثنا علی بن ابراهیم بن ہاشم عن ابيہ ابراهیم بن ہاشم عن عبد السلام بن صالح الهروی قال: قلت لعلی بن موسی الرضا: یا بن رسول اللہ (ص) ما تقول فی الحديث الذی یرویه أهل الحديث: ان المؤمنین یزورون ربهم فی منازلهم فی الجنة فقال: یا أبا الصلت ان الله تبارک وتعالیٰ فضل نبیہ محمدا (ص) علی جمیع خلقه من النبیین والملائکة وجعل طاعته وامتاعته ومتابعته وزيارته فی الدنيا والاخره زیارته فقال عز وجل: (من يطع الرسول فقد اطاع الله) (النساء الاية ۸۰). وقال: (ان الذین یماءونک إنما یماءون الله ید الله فوق ایدیهم) (الفتح الاية ۱۰) وقال النبی (ص): من

اس روایت کی سند صحیح اور معتبر ہے^{۲۵۹} اور یہ عظیم مطالب پر مشتمل ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوصلت کس طرح امام رضاؑ سے عقائد اور کلام کے مسائل کو حل کیا کرتے تھے! اور امام اسے عقائد اور الہیات کے باب میں فضائل کے ابواب کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

زارنی فی حیاتی او بعد موتی فقد زار الله تعالى ودرجہ النبى (ص) فی الجنة ارفع الدرجات فمن زاره فی درجته فی الجنة من منزله فقد زار الله تبارک وتعالى۔

قال: فقلت له: يا بن رسول الله (ص) فما معنى الخبر الذى روه: ان ثواب لا اله الا الله النظر الى وجه الله تعالى فقال عليه السلام: يا ابا الصلت من وصف الله تعالى بوجه كالوجوه فقد كفر ولكن وجه الله تعالى انبياءه ورسله وحججه صلوات الله عليهم هم الذين بهم يتوجه الى الله عز وجل والى دينه ومعرفته وقال الله تعالى: (كل من عليها فان ويبقى وجه ربك ذو الجلال والاكرام) (الرحمن: الاية ۲۶ و ۲۷) وقال عز وجل (كل شى هالك الا وجهه) (سورة القصص: الاية ۸۸) فالنظر الى انبياء الله تعالى ورسله وحججه عليهم السلام فى درجاتهم ثواب عظيم للمؤمنين يوم القيامة وقد قال النبى (ص): من ابغض اهل بيتى وعترتى لم يرني ولم اره يوم القيامة وقال: ان فيكم من لا يرانى بعد ان يفارقنى يا ابا الصلت ان الله تبارک وتعالى لا يوصف بمكان ولا يدرك بالابصار والاوهام۔

قال: قلت له: يا ابن رسول الله فاخبرنى عن الجنة والنار اهما اليوم مخلوقتان؟ فقال: نعم وان رسول الله (ص) قد دخل الجنة وراى النار لما عرج به الى السماء قال: فقلت له: ان قوما يقولون: انهما اليوم مقدرتان غير مخلوقتين فقال عليه السلام: لا هم منا ولا نحن منهم من انكر خلق الجنة والنار كذب النبى (ص) وكذبنا وليس من ولايتنا شى ويخلد فى نار جهنم قال الله تعالى (هذه جهنم التى يكذب بها المجرمون يطوفون بينها وبين حميم آن) (الرحمن: الاية ۴۳-۴۴) وقال النبى (ص): لما عرج بى الى السماء اخذ بيدي جبرائيل عليه السلام فادخلنى الجنة فناولنى من رطبها فاكلته فتحول ذلك نطفه فى صلبى فلما هبطت الأرض واقعت خديجه فحملت بفاطمة عليها السلام ففاطمه حوراء انسبه فكلما اشتقت الى رائحه الجنة شممت رائحه ابنتى فاطمه عليها السلام۔

^{۲۵۹}۔ مگر افسوس کہ اردو ترجمہ کرنے والوں نے اس کا ترجمہ کرنے میں علی معیاروں کا خیال نہیں رکھا اور کئی جگہوں پر معنی توہین آمیز حد تک تبدیل ہو گیا کاش جو کام اردو زبان میں ہوئے ہیں ان کی

حقیقت ایمان اور ولایت امام علیؑ

- ابو صلت ہروی کی روایت ہے کہ مامون نے امام رضاؑ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا:

امامؑ نے فرمایا: خدا نے عرش، پانی اور ملائکہ کو آسمانوں اور زمین کی خلقت سے پہلے خلق کیا تو فرشتے اپنے آپ سے اور عرش و پانی سے خدا کے وجود پر استدلال کیا کرتے تھے پھر خدا نے عرش کو پانی پر قرار دیا تاکہ اس سے اپنی قدرت کو فرشتوں پر ظاہر کر سکے اور وہ جان لیں کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے پھر عرش کو اپنی قدرت سے بلند کر کے سات آسمان کے اوپر قرار دیا پھر آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں خلق کیا در حالانکہ وہ اپنی عرش پر غالب تھا اور اس چیز پر قادر تھا کہ اسے پلگ جھپکنے کے اندر اسے خلق کرے لیکن اس نے اسے چھ دنوں میں خلق کیا تاکہ ملائکہ کو دکھائے جو وہ ایک کے بعد دوسری چیز خلقت کرتا ہے تاکہ اس ایک کے بعد ایک پیدا ہونے والی چیزوں کے (حادث اور عارضی ہونے کے) ذریعے خدا کے وجود پر استدلال کیا جائے اور خدا نے عرش کو اس لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ اس کا محتاج تھا کیونکہ وہ تو عرش اور اپنی تمام مخلوقات سے غنی اور بے نیاز ہے اس کی یہ صفت بیان نہیں کی جاسکتی کہ وہ عرش پر موجود ہے کیونکہ وہ جسم و جسمانیات سے پاک ہے اور اپنی مخلوق کی صفتوں سے بلند ہے لیکن خدا نے اس آیت میں فرمایا تاکہ وہ ان کو آزمائے کہ ان میں سے کس کا عمل بہتر ہے پس خدا نے اپنی مخلوق کو خلق کیا تاکہ ان کو اپنی اطاعت اور عبادت کی ذمہ داری دیکر آزمائے

علمی تصحیح اور تنقیح کی جاتی اور انہیں معیاری بنانے کے لیے نظر ثانی ہوتی، دیگر کئی موارد میں بھی اس طرح فاحش اشتباہات دیکھے ہیں جن کی وجہ سے اس کی بہت ضرورت ہے ابھی اسی مورد میں حدیث کے آخری جملے کا ترجمہ ملاحظہ کریں: (عیون اخبار الرضا، شیخ صدوق، ترجمہ: سید تبشیر رضا کاظمی، ومنیر الحسن جعفری، ص ۹۹: اس لیے فاطمہ زہراء تمام عورتوں کی سردار ہیں جس کسی نے بہشت کی خوشبو کی خوشبو سوگھنا ہو وہ میرے بیٹی کے جسم کو سوگھ لے)۔

اور یہ امتحان اور تجربہ کے لیے بھی نہیں کیونکہ امتحان وہ لیتا ہے جو نتیجے سے واقف نہ ہو حالانکہ وہ ہر چیز سے ازل سے آگاہ ہے^{۲۶۰}۔

مامون نے کہا: آپ نے میری اس مشکل کو حل کر کے میرے غم کو دور کیا خدا آپ کو آسائش عطا فرمائے اور اس کے بعد کہا: اے فرزند رسول! اس آیت کا کیا معنی ہے؟ [اگر آپ کا پروردگار چاہتا تو تمام اہل زمین ایمان لے آتے، پھر کیا آپ لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کر سکتے ہیں؟* اور کوئی شخص اللہ کے اذن کے بغیر ایمان نہیں لا سکتا اور جو لوگ عقل سے کام نہیں لیتے اللہ انہیں پلیدی میں مبتلا کر دیتا ہے]^{۲۶۱}۔

^{۲۶۰}۔ حدثنا تمیم بن عبد اللہ بن تمیم القرشی قال: حدثنا أبي عن أحمد بن علي الانصاري عن أبي الصلت عبد السلام بن صالح الهروي قال: سأل المأمون أبا الحسن علي بن موسى الرضا عليهما السلام عن قول الله تعالى: (وهو الذي خلق السموات والأرض في ستة أيام وكان عرشه على الماء **ليبولوجم** ايكم احسن عملا) (هود: الاية ۷). فقال: ان الله تبارك وتعالى خلق العرش والماء والملائكة قبل خلق السموات والارض فكانت الملائكة تستدل بانفسها وبالعرش وبالماء على الله عز وجل ثم جعل عرشه على الماء ليظهر بذلك قدرته للملائكة فتعلموا انه على كل شيء قدير ثم رفع العرش بقدرته ونقله وجعله فوق السموات السبع ثم خلق السموات والارض في ستة ايام وهو مستولي على عرشه وكان قادرا على ان يخلقها في طرفه عين ولكنه تعالى خلقها في ستة ايام ليظهر للملائكة ما يخلقه منها شيئا بعد شيء فيستدل بحدوث ما يحدث على الله تعالى مره بعد مره ولم يخلق الله العرش لحاجه به إليه لانه غنى عن العرش وعن جميع ما خلق لا يوصف بالكون على العرش لانه ليس بجسم تعالى عن صفه خلقه علوا كبيرا وأما قوله عز وجل: (**ليبولوجم** ايكم احسن عملا) فانه عز وجل خلقهم ليبولوجم بتكليف طاعته وعبادته لا على سبيل الامتحان والتجربه لانه لم يزل عليهما بكل شيء.^{۲۶۱} ان آيات کی تفسیر اور اس حدیث کی وضاحت کے لیے رجوع کریں: المیزان فی تفسیر القرآن، ج ۱۰، ص: ۱۲۶، تفسیر روح البیان، ج ۳، ص: ۸۴، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم، ج ۶، ص:

امام رضاؑ نے فرمایا: مجھے میرے والد گرامی موسیٰ بن جعفرؑ نے اپنے باپ جعفر بن محمدؑ کے واسطے سے ان کے باپ محمد بن علیؑ سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی علی بن حسینؑ کے واسطے سے اپنے باپ حسین بن علیؑ سے اور انہوں نے اپنے باپ امام علی ابن ابی طالبؑ سے روایت کی کہ مسلمانوں نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کی: اگر آپ ان لوگوں پر زبردستی اور جبر کریں جن پر آپ کو غلبہ اور فتح نصیب ہوئی ہے تو ہماری تعداد زیادہ ہو جائے گی اور ہم اپنے دشمن کے مقابلے میں زیادہ قوی اور طاقتور ہو جائیں گے تو نبی اکرمؐ نے فرمایا: میں خدا سے اس حالت میں ملاقات نہیں کرنا چاہتا کہ میں نے کوئی ایسی بدعت ایجاد کی ہو جس کا حکم خدا کی طرف سے نازل نہیں ہوا اور نہ میں کسی پر زبردستی کرنے والا ہوں تو خدا نے یہ آیت نازل کی کہ اگر آپ کا خدا چاہتا تو زمین کے تمام لوگ اس پر جبر اور اضطراب کے ساتھ دنیا میں اسی طرح ایمان لے آتے جس طرح آخرت میں عذاب کا مشاہدہ کر کے وہ ایمان لے آئیں گے لیکن اگر میں ان کے ساتھ ایسا کروں تو وہ مجھ سے کسی ثواب اور مدح کے مستحق نہیں ہونگے لیکن میں ان سے یہ چاہتا ہوں کہ وہ اپنے اختیار اور ارادے سے بغیر کسی مجبوری اور جبر

۱۸۱، التبیان فی تفسیر القرآن، ج ۵، ص: ۳۳۵ تفسیر نمونہ، ج ۸، ص: ۳۹۰، البرہان فی تفسیر القرآن، ج ۳، ص: ۶۵، تفسیر نور الثقلین، ج ۲، ص: ۳۳۱، سواطع الالہام فی تفسیر القرآن، فیضی دکنی ہندی، ج ۳، ص: ۴۶۶ ان کی عبارت ان کی پوری تفسیر کی طرح ان حروف سے خالی سے جن میں نقطہ ہے: وَلَوْ شَاءَ اَرَادَ اللّٰهُ رَبُّكَ مَلِكَ الْعَالَمِ كُلِّهٖ لَآمَنَ اَسْلَمَ سَدَا مِنْ اَرْهَاطِ حَلَّوْا فِي الْاَرْضِ الرِّمَکَاءِ كُلُّهُمْ عَمُوْمًا جَمِیْعًا مَعًا فَانْتَ مُحَمَّدٌ (ص) تُکْرِهُ سَطُوْا النَّاسَ اَوْلَادِ اَدَمَ وَ مَا اَرَادَ اللّٰهُ اِسْلَامَهُمْ حَتّٰی یَكُوْنُوْا هٰؤُلَاءِ مُؤْمِنِیْنَ (۹۹) لَکَ وَاُوَامِرُکَ وَ مَا کَانَ مَا صَحَّ لِنَفْسٍ مَا اَنْ تُؤْمِنَ اِسْلَامَهَا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ رُوْدَهٗ اَوْ عِلْمِهٖ اَوْ حَکْمِهٖ وَ یَجْعَلُ اللّٰهُ الرَّجْسَ الْاِصْرَ وَ الْحَدَّ اَوْ الْحَرْدَ اَوْ الْوَسُوْاسَ الْمَارِدَ مُسْلَطًا عَلٰی الْمَلَاۤئِکِیْنِ لَا یَعْقِلُوْنَ (۱۰۰) حدودہ و اوامره و احکامہ، مرآۃ العقول فی شرح اخبار آل الرسول، ج ۲، ص: ۲۵۴۔

کے ایمان لے آئیں تاکہ وہ میرے قرب اور کرامت اور ہمیشہ جنت میں رہے کے مستحق ہو جائیں [پھر کیا آپ لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کر سکتے ہیں؟] ۲۲۔

اور خدا کے اس فرمان [اور کوئی شخص اللہ کے اذن کے بغیر ایمان نہیں لا سکتا] کا معنی یہ نہیں کہ اس نے لوگوں کے ایمان لانے کو حرام قرار دیا ہے، بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ کوئی نفس ایمان نہیں لاتا مگر خدا کے اذن کے اذن سے اور اس کا اذن یہی ہے کہ اس نے اسے ایمان لانے کا حکم دیا ہے اسے ایمان اور عبادت کے لیے ہر گز مجبور نہیں کیا کیونکہ اگر ایسا ہو تو جب اس سے اضطراب ہو تو اس کا ایمان ختم ہو جائے۔

مامون نے کہا: اے ابوالحسن! آپ نے میری مشکل حل کی ہے خدا آپ کی مشکلات کو حل کرے، پھر کہا: مجھے اس آیت کے معنی کے بارے میں خبر دیں: [جن کی نگاہیں ہماری یاد سے پردے میں پڑی ہوئی تھیں اور وہ کچھ سن بھی نہیں سکتے تھے]۔

۲۲۔ فقال المؤمن: فرجت عني يا أبا الحسن عليه السلام فرج الله عنك ثم قال له: يا بن رسول الله فما معنى قول الله عز وجل: (ولو شاء ربك لآمن من في الأرض كلهم جميعا أفأنت تكره الناس حتى يكونوا مؤمنين وما كان لنفس أن تؤمن إلا بأذن الله) (يونس: الآية ۹۹ و ۱۰۰). فقال الرضا عليه السلام: حدثني أبي موسى بن جعفر عن أبيه جعفر بن محمد عن أبيه محمد بن علي عن أبيه علي بن الحسين بن أبيه الحسين بن علي عن أبيه علي بن أبي طالب عليهم السلام قال: ان المسلمين قالوا لرسول الله (ص): لو أكرهت يا رسول الله من قدرت عليه من الناس على الاسلام لكثرت عدونا وقويننا على عدونا فقال رسول الله (ص): ما كنت لآلقى الله عز وجل ببدعه لم يحدث الي فيها شيئا وما انا من المتكلفين فانزل الله تعالى عليه يا محمد (ولو شاء ربك لآمن من في الأرض كلهم جميعا) على سبيل الاجاء والاضطرار في الدنيا كما يؤمنون عند المعاينة ورؤيه الباس في الاخرة ولو فعلت ذلك بهم لم يستحقوا مني ثوابا ولا مدحا لكني اريد منهم ان يؤمنوا مختارين غير مضطرين ليستحقوا مني الزلفى والكرامة ودوام الخلود في جنه الخلد (افأنت تكره حتى يكونوا مؤمنين) -

امام رضاؑ نے فرمایا: آنکھ کا بند ہونا کسی چیز کے سمجھنے میں رکاوٹ نہیں ہوتا کیونکہ کسی ذکر کو آنکھ سے نہیں دیکھا جاتا بلکہ کان سے سنا جاتا ہے لیکن اس آیت میں خدا نے امام علی بن ابی طالبؑ کی ولایت کے منکروں کو نابینوں سے تشبیہ دی ہے کیونکہ وہ امام علیؑ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کے فرمان کو سنگین سمجھتے تھے اور ان کو سننے کی طاقت نہیں کر پاتے تھے۔ مامون نے کہا: آپ نے میری مشکل حل کی ہے خدا آپ کی مشکلات کو حل کرے ۲۶۳۔

امام علیؑ تقسیم النار والجنة

ابوصلت سے مروی ہے کہ ایک دن مامون نے امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کی: اے ابوالحسن! مجھے بتائیں وہ کونسا سبب ہے جس کی بناء پر آپ کے جد بزرگوار حضرت ابن ابی طالبؑ کو بہشت و دوزخ کا تقسیم کرنے والا بنایا گیا ہے؟ ۲۶۴ میں نے اس بارے میں بہت سوچ

۲۶۳۔ وأما قوله تعالى: (وما لنفس ان تؤمن إلا باذن الله) فليس ذلك على سبيل تحريم الايمان عليها ولكن على معنى انها ما كانت لتؤمن إلا باذن الله واذنه امره لها بالايمان ما كانت مكلفه متعبده والجاه اياها الى الايمان عند زوال التكليف والتبعد عنها فقال المأمون: فرجت عنى يا أبا الحسن فرج عنك فاخبرنى عن قول الله تعالى: (الذين كانت اعينهم فى غطاء عن ذكرى وكانوا لا يستطيعون سمعا) (الكهف: الاية ۱۰۱). فقال عليه السلام: ان غطاء العين لا يمنع من الذكر والذكر لا يرى بالعين ولكن الله عز وجل شبه الكافرين بولاية على بن أبى طالب عليهما السلام بالعميان لانهم كانوا يستقلون قول النبى (ص) فيه: فلا يستطيعون له سمعا فقال المأمون: فرجت عنى فرج الله عنك۔ عيون إخبار الرضا، شيخ صدوق، ص ۱۲۳-۱۲۴ ح ۳۳، شرح اصول کافی مازندرانی ص ۷۳-۷۴، منذ امام رضا، ص ۳۴۵ ح ۱۱۱، بحار الانوار ص ۴۹-۵۰، یہ حدیث امام علیؑ سے بھی منقول ہے: میزان الحکمة ص ۳۶۳، تفسیر نور الثقلین، ج ۲، ص: ۳۳۱، مرآة العقول فی شرح اخبار آل الرسول، ج ۲، ص: ۲۵۴۔

۲۶۴۔ النہایہ جزری ۴: ۶۱، الصواعق المحرقة: ۱۲۶، مناقب ابن مغازی: ۶۷، مناقب خوارزمی: ۲۰۹ و ۲۳۶، فرادہ المصطفیٰ: ۳۲۵ و ۲۵۳، ترجمہ الامام علیؑ، تاریخ دمشق ۲: ۲۴۳-۲۴۶، شرح ابن ابی الحدید: ۱۶۵، لسان المیزان ۳: ۲۴۷، بشارۃ المصطفیٰ: ۱۲۲۔

بچار کی ہے لیکن یہ ثابت نہ ہو سکا کہ آخر کس مفہوم میں علیؑ جنت اور جہنم کے تقسیم کرنے والے ہیں؟

آپ نے فرمایا: اے امیر! کیا تو نے اپنے آباء و اجداد سے عبد اللہ بن عباس کی یہ حدیث نقل نہیں کی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا کہ امام علیؑ کی محبت ایمان اور ان کا بغض کفر ہے؟

اس نے جواب دیا: ہاں میں نے یہ روایت نقل کی ہے۔

امام نے فرمایا: بہشت اور دوزخ کی تقسیم بھی امام علیؑ کی دوستی اور دشمنی کی بنیاد پر ہوگی جو حضرت امام علیؑ کا دوست ہوگا اسے جنت ملے گی اور جو آپ کا دشمن ہوگا وہ جہنم رسید ہوگا لہذا امام علیؑ ہی جنت اور جہنم تقسیم کرنے والے ہیں۔

مامون نے کہا: خدا مجھے آپ کے بعد زندہ نہ رکھے، اے ابوالحسن! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ہی حقیقی معنی میں نبی اکرم ﷺ کے علم کے وارث ہیں۔ ابوصلت کا بیان ہے کہ اس گفتگو کے بعد جب امام رضاؑ اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے تو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی: اے فرزند رسول! آپ نے مامون کو واقعا بہترین جواب دیا ہے!

امام نے فرمایا: اے ابوصلت! یہ جواب تو میں نے مامون کی معلومات کی مناسبت سے دیا تھا ورنہ میں نے اپنے والد گرامی سے اور انہوں نے اپنے آباء و اجداد سے یہ حدیث نقل کی کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے علیؑ! تو قیامت کے دن جنت و جہنم کو تقسیم کرنے والا ہے، تو جہنم سے کہے گا: یہ میرا حصہ ہے اور یہ تیرا حصہ ہے ۲۶۵۔

۲۶۵۔ عیون اخبار الرضا، شیخ صدوق، ص ۹۲ ح ۳۰ باب ۳۱ ترجمہ عیون ۲ ص ۶۸، کچھ تصحیح کے ساتھ جیسے آخری جملے کا ترجمہ انہوں نے لکھا ہے: قیامت کے دن جہنم کہے گی: یہ میرا حصہ ہے اور یہ تیرا (جنت کا) حصہ ہے حالانکہ یہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے الفاظ کے خلاف ہے، غور کریں: حدثنا تمیم بن عبد اللہ بن تمیم القرشی قال:

عصمت انبیاء کا دفاع

ابوصلت ہروی کا بیان ہے کہ جب مامون نے اہل اسلام کے علاوہ دیگر ادیان؛ یہودی، نصرانی، مجوسی اور صابئین کے علماء اور مناظرین کو امام علی بن موسیٰ رضاؑ سے بحث و مناظرہ کرنے کے لیے اکٹھا کیا تو ان میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس نے امامؑ سے مناظرہ کرنے کی کوشش کی ہو اور امام نے اس طرح اسے لاجواب کر کے خاموش نہ کر دیا ہو جیسے اس کے منہ میں ایک ایسا پتھر ٹھونس دیا گیا ہے جس کی وجہ سے وہ بولنے پر قادر نہیں ہوتا۔

اس دوران علی بن محمد بن جهم نامی ایک عالم کھڑا ہوا اور اس نے عرض کی: کیا آپ اس امر کے قائل ہیں کہ انبیاء معصوم ہوتے ہیں اور ان سے کوئی معصیت اور گناہ سرزد نہیں ہوتا

امام نے جواب دیا: ہاں۔

اس نے عرض کی: آپ قرآن کی ان آیات کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

حدثنی أبی عن أحمد بن علی الانصاری عن أبی الصلت الہروی قال: قال المأمون یوما للرضا علیہ السلام یا أبا الحسن أخبرنی عن جدک أمیر المؤمنین بأی وجه هو **قسیم** الجنة والنار وبأی معنی فقد کثر فکری فی ذلک؟ فقال له الرضا علیہ السلام: یا أمیر المؤمنین ألم ترو عن أبیک عن آبائه عن عبد الله بن عباس أنه قال: سمعت رسول الله (ص) یقول: حب علی إیمان وبغضه کفر؟ فقال: بلی فقال الرضا علیہ السلام: فقسمة الجنة والنار إذا كانت علی حبه وبغضه فهو **قسیم** الجنة والنار، فقال المأمون: لا أبقانی بعدک یا أبا الحسن أشهد أنک وارث علم رسول الله (ص)۔

قال: أبو الصلت الہروی: فلما انصرف الرضا علیہ السلام إلى منزله أتیتہ فقلت له: یا بن الله (ص) ما أحسن ما أجبت به أمیر المؤمنین؟ فقال الرضا علیہ السلام: یا أبا الصلت إنما کلمته حیث هو ولقد سمعت أبی یحدث عن آبائه عن علی علیہ السلام إنه قال: قال: رسول الله (ص): یا علی أنت **قسیم** الجنة یوم القيامة تقول للنار: هذا لی وهذا لک۔

- ۱۔ حضرت آدمؑ نے معصیت کی اور گمراہ ہو گئے۔
- ۲۔ اور ذوالنون [حضرت یونس بن ممتی] کو بھی (اپنی رحمت سے نوازا) جب وہ غصے میں چل دیے اور خیال کرنے لگے کہ ہم ان پر سختی نہیں کریں گے۔
- ۳۔ اور حضرت یوسفؑ کے بارے میں فرمایا: زلیخا نے یوسف کا قصد کیا اور یوسف نے اس کا قصد کیا۔
- ۴۔ اور حضرت داؤدؑ کے بارے میں فرمایا: داؤد نے خیال کیا ہم نے انہیں آزمایا ہے۔
- ۵۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کے بارے میں فرمایا: وہ بات آپ اپنے دل میں چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ ظاہر کرنا چاہتا تھا۔
- امام رضاؑ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا: اے علی! تجھ پر وائے ہو، خدا سے ڈر اور اس طرح کے فتیح اور برے اعمال کی نسبت خدا کے انبیاءؑ کی طرف نہ دے اور خدا کی کتاب کی اپنی مرضی کے مطابق تفسیر کرنے سے گریز کر، بے شک خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اس کی تاویل کو سوائے خدا اور را سخنین فی العلم کے کوئی نہیں جانتا ۲۶۲۔

۲۶۲۔ عیون اخبار الرضا، شیخ صدوق، ص ۲، باب ۱۷، ح ۱: حدثنا احمد بن زیاد بن جعفر الهمدانی رضی اللہ عنہ والحسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام المکتب وعلی بن عبد اللہ الوراق رضی اللہ عنہم قالوا: حدثنا علی بن ابراہیم بن ہاشم قال: حدثنا القاسم بن محمد البرمکی قال: حدثنا أبو الصلت الہروی قال: لما جمع المؤمن لعلی بن موسی الرضا علیہ السلام أهل المقالات من أهل الاسلام والديانات من اليهود والنصارى والمجوس والصابئين وسائر المقالات فلم یقم أحد إلا وقد الزمه حجته كانه القم حجرا قام إليه علی بن محمد بن الجهم فقال له: بن رسول الله اتقول بعصمه الانبياء؟ قال: نعم قال: فما تعمل فی قول الله عز وجل: (وعصى آدم ربه فغوى) (طه: الاية ۱۲۱) وفي قوله عز وجل: (وذا النون) إذ ذهب مغاضبا فظن ان لن نقدر عليه) (الانبياء: الاية ۸۷). وفي قوله عز وجل فی يوسف علیہ السلام: (ولقد همت به وهم بها) (يوسف: الاية ۲۴). وفي قوله عز وجل فی داود: (وظن داود إنما فتناه) (ص: الاية ۲۴) وقوله تعالى فی نبيه محمد (ص) (وتخفى فی نفسك ما الله مبديه) (الاحزاب: الاية ۳۷) فقال الرضا علیہ

آیات کے حقیقی معانی کا بیان

حضرت آدمؑ کے بارے میں آیت: (وعصى آدم ربه فغوى) کا معنی یہ ہے کہ خدا نے آدم کو اپنی زمین میں حجت اور اپنے شہروں اور ممالک میں اپنا خلیفہ بنانے کے لیے خلق کیا تھا اور ہر گز انہیں جنت کے لیے خلق نہیں کیا تھا اور حضرت آدمؑ نے وہ "ادا" جنت میں انجام دی اور ہر گز زمین میں ایسی کسی چیز کا ارتکاب نہیں کیا اور ان کے ضروری ہے کہ وہ زمین میں معصوم ہوں تاکہ وہ مقدرات امر خدا کو تکمیل دے سکے پس جب وہ زمین پر اترے اور انہیں حجت اور خلیفہ بنایا گیا تو وہ قرآن کی آیات کی گواہی سے معصوم تھے: فرمایا: بے شک خدا نے آدمؑ، آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام عالمین پر برگزیدہ فرمایا۔

اور حضرت یونسؑ کے بارے میں آیت (وذا النون إذ ذهب مغاضبا فظن ان لن نقدر عليه) میں "ظن" [استیقن] یقین کرنے کے معنی میں ہے اور آیت کا مفہوم یہ ہے کہ انہیں یقین تھا کہ خدا ہر گز ان کی رزق و روزی میں تنگی نہیں کرے گا، کیا تو نے اس آیت کو نہیں سنا فرمایا: اور جب اسے آزما لیتا ہے اور اس پر روزی تنگ کر دیتا ہے۔ اور اگر انہیں گمان ہوتا کہ خدا ان کو گرفت کرنے کی قدرت نہیں رکھتا تو وہ کافر ہو جاتے۔

اور حضرت یوسفؑ کے بارے میں آیت (ولقد همت به وهم بها) کا معنی یہ ہے کہ زلیخا نے معصیت کا ارادہ کیا تھا اور اگر وہ انہیں مجبور کرتی تو حضرت یوسفؑ نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا کیونکہ وہ انہیں بہت بڑے گناہ کی دعوت دے رہے تھے لیکن خدا نے ان سے اس کے

السلام: ويحك يا علي اتق الله ولا تنسب الى انبياء الله الفواحش ولا تتأول كتاب الله براكب فإن الله عز وجل قد قال: (ولا يعلم تأويله الا الله والراسخون) (آل عمران، ۷)۔

قتل اور برائی کی نوبت کو ٹال دیا اور وہ خود خدا تعالیٰ کا فرمان ہے: اس طرح ہم نے برائی اور فحشاء و زنا ان سے ٹال دیا^{۲۶۴}۔

اور حضرت داؤد کے بارے میں تم بتاؤ کہ تمہارے پہلے والے کیا کہتے ہیں؟
علی بن محمد بن جهم نے عرض کی: وہ کہتے ہیں کہ حضرت داؤد محراب عبادت میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اس دوران ابلیس ایک مرغ کی شکل میں ظاہر ہوا اور یہ مرغ نہایت ہی خوبصورت تھا، چنانچہ حضرت داؤد نے نماز توڑ دی تاکہ اس مرغ کو پکڑ لیں مرغ وہاں سے نکل کر گھر میں گھس گیا داؤد بھی اس کے پیچھے گھر کے صحن میں داخل ہوئے تو مرغ اڑ کر چھت پر چلا گیا تو حضرت داؤد بھی اس کے پیچھے چھت پر چڑھ گئے تو مرغ وہاں سے ساتھ والے گھر میں کود گیا جو اوریا بن حنان کا گھر تھا تو حضرت داؤد نے اس مرغ کو دیکھنے کے لیے اس گھر میں جھانکا تو اوریا کی بیوی کو غسل کرتے ہوئے دیکھا جب حضرت داؤد نے اسے دیکھا تو اس کی طرف مائل ہو گئے جبکہ اوریا بعض غزوات کے لیے گیا ہوا تھا تو انہوں نے اس کے

^{۲۶۴}۔ وأما قوله عز وجل في آدم: (وعصى آدم ربه فغوى) فإن الله عز وجل خلق آدم حجه في أرضه وخليفه في بلاده لم يخلقه للجنة وكانت المعصية من آدم في الجنة لا في الأرض وعصمته يجب أن يكون الأرض لیتهم مقادير أمر الله فلما اهبط إلى الأرض وجعل حجه وخليفه عصم بقوله عز وجل: (ان اصطفى آدم ونوحا وآل إبراهيم وآل عمران على العالمين) (آل عمران ۳۳)۔
وأما قوله عز وجل: (وذا النون إذ ذهب مغاضبا فظن ان لن نقدر عليه) إنما ظن بمعنى استيقن ان الله لن يضيق عليه رزقه الا تسمع قول الله عز وجل: (وأما إذا ما ابتليه ربه فقدر عليه رزقه) (الفجر ۱۶) أي ضيق عليه رزقه ولو ظن ان الله لا يقدر عليه لكان قد كفر وأما قوله عز وجل في يوسف (ولقد همت به وهم بها) فانها همت بالمعصية وهم يوسف بقتلها ان اجبرته لعظم ما تدخله فصرف الله عنه قتلها والفاحشة وهو قوله عز وجل: (كذلك لنصرف السوء والفحشاء) يعني القتل والزنا۔

سالار لشکر کو لکھا کہ اور یا کو تابوت کے آگے اگلے محاذ پر رکھے، اس نے اور یا کو آگے بھیجا مگر اور یا نے مشرکین پر فتح حاصل کر لی تو یہ امر حضرت داؤد کو ناگوار گزرا انہوں نے دوبارہ سالار لشکر کو لکھا کہ اور یا کو اگلے محاذ پر تابوت کے آگے رکھا جائے تو وہ قتل ہو گیا اور حضرت داؤد نے ان کی بیوی سے شادی کر لی ۲۶۸۔

۲۶۸۔ داؤد علیہ السلام کو پیش آمدہ واقعے کی حقیقت: قرآن مجید سے جو کچھ معلوم ہوتا وہ اس سے زیادہ نہیں کہ کچھ افراد داؤد خواہی کے لئے حضرت داؤد علیہ السلام کی محراب سے اوپر چڑھ کر آپ کی خدمت میں پہنچے۔ پہلے تو آپ گھبر گئے، پھر شکایت کرنے والے کی بات سنی۔ ان میں سے ایک کے پاس نانوے بھیڑیں تھیں، دوسرے کے پاس صرف ایک بھیڑ تھی، نانوے بھیڑوں والا اپنے بھائی پر زور دے رہا تھا کہ وہ ایک بھیڑ بھی اسے دے دے، آپ (ع) نے شکایت کرنے والے کو سچا قرار دیا اور دوسرے کے اصرار کو ظلم قرار دیا۔ پھر اپنے کام پر پشیمان ہوئے اور اللہ سے معافی کا تقاضا کیا۔ خدا نے آپ (ع) کو بخش دیا، یہاں دو تعبیر زیادہ غور طلب ہیں: ایک آزمائش اور دوسری استغفار اور توبہ۔ اس سلسلے میں قرآن نے کسی واضح امر کی نشاندہی نہیں کی لیکن قرآن میں غور و فکر اور ان آیات کی تفسیر کے سلسلے میں منقول روایات میں موجود قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام قضاوت میں بہت زیادہ علم و مہارت رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ آپ (ع) کو آزمائے لہذا آپ (ع) کو ایسے غیر معمولی حالات پیش آئے، مثلاً ان آدمیوں کا عام راستے سے ہٹ کر محراب کے اوپر سے آپ (ع) کے پاس آپہنچا) آپ (ع) نے جلد بازی کی اور اس سے پہلے کہ فریق ثانی سے وضاحت طلب کرتے آپ (ع) نے فیصلہ سنایا اگرچہ فیصلہ عادلانہ تھا۔ اگرچہ آپ (ع) بہت جلد اپنی اس لغزش کی طرف متوجہ ہو گئے اور وقت گزرنے سے پہلے اس کی تلافی کی لیکن بہر حال جو کام آپ (ع) سے سرزد ہوا تھا وہ نبوت کے مقام بلند کے شایان شان نہ تھا، اس لئے آپ (ع) نے ترک اولیٰ پر استغفار کی اور اللہ نے بھی انہیں عفو و بخشش سے نوازا۔

مذکورہ تفسیر کی شاہد وہ قرآنی اشارہ ہے جو زیر بحث قرآنی گفتگو کے فوراً بعد آئی ہے۔ اس میں حضرت داؤد علیہ السلام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے: "ہم نے تجھے زمین پر اپنا خلیفہ قرار دیا ہے، لہذا لوگوں کے درمیان حق و عدالت کے مطابق فیصلہ کر اور ہوا ہو اس کی پیروی نہ کر"۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی لغزش فیصلے کے طریقے میں تھی، لہذا اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو اس عظیم نبی (ع) کی شان اور مقام کے خلاف ہو۔

موجودہ تورات کی خرافاتی داستان: اب ہم تورات کی طرف رجوع کرتے ہیں تاکہ دیکھیں کہ وہ اس سلسلے میں کیا کہتی ہے: نیز بعض افراد نے جو تفسیریں کی ہیں (تفسیر قمری ص ۲۳۰-۲۳۳، البرہان فی تفسیر القرآن، ج ۴، ص: ۶۴۶ تفسیر نور ثقلین ص ۴۷-۴۸ ج ۲۴، تفسیر صافی ص ۲۹۵، الدر المنثور فی تفسیر الماتور، ج ۵، ص: ۳۰۱، بیان المعانی، ج ۱، ص: ۳۰۵، التفسیر المظہری، ج ۸، ص: ۱۶۳، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ج ۲۳،

ص: ۹۰، الجامع لأحكام القرآن، قرطبی ج ۱۶، ص: ۱۶۶، المصنف فی الأحادیث والآثار، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی، نشر: مکتبہ رشد، ریاض، ۱۴۰۹، تحقیق: کمال یوسف حوت، ج ۳۱۸۹۳۔

ان کی اصل خبر بھی تلاش کرتے ہیں تو ریت کی دوسری کتاب اشموئیل کی فصل ۱۱ میں جملہ ۲ تا ۲۷ میں یوں بیان کیا گیا ہے: اس داستان کا خلاصہ کچھ یوں ہے کہ ایک روز داؤد (ع) اپنے محل کی چھت پر جاتے ہیں۔ ساتھ والے گھر میں ان کی نظری پڑتی ہے تو انھیں ایک عورت غسل کرتے ہوئے، برہنہ دکھائی دیتی ہے۔ وہ اس کے عشق میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پھر جیسے بن پڑتا ہے اسے اپنے گھر لے آتے ہیں اور وہ داؤد (ع) سے حاملہ ہو جاتی ہے۔ اس عورت کا شوہر لشکر داؤد (ع) کا ایک اہم افسر تھا۔ وہ ایک پاک طینت اور باصفا شخص تھا۔ داؤد (ع) (نعوذ باللہ) ایک بزدلانہ سازش کے ذریعے اسے ایک خطرناک جنگ میں بھجوا کر قتل کروا دیتے ہیں اور پھر اس کی بیوی کو قانونی طور پر اپنے نکاح میں لے آتے ہیں۔ اب آپ داستان کا باقی حصہ موجودہ توریت کی زبانی سنیں۔ اسی کتاب دوم اشموئیل (ع) کی ۱۲ ویں فصل میں ہے۔ خداوند نے "ناٹان" (جو بنی اسرائیل کے ایک نبی اور جناب داؤد (ع) کے مشاور تھے) کو داؤد (ع) کے پاس بھیجا اور کہا: ایک شہر میں دو آدمی رہتے تھے۔ ایک امیر تھا دوسرا غریب، امیر آدمی کے پاس بہت سی بھیڑیں اور گائیں تھیں۔ غریب کے پاس بھیڑ کے ایک بچے کے سوا کچھ نہ تھا۔ ایک روز ایک مسافر امیر آدمی کے یہاں آیا۔ اس نے اپنی بھیڑوں میں سے مہمان کے لئے غذا تیار کرنے میں پس و پیش کیا۔ غریب کا بھیڑ کا بچہ لے کر اسے ذبح کر دیا۔ اب کیا ہونا تھا، داؤد (ع) انتہائی غصے ہوئے۔ ناٹان سے کہنے لگے: "بخدا جس نے یہ کام کیا وہ قتل کا مستحق ہے، اسے ایک بھیڑ کی جگہ پر چار بھیڑیں دینی چاہئیں۔ لیکن ناٹان نے داؤد (ع) سے کہا: "وہ شخص تو ہے۔" داؤد (ع) اپنے غلط کام کی طرف متوجہ ہوئے اور توبہ کی اور اللہ نے ان کی توبہ قبول کی لیکن اس کے باوجود ان پر بھاری مصیبتیں آئیں۔ اس مقام پر توریت میں ایسی عبارت ہے جس کے ذکر سے قلم کو شرم آتی ہے لہذا ہم اس سے صرف نظر کرتے ہیں۔ توریت کی داستان کے اس حصے میں بعض نکات خصوصیت کے ساتھ قابل غور ہیں، مثلاً:

۱۔ حضرت داؤد (ع) کے پاس کوئی شخص قضاوت کے لئے نہیں آیا، بلکہ ان کے ایک مشیر جو نبی تھے انھوں نے نصیحت کے طور پر ان سے ایک داستان بیان کی۔ اس میں دو بھائیوں کا واقعہ اور ان میں سے ایک کا دوسرے سے تقاضا کرنا مذکور نہیں ہے بلکہ ایک امیر اور ایک غریب آدمی کا ذکر ہے جن میں سے ایک کے پاس بہت سی بھیڑیں اور گائیں تھیں جبکہ دوسرے کے پاس بھیڑ کا صرف ایک بچہ تھا لیکن امیر آدمی نے اپنے مہمان کے لئے غریب آدمی کی بھیڑ کا بچہ ذبح کر دیا، اس واقعے میں نہ مخراب کی دیوار سے اوپر جانے کا ذکر ہے، نہ آپ (ع) کے وحشت زدہ ہو جانے کی بات ہے، نہ دو بھائیوں کے دعوے کا معاملہ ہے اور نہ ہی توبہ و بخشش کی درخواست کا بیان ہے۔

۲۔ داؤد (ع) نے اس ظالم امیر شخص کو قتل کا مستحق سمجھا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک بھیڑ کے لئے آخر قتل

کیوں؟

۳۔ ساتھ ہی انھوں نے اس حکم کے خلاف حکم صادر کیا اور کہا کہ ایک بھیڑ کے بدلے اسے چار بھیڑیں دینی چاہئیں، آخر کس بناء پر؟

۴۔ داؤد (ع) نے "اور یا" کی بیوی کے بارے میں خیانت سے متعلق اپنے گناہ کا اعتراف کیا۔ ۵۔ خدا نے انھیں معاف کر دیا (اتنی آسانی سے، کس بناء پر؟)

۶۔ اللہ نے داؤد (ع) کے بارے میں عجیب و غریب سزا کا فیصلہ کیا کہ جسے نفل نہ کرنا بہتر ہے۔
۷۔ یہی عورت ایسے "روشن ماضی" کے باوجود سلیمان (ع) کی ماں بنی، ان داستانوں کا ذکر واقعاً تکلیف دہ ہے لیکن کیا کیا جاسکتا ہے کہ بعض جاہل افراد نے نادانی سے ان اسرائیلی روایات کے زیر اثر قرآن مجید کی پاک و پاکیزہ آیات کا چہرہ سیاہ کر دیا ہے اور ایسی باتیں کہی ہیں کہ حق کو واضح کرنے کے لئے اس رسوا داستان کا کچھ حصہ ذکر کیے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔ اب ہم سوال کرتے ہیں:

۱۔ وہ نبی کہ قرآن میں اللہ نے جس کے دس عظیم اوصاف بیان کئے ہیں اور پیغمبر اسلام (ص) کو جس کی سرگزشت سے ہدایت حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے، کیا ممکن ہے کہ ان تہمتوں کے ہزارویں حصے کی بھی اس کی طرف نسبت دی جاسکے؟

۲۔ قرآن مجید بعد کی آیات میں کہتا ہے: "یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض" اے داؤد (ع) ہم نے تجھے زمین میں اپنا خلیفہ اور نمائندہ بنایا۔ کیا یہ آیت مذکورہ خرافات سے ہم آہنگ ہے؟

۳۔ اگر کوئی عام شخص ہو، خدا کا نبی نہ ہو اور وہ اس قسم کے جرم کا مرتکب ہو، اپنے وفادار پاک طینت باایمان افسر کی بیوی کو ایسے گھٹیا طریقے سے اس کے ہاتھوں سے کھسکالے تو لوگ اس کے بارے میں کیا فیصلہ کریں گے اور اس کی سزا کیا ہوگی؟ یہاں تک کہ اگر یہ کام افسق الفاسقین سے سرزد ہو تب بھی جائے تعجب ہے۔ یہ صحیح ہے کہ تورات نے حضرت داؤد (ع) کو پیغمبر قرار دیا تاہم ان کا ذکر ایک بلند مرتبہ عادل حکمران کے طور پر کیا ہے، کہ جو بنی اسرائیل کے عظیم عبادت خانے کا موسس تھا۔

۴۔ یہ بات قابل توجہ ہے کہ توریت کی مشہور کتب میں سے ایک "مزامیر داؤد (ع)" ہے جس میں حضرت داؤد (ع) کی مناجات ہیں۔ کیا ایسے شخص کی مناجات اور باتیں کتب آسمانی کا حصہ قرار دی جاسکتی ہیں؟

۵۔ جو شخص تھوڑی سی عقل بھی رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ موجودہ تحریف شدہ توریت کی داستانیں خرافات کا ایسا مجموعہ ہیں جو کتب انبیاء (ع) کے دشمنوں یا بہت ہی بے شعور اور جاہل افراد کی ساختہ و پرداختہ ہیں۔ لہذا انھیں کس طرح بحث کی بنیاد قرار دیا جاسکتا ہے؟ جی ہاں قرآن کی یہ عظمت ہے کہ وہ ایسی خرافات سے بالکل پاک ہے۔ اسلامی روایات میں توریت کی بیان کردہ فتنہ اور بے ہودہ داستان کی نہایت سختی سے تکذیب کی گئی ہے۔ ان میں سے ایک روایت امیر المومنین علی علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپ (ع) نے فرمایا: "اگر کسی ایسے شخص کو میرے پاس لایا جائے کہ جو یہ کہے کہ داؤد (ع) نے "اور یا" کی بیوی سے شادی کی، تو میں اس پر دو حدیں جاری کروں گا ایک حد نبوت کے لئے اور دوسری

راوی کہتا ہے: امام رضاؑ نے یہ سنا تو آپ نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا اور " انا للہ وانا الیہ راجعون " پڑھا اور فرمایا: تم نے خدا کے انبیاء میں سے ایک نبی پر یہ الزام لگایا کہ اس نے نماز سے لاپرواہی کی اور ایک مرغ کو پکڑنے کے لیے اس کے تعاقب میں لگ گئے پھر اس کی طرف ایک نہایت ہی فتنج عمل کو منسوب کیا پھر ان کی طرف قتل میں ملوث ہونے کی نسبت دی۔

ابن جهم نے کہا: اے فرزند رسول! اگر ایسا نہیں تھا تو ان کی خطا کیا تھی؟ امام رضاؑ نے فرمایا: تم پر وائے ہو حقیقت یہ ہے کہ حضرت داؤد گمان کر بیٹھے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے زیادہ دانا اور عقلمند کسی کو خلق نہیں کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دو فرشتوں کو بھیجا جو ان کے گھر کے اس بالائی حصے میں داخل ہوئے جو ان کی عبادت گاہ تھی انہوں نے حضرت داؤد سے کہا: ہم دونوں ایک دوسرے کے مخالف ہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر ظلم کیا ہے لہذا ہمارے درمیان سچائی کے ساتھ فیصلہ کریں، ہم چاہتے ہیں کہ فیصلہ کرتے وقت نہ تو آپ حق سے دور ہوں اور نہ ہی ہم پر ظلم کریں بلکہ ہمیں اس درمیانی راہ کی رہنمائی کریں جو عدالت کے مطابق ہو۔

اس کے بعد ان میں سے ایک نے کہا: یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ۹۹ دینیاں ہیں اور میرے پاس ایک ہے اور یہ مجھ سے کہتا ہے کہ وہ بھی میرے حوالے کر دو اور گفتگو میں مجھ پر دباؤ ڈالتا ہے۔

اسلام کے لئے "کیونکہ اس میں ایک طرف تو ایک مرد مومن کی طرف ایک غیر شرعی امر کی نسبت ہے اور دوسری طرف مقام نبوت کی جہت حرمت ہے۔ لہذا ایسی بات کرنے والے پر دو مرتبہ حد قذف جاری ہونی چاہئے اور اسے دو مرتبہ اسی (۸۰) کوڑے لگائے جانے چاہئیں (الامثل فی تفسیر کتاب اللہ المنزل، ج ۱۴، ص: ۴۷۷، المیزان فی تفسیر القرآن، ج ۱۷، ص: ۱۹۱، البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید، ج ۵، ص: ۱۶، مجمع البیان ۴: ۴۷۲، تفسیر الصافی ۴: ۲۹۶، تفسیر نور الثقلین ۴: ۴۴۶)۔

تو حضرت داؤدؑ نے فوراً مدعا علیہ کے خلاف فیصلہ کیا اور فرمایا: اس نے تجھ سے وہ ایک دینی مانگ کر ظلم کیا ہے اور انہوں نے اس دعویٰ کے لیے کوئی شہادت طلب نہیں کی اور نہ ہی مدعا علیہ سے کچھ پوچھا کہ تو کیا کہتا ہے؟ پس ان کا خطایہ تھی کہ جو انہوں نے فیصلہ کرنے میں جلد بازی کی نہ وہ کہ جو تم کہتے ہو کیا تم نے خدا کا فرمان نہیں سنا: اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ مقرر کیا ہے پس تم لوگ میں حق کے ساتھ فیصلہ کرو اور خواہشات کی پیروی نہ کرو۔

ابن جہم نے کہا: اے فرزند رسول! حضرت داؤد کا اور یا کے ساتھ قصہ کیا تھا؟ امام رضاؑ نے فرمایا: حضرت داؤد کے زمانے میں جب کسی عورت کا شوہر مر جاتا یا قتل ہو جاتا تو وہ کبھی بھی شادی نہیں کر سکتی تھی سب سے پہلے جس نے ایسی عورت سے شادی کی جس کا شوہر قتل ہو چکا تھا وہ حضرت داؤدؑ تھے، جب اور یا قتل گیا اور اس کی عدت ختم ہو چکی تو آپؑ نے اس کی بیوی سے شادی کی، اس رسم و رواج کی وجہ سے وہ لوگوں پر گراں گزرا۔^{۲۶۹}

^{۲۶۹}۔ وأما داود عليه السلام فما يقول من قبلكم فيه؟ فقال علي بن محمد بن الجهم: يقولون: ان داود عليه السلام كان في محرابه يصلي فتصور له ابليس على صورة طير احسن ما يكون الطيور فقطع داود صلاته وقام لياخذ الطير فخرج الطير الى الدار فخرج الطير الى السطح فصعد في طلبه فسقط الطير دار اوريا بن حنان فاطلع داود في اثر الطير بامراه اوريا فتغسل فلما نظر إليها هواها وقد اخرج اوريا في بعض غزواته فكتب الى صاحبه ان قدم اوريا امام التابوت فقدم فظفر اوريا بالمشرکين فصعب ذلك على داود فكتب إليه ثانيه ان قدمه امام التابوت فقدم فقتل اوريا فتزوج داود بامراته -

قال: فضرِب الرضا عليه السلام بيده على جبهته وقال: انا لله وانا إليه راجعون! لقد نسبتم نبيا من انبياء الله الى التهاون بصلاته حتى خرج في اثر الطير ثم بالفاحشة ثم بالقتل! فقال: يا بن رسول الله فما كان خطيئته؟ فقال: ويحك! ان داود إنما ظن ان ما خلق الله عز وجل خلقا هو اعلم منه فبعث الله عز وجل إليه الملكين فتسورا المحراب فقالا: (خصمان بنى بعضنا على بعض فاحكم بيننا بالحق

اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں آیت [اور وہ بات آپ اپنے دل میں چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ ظاہر کرنا چاہتا ہے اور آپ لوگوں سے ڈر رہے تھے حالانکہ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس سے ڈریں] تو خدا نے نبی اکرم ﷺ کو دنیا میں ان کی ازواج کے نام اور آخرت میں ان کی ازواج کے نام بتادیئے تھے اور ان کو مومنین کی مائیں قرار دیا تھا ان میں سے ایک کا نام زینب بنت جحش تھا جو ان دنوں زید بن حارثہ کی بیوی تھی تو آپ نے اس کے نام کو اپنے پاس مخفی رکھا ہوا تھا اور اس کو اس ڈر سے ظاہر نہیں فرماتے تھے کہ کہیں منافقین میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ آپ نے کسی دوسرے کی بیوی کو اپنی ازواج میں شمار کیا ہے اور اسے امہات المومنین میں شمار کیا ہے اور آپ منافقین کی باتوں سے ڈرتے تھے تو خدا تعالیٰ نے فرمایا تو لوگوں کی باتوں سے ڈرتے ہو حالانکہ خدا سے ڈرنا چاہیے اور خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں کسی کی شادی میں خود کو سرپرست اور ولی قرار نہیں دیا سوائے حواءؑ کی شادی حضرت آدمؑ سے، زینب کی شادی نبی اکرم ﷺ سے اور حضرت فاطمہ زہراءؑ کی شادی امام علیؑ سے کرانے کے لیے اپنے آپ کو ولی قرار دیا۔

ولا تشطط واهدنا الی سواء الصراط ان هذا خلی له تسع وتسعون نعبه ولی نعبه واحده فقال اکفلنیها وعزنی فی الخطاب (ص ۲۲-۲۳)

فعجل داود علیه السلام علی المدعی علیه فقال: (لقد ظلمک بسؤال نعبتک الی نعبه) ولم یسال المدعی البینه علی ذلک ولم یقبل علی المدعی علیه فیقول له: ما تقول؟ فکان هذا خطیئہ رسم الحکم لا ما ذهبتم إلیه الا تسمع الله عز وجل یقول: (یا داود انا جعلناک خلیفه الأرض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الهوی) الی آخر الایہ (ص ۲۶) فقال: یا بن رسول الله فما قصته مع اوریا فقال الرضا علیه السلام ان المرأه فی ایام داود علیه السلام کانت إذا مات بعلمها أو قتل لا تتزوج بعده ابدا واول من اباح الله له ان یتزوج بامرأه قتل بعلمها کان داود علیه السلام فتزوج بامرأه اوریا لما قتل وانقضت عدتها منه فذلک الذی شق علی الناس من قبل اوریا۔

راوی کہتا ہے: یہ حقائق سن کر ابن جهم رونے لگا اور کہنے لگا: اے فرزند رسول! میں انبیاء کے بارے میں ناسزا باتیں کرنے کی وجہ سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ کبھی ان کے بارے میں کوئی بات نہیں کہوں گا مگر جو آپ نے بیان کی ہے^{۲۴۰}۔

۲۴۰۔ واما محمد (ص) وقول الله عز وجل: (وتخفى في نفسك ما الله مبديه وتخشى الناس والله احق ان تخشاه الله فان الله عز وجل عرف نبيه (ص) اسماء ازواجه في دار الدنيا واسماء ازواجه في دار الآخرة وانهم امهات المؤمنين واحداهن من سمى له زينب بنت جحش وهي يومئذ تحت زيد بن حارثة فاخفى اسمها في نفسه ولم يبده لكيلا يقول أحد من المنافقين انه قال في امراه في بيت رجل انها احدى ازواجه من امهات المؤمنين وخشى قول المنافقين فقال الله عز وجل: (وتخشى الناس والله احق ان تخشيه) يعني في نفسك وان الله عز وجل ما تولى تزويج أحد من خلقه إلا تزويج حوا من آدم عليه السلام وزينب من رسول الله (ص) بقوله: (فلما قضى زيد منها وطرا زوجناكها) الايه (الاحزاب ۳۷) وفاطمة من على عليه السلام قال: فبکی علی بن محمد ابن الجهم وقال: یا بن رسول الله انا تائب الى الله عز وجل من ان انطق فی انبياء الله عليهم السلام بعد یومی إلا بما ذکرته.

اصحاب الرس^{۲۷}

ابو صلت ہروی نے روایت کی کہ امام رضاؑ نے اپنے آباء و اجداد کے واسطے سے امام حسینؑ سے روایت کی کہ قبیلہ تمیم کے معززین میں سے ایک شخص امام علی بن ابی طالبؑ کی شہادت سے تین دن پہلے امام کے پاس آیا اس کا نام عمرو تھا اس نے عرض کی: مجھے "اصحاب الرس" کے بارے میں بتائیں کہ وہ زمانے سے تعلق رکھتے تھے، کہاں کے رہنے والے تھے ان کے زمانے کا بادشاہ کون تھا، کیا خدا نے ان کے لیے بھی کسی نبی کو بھیجا تھا یا نہیں، وا کس وجہ سے ہلاک ہوئے؟ اس لیے کہ میں نے کتاب خدا میں ان کا ذکر پڑھا ہے لیکن ان کے بارے میں مجھے تفصیلات معلوم نہیں ہیں۔

^{۲۷}۔ سورہ فرقان ۳۸: "رس" کا لفظ در اصل مختصر اور تھوڑے سے اثر کے معنی میں ہے جیسے کہتے ہیں: "رس الحدیث فی نفسی" (مجھے اس کی تھوڑی سی بات یاد ہے) یا کہا جاتا ہے "وجد رسا من حمی" (اس نے اپنے اندر بخار کا تھوڑا سا اثر پایا)، کچھ مفسرین کا نظریہ یہ ہے کہ "رس" کا معنی "کنواں" ہے، معنی خواہ کچھ بھی ہو اس قوم کو اس نام سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا اب تھوڑا سا اثر یا بہت ہی کم نام اور نشان باقی رہ گیا ہے یا اس وجہ سے انھیں "اصحاب الرس" کہتے ہیں کہ وہ بہت سے کنوؤں کے مالک تھے یا کنوؤں کا پانی خشک ہو جانے کی وجہ سے ہلاک و برباد ہو گئے، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، زمخشری، ج ۳، ص: ۲۸۰، الکشف و البیان عن تفسیر القرآن، ثعلبی ج ۷، ص: ۱۳۴، مفتاح الغیب، رازی، ج ۲۳، ص: ۴۶۰، الدر المنثور فی تفسیر المأثور، سیوطی ج ۵، ص ۷، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم، ج ۱۰، ص: ۲۱، الجامع لأحكام القرآن، قرطبی، ج ۱۳، ص: ۳۲، جامع البیان فی تفسیر القرآن، طبری، ج ۱۹، ص: ۱۰، التفسیر المظہری، ج ۷، ص: ۲۷، المیزان فی تفسیر القرآن، علامہ طباطبائی ج ۱۵، ص: ۲۱۸، سواطع الإلهام فی تفسیر القرآن، فیض دکنی، ج ۴، ص: ۹۷، تفسیر نور الثقلین، حویزی، ج ۴، ص: ۱۶، تفسیر الصافی، فیض کاشانی ج ۴، ص ۱۳، الأمثل فی تفسیر کتاب اللہ المنزل، مکارم شیرازی ج ۱۱، ص: ۲۵۵، البرہان فی تفسیر القرآن، بحرانی، ج ۴، ص: ۱۳۳۔

امام علیؑ نے فرمایا: تم نے مجھ سے وہ سوال کیا ہے جو اس سے پہلے کسی نے نہیں کیا اور جو تفصیلات میں تھے بتاؤں گا وہ میرے علاوہ کوئی دوسرا تجھے نہیں بتائے گا اس لیے کہ قرآن میں کوئی ایسی آیت نہیں جس کی تفسیر کا مجھے علم نہ ہو جس کے بارے میں مجھے علم نہ ہو کہ وہ کہاں نازل ہوئی پہاڑوں، صحراؤں یا کسی اور جگہ پر نازل ہوئی؟ کس وقت نازل ہوئی دن میں یا رات میں نازل ہوئی۔

اس کے بعد مولانا نے اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمایا: اس جگہ ہر شی کا مکمل علم موجود ہے لیکن اس علم کے طلب کرنے والے بہت کم ہیں اس لیے جب میں لوگوں کے درمیان سے چلا جاؤں گا اور جب لوگ مجھ سے محروم ہو جائیں گے تو بہت ہی مختصر سے عرصے کے بعد وہ اس امر میں پشیمان ہو جائیں گے کہ کیوں نہ انہوں نے ہر چیز کے بارے میں مجھ سے سوال کیا؟^{۲۴۲}

SHIA BOOKS

^{۲۴۲}۔ عیون اخبار رضا ص ۱۸۳-۱۸۶، باب ۱۶ ما جاء عن الرضا من حدیث اصحاب الرس، ح ۱، ترجمہ عیون ص ۲۰۷: حدثنا أحمد بن زیاد بن جعفر الهمدانی قال: حدثنا علی بن إبراهیم بن هاشم عن أبيه قال: حدثنا أبو الصلت عبد السلام بن صالح الهروی (۱) قال: حدثنا علی بن موسى الرضا عليه السلام عن أبيه موسى بن جعفر عن أبيه جعفر بن محمد عن أبيه محمد بن علی عن أبيه علی بن الحسين عن أبيه الحسين بن علی عليهم السلام قال: اتى علی بن أبی طالب عليه السلام قبل مقتله بثلاثة أيام رجل من اشراف تميم يقال له: عمرو فقال: يا أمير المؤمنين اخبرني عن اصحاب الرس في أي عصر كانوا؟ واين كانت منازلهم؟ ومن كان ملكهم؟ وهل بعث الله عز وجل إليهم رسولا أم لا؟ وبماذا هلكوا؟ فاني اجد في كتاب الله تعالى ذكرهم ولا اجد غيرهم فقال له علی: لقد سألتني عن حديث ما سألتني عنه أحد قبلک ولا يحدثک به أحد بعدی إلا عني وما في كتاب الله عز وجل آیه الا وانا اعرفها واعرف تفسيرها وفي أي مكان نزلت من سهل أو جبل؟ وفي أي وقت من لیل أو نهار؟ وان هيئنا لعلما جما وانشار الى صدره ولكن طلابه يسير وعن قليل يندمون لو فقدوني كان

اے برادر تمیم! اصحاب رس کا قصہ یہ ہے کہ وہ ایسے لوگ تھے جو "صنوبر" کے درخت کی پوجا کرتے تھے اور اسے "درختوں کا بادشاہ" کہتے تھے، یہ وہ درخت تھا جسے جناب نوح علیہ السلام کے بیٹے "یافث" نے طوفان نوح کے بعد "روشن اب" کے کنارے کاشت کیا تھا ان لوگوں کو اصحاب رس اس لیے کہتے تھے کہ انہوں نے اپنے نبی کو زیر زمین چھپا دیا تھا اور یہ نبی سلیمان بن داؤد کے بعد ایک کے نبی تھے ان لوگوں کے ایک دریا کے کنارے بارہ شہر تھے اور اس دریا کا نام "رس" تھا یہ تمام شہر دنیائے مشرق کے علاقوں سے متعلق تھے اس دریا کو انہی لوگوں کے نام سے شہرت حاصل تھی اس زمانے میں اس دریا سے زیادہ منافع بخش اور شرین تر پانی کسی بھی زمین کے دریا کا نہیں تھا نیز اس لیے اس علاقے سے زیادہ آباد علاقہ بھی کوئی نہیں تھا۔

ان شہروں کے نام یہ ہیں: ۱۔ ابان ، ۲۔ اذر ، ۳۔ دی، ۴۔ بہمن ، ۵۔ اسفند ، ۶۔ فروردین ، ۷۔ ارد بہشت ، ۸۔ خرداد ، ۹۔ تیر ، ۱۰۔ مرداد ، ۱۱۔ مہر ، ۱۲۔ شہریور۔ اس علاقے کا سب سے بڑا شہر اسفند تھا اس بادشاہ کا نام "ترکوز بن غابور بن یارش بن سازن بن نمرود بن کنعان تھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے کا فرعون تھا۔ یہ چشمہ اور صنوبر کا درخت اس علاقے میں موجود تھا جاہاں اس بادشاہ کا محل تھا جبکہ باقی گیارہ علاقوں میں اس درخت کی ٹہنیاں لیکن انہیں درخت کی شکلیں دی گئی تھیں ، اصحاب رس نے اس چشمے کے پانی کو اپنے لیے اور چوپاؤں کے لیے حرام کر رکھا تھا اور اگر کوئی اس چشمے سے پانی پی دیتا تو چاہے وہ انسان ہوتا یا جانور اس کو ذبح کر دیا جاتا تھا کیونکہ ان لوگوں کا کہنا تھا کہ یہ پانی ہمارے خداؤں کی حیات ہے اور کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ ان کے خداؤں کی حیات میں کمی کرے ، یہ لوگ خود بھی اپنے چار پایوں کو دریائے رس سے سیراب کرتے تھے اس دریا کے کنارے واقع شہروں کے لوگ اپنے اپنے مخصوص مہینے میں سال کے دوران ایک ایک عید مناتے تھے جب عید کا دن آتا تھا تو

مخصوص شہر کے لوگ اس دن اس درخت کے ارد گرد جمع ہوتے جو ان کے اپنے شہر میں ہوتا اس دن شہر والے ریشمی اور زرق برق کے لباس کے علاوہ ہیروں اور جواہرات سے آرائش کرتے ان کی پوشاکیں ایسی ہوتی تھیں جن پر اس درخت کے نقش و نگار بنائے جاتے تھے اس دن یہ لوگ بھیڑوں اور دنبوں کی بہت بڑی تعداد بھی اپنے ہمراہ لاتے اور انہیں درخت پر قربان کرتے تھے پھر آگ جلاتے اور ان قربانی شدہ جانوروں کو اس آگ میں پھینک دیتے اور جب ان کے جلنے سے اٹھنے والا دھواں اور بوفضا میں اس حد تک بلند ہوتی کہ آسمان نظر نہ آتا تو یہ لوگ اس درخت کے سامنے سجدہ ربز ہو جاتے اور گریہ و زاری کرتے تاکہ وہ درخت ان سے راضی ہو جائے سجدہ کرتے وقت یہ لوگ کہتے: اے ہمارے خدا! تو ہم سے راضی ہو جا۔

اس موقع پر شیطان (اس پر خدا کی لعنت ہو) آتا اور اس درخت کی ٹہنیوں کو ہلا کر ان میں سے آواز پیدا کرتا پھر ایک بچے کی آواز میں کہتا: اے میرے بندو! میں تم سے خوش ہوں اور تم سے راضی ہوں۔

یہ آواز سن کر ان لوگوں کے دل خوشی سے سرشار ہو جاتے اور وہ اپنی آنکھیں کھول دیتے اور سجدے سے سر اٹھا لیتے اس کے بعد شراب نوشی میں مشغول ہونے کے ساتھ ڈھول بجاتے رقص اور سرور کی محفلیں سجاتے اور ایک دوسرے کو عید کی مبارکباد دیتے اسی طرح رات دن گزار کر واپس چلے آتے تھے۔

اور عجوبوں نے اپنے مہینوں کے نام انہی لوگوں کے شہروں کے ناموں سے لیے جیسے
آبانماہ، آذرماہ، اس لیے کہ لوگ ایک دوسرے سے عید ملتے وقت کہتے تھے: یہ فلاں شہر
والوں کی عید ہے اور یہ فلاں شہر والوں کی عید ہے^{۴۳}۔

^{۴۳}۔ من قصتهم یا اخا تمیم: انهم كانوا قوما يعبدون شجرة صنوبره يقال لها شاه درخت كان
يافث بن نوح غرسها على شفير عين يقال لها: دوشاب كانت انبطت لنوح عليه السلام بعد الطوفان
وانما سموا اصحاب الرس لانهم رسوا بينهم في الارض وذلك بعد سليمان بن داود عليه السلام
وكانت لهم اثنتا عشرة قرية على شاطئ نهر يقال لها: رس من بلاد المشرق وبهم سمى ذلك النهر
ولم يكن يومئذ في الارض نهر اغزر منه ولا اعذب منه ولا قري اكثر ولا امر منها تسمى احديهن
آبان والثانيه آذر والثالثه دى والرابعه بهمن والخامسه اسفندار والسادسه فروردين والسابعة اردی
بہشت والثامنہ خرداد والتاسعه مرداد والعاشره تير والحاديہ عشر مهر والثانيہ عشر شہریور وكانت
اعظم مدائنهم اسفندار وهي التي ينزلها ملكهم وكان يسمى تركوز بن غابور بن يارش بن سازن بن
نمرود بن كنعان فرعون إبراهيم عليه السلام وبها العين والصنوبره وقد غرسوا في كل قرية منها حبه
من طلع تلك الصنوبره فنبتت الحبه وصارت شجرة عظيمه وحرموا ماء العين والانهار فلا يشربون
منها ولا انعامهم ومن فعل ذلك قتلوه ويقولون: هو حيوه آلهتنا فلا ينبغي لاحد ان ينقص من
حياتها ويشربونهم وانعامهم من نهر الرس الذي عليه قراهم وقد جعلوا في كل شهر من السنه في كل
قرية عيد يجمع إليه اهلها فيضربون على الشجرة التي بها كلة من يريد فيها من انواع الصور ثم
ياتون بشاة وبقر فيذبونها قربانا للشجرة ويشعلون فيها النيران بالحطب فإذا سطع دخان تلك
الذبائح وقتارها في الهواء وحال بينهم وبين النظر الى السماء خروا للشجرة سجدا ويكون
ويتضرعون إليها ان ترضى عنهم فكان الشيطان يجيء فيحرك اغصانها ويصيح من ساقها صياح
الصبي ويقول: قد رضيت عنكم عبادي فطيبوا نفسا وقروا عينا فيرفعون رؤوسهم عند ذلك ويشربون
الخمير ويضربون بالمعازف ويأخذون الدست بند فيكونون على ذلك يومهم وليلتهم ثم ينصرفون
وانما سميت العجم شهورها بآبانماہ وآذرماہ وغيرهما اشتقاقا من اسماء تلك القرى لقول اهلها
بعضهم لبعض: هذا عيد شهر كذا وعيد شهر كذا۔

لیکن جب سب سے بڑے شہر اسفند کی عید آتی تو چھوٹے بڑے شہروں کے تمام لوگ اس چشمہ روشن آب اور اس صنوبر کے درخت کے ارد گرد جمع ہوتے اس موقع پر چشمہ اور درخت کے چاروں اطراف میں مختلف انواع و اقسام کی تصاویر سے آراستہ نہایت دیدہ زیب قنائیں لگا کر پردے کا اہتمام کیا جاتا ان قنائوں کے آگے بارہ دروازے رکھے جاتے ہر دروازہ ایک شہر کے لوگوں کے لیے ہوتا جو ان کے شہر کے نام سے موسوم ہوتا تھا اور اسی دروازے سے متعلقہ شہر کے لوگ اندر داخل ہوتے تھے قنائوں کی چار دیواری سے بنائے جانے والی سرائے کے باہر جمع ہونے کے بعد لوگ اس درخت اور چشمہ کے سامنے سجدہ ریز ہوتے اور اس کے بعد اپنے اپنے شہروں میں بنائے گئے درختوں پر دی جانے والی قربانی سے کئی گنا زیادہ قربانیاں یہاں دی جاتی تھیں۔

یہاں بھی ابلیس آتا اور درخت کو شدت کے ساتھ ہلاتا تھا پھر درخت کے اندر سے آواز بلند کر کے انہیں خطاب کرتا اور چھوٹے شہروں میں درختوں کے اندر سے آواز نکالنے والے شیطانوں کے مقابلے میں زیادہ احسانات اور انعامات سے نوازنے کا وعدہ کرتا تھا جس کے بعد لوگ سجدے سے سر اٹھاتے اور رقص و سرور اور شراب نوشی کے علاوہ دیگر طرح طرح کی حرکتوں کے ذریعے اپنی خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے تھے، یہ لوگ اس موقع پر اس قدر شراب پیتے تھے کہ ان کے ہاں سال میں منائی جانے والی عیدوں کے برابر ۱۲ دن رات تک یہ لوگ ایک دوسرے سے سوائے شراب نوشی اور لہو و لعب میں مشغول رہنے کے کوئی بات چیت نہیں کر پاتے تھے۔

جب ان لوگوں کا کفر کافی طویل ہو گیا اور ایک طویل عرصے سے انہوں نے غیر اللہ کی عبادت کو اپنا معمول بنالیا تو حضرت یعقوب کے فرزند یہودا کی اولاد میں سے ایک نبی کو ان کی طرف مبعوث کیا گیا جنہوں نے ایک طویل مدت تک انہیں اللہ کی بندگی کرنے اور

معرفت ربوبیت حاصل کرنے کی دعوت دی مگر ان لوگوں نے ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔

ان لوگوں کے بڑے شہر اسفند میں جب عید کا دن آیا تو ان لوگوں کی طرف مبعوث نبی نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی: بارالہا! تو جانتا ہے کہ تیرے یہ بندے تیرے منکر ہیں اور سوائے جھٹلانے کے انہیں کوئی کام نہیں آتا ہر روز صبح اٹھ کر درخت کی پوچا کرتے ہیں جس کے وجود پر نفع و نقصان کے اثرات مترتب نہیں ہوتے اس لیے انہیں تخت سطنٹ سے محروم فرما اور اس درخت صنوبر کو بھی خشک کر دے۔

چنانچہ دوسرے دن صبح اس قوم کے لوگوں نے دیکھا کہ وہ درخت مرجھا گیا ہے یہ صورت حال دیکھ کر وہ لوگ سخت پریشان ہو گئے اور یہ چیز ان کے لیے بے حد تشویشناک تھی، ایک دوسرے سے چہ میگوئیاں ہونے لگیں اور ان دو گروہ ہو گئے:

ایک گروہ کا خیال تھا کہ اس شخص (خدا کے نبی) نے ان کے خداؤں پر جادو کر دیا ہے اور یہی مرد زمین اور آسمان کے خدا کا بھیجا ہوا رسول ہے اور چاہتا ہے کہ ہم لوگ اپنے خداؤں سے منہ موڑ کر اس خدا پر ایمان لے آئیں جو زمین کا خالق ہے۔

دوسرا گروہ کہتا تھا کہ اس نبی نے تمہارے خداؤں پر عیب جوئی کی اور انہیں برا بھلا کہا ہے نیز تمہیں اس کی پرستش سے روکا ہے اور غیر خدا کی عبادت کی دعوت دی ہے اس لیے تمہارے خدا غضبناک ہو گئے اور اپنے غم و غصے کے اظہار میں اپنے حسن کو ختم کر لیا ہے تاکہ تمہیں اپنے خداؤں کے غضبناک ہونے کا احساس ہو اور تم اپنے خداؤں کے

خلاف آواز بلند کرنے والے پر بھرپور غیظ و غضب کے ساتھ ٹوٹ پڑو چنانچہ یہ دوسرا گروہ مکمل طور پر اس نبی کے قتل کے فیصلے پر متفق تھا^{۲۴۲}۔

اس گروہ نے اپنے فیصلے پر عمل کرنے کے لیے ایک نہایت ہی گہرا اور تنگ کنواں کھودا اور اس کنویں میں اس نبی خدا کو پھینک دیا اس کے اوپر پتھر کی بڑی سل رکھ دی اور اس پتھر کی سل کو مٹی میں چھپانے کے بعد اس کے اوپر چشمے سے متصل نالیاں بنائیں اور ان میں چشمے کے پانی کو جاری کر دیا۔

^{۲۴۲} - حتی إذا كان عيد قريتهم العظمى اجتمع إليه صغيرهم فضربوا عند الصنوبره والعين سرادقا من ديباج عليه من انواع الصور له اثنا عشر بابا كل باب لاهل قريه منهم ويسجدون للصنوبره خارجا من السرادق ويقربون له الذبائح اضعاف ما قربوا للشجرة التي في قراهم فيجئ ابليس عند ذلك فيحرك الصنوبره تحريكا شديدا ويتكلم من جوفها كلاما جهوريا ويعدهم ويمنيهم باكثر مما وعدتهم ومنتهم الشياطين كلها فيرفعون رؤوسهم من السجود وبهم من الفرح والنشاط ما لا يفيقون ولا يتكلمون من الشرب والعزف فيكونون على ذلك اثني عشر يوما ولياليها بعدد اعيادهم سائر السنه ثم ينصرفون فلما طال كفرهم بالله عز وجل وعبادتهم غيره بعث الله عز وجل إليهم نبيا من بنى اسرائيل من ولد يهود بن يعقوب فلبث فيهم زمانا طويلا يدعوهم الى عبادته الله عز وجل ومعرفه ربوبيته فلا يتبعونه فلما رأى شده تماديهم في الغي والضلال وتركهم قبول ما دعاهم إليه من الرشد والنجاح وحضر عيد قريتهم العظمى قال: يا رب ان عبادك ابوا إلا تكذيبى والكفر بك وغدوا يعبدون شجره لا تنفع ولا تضر فاييس شجرهم اجمع وارهم قدرتك وسلطانك فاصبح القوم وقد يبس شجرهم فهالهم ذلك وقطع بهم وصاروا فرقتين فرقه قالت سحر آلهتكم هذا الرجل الذى يزعم انه رسول رب السماء والأرض اليكم ليصرف وجوهكم عن آلهتكم الى آلهه وفرقه قالت: لا بل غضبت آلهتكم حين رات هذا الرجل يعيها ويقع فيها ويدعوكم الى عبادته غيرها فحجبت حسننها وبهاثها لكى تغضبوا لها فتنتصروا منه فاجمع رأيهم على قتله فاتخذوا انايب طوالا من رصاص واسعه الافواه ثم ارسلوها فى قرار العين الى اعلى الماء واحده فوق*

اور کہنے لگے: ہم امید کرتے ہیں کہ اس طرح ہمارے خدا ہم سے راضی ہو جائیں گے جب وہ دیکھیں گے کہ انہوں نے اس شخص کو قتل کر دیا ہے جو ان کی عبادت سے منع کرتا تھا اور اس کا حسن اور شادابی لوٹ آئے گی لیکن ایسا نہ ہوا اس نبی خدا کو کنویں میں زندہ دفن کرنے کے بعد وہ لوگ سارا دن اس نبی خدا کے گریہ اور فریاد کی آوازیں سنتے رہے۔ یہ نبی اپنے پروردگار سے اس طرح فریاد کرتا تھا: اے میرے پروردگار! تنگی مکان اور مجھ پر ڈھائے جانے والے ظلم کو تیری ذات دیکھ رہی ہے میرے ضعیف بدن پر رحم فرما اور اپنے لطف اور کرم سے میری روح کے قبض کے حکم میں تعجیل فرما اور اس امر میں دیر نہ فرما اور میری دعا کو مستجاب فرما۔ چنانچہ اسی دوران اس نبی خدا کی وفات ہو گئی۔

خدا نے جبرئیل سے فرمایا: اے جبرئیل! میرے حلم کی کثرت نے ان کافروں کو میری نعمات کے مقابلے میں مغرور بنادیا ہے اور طویل برسوں سے یہ میرے غضب سے محفوظ ہیں حالانکہ یہ میرے غیر کی عبادت میں مشغول رہے ہیں اور اب انہوں نے میرے نبی کو قتل کر دیا ہے شاید ان لوگوں کا گمان ہے کہ وہ میرے عذاب کو برداشت کر لیں گے یا پھر ان کا خیال ہے کہ انہیں عذاب سے دوچار کرنے پر ہم قادر نہیں ہیں حالانکہ یہ میرا اٹل فیصلہ ہے کہ میں نافرمانی کرنے والوں اور اپنے عذاب سے نہ ڈرنے والوں سے شدید انتقام لوں گا مجھے میری عزت اور جلال کی قسم! میں انہیں ایسے عذاب سے دوچار کروں گا کہ پوری دنیا کے لیے درس عبرت بن جائیں گے۔

پس جب اس قوم کی عید آئی اور وہ حسب معمول عید گاہ میں جمع ہوئے تو بچہ سرخ اور تیز ہوا کے طوفان نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا وہ سب حیران ہوئے اور اس سرخ آندھی سے خوف زدہ بھی ہو گئے اس آندھی نے انہیں ایک دوسرے پر گرانا شروع کر دیا اور جب وہ زمین پر گرتے تو زمین کے اندر سے آگ کے ہولناک شعلے اٹھتے جبکہ ان کے سروں پر سیاہ رنگ کے گہرے بادلوں نے سایہ کر لیا اور ان سیاہ بادلوں سے بھی آگ کے

شعلے برسنے لگے آگ کا ہر شعلہ جو سیاہ بادلوں سے گرتا تھا وہ ایک بھاری عمارت کے طاق کے برابر ہوتا تھا اس طرح زمین اور سیاہ بادلوں سے نکلنے والی آگ نے ان کے جسموں کو راکھ بنا ڈالا اور وہ ایسے پگھل گئے جیسے آگ سے سیسہ پگھلتا ہے ہم خدا کے غضب اور اس کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں اور علی و عظیم خدا کے سوا کسی کی قوت پر بھروسہ نہیں کرتے ۲۷۵۔

ولیعہدی کے لیے مامون کا جبر

ابو صلت ہروی نے روایت کی مامون نے امام علی بن موسیٰ رضاؑ کی خدمت میں عرض کی اے فرزند رسول! میں نے آپ کے فضل و علم، زہد و تقویٰ، عبادت اور برحق فیصلوں کو جاننے وار محسوس کرنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ آپ ہی اس خلافت کے زیادہ حقدار ہیں امام نے جواب دیا: میں اللہ تعالیٰ کی عبودیت اور بندگی کے ساتھ خالصتاً خدا کے لیے زہد

۲۷۵۔ والاخری مثل البرایخ ونزحوا ما فیہا من الماء ثم حفروا فی قرارہا بئرا ضیقہ المدخل عمیقہ وارسلوا فیہا نبیہم والقموا فاھا صخرہ عظیمہ ثم اخرجوا الانابیہ من الماء وقالوا: نرجوا الان ان ترضی عنہ آلهتنا إذ رات انا قد قتلنا من کان یقع فیہا ویصد عن عبادتہا ودفنہا تحت کبیرہا یتشفی منہ فیعود لنا نورہا ونضارتہا کما فبقوا عامۃ یومہم یسمعون انین نبیہم علیہ السلام وهو یقول: سیدی قد تری ضیق مکانی وشده کربی فارحم ضعف رکنی وقلہ حیلتی وعجل بقبض روحی ولا تؤخر اجابہ دعوتی حتی مات علیہ السلام فقال اللہ عز وجل لجبرئیل علیہ السلام: یا جبرئیل انظر عبادی هؤلاء الذی غرہم حلمی وامنوا مکرری وعبدوا غیری وقتلوا رسولی ان یقوموا لغضبی أو یخرجوا من سلطانی کیف؟! وانا المنتقم ممن عصانی ولم یخش عقابی وانی حلفت بعزتی لاجعلنہم عبرہ ونکالا للعالمین فلم یرعہم وهم فی عیدہم ذلک إلا بریح عاصف شدیدہ الحمرہ فتحیروا فیہا وذعروا منها وانضم بعضهم الی بعض ثم صارت الأرض من تحتہم کحجر کبریت یتوقد واظلتہم سحابہ سوداء فالقت علیہم کالقبہ جمرا تلتہب فذابت ابدانہم النار کما یدوب الرصاص فی النار فنعوذ باللہ تعالیٰ ذکرہ من غضبہ ونزول نقیمتہ ولا حول ولا قوہ إلا باللہ العلی العظیم

و دنیا سے بے رغبتی پر فخر محسوس کرتا ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ صرف اور صرف زہد و تقویٰ اور محرمات الہی سے خوف ہی مجھے دنیا کے شر سے نجات دلائے گا اور اسی کے ذریعے میں اللہ تعالیٰ سے اعلیٰ و ارفع درجات حاصل کر سکتا ہوں نیز دنیا میں تواضع اپنانے سے ہی مجھے اللہ تعالیٰ کے نزدیک رفعت اور بلندی حاصل ہوگی۔

اس کے بعد مامون نے کہا: میں نے اپنی خواہش کی بناء پر فیصلہ کیا ہے کہ خود کو مسند خلافت سے ہٹالوں اور اسے آپ کے حوالے کر دوں اور پھر آپ کی بیعت کروں۔ امام رضاؑ نے جواب میں فرمایا: اگر یہ خلافت اس لیے تمہاری شایان شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے لیے مقرر کیا ہے تو پھر اس لباس کو اتارنا جو اللہ نے تجھے پہنایا ہے تیرے لیے ہر گز جائز نہیں ہوگا اور نہ ہی اس ضمن میں تمہیں یہ حق حاصل ہوگا کہ اسے اپنے غیر کے سپرد کرے اور اگر یہ خلافت تمہاری نہیں تب بھی تیرے لیے یہ جائز نہیں کہ تم اپنے غیر کی کسی چیز کو میرے حوالے کرے۔

مامون نے عرض کی: اے فرزند رسول! آپ کو چاہتے ہوئے یا نہ چاہتے ہوئے اسے قبول کرنا ہوگا۔

امامؑ نے فرمایا: میں اپنی رغبت سے ہر گز ایسا کوئی کام نہیں کروں گا۔ اس کے بعد مامون نے امام کو راضی کرنے کے لیے بھرپور کوشش کی یہاں تک کہ جب وہ مایوس ہو گیا تو اس نے امام سے عرض کی: اگر آپ خلافت کو قبول نہیں کرتے اور آپ یہ پسند نہیں فرماتے کہ میں آپ کی بیعت کروں تو پھر آپ میرے ولیعهد بننا قبول کر لیں تاکہ میرے بعد مسند خلافت آپ کی ہو۔

امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! میرے والد گرامی نے آباء و اجداد سے میرے لیے حضرت امام علی بن ابی طالبؑ کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میں علی بن موسیٰ رضاؑ تم مامون سے پہلے اس دنیا سے چلا جاؤں گا مجھے زہر جفا کے

ساتھ قتل کیا جائے گا اور میری شہادت پر آسمان وزمین کے فرشتے گریہ و ماتم کریں گے اور مجھے وطن سے دور سرزمین میں ہارون رشید کے پہلو میں دفن کیا جائے گا۔

یہ جواب سن کر مامون نے بھی گریہ کیا اور عرض کی اے فرزند رسول! وہ کون ہے جو آپ کو قتل کرانے کی جرات کرے گا؟ وہ کون ہے جو آپ کے ساتھ ایسا برا سلوک کرنے پر قادر ہو جائے اور وہ بھی اس صورت میں کہ میں زندہ ہوں؟

امامؑ نے فرمایا: یاد رکھ اگر میں چاہتا تو میں بغیر کسی جھجک کے بتا سکتا ہوں کہ وہ کون ہے جو مجھے قتل کرے گا۔

مامون نے عرض کی: اے فرزند رسول! آپ اپنے اس قول سے اظہار تواضع فرما رہے ہیں آپ اس چیز کو اپنے آپ سے ہٹائے رکھنا چاہتے ہیں تاکہ دنیا والے یہ کہیں کہ آپ کو دنیا سے کوئی لگاؤ نہیں ہے۔

امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! جب سے میرے پروردگار نے مجھے خلق فرمایا ہے میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ میرا دنیا میں راغب نہ ہونا دنیا کی وجہ سے نہیں بلکہ میں جانتا ہوں کہ تم نے کیا ارادہ کر رکھا ہے؟

مامون نے پوچھا: کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ میں نے کیا ارادہ کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اگر میں سچ کہوں تو کیا سچ کو امان ملے گی؟

مامون نے کہا: میں آپ کو امان دیتا ہوں۔

امام رضاؑ نے فرمایا: تیرا مقصد یہ ہے کہ لوگ یہ بات کہنے لگیں کہ علی بن موسیٰ رضاؑ نے دنیا کو نہیں چھوڑا تھا بلکہ دنیا نے انہیں چھوڑ رکھا تھا اس لیے کہ آپ لوگوں نے نہیں دیکھا کہ طمع دنیا کی بناء پر کس طرح انہوں نے خلافت کے سلسلے میں ولیعہدی کو قبول کیا۔

یہ بات سن کر مامون نے غصہ کیا اور اس نے کہا: آپ جب بھی مجھے ملنے آتے ہیں میرے ایسی ناپسند باتیں کرتے ہیں جو مجھے غصہ دلاتی ہیں، کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ میری سطوت

سے امان پالیں گے، خدا کی قسم! اگر آپ نے ولیعہدی کی پیشکش قبول کر لی تو مطلوب حاصل ہے اور اگر آپ نے قبول نہیں کیا تو میں آپ کو ایسا کرنے پر مجبور کروں گا اور اگر میرے مجبور کرنے سے بھی آپ نہیں مانے تو آپ کی گردن مار دوں گا۔

امامؑ نے فرمایا: میرے پروردگار نے مجھے اپنے آپ کو معرض ہلاکت میں ڈالنے سے منع کیا ہے لہذا اگر معاملہ اس نہج پر آ پہنچا ہے جس کا تم نے خود اظہار کیا ہے تو پھر میں تمہاری اس پیش کش کو قبول کرتا ہوں مگر اس شرط کے ساتھ کہ میں نہ تو کسی کو کسی عہدے پر فائز کروں گا اور نہ کسی کو اس کے عہدے سے برطرف کروں گا اور نہ ہی کسی رسم و سنت کو توڑوں گا نیز اس معاملہ میں دور سے ہی اشارہ کروں گا۔

اس کے بعد مامون نے اسی کیفیت کے ساتھ امام رضاؑ سے اتفاق کرتے ہوئے امام رضاؑ کو اپنا ولیعہد مقرر کر دیا لیکن امام کو اس عمل سے شدید کراہت اور نفرت تھی۔

امام رضاؑ کے معجزات

عبدالسلام بن صالح ہروی^{۲۷۶} سے منقول ہے کہ جب امام علی بن موسیٰ رضاؑ نیشاپور سے مامون کی طرف روانہ ہوئے تو میں امام رضاؑ کے ہمراہ تھا، راستے میں ہم حمراء نامی گاؤں کے

^{۲۷۶}۔ عیون الخ۔ بار رضا، ص ۱۴، باب ۳۹، خروج الرضا علیہ السلام من نیشاپور إلی طوس ومنها إلی مرو، ح ۱: حدثنا تمیم بن عبد الله بن تمیم القرشی رضی الله عنه قال: حدثنا أبی قال حدثنا أحمد بن علی الانصاری قال: حدثنا عبد السلم صالح الهروی قال: لما خرج علی بن موسی الرضا علیهما السلام إلی المأمون فبلغ (قرب) قرية الحمراء قيل له: یا بن رسول الله قد زالت الشمس أفلا تصلی؟ فنزل علیہ السلام فقال: إئتونی بماء فقیل ما معنا ماء فبحث علیہ السلام بیده الارض فنبع من الماء ماء توضاً به هو ومن معه واثره باقی إلی الیوم۔

فلما دخل سناباد استند إلی الجبل الذی تنحت منه القدور، فقال: اللهم انفع به وبارک فیما یجعل فیہ وفیما ینحت منه ثم أمر علیہ السلام فنحت له قدور من الجبل وقال: لا یطبخ ما آکله إلا فیہا

نزدیک پہنچے تو میں نے امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کی مولا سورج دائرہ نصف النہار سے ڈھل رہا ہے اور نماز ظہر کا وقت ہو رہا ہے کیا نماز نہ پڑھ لی جائے؟

یہ سن کر امامؑ سواری سے اترے اور فرمایا: وضو کے لیے پانی لایا جائے؟ امامؑ کو بتایا گیا کہ پانی تو اس وقت ہمارے پاس نہیں ہے چنانچہ امامؑ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے وہاں زمین کو کھودنا شروع کیا اس سے پانی جاری ہوا وہ پانی اتنی مقدار میں تھا کہ جس سے امامؑ اور آپ کے ہمراہ تمام افراد نے باآسانی وضو کر لیا۔

راوی کہتا ہے: اس جگہ سے خارج ہونے والے پانی کے آثار اب بھی باقی ہیں۔ اس کے بعد جب امامؑ سناباد کے گاؤں میں داخل ہوئے تو وہاں ایک پہاڑ تھا جس کو تراش کر دیگیں اور کھانے کے برتن بنائے جاتے تھے امامؑ نے اس پہاڑ سے ٹیک لگائی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی: اے میرے پروردگار! اس پہاڑ کو نفع بخش قرار دے اور اس پہاڑ کو تراش جو برتن بنائے جاتے ہیں ان میں پکائی جانے والی غذاؤں کو مبارک قرار دے۔

اس کے بعد امامؑ نے حکم دیا کہ اس پہاڑ کے پتھر سے ایک ظرف امامؑ کے لیے تیار کیا جائے اور اس ضمن میں امامؑ نے تاکید فرمائی کہ آئندہ امامؑ کے لیے جو بھی کھانا پکایا جائے وہ صرف اسی ظرف میں پکایا جائے چنانچہ اس کے بعد لوگوں کی توجہ کا مرکز وہ پہاڑ قرار پایا اور لوگوں

MANZAR AELIYA

وكان عليه السلام خفيف الاكل قليل الطعم فاهتدى الناس إليه من ذلك اليوم فظهرت بركة دعائه فيه ثم دخل دار حميد بن قحطبة الطائي ودخل القبة التي فيها قبر هارون الرشيد ثم خط بيده إلى جانبه ثم قال: هذه تربتي وفيها أدفن وسيجعل الله هذا المكان مختلف شيعتي وأهل محبتي والله ما يزورني منهم زائر ولا يسلم على منهم مسلم إلا وجب له غفران الله ورحمته بشفاعتنا أهل البيت ثم استقبل القبلة فصلى ركعات ودعا بدعوات فلما فرغ سجد سجدة طال مكثه فيها فاحصيت فيها خمساً تسبيحه ثم انصرف.

نے اس پہاڑ کے پتھروں سے برتن بنوائے اور اس طرح امام کی دعا کا اثر یہ ہوا کہ وہ پہاڑ لوگوں کے لیے نفع اور برکت قرار پایا۔

اس کے بعد امام رضاؑ حمید بن قحطبہ کے گھر میں داخل ہوئے تو وہاں اس گنبد کے نیچے تشریف لے گئے جہاں ہارون الرشید کی قبر تھی وہاں امام نے اپنے دست مبارک سے اس قبر کی ایک سمت لکیر کھینچی اور فرمایا: یہ میری تربت ہے اور یہیں مجھے دفن کیا جائے گا اور پھر جلدی ہی اللہ تعالیٰ اس جگہ کو میرے شیعہ اور محبت کرنے والے والوں کی آمد و رفت کا مرکز قرار دے گا میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہمارے شیعوں میں سے جو کوئی بھی میری تربت کی زیارت کا ارادہ کرے گا ابھی اس نے زیارت نہیں کی ہوگی اور ابھی اس نے مجھے آکر سلام نہیں کیا ہوگا کہ ہماری شفاعت، اور خدا کی مغفرت اور رحمت اس کے لیے واجب ہو جائے گی۔

اس کے بعد امام رضاؑ نے وہاں چند رکعت نماز پڑھی اور پھر چند دعاؤں کے پڑھنے کے بعد امام نے اپنا سر مبارک سجدے میں رکھا جو کہ بہت طویل سجدہ تھا۔
راوی کہتا ہے کہ میں نے پانچ سو تسبیحات گنی تھیں جو امام نے اس سجدے میں پڑھیں پھر سجدے سے سر اٹھانے کے بعد اپنی قیام گاہ کی طرف تشریف لے گئے۔

امام رضاؑ کی مامون اور اس کے حواریوں کی رسوائی کی دعا

ابو صلت ہروی نے مروی ہے کہ جب مامون کو یہ خبر ملی کہ حضرت امام رضاؑ مجالس کا انعقاد فرماتے ہیں اور ان مجالس میں لوگوں سے وہ باتیں بیان کرتے ہیں جن سے لوگوں کے دلوں میں آپ سے محبت اور عقیدت میں اضافہ ہو رہا ہے اور لوگ آپ ہی کے گرویدہ ہو رہے ہیں تو مامون نے اپنے حاجب خاص محمد بن عمرو طوسی کو اس کام پر مامور کیا کہ وہ لوگوں کو امام سے دور رکھے اور امام رضاؑ کو مامون کے سامنے پیش کرے چنانچہ جب امام رضاؑ مامون کے پاس آئے تو مامون نے امام کے ساتھ نہایت تلخ اور درشت لہجے میں باتیں کرتے

ہوئے امام کی توہین کی اور حضرت امام رضاؑ غضبناک ہو کر اس کے پاس سے اٹھ کر باہر تشریف لائے اس انداز میں کہ امام کے لب ہائے مبارک پر یہ الفاظ جاری تھے: حضرت محمد مصطفیٰ، حضرت علی مرتضیٰ، جناب سیدۃ النساء العالمین کے حق کی قسم میں اس مامون کے لیے ایسی بددعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد سے دست بردار ہو جائے گا یہاں تک کہ اس شہر کے ذلیل ترین افراد اور کتے اسے یہاں سے باہر نکال دیں گے ان کا رویہ اس کے ساتھ اور اس کے حمایتیوں کے ساتھ نہایت ہی اہانت آمیز ہو گا جس کی وجہ سے اسے اور اس کے ساتھیوں کو بیحد حقیر سمجھنے لگیں گے۔

اس کے بعد امام رضاؑ اپنے بیت الشرف میں تشریف لائے جہاں آپ نے وضو کے لیے پانی طلب فرمایا اور وضو کرنے کے بعد آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور دوسری رکعت میں دعا قنوت میں یہ دعا پڑھی: اللهم يا ذا القدرة الجامعة... ۲۷۷۔

۲۷۷۔ عیون اخبار رضا، ص ۱۸۳-۱۸۶، باب ذکر ما ینبہ المأمون من طرد الناس عن مجلس الرضا علیہ السلام والاستخفاف بہ وما کان من دعائے علیہ السلام، ح ۱: حدیثنا علی بن عبد اللہ بن الوراق والحسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام الموبد وحمزة بن محمد بن احمد الطوسی و احمد بن زیاد بن جعفر الممدانی رضی اللہ عنہم قالوا أخبرنا علی بن ابراہیم بن ہاشم عن أبيه عن عبد السلام بن صالح الهروي، وحدثنا أبو محمد جعفر بن نعيم بن شاذان رضی اللہ عنہ عن أحمد بن ادريس عن إبراهيم بن هاشم عن عبد السلام بن صالح الهروي قال: رفع إلى المأمون أن أبا الحسن علی بن موسى عليه السلام يعقد مجالس الكلام والناس يفتتنون بعلمه فأمر محمد بن عمرو الطوسي حاجب المأمون فطرد الناس عن مجلسه وأحضره فلما نظر إليه المأمون زبره وأستخف به فخرج أبو الحسن عليه السلام من عنده مغضبا وهو يدمدم بشفتيه ويقول وحق المصطفى والمرضى وسيدة النساء لاستنزلن من حول الله عز وجل بدعائي عليه ما يكون سببا لطرده كلاب أهل هذه الكورة إياه واستخفافهم به وبخاصته وعامتته، ثم أنه عليه السلام أنصرف إلى مركزه واستحضر الميضة وتوضأ وصلى ركعتين وقت في الثانية فقال: (اللهم يا ذا القدرة الجامعة والرحمة الواسعة والمنن المتتابعة والالاء المتواليه والايدى الجميلة والمواهب الجزيلة، يا من لا يوصف

ابوصلت کا بیان ہے کہ ابھی امام رضاؑ کی دعا کے الفاظ ختم نہیں ہوئے تھے کہ پورا شہر زلزلے کے جھٹکوں سے لرزاٹھا شہر کے ہر کونے سے فریاد و فغاں کی آوازیں سنائی دینے لگیں شہر کے ہر حصے سے لوگوں کے نعروں کی صدائیں بلند ہونے لگیں ہر طرف گرد و غبار اٹھنے لگا اور پورا شہر شور و غل کی زد میں آگیا تاہم میں اپنی جگہ بیٹھا رہا یہاں تک کہ میرے مولا اور آقا حضرت امام رضاؑ نے سلام کیا اور نماز تمام فرمائی، اس کے بعد امام نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا:

اے ابوصلت! چھت کے اوپر جاو اور وہاں سے گھر کے باہر کی سڑکوں پر نظر ڈالو تمہیں وہاں پر ایک ناپاک عورت نظر آئے گی جو ہمیشہ اجنبی مردوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لیے ادھر ادھر گھومتی رہتی ہے یہ عورت جو گمراہوں کو گناہ پر اکساتی ہے اور جس نے اپنے جسم پر میلے کپڑے پہنے ہوتے ہیں اسے شہر کے لوگ اس کی کندہ زہنی، بے شرمی، بے حیائی اور بدکاری کی وجہ سے سمانہ کہتے ہیں یہ عورت شور و غوغا کرنے والوں کو اپنے لشکر کے طور پر

بتمثیل ولا یمثل بنظیر ولا یغلب بظہیر یا من خلق فرزق والہم فانطق وابتدع فشرع وعلا فارفع
وقدر فاحسن وصور فاتقن واجتنب فأبلغ وأنعم فاسبغ واعطی فأجزل، یا من سما فی العز ففات
خواطف الابصار ودنی فی اللطف فجاز هواجس الافکار، یا من تفرّد بالملک فلا ند له فی ملکوت
سلطانه وتوحد بالکبرياء فلا ضد له فی جبروت شأنه، یا من حارت فی کبرياء هیبتہ دقائق لطائف
الاهوام وحسرت دون إدراک عظمتہ خطائف أبصار الانام، یا عالم خطرات قلوب العارفين وشاهد
لحظات أبصار الناظرين، یا من عنت الوجوه لهیبتہ وخضعت الرقاب لجلالته ووجلّت القلوب من
خيفته وارتعدت الفرائص من فرقہ یا بدی یا بدیع یا قوی یا منیع یا علی رفیع صل علی من شرفت
الصلاة بالصلاة علیه وأنتقم لی ممن ظلمنی وأستخف بی وطرّد الشيعة عن بابی وأذقه مرارة الذل
والهوان كما اذاقنيها وأجعله طريد الارجاس وشريد الانجاس)

استعمال کرتے ہوئے چاہتی ہے کہ ایک اوباش شخص کو اس لشکر کی قیادت کرتے ہوئے مامون کے محل تک لے جائے^{۲۷۸}۔

ابوصلت کا بیان ہے کہ میں چھت پر گیا اور باہر کی طرف نظر ڈالی تو مجھے سوائے اس کے کہ لوگوں نے اپنے ہاتھوں میں ڈنڈے اٹھائے تھے اور ایک دوسرے پر پتھر برسارہے تھے کچھ بھی نظر نہیں آیا پھر میں نے مامون الرشید کو دیکھا جو زرہ پہنے ہوئے تھا اور قصر شاہجہان سے نکلنے کے بعد بھاگے جا رہا تھا میں کچھ بھی نہ سمجھ سکا مگر یہ کہ میں نے قریب ہی ایک حجام کے شاگرد کو دیکھا جو چھت پر کھڑا لوگوں پر پتھر مار رہا تھا میں نے دیکھا کہ اس بار اس نے جو پتھر مارا وہ سیدھا مامون ہی کے سر پر جا کر لگا جس سے اس کی ٹوپی سر سے اتر کر زمین پر جا گری اور پتھر لگنے سے اس کا سر بھی زخمی ہو گیا ادھر ان لوگوں میں سے ایک شخص نے جب مامون کو پہچان لیا تو اس نے حجام کے شاگرد کو مخاطب کر کے کہا: وائے ہوتجھ پر، تو نے مسلمانوں کے

^{۲۷۸} قال أبو الصلت عبد السلام صالح الهروي: فما استتم مولای دعاءه حتی وقعت الرجفة فی المدينة وارتج البلد وارتفعت الزعقة والصيحة واستفحلت النعرة وثارَت الغبرة وهاجت القاعة فلم اذائل مکانی إلى أن سلم مولای علیه السلام فقال لی: یا أبا الصلت إصعد السطح فإنک ستري امرأة بغية غثة رثة مهیجة الاشرار متسخة الاطمار یسمیها أهل هذه الکورة سمانه لغباوتها وتهتكها وقد أسندت مکان الرمح إلى نحرها قسبا وقد شدت وقایة لها حمراء إلى طرفه مکان اللواء، فهی تقود جیوش القاعة وتسوق عساكر الطعام إلى قصر المأمون ومنازل قواده، فصعدت السطح فلم أر إلا نفوسا تزعزع بالعصى وهامات ترضخ بالاحجار، ولقد رأیت المأمون متدعرا قد برز من قصر شاهجان متوجها للهرب فما شعرت إلا بشاجرد الحجام قد رمى من بعض أعالی السطوح بلبنة ثقيلة فضرب بها راس المأمون فاسقطت بیضته بعد أن شقت جلد هامته فقال لقاذف اللبنة بعض من عرف المأمون ویلک هذا أمير المؤمنین فسمعت سمانه تقول اسکت لا أم لک لیس هذا يوم التميز والمحابات ولا يوم إنزال الناس على طبقاتهم، فلو کان هذا أمير المؤمنین لما سلط ذکور الفجار على فروج الابکار وطرده المأمون وجنوده اسوء طردا بعد إذلال وإستخفاف شدید.

امیر مامون کے سر پر پتھر مارا ہے اس شخص کو سمانہ نے جو جواب دیا وہ میں نے سن لیا وہ کہہ رہی تھی اے شخص! خاموش ہو جا، تیری ماں نہیں، آج لوگوں کو پہچاننے اور اسے اس مقام و مرتبہ کے مطابق حمایت کرنے کا دن نہیں، بلکہ آج وہ دن ہے جب ہر شخص کے ساتھ اس کے عمل کے مطابق سلوک کیا جائے گا، اگر یہ واقعہ مسلمانوں کا امیر ہوتا تو بدکار اور فاجر مردوں کو کنواری لڑکیوں پر مسلط نہ کرتا اس کے بعد مامون اور اس کے لشکر والوں کو نہایت خفت اور ذلت کے ساتھ ان لوگوں نے شہر سے باہر نکال دیا۔

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

امام رضاؑ کی شہادت کی تفصیل^{۲۷۹}

^{۲۷۹} - عیون اخبار رضا، باب ۶۳: ما حدث به أبو الصلت الهروی عن ذکر وفاة الرضا عليه السلام إنه سم في عنب، ح ۱: حدثنا محمد بن علي ماجيلويه ومحمد بن موسى التوكل وإبراهيم بن زياد بن جعفر الهمداني وإبراهيم بن علي بن إبراهيم بن هاشم والحسين بن إبراهيم بن تائب بن الحسين بن إبراهيم بن هشام المؤدب وعلي بن عبد الله الوراق رضي الله عنهم قالوا: حدثنا علي بن إبراهيم بن هاشم عن أبيه عن أبي الصلت الهروی، قال: بينا أنا واقف بين يدي أبي الحسن علي بن موسى الرضا عليه السلام إذ قال لي: يا أبا الصلت ادخل هذه القبة التي فيها قبر هارون وائتني بتراب من أر بعد جوانبها قال: فمضيت فأتيت به فلما مثلت بين يديه فقال لي: ناولني هذا التراب وهو من عند الباب فناولته فاخذه وشمه ثم رمى به، ثم قال سيحفر لي ههنا فتظهر صخرة لو جمع عليها كل معول يخراسان لم يتهيا قلعها ثم قال في الذي عند الرجل والذي عند الرأس مثل ذلك، ثم قال: ناولني هذا التراب فهو من تربتي. ثم قال: سيحفر لي في هذا الموضع فتأمرهم أن يحفروا لي سبع مراقي إلى أسفل وأن يشق لي ضريحة فإن أبوا إلا أن يلحدوا فتأمرهم أن يجعلوا اللحد ذراعين وشبرا فإن الله سيوسعه ما يشاء فإذا فعلوا ذلك فانك ترى عند رأسي نداوة، فتكلم بالكلام الذي أعلمك فانه ينبع الماء حتى يمتلئ اللحد وترى فيه حيتانا صغارا ففت لها الخبز الذي أعطيك فانها تلتقطه فإذا لم يبق منه شيء خرجت منه حوته كبيرة فالتقطت الحيتان الصغار حتى لا يبقى منها شيء، ثم تغيب فإذا غابت فضع يدك على الماء ثم تكلم بالكلام الذي أعلمك فانه ينضب الماء ولا يبقى منه ولا تفعل إلا بحضرة المأمون ثم قال عليه السلام: يا أبا الصلت غدا ادخل على هذا الفاجر فإن أنا خرجت وأنا مكشوف الرأس فتكلم اكلمك وإن أنا خرجت وأنا مغطى الرأس فلا تكلمني، قال أبو الصلت: فلما أصبحنا من الغد لبس ثيابه وجلس فجعل في محرابه ينتظر فبينما هو كذلك إذ دخل عليه غلام المأمون فقال له: اجب أمير المؤمنين فلبس نعله ورداءه وقام يمشي وأنا اتبعه حتى دخل المأمون وبين يديه طبق عليه عنب وأطباق فأكهة وبيده عنقود عنب قد أكل بعضه وبقي بعضه فلما أبصر بالرضا عليه السلام وثب إليه فعانقه وقبل ما بين عينيه وأجلسه معه ثم ناوله العنقود وقال: يا بن رسول الله ما

ابوصلت ہروی سے منقول ہے کہ میں امام رضاؑ کے بالکل سامنے کھڑا تھا کہ امام نے مجھے خطاب کر کے فرمایا: اے ابوصلت! یہ گھر جہاں ہارون دفن ہے اس کے اندر جاو اور اس کے ہر کونے سے ایک ایک مٹھی خاک مجھے لا کر دو میں اندر گیا اور امام کے حکم کی تعمیل کی۔ امام دروازے کے پاس کھڑے تھے جب میں باہر آیا میں نے ایک مٹھی بھر خاک امام کو پیش کی جسے سوگنھنے کے بعد امام نے اسے زمین پر پھینک دیا میں نے دوسری مٹھی بھر خاک امام کو پیش کی جسے سوگنھنے کے بعد امام نے فرمایا: یہاں میری قبر کھودی جائے گی تاکہ مجھے دفن کیا جائے اس قبر کی کھدائی کے دوران ایک پتھر ظاہر ہوگا جسے پورے خراسان کے پہلوان بھی آکر اٹھانا چاہیں تو نہیں اٹھا سکیں گے اس کے بعد امام نے تیسرے کونے کی مٹی کو سوگنھنے کے بعد فرمایا: یہ میری تربت کی خاک ہے۔

اس کے بعد امامؑ نے فرمایا: جب اس مقام پر قبر کھودنے لگیں تو تم انہیں کہنا کہ صرف سات سیڑھیوں تک کھدائی کریں اور یہاں ایک سمت سے قبر کو وسیع اور گشادہ رکھا جائے اور وہ لوگ ایسا کرنے سے منع کریں تو تم ان سے کہنا کہ ضروری ہے کہ قبر کی وسعت ۲ ذراع اور ایک بالشت ہو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے خود بخود قبر میں وسعت پیدا ہو جائے گی اس دوران تم دیکھو گے کہ قبر کے سرہانے کی طرف سے کیچڑ ظاہر ہوگا اس وقت تم یہ کلام پڑھنا جو میں تمہیں تعلیم دے رہا ہوں اس کلام کے پڑھنے سے قبر میں پانی بھر جائے گا اس پانی میں چھوٹی چھوٹی مچھلیوں کو دیکھو گے لہذا تم یہ روٹی جو میں تمہیں دے رہا ہوں اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے پانی میں ڈال دینا وہ مچھلیاں انہیں نگل جائیں گی پھر جب وہ روٹی کے ٹکڑے ختم

رأیت عنبا احسن من هذا، فقال الرضا عليه السلام: ربما كان عنبا حسنا يكون من الجنة، فقال له: كل منه فقال له الرضا عليه السلام: تعفني منه، فقال: لا بد من ذلك وما يمنعك منه لعلك تتهمنا بشئ فتناول العنقود فأكل منه ثم ناوله فأكل منه الرضا عليه السلام ثلاث حبات ثم رمى به وقام، فقال المأمون: إلی أين؟ فقال: إلی حیث وجهتنی فخرج علیه السلام مغطی الرأس۔

ہو جائیں گے تو ایک بڑی مچھلی ظاہر ہوگی جو ان چھوٹی چھوٹی مچھلیوں کو نگل جائے گی یہاں تک ان میں سے کوئی چھوٹی مچھلی باقی نہیں رہے گی پھر وہ بڑی مچھلی غائب ہو جائے گی جب وہ بڑی مچھلی غائب ہو جائے تو اس وقت تم قبر میں موجود پانی پر ہاتھ رکھ کر یہ کلام پڑھنا جو میں تمہیں یاد کر رہا ہوں اس کلام کے پڑھنے سے سارا پانی خشک ہو جائے گا اور یہ کام تم سوائے مامون کے کسی اور کے سامنے نہ کرنا۔

اس کے بعد امام رضاؑ نے فرمایا: اے ابوصلت! کل میں اس فاجر کے دربار میں جاؤں گا اگر میں وہاں سے سربرہنہ باہر آیا تو تم مجھ سے بات کرنا اور میں تمہاری بات کا جواب دوں گا اور اگر واپسی کے وقت میں نے اپنے سر کو چھپایا ہو تو تم مجھ سے کوئی بات نہ کرنا۔ ابوصلت کہتا ہے کہ دوسرے دن جب صبح ہوئی تو امام رضاؑ اپنا لباس زیب تن فرمانے کے بعد محراب میں تشریف لے گئے اور وہاں اس طرح بیٹھ گئے جیسے کسی کا انتظار فرما رہے ہوں، اتنے میں اچانک مامون کا غلام آیا اور اس نے امام سے عرض کی: آپ کو امیر نے طلب کیا ہے۔

امام رضاؑ نے پاؤں میں جوتے پہنے اور اپنی رداء دوش مبارک پر ڈالنے کے بعد اٹھ کر چل دیئے۔ میں بھی امام کے پیچھے پیچھے چلنے لگا یہاں تک کہ امام رضاؑ مامون کے دربار میں پہنچے وہاں مامون کے سامنے طشت میں انگور اور دوسرے پھل اور میوہ جات رکھے تھے جبکہ ایک انگور کا خوشہ مامون کے ہاتھ میں تھا جس سے کچھ دانے مامون نے خود بھی کھائے تھے مگر ابھی اس میں کچھ دانے باقی تھے جو نبی مامون کی نظر امام پر پڑی وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور آگے بڑھ کر اس نے امام سے معاف کیا پھر اس نے امام کی پیشانی کا بوسہ لیا اور امام کو اپنے پہلو میں بٹھایا اور وہ انگور کا خوشہ جو اس کے ہاتھ میں تھا اسے امام رضاؑ کی طرف بڑھا کر کہا: اے فرزند رسول! میں نے اس سے بہتر انگور نہیں دیکھے!

امام رضاؑ نے جواب دیا: سب سے بہتر انگور بہشت کے ہیں۔

مامون نے کہا: میری خواہش ہے کہ آپ بھی یہ انگور تناول فرمائیں۔

امام نے فرمایا: مجھے انگور کھانے سے معاف رکھو۔

مامون نے کہا: نہیں، یہ انگور آپ کو کھانا ہونگے، آپ کیوں نہیں چاہتے؟ کیا آپ میرے بارے میں غلط خیال رکھتے ہیں؟ اس کے بعد مامون نے انگور کا گچھا اٹھایا اور اس کے چند خود کھائے اور اس کے بعد باقی امام کی خدمت میں پیش کئے۔

امام نے اس میں سے تین دانے کھائے اور انگور کا گچھا زمین پر رکھنے کے بعد اٹھ کھڑے ہوئے مامون نے پوچھا: آپ کہاں جا رہے ہیں؟

امام نے فرمایا: جہاں تم مجھے بھیجنا چاہتے۔

اور اس کے بعد امام رضّا نے اپنی عباسر مبارک پر ڈالی اور دربار سے نکل آئے۔

SHIA BOOKS
PDF

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

امام محمد تقیؑ کی آمد اور بابا کی تجہیز و تکفین ۲۸۰

۲۸۰ - فلم أکلمه حتی دخل الدار فأمر أن یغلق الباب فغلق ثم نام علیه السلام علی فراشه ومکثت واقفا فی صحن الدار مهموما محزوناً فیبینما أنا كذلك أذ دخل علی شاب حسن الوجه ققط الشعر أشبه الناس بالرضا علیه السلام فبادرت إلیه فقلت له: من أين دخلت والباب مغلق؟ فقال: الذی جاء بی من المدینة فی هذا الوقت هو الذی ادخلنی الدار والباب مغلق؟ فقلت له: ومن أنت؟ فقال لی: أنا حجه الله علیک یا أبا الصلت أنا محمد بن علی ثم مضى نحو أبيه علیهما السلام فدخل وأمرنی بالدخول معه فلما نظر إلیه الرضا علیه السلام وثب إلیه فعانقه وضمه إلی صدره وقبل ما بین عینیہ ثم سحبه سحبا إلی فراشه واکب علیه محمد بن علی علیه السلام یقبله ویساره بشئ أفهمه ورأیت علی شفتی الرضا علیه السلام زیدا أشد بیاضاً من الثلج ورأیت أبا جعفر علیه السلام یلحسه بلسانه ثم ادخل یده بین ثوبیه وصدره فاستخرج منه شیئاً شبیها بالعصفور فابتلعه أبو جعفر علیه السلام ومضی الرضا علیه السلام، فقال أبو جعفر علیه السلام: قم یا أبا الصلت اثتنی بالمغتسل والماء من الخزانة، فقلت: ما فی الخزانة مغتسل ولا ماء وقال لی ائتہ إلی ما آمرک به فدخلت الخزانة فإذا فیها مغتسل وماء فأخرجته وشمرت ثیابی لاغسله فقال لی: تنح یا أبا الصلت، فإن لی من یعیننی غیرک فغسله ثم قال لی: ادخل الخزانة فاخرج إلی السفت الذی فیہ کفنه وحنوطه، فدخلت، فإذا أنا بسفت لم أره فی تلك الخزانة قط فحملته إلیه، فکفنه وصلى علیه ثم قال لی: اثتنی بالتابوت فقلت: امضی إلی التجار حتی یصلح التابوت قال: قم فان فی الخزانة تابوتا فدخلت الخزانة فوجدت تابوتا لم أره قط فأتیت به فأخذ الرضا علیه السلام بعد ما صلى علیه فوضعه فی التابوت وصف قدمیه وصلى رکعتین لم یفرغ منهما حتی علا التابوت وانشق السقف فخرج منه التابوت ومضی، فقلت: یا بن رسول الله الساعة یحییئنا المأمون ویطالبنا بالرضا علیه السلام، فما نضع؟ فقال لی: أسکت فانه سيعود یا أبا الصلت ما من نبی یموت بالشرق ویموت وصیه بالمغرب إلا جمع الله بین أرواحهما

ابوصلت کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ سے کوئی بات نہیں کی یہاں تک کہ امام اپنے گھر میں داخل ہوئے اور مجھے خطاب کر کے فرمایا تمام دروازے بند کر دے اور کسی کو اندر نہ آنے دے چنانچہ میں نے دروازے بند کر دیئے اور امام رضاؑ بستر پر سو گئے۔

میں کچھ دیر صحن میں بے چینی اور غم و اندوہ کی حالت میں ٹہلتا رہا کہ اچانک میری نظر ایک نوجوان پر پڑی جو نہایت نورانی اور حسین شکل و صورت والا تھا پھر جب میں اس نوجوان کے قریب پہنچا تو وہ نوجوان مجھے ہو بہو حضرت امام رضاؑ کی شبیہ نظر آیا میں نے دیکھا کہ وہ نوجوان اسی حجرے میں داخل ہوا جس میں امام رضاؑ سوئے ہوئے تھے میں بھاگتا ہوا ان کے قریب آیا اور عرض کی میری جان آپ پر فدا ہو تمام دروازے بند پڑے تھے پھر آپ کس طرح گھر میں تشریف لائے؟

انہوں نے جواب دیا: جو مجھے مدینے سے اس وقت یہاں تک لایا ہے اس نے مجھے بند دروازوں سے اندر آنے کا راستہ بھی فراہم کیا ہے۔
راوی کہتا ہے میں نے عرض کی آپ کون ہیں؟

انہوں نے جواب دیا: میں تمہارے لیے خدا کی حجت ہوں اے ابوصلت! میرا نام محمد بن علیؑ ہے اس کے بعد وہ اپنے والد کے پاس تشریف لے گئے مجھے بھی انہوں نے اندر آنے کا حکم دیا اور اندر جانے کے بعد دروازہ دوبارہ بند کر دیا اس موقع پر امام رضاؑ کی نظر اپنے صاحبزادے پر پڑی آپ اپنی جگہ سے اٹھے اور بیٹے سے بغلگیر ہوئے اور ان کی پیشانی پر بوسہ دینے کے بعد اپنے بستر پر لٹایا اور دوران امام محمد تقیؑ مسلسل اپنے والد کے چہرہ مبارک کے

وَأَجْسَادُهُمَا وَمَا أَتَمَّ الْحَدِيثَ حَتَّى إِنَّشَقَّ السَّقْفَ وَنَزَلَ التَّابُوتَ فَقَامَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاسْتَخْرَجَ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ التَّابُوتِ وَوَضَعَهُ عَلَى فَرَاشِهِ كَأَنَّهُ لَمْ يَغْسَلْ وَلَمْ يَكْفَنْ-

بوسے لے رہے تھے اور ہلکی آواز میں کچھ فرما رہے تھے لیکن میں نہ سمجھ سکا کہ وہ کس قسم کی باتیں ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ پھر میں نے اچانک امام رضاؑ کے لب ہاں مبارک پر برف کی مانند سفید جھاگ ظاہر ہوتے دیکھی جسے امام محمد تقیؑ نے اپنی زبان سے صاف کر دیا اس کے بعد امام رضاؑ نے اپنے پیراہن کے نیچے سینہ مبارک پر ہاتھ لے جا کر چڑیا کی مانند کوئی چیز نکالی جسے امام ابو جعفر محمد تقیؑ نے نوش فرمایا پھر اس کے بعد امام رضاؑ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ امام محمد تقیؑ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: ابوصلت! مکان کے پچھلے حصے میں جاؤ اور وہاں سے میت کو غسل دینے کے لیے جو تختہ استعمال ہوتا ہے وہ اور پانی لا کر مجھے دو۔ ابوصلت کا بیان ہے کہ میں نے عرض کی: مولا! وہاں تو غسل دینے کے لیے کوئی تختہ نہیں ہے۔

امام محمد تقیؑ نے فرمایا: میں تمہیں جس چیز کا حکم دے رہا ہوں تم اس کے مطابق عمل کرو۔

چنانچہ میں مکان کے پچھلے حصے میں گیا تو وہاں تختہ اور پانی دونوں چیزیں موجود تھیں میں نے وہ دونوں چیزیں لا کر امام کی خدمت میں پیش کیں اس کے بعد میں نے جوتے اتارے اور اپنی کمر پر قبا کا دامن باندھا تاکہ میں امام محمد تقیؑ کے ساتھ امام رضاؑ کے غسل میں ہاتھ بٹا سکوں۔

امام محمد تقیؑ نے فرمایا: اے ابوصلت! تم دوسری طرف چلے جاؤ اس لیے کہ میرے ساتھ کوئی اور بھی یہاں موجود ہے جو تجہیز و تکفین میں میرے ساتھ ہوں گے۔ تم دوبارہ مکان کے پچھلے حصے میں جاؤ وہاں تمہیں بقیہ ملے گا جس میں کفن اور حنوط ہوگا وہ لا کر مجھے دو۔

چنانچہ میں دوبارہ وہاں گیا تو میں نے اس بقیچہ کو وہاں دیکھا حالانکہ اس سے پہلے اس طرح کے بقیچے کا کوئی نشان وہاں نہیں تھا۔
جب میں نے بقیچہ امام محمد تقی کی خدمت میں پیش کیا تو امام نے مجھے حکم دیا کہ اب تم تابوت لیکر آؤ۔

میں نے عرض کی: کیا مجھے بڑھئی سے جا کر تابوت تیار کروانا ہوگا؟
امام نے فرمایا: نہیں، مکان کے پچھلے حصے میں جو گودام ہے وہاں جاؤ، تابوت وہاں موجود ہے میں واپس گیا تو واقعاً وہاں تابوت موجود تھا حالانکہ اس سے پہلے وہاں کسی تابوت کا نشان تک نہیں دیکھا تھا میں نے وہ تابوت لا کر امام محمد تقی کی خدمت میں پیش کیا۔
امام محمد تقی نے امام رضا کا جسد مبارک اس میں تابوت میں رکھا اور اس کے بعد وہاں دو رکعت نماز شروع کی اور ابھی امام کی نماز ختم نہ ہوئی تھی کہ چھت سے شکاف نمودار ہوا اور امام رضا کا تابوت زمین سے بلند ہو کر اس شکاف کے راستے بلند ہوتا چلا گیا یہ صورت حال دیکھ میں نے عرض کی: مولا ابھی مامون اور اس کے ساتھی آئیں گے اور ہم سے آپ کے پدر بزرگوار امام رضا کے بارے میں پوچھیں گے لہذا ہم کیا کریں؟

امام نے فرمایا: اے ابوصلت! خاموش ہو جا تا بوت دوبارہ واپس آئے گا، تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ کوئی بھی نبی اگر مشرق میں فوت ہوا اور اس کا وصی مغرب میں وفات پائے تو خدا ان کی ارواح اور اجساد کو ایک جگہ جمع کرتا ہے ابھی امام محمد تقی کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ چھت سے دوبارہ شکاف نمودار ہوا اور تابوت واپس آ گیا امام محمد تقی اٹھے اور انہوں نے امام رضا کا جسد تابوت سے نکالا اور اسی بستر پر رکھ دیا جہاں امام رضا سوئے تھے اب ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی امام رضا کو غسل و کفن نہیں دیا گیا۔

اس کے بعد امام محمد تقیؑ نے مجھ سے فرمایا^{۲۸}: ابو صلت اٹھو اور جا کر مامون کے دروازہ کھول دو چنانچہ میں اٹھا اور دروازہ کھولا میں نے دیکھا کہ مامون اپنے غلاموں کے ساتھ گھر کے باہر کھڑا ہے اس حالت میں کہ روتا ہوا گھر میں داخل ہوا اور اس کا گریبان چاک تھا اور وہ اپنے منہ پر طمانچے مارتا ہوا یہ کہہ رہا تھا: اے میرے سید و سردار! آپ کی موت میرے لیے

^{۲۸} - ثم قال لی: یا أبا الصلت قم فافتح الباب للمأمون ففتحت الباب، فإذا المأمون والغلمان بالباب فدخل باكيا حزينا قد شق جيبه ولطم رأسه وهو يقول: يا سيداه فجعت بك يا سيدي ثم، دخل فجلس عند رأسه وقال: خذوا في تجهيزه فأمر بحفر القبر فحفرت الموضع فظهر كل شيء على ما وصفه الرضا عليه السلام، فقال له بعض جلسائه: ألسنت تزعم إنه إمام؟ فقال: بلى لا يكون الامام إلا مقدم الناس فأمر أن يحفر له في القبلة فقلت له: أمرني أن يحفر له سبع مراقي وأن اشق له ضريحه فقال: انتهوا إلى ما يأمر به أبو الصلت سوى الضريح ولكن يحفر له ويلحد فلما رأى ما ظهر له من النداءة والحيتان وغير ذلك قال المأمون: لم يزل الرضا عليه السلام يرينا عجائبه في حياته حتى أراناه بعد وفاته أيضا فقال له وزير كان معه: أتدري ما أخبرك به الرضا عليه السلام؟ قال: لا قال: إنه قد أخبرك إن ملككم يا بني العباس مع كثرتكم وطول مدتكم مثل هذه الحيتان حتى إذا فثيت آجالكم وانقطعت آثاركم وذهبت دولتكم سلط الله تعالى عليكم رجلا منا فافناكم عن آخركم قال له: صدقت، ثم قال لي: يا أبا الصلت علمني الكلام الذي تكلمت به، قلت: والله لقد نسيت الكلام من ساعتی وقد كنت صدقت فأمر بحبسی ودفن الرضا عليه السلام فحبست سنة فضاقت على الحبس وسهرت الليلة ودعوت الله تبارك وتعالى بدعاء ذكرت فيه محمدا وآل محمد صلوات الله عليهم وسألت الله بحقهم أن يفرج عني فما استتم دعائي حتى دخل على أبو جعفر محمد بن علي عليهما السلام فقال لي: يا أبا الصلت ضاق صدرك؟ فقلت: أي والله قال: قم فاخرجني ثم ضرب يده إلى القيود التي كانت على ففكها وأخذ بيدي وأخرجني من الدار والحرس والغلمان يرونني فلم يستطيعوا أن يكلموني وخرجت من باب الدار، ثم قال لي إمض في ودائع الله فإنك لن تصل إليه ولا يصل إليك أبدا، فقال أبو الصلت: فلم التقي المأمون إلى هذا الوقت.

بہت بڑی مصیبت ہے مامون آگے بڑا اور امام رضا کے سرہانے بیٹھ گیا اور اس نے امام رضا کی تجہیز و تکفین کا حکم دیا پھر اس نے امام کی قبر کھودنے کے لیے حکم دیا، میں نے اس جگہ کھدائی شروع کی جس جگہ امام نے حکم دیا تھا چنانچہ وہاں سے ویسی چیزیں ظاہر ہوئیں جن کی امام رضا نے پہلے مجھے اطلاع کر دی تھی، جب قبر میں پانی بھر گیا اور اس میں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں نمودار ہوئی تو مامون نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا: ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا اپنی زندگی میں بھی ہمیں عجائب دکھاتے رہے اور مرنے کے بعد بھی انہوں نے ہمارے لیے عجائب کو ظاہر کیا ہے۔

مامون کی یہ بات سننے کے بعد اس کے ایک وزیر نے کہا: اے امیر! کیا آپ کو علم ہے کہ ان عجائب کے ذریعے امام رضا آپ کو کس چیز کی خبر دینا چاہتے ہیں؟ مامون نے کہا: نہیں۔

اس وزیر نے کہا: وہ تمہیں سمجھا رہے ہیں کہ تم خلفائے بنی عباس اپنی تمام تر دولت، شان و شوکت، جاہ و جلال اور کثرت افراد اور طول عرصے تک حکومت کرنے کے باوجود ان مچھلیوں کی مانند ہو کہ جب ان کی اجل و موت کا وقت آئے گا تو ان کی مدت اور قدرت ختم ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ تم لوگوں پر ایسے شخص کو مسلط کرے گا جو تمہارے پہلے سے لیکر آخری شخص تک سب کو فنا و برباد کر دے گا۔

مامون نے کہا: تم صحیح کہہ رہے ہو۔

ابوصلت کی قید اور امام جوڈ کے واسطے سے رہائی

اس کے بعد مامون نے مجھے خطاب کیا: وہ کلام جسے پڑھنے سے بڑی مچھلی ظاہر ہوئی جس نے چھوٹی مچھلیوں کو نگل لیا وہ مجھے یاد کراؤ۔

راوی کہتا ہے: خدا کی قسم! میں اسے مکمل طور پر بھول چکا تھا اگرچہ میں نے بالکل سچ کہا تھا مگر مامون کو یقین نہیں آ رہا تھا اور اس نے مجھے قید خانے میں بھجوا دیا جہاں مجھ پر دن رات

تشدد اور سختی کی جاتی تھی اور طرح طرح کی اذیتیں دی جاتی تھیں رات کو مجھے نیند نہیں آتی تھی قید خانے کی صعوبتوں سے تنگ آکر میں نے خدا کے حضور گریہ اور مناجات شروع کر دی اور میں نے خدا تعالیٰ سے محمد و آل محمدؑ کے صدقے میں اس مصیبت سے نجات کے لیے جس دن دعا مانگی ابھی میری دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ امام محمد بن علی تقیؑ جو اڈ میرے پاس زندان میں تشریف لائے اور فرمایا: اے ابوصلت! کیا تمہارا حوصلہ اور ہمت جواب دے چکی ہے؟

میں نے عرض کی: ہاں مولاب میرا حوصلہ اور ہمت جواب دے چکی ہے۔
امام نے فرمایا: اٹھو اور میرے ساتھ باہر نکل آؤ، اس کے بعد امام نے اپنے ہاتھ مبارک سے میری زنجیروں کی طرف اشارہ کیا اور وہ سب ٹوٹ گئیں پھر امام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے ساتھ زندان سے باہر لائے حالانکہ تمام محافظ سامنے کھڑے دیکھ رہے تھے لیکن ان میں کچھ کہنے اور کرنے کی سکت ہی باقی نہ رہی تھی جب ہم قید خانے سے باہر آ گئے تو امام محمد تقیؑ نے فرمایا: ابوصلت ہم نے تمہیں خدا کی امان میں سونپا یاد رکھ! ہر گز مامون کا سامنا نہ کرنا اور وہ بھی تمہیں تلاش نہیں کر سکے گا۔
ابوصلت کہتا ہے کہ اب تک مامون مجھ تک نہیں پہنچ سکا^{۲۸۲}۔

حدیث سلسلہ ذہب "قلعہ توحید" کا بیان

۱۔ عبدالسلام بن صالح ہروی سے مروی ہے کہ میں امام علی بن موسیٰ رضاؑ کے ساتھ تھا جب آپ نیشاپور سے کوچ فرمایا آپ سیاہ اور سفید رنگ کے خچر سوار تھے اچانک محمد بن رافع، احمد بن حرث، یحییٰ بن یحییٰ، اسحاق بن راہویہ اور چند دیگر اہل علم وہاں آئے انہوں نے

^{۲۸۲}۔ ترجمہ عیون اخبار رضاؑ، ص ۷۴۵ و بعد۔

امام کی خدمت میں عرض کی! ہم آپ کو آپ کے آباء و اجداد کی قسم دیتے ہیں کہ آپ ہمارے لیے وہ حدیث بیان فرمائیں جو آپ نے اپنے بابا سے سنی ہیں۔

چنانچہ امام رضاؑ نے عماری سے اپنا سر مبارک نکالا اس وقت امام دوش پر سمور و سنجاب کی ردا تھی آپ نے فرمایا: مجھے میرے بابا اور خدا کے عبد صالح امام موسیٰ بن جعفرؑ نے اور انہیں امام جعفر صادقؑ نے اور انہیں امام محمد بن علی باقر العلومؑ نے اور انہیں امام علی بن حسین زین العابدینؑ نے اور انہیں جو ان جنت کے سردار حسین بن علیؑ نے اور انہیں امام علی بن ابی طالبؑ نے یہ حدیث بیان کی کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے جبرئیل سے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں معبود ہوں اور میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں صرف میری عبادت کرو اور یاد رکھو جو کوئی خلوص دل کے ساتھ لا الہ الا اللہ کی گواہی دے وہ میرے قلعے کے حصار میں داخل ہو جاتا ہے اور جو کوئی میرے قلعے میں داخل ہو جائے اسے عذاب سے امان اور نجات مل جاتی ہے^{۲۸۳}۔

^{۲۸۳}۔ عیون اخبار رضا، ص ۱۳۳، باب ۳۷: ما حدث به الرضا فی مربعہ نیساہور و ہو یرید قصد المأمون، ج ۱: حدیث ابو سعید محمد بن الفضل بن محمد بن اسحاق المذکر النیسابوری نیساہور قال حدثنی ابو علی الحسن بن علی الخزازی الانصاری السعوی قال: حدیث عبد السلام بن صالح ابو الصلت الہروی قال: کنت مع علی بن موسی الرضا علیہ السلام حین رحل من نیساہور و هو راكب بغلة شهباء فإذا محمد بن رافع وأحمد بن الحرث و یحیی بن یحیی واسحاق بن راہویہ وعدة من أهل العلم قد تعلقوا بلجام بغلته المربعة فقالوا: بحق آبائک الطاہرین حدثنا بحديث سمعته من أبيک فأخرج رأسه من العمارية وعلیه مطرف خزدو وجهین وقال حدثنا أبی العبد الصالح موسی بن جعفر قال: حدثنی أبی الصادق جعفر بن محمد قال حدثنی أبی ابو جعفر بن علی باقر علوم الانبیاء قال: حدثنی أبی علی بن الحسین سید العابدین حدثنی أبی سید شباب أهل الجنة الحسين قال: حدثنی أبی علی بن أبی طالب علیہم السلام قال: سمعت النبی (ص) یقول سمعت جبرائیل یقول: قال الله جل جلاله: إني أنا الله لا إله إلا أنا فاعبدونی من جاء منکم بشهادة أن لا إله إلا الله بالاخلاص دخل فی حصنی ومن دخل فی حصنی أمن من عذابی.

۲۔ اسحاق بن راہویہ نے روایت کی کہ جب امام رضاؑ نیشاپور تشریف لائے اور اس کے بعد نیشاپور سے مامون کی طرف جانے کے لیے خراسان روانہ ہوئے تو چند اصحاب حدیث امام کے گرد جمع ہو گئے اور عرض کی: اے فرزند رسول! آپ ہمارے درمیان سے کوچ فرما رہے ہیں لہذا کیا یہ بہتر نہیں کہ جاتے وقت ہمیں ایک ایسی حدیث بیان فرمائیں جس سے ہم استفادہ کریں۔

امام اس وقت عماری میں سوار تھے چنانچہ آپ نے عماری سے سر مبارک نکالا اور فرمایا: مجھے میرے بابا اور خدا کے عبد صالح امام موسیٰ بن جعفرؑ نے اور انہیں امام جعفر صادقؑ نے اور انہیں امام محمد بن علی باقر العلومؑ نے اور انہیں امام علی بن حسین زین العابدینؑ نے اور انہیں جو اناجنت کے سردار حسین بن علیؑ نے اور انہیں امام علی بن ابی طالبؑ نے یہ حدیث بیان کی کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے جبرئیل سے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں معبود ہوں اور میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں صرف میری عبادت کرو اور یاد رکھو جو کوئی خلوص دل کے ساتھ لا الہ الا اللہ کی گواہی دے وہ میرے قلعے کے حصار میں داخل ہو جاتا ہے اور جو کوئی میرے قلعے میں داخل ہو جائے اسے عذاب سے امان اور نجات مل جاتی ہے۔

پھر جب سواری قدرے آگے بڑھی تو امام رضاؑ نے فرمایا: لیکن اس لا الہ الا اللہ کی کچھ شرطیں ہیں اور ان شرطوں میں سے ایک میں (علی رضاؑ) ہوں۔

اس روایت کو دیگر کئی سندوں نے بھی نقل کیا گیا ہے جیسا کہ عیون اخبار رضاؑ کے اسی باب میں دو سندیں اور بھی اسی متن کے لیے ہیں۔

شیخ صدوق فرماتے ہیں: " لا الہ الا اللہ " کی شرطوں میں سے ایک امام رضاؑ کو تسلیم کرنا اس لیے ہے کہ آپ خدا کی طرف سے بندگان خدا کے لیے امام اور حجت بنائے گئے ہیں اور آپ کی اطاعت تمام بندگان خدا پر واجب ہے ^{۲۸۴}۔

۳۔ علی بن بلال ^{۲۸۵} کا بیان ہے کہ امام رضاؑ نے اپنے باپ دادا کے واسطے سے امام علی ابن ابی طالبؑ سے روایت کہ نبی اکرم ﷺ نے جبرئیلؑ سے انہوں نے میکائیلؑ سے اس نے

^{۲۸۴}۔ عیون اخبار رضا، ص ۱۳۵، باب ۷ ح ۴: حدیث محمد بن موسیٰ بن التوکل رضی اللہ عنہ قال: حدیث ابو الحسن محمد بن جعفر الاسدی قال: حدیث محمد بن الحسن الصولی قال: حدیث یوسف بن عقیل عن اسحاق بن راہویہ قال: لما وافی أبو الحسن الرضا علیه السلام نيسابور وأراد أن يخرج منها إلى المأمون اجتمع عليه أصحاب الحديث فقالوا له: يا بن رسول الله ترحل عنا ولا تحدثنا بحديث فنستفيد منه؟ وكان قد قعد في العمارة فاطلع رأسه وقال سمعت أبي موسى بن جعفر يقول: سمعت أبي جعفر بن محمد يقول: سمعت أبي محمد بن علي يقول: سمعت أبي علي بن الحسين يقول: سمعت أبي محمد بن علي يقول: سمعت أبي أمير المؤمنين علي بن أبي طالب عليهم السلام يقول سمعت النبي (ص) يقول سمعت الله عز وجل يقول: لا إله إلا الله حصني فمن دخل حصني أمن من عذابي قال فلما مرت الراحلة نادانا بشروطها وأنا من شروطها. قال الصدوق: من شروطها الاقرار للرضا عليه السلام بأنه إمام من قبل الله عز وجل على العباد مفترض الطاعة عليهم۔

^{۲۸۵}۔ اگرچہ اس روایت میں ضعیف اور مجہول راوی موجود ہیں لیکن شیعہ علم رجال میں دو علی بن بلال ہیں ایک بغدادی اور دوسرا ملبی اور دونوں کی بھرپور انداز سے توثیق کی گئی ہے بہر حال ولایت امام علی کی عظمت اور فضیلت میں متواتر روایات فریقین کی کتابوں میں موجود ہیں اور آپ کو جنت و جہنم کی تقسیم کا معیار قرار دیا گیا ہے اور آپ کی محبت کو قبولی اعمال کی شرط قرار دیا ہے ان سب سے معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ حدیثوں اور اس حدیث میں کوئی اختلاف اور تعارض پیش نہیں آتا بلکہ اس کے اجمال کی تفصیل اور اس کی شرائط میں سے ایک شرط کو بیان کیا گیا ہے، علی بن بلال کی تفصیل کے لیے دیکھئے: فہرست ابن الندیم ۳۲۶، رجال النجاشی ۲ ص ۹۵، رجال الطوسی ۸۶، فہرست الطوسی ۱۲۲ ص ۱۱۴، رجال ابن داود ۲۳۸، رجال العلّی ۱۰۱، میزان الاعتدال ۱۱۶، نقد الرجال ۲۲۸، الوجیزہ ۱۵۸، مجمع الرجال ۳-۴ ص ۱۶۹، بدیۃ

اسرافیلؑ سے اور اسرافیلؑ نے لوح و قلم کے حوالے سے حدیث بیان کی کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا: علی بن ابی طالبؑ کی ولایت میرا قلعہ ہے پس جو شخص اس قلعے میں داخل ہوگا اسے میرے عذاب سے امان مل جائے گی ۲۸۶۔

ساق عرش کا کلمہ اہل بیتؑ

ابوصلت ہروی کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ سے سوال کیا: اے فرزند رسول! ہمیں اس شجرہ کی حقیقت کے بارے میں بیان فرمائیں وہ کس قسم کا درخت تھا جس سے حضرت آدمؑ اور حضرت حواءؑ نے کچھ کھایا تھا کیونکہ لوگ اس درخت کے بارے میں اختلافی باتیں کرتے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ وہ گندم کا درخت تھا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ انگور کا درخت تھا اور ایک گروہ کہتا ہے کہ وہ حسد کا درخت تھا؟

امام رضاؑ نے فرمایا: یہ تمام حدیثیں صحیح ہیں۔

ابوصلت کا کہنا ہے کہ میں نے عرض کی: اس کا مطلب کیا ہے اور یہ اختلاف کس قسم کا ہے؟

امام رضاؑ نے فرمایا: اے ابوصلت! یاد رکھ بہشت کا درخت انواع و اقسام کے پھل دیتا ہے اور وہ دنیا کے درختوں کی مانند نہیں ہے اور وہ درخت جس سے آدمؑ اور حواءؑ نے کھایا وہ

MANZAR AELIYA

العارفین ص ۶۷۳، تنقیح المقال ص ۲۷۱، معجم رجال الحديث ص ۲۸۳، قاموس الرجال ص ۶۲۹، معجم المؤلفین ص ۴۸۔

۲۸۶۔ عیون اخبار رضاؑ، ص ۱۳۶ باب ۳۸: خبر نادر عن الرضاؑ حدثنا احمد بن الحسن القطان قال: حدثنا عبد الرحمن بن محمد الحسینی قال: حدثنی محمد بن ابراہیم بن الفزاری قال: حدثنا عبد الرحمن بن بحر الاہوازی قال: حدثنی ابو الحسن علی بن عمرو قال: حدثنا الحسن بن محمد بن جہور قال: حدثنا علی بن بلال عن علی بن موسی الرضا علیہ السلام عن اُبیہ عن آبائہ عن علی بن اُبی طالب علیہم السلام عن النبی (ص) عن جبرئیل عن میکائیل عن اسرافیل عن اللوح عن القلم قال: يقول الله عز وجل ولاية علي بن أبي طالب حصني فمن دخل حصني أمن من عذابي

درخت گندم کا تھا اور انگور کا بھی تھا جب اللہ نے حضرت آدمؑ کو مسجود ملائکہ بنا کر تکریم بخشی اور انہیں حواء کے ہمراہ بہشت میں بھیجا تو آدمؑ نے اپنے طور پر خیال کیا کہ کیا خدا نے جنس بشر میں ان سے افضل کسی کو پیدا فرمایا ہے، خدا ان کے دل میں پیدا ہونے والے خیال کو جانتا تھا اس کی طرف سے نداء آئی: اے آدمؑ! اپنے سر کو بلند کرو اور ذرا ساق عرش پر نظر دوڑاؤ چنانچہ حضرت آدمؑ نے جب اپنا سر بلند کر کے ساق عرش پر نظر ڈالی تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں یہ کلمہ تحریر تھا: لا الہ الا اللہ محمد رسول (ص) وعلی بن ابی طالب علیہ السلام امیر المؤمنین وزوجتہ فاطمہ سیدہ نساء العالمین والحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنة۔

یہ تحریر پڑھ کر آدمؑ نے بارگاہ پروردگار میں عرض کی: خدایا! یہ ہستیاں کون ہیں؟ خدا نے جواب دیا: یہ تیری ذریت اور تیرے فرزندوں میں سے ہیں لیکن تم سے اور میری تمام مخلوقات سے افضل ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو میں نہ تمہیں خلق کرتا اور نہ ہی بہشت اور دوزخ کو خلق کرتا اور نہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرتا، پس خبردار! کبھی بھول کر بھی ان کی طرف چشم حسد کی نگاہ نہ کرنا مجھے تمہیں اپنے جوار بہشت سے نکالنا نہ پڑے۔ پس آدمؑ نے جب چشم حسد سے ان کی طرف نگاہ کرتے ہوئے یہ آرزو کی کہ کاش ان کی منزلت اور مقام انہیں نصیب ہو جاتا تو حق تعالیٰ نے شیطان کو ان پر مسلط کر دیا یہاں تک کہ وہ درخت جس سے انہیں دور رہنے کی تاکید کی گئی تھی اس سے انہوں نے کھالیا اس طرح شیطان کو حواء پر مسلط کر دیا گیا کیونکہ انہوں نے بھی حضرت فاطمہؑ پر چشم حسد سے نگاہ کی چنانچہ حواء نے بھی اس درخت سے کھالیا اس طرح جیسے آدمؑ نے کھالیا تھا لہذا حق تعالیٰ نے

دونوں کو بہشت سے نکال دیا اور اس طرح انہیں خدا نے اپنے جوار سے زمین پر بھیج دی جو عالم خاک ہے^{۲۸۷}۔

علوم اہل بیت کا اثر

ابوصلت کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ سے سنا فرمایا: خدا اس بندے پر رحمت نازل کرے جو ہمارے امر کو زندہ رکھتا ہے۔

ابوصلت کا کہنا ہے کہ میں نے عرض کی: مولا! آپ کے امر کو کس طرح زندہ رکھا جاسکتا ہے؟

^{۲۸۷}۔ عیون اخبار رضا، ص ۲، ج ۲، ۶۷ حدیث عبد الواحد بن محمد بن عبدوس النیبی یوری العطار رضی اللہ عنہ قال: حدیث علی بن محمد بن قنبر عن حماد بن سلیمان عن عبد السلام بن صالح الہروی قال: قلت للرضا علیہ السلام: یا بن رسول اللہ! خبرنی عن الشجرۃ الّتی اکل منها آدم وحواء ما کانت؟ فقد اختلف الناس فیہا فمنہم من یروی انہا الحنظل ومنہم من یروی انہا العنب ومنہم من یروی انہا شجرۃ الحسد فقال علیہ السلام: کل ذلک حق قلت: فما معنی ہذہ الوجوہ علی اختلافہا؟ فقال: یا ابا الصلت ان شجرۃ الجنۃ تحمل انواعا فکانت شجرۃ الحنظل و فیہا عنب و لیست کشجرۃ الدنیا وان آدم علیہ السلام لما اکرمہ اللہ تعالیٰ ذکرہ باسجد ملائکتہ و بادخالہ الجنۃ قال فی نفسہ: هل خلق اللہ بشرا افضل منی؟ فعلم اللہ عز وجل ما وقع فی نفسہ فناداه ارفع راسک یا آدم وانظر الی ساق العرش فرفع آدم راسہ فنظر الی ساق العرش فوجد علیہ مکتوبا: لا اله الا اللہ محمد رسول (ص) وعلی بن ابی طالب علیہ السلام امیر المؤمنین وزوجتہ فاطمہ سیدہ نساء العالمین والحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنۃ فقال آدم علیہ السلام: یا رب من هؤلاء؟ فقال عز وجل: هؤلاء من ذریک و ہم خیر منک ومن جمیع خلقی ولولاہم ما خلقتک ولا خلقت الجنۃ والنار ولا السماء والأرض فایاک ان تنظر إلیہم بعین الحسد فاخرجک عن جوارئ فنظر إلیہم بعین الحسد وتمنی منزلتہم فتسلط علیہ الشیطان حتی اکل من الشجرۃ الّتی نہی عنہا وتسلط علی حواء لنظرہا الی فاطمہ علیہا السلام بعین الحسد حتی اكلت من الشجرۃ کما اکل آدم علیہ السلام فاخرجہما اللہ عز وجل عن جنتہ فاهبطہما عن جوارہ الی الأرض.

امام رضاؑ نے فرمایا: ہمارے علوم کی تعلیم حاصل کرے پھر لوگوں کو اس کی تعلیم دے کیونکہ اگر لوگ ہمارے کلام کی خوبیوں کو جان لیتے تو ضرور ہماری پیروی کرتے۔

ابوصلت کا کہنا ہے کہ میں نے عرض کی: اے فرزند رسول! ہم تک امام صادقؑ کی ایک حدیث پہنچی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو شخص اس لیے علم حاصل کرے کہ وہ سفہاء، جاہلوں اور بے عقلوں کے ساتھ جھگڑا کرے یا اپنے علم پر دوسرے علماء اور دانشمندوں کے مقابلے میں فخر و مباہات کرے یا اس غرض سے کہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں تو ایسا شخص جہنم کی آگ میں ہوگا۔

امام رضاؑ نے فرمایا: میرے جد امجد نے سچ فرمایا، کیا تم جانتے ہو کہ سفہاء اور جاہل کون ہیں؟

ابوصلت نے عرض کی: اے فرزند رسول! نہیں۔ امامؑ نے فرمایا: ہمارے مخالفین کے قصہ گو اور جھوٹی داستانیں سننے والے، اور کیا تو جانتا ہے کہ علماء کون ہیں؟ ابوصلت نے عرض کی: اے فرزند رسول! نہیں۔ امامؑ نے فرمایا: علماء سے مراد آل محمدؑ کے علماء ہیں جن کی اطاعت اور ولایت کو خدا نے واجب قرار دیا ہے، پھر فرمایا: کیا اس جملے کا معنی جانتے ہو: تاکہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں؟

ابوصلت نے عرض کی: اے فرزند رسول! نہیں۔ امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو حق نہ رکھتے ہوئے امامت کے دعویدار بن بیٹھیں اور جو شخص ایسا کرے گا تو اسے آتش جہنم کا ایندھن بنا دیا جائے^{۲۸۸}۔

^{۲۸۸}۔ عیون اخبار رضا، ص ۶۲۷، ۶۲۸: حدثنا عبد الواحد بن محمد بن عبدوس النیسابوری الطار رضى الله عنه قال: حدثنا علی بن محمد بن قتیبه النیسابوری عن حمدان بن سلیمان عن عبد السلام بن صالح الهروی قال: سمعت أبا الحسن علی بن موسی الرضا علیه السلام یقول: رحم الله عبدا احیا امرنا فقلت له: وكيف یحیی امرکم؟ قال: یتعلم علومنا ویعلمها الناس فإن الناس لو علموا محاسن کلامنا

اس کے علاوہ بہت سی روایات ابوصلت ہروی نے نقل کی ہیں جن میں اہل بیت کے فضائل اور مناقب اور ان کے دشمنوں کے مثالب (شراب کا ایجاد کرنے والا یزید تھا، امام زمانہ نسل یزیدی کو قتل کریں گے^{۲۸۹}) موجود ہیں، انہوں نے اہل بیتؑ کی تعلیمات کو نشر عام کرنے کے لیے بہت زیادہ سرمایہ خرچ کیا اور حق بات کہنے سے کبھی دریغ نہیں کیا اسی وجہ سے اہل سنت کے بعض متعصب متاخرین نے ان کو مستم کرنے کی کوشش کی ہے ورنہ ان جیسے افراد پر سچی حدیثیں پہنچتی ہیں۔

SHIA BOOKS PDF

لا تبعونا قال: قلت: یا بن رسول الله فقد روى لنا عن أبي عبد الله عليه السلام انه قال: من تعلم علما ليمارى به السفهاء أو يباهى العلماء أو ليقبل بوجوه الناس إليه فهو فى النار فقال عليه السلام: صدق جدى عليه السلام افتدرى من السفهاء؟ فقلت: لا يا بن رسول الله قال عليه السلام: هم قصاص مخالفينا أو تدرى من العلماء؟ فقلت: لا يا بن رسول الله (ص) فقال: هم علماء آل محمد عليهم السلام الذين فرض الله طاعتهم وأوجب مودتهم ثم قال: أو تدرى ما معنى قوله: أو ليقبل بوجوه الناس إليه؟ فقلت: لا فقال عليه السلام يعنى وبذلك ادعاء الامامه بغير حقها ومن فعل ذلك فهو النار.

^{۲۸۹}۔ اول کو عیون اخبار رضا، ص ۲۶ ح ۵۱، اور دوم کو عیون کے ب ۲۸، ح ۵، ترجمہ عیون ص ۳۰۰ میں ذکر کیا ہے۔

ابو جریر قتیؓ

۱۱۵۰ مُحَمَّدُ بْنُ قَوْلَوَيْهِ، قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدٌ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عِيسَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْزَةَ بْنِ الْيَسَعِ، عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ آدَمَ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى الرِّضَا (ع) مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ فِي حَدِّثَانِ مَوْتِ أَبِي جَرِيرٍ فَسَأَلَنِي عَنْهُ وَتَرَحَّمَ عَلَيْهِ، وَ لَمْ يَزَلْ يُحَدِّثُنِي وَ أَحَدْتُهُ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ، فَقَامَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَصَلَّى الْفَجْرَ.

۲۹۰۔ وہ "زکریا بن ادریس" ہیں، محقق خوئی نے فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں کہ ابو جریر قتی سے مراد زکریا بن ادریس ہے (انہ لا یثنی الریب فی انصراف إلی جریر القتی إلی " زکریا بن ادریس " وانہ ہو المشور والمعروف) نجاشی نے میں فرمایا: " زکریا بن ادریس بن عبد اللہ ابن سعد الاشعری القمی، ابو جریر، ایک قول ہے کہ اس نے امام صادق، کاظم اور امام رضا سے روایت کی اور اس کی کتاب کو سعد نے ذکر کیا اور ابن عقدہ نے کہا: ابو جریر قتی نے امام صادق سے روایت کی، شیخ طوسی نے باب زاء اصحاب رضا میں فرمایا: " زکریا بن ادریس بن عبد اللہ اشعری، قتی، اس کی کنیت ابا جریر ہے "، اور باب الکئی اصحاب رضا میں بھی اسی طرح ہے اور ابن داود نے بھی یہی تصریح کی اور فرمایا: " ابو جریر (بضم الجیم وباء المثلین) القمی من اصحاب الرضا علیه السلام عن الکشی ترحم له علیه السلام، اسمہ زکریا بن ادریس بن عبد اللہ، رجال الطوسی ۲۰۰ و ۳۶۵ و ۳۷۷۔ تنقیح المقال ص ۴۹۹۔ رجال النجاشی ۱۲۳۔ فہرست الطوسی ۷۴۔ معالم العلماء ۵۳۔ رجال ابن داود ۹۸۔ معجم الثقات ۲۸۵، معجم رجال الحدیث ۷: ۲۵۷ و ۲۱: ۸۱۔ جامع الرواة ۳۳۲۔ رجال الحلی ۷۶۔ توضیح الاشتباہ ۱۶۳۔ نقد الرجال ۱۳۹۔ الکئی واللقاب ۳: ۳۳۔ مجمع الرجال ۳: ۵۸۔ ہدایۃ المحدثین ۶۶۔ رجال بحر العلوم ۲: ۳۴۷۔ اعیان الشیعہ ۷: ۶۴۔ سفینہ البحار ۱: ۵۵۰ و ۵۵۱۔ ریحانۃ الأدب ۷: ۵۱، بحیۃ الامال ص ۴۰۱۔ منہج المقال ۱۳: ۷۔ العند تبیل ۱: ۲۹۳۔ منہج المقال ۱۴۹۔ ایضاح الاشتباہ، علامہ حلی، ص ۴۰۔ جامع المقال ۶۹۔ نقد الايضاح ۱۴۴۔ ضبط المقال ۵۱۔ وسائل الشیعہ ۲۰: ۱۹۹۔ اتقان المقال ۱۹۰۔ شرح مشیخۃ الفقہ ۷۰۔ رجال الانصاری ۹۰۔

زکریا بن آدم کا بیان ہے کہ میں ابو جریر ممتی کے موت کے واقعہ کے وقت رات کے پہلے حصے میں امام رضا کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام نے مجھ سے اس کے بارے میں پوچھا اور اس کے لیے رحمت کی دعا فرمائی، اور مسلسل مجھ سے گفتگو فرماتے رہے اور میں بھی آپ کے ساتھ محو گفتگو رہا یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی تو آپ کھڑے ہوئے اور نماز فجر ادا فرمائی۔

علی بن جعفر بن عباس خزاعی مروزی^{۲۹۱}

۱۱۵۱ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ: عَلِيُّ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْخُزَاعِيِّ كَانَ وَاقِفِيًّا.

محمد بن مسعود کا بیان ہے کہ علی بن جعفر بن عباس خزاعی واقعی مذہب رکھتا تھا۔

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

^{۲۹۱} - رجال شیخ طوسی، ص ۳۳۴ ن ۱۲۳ اصحاب امام عسکری، رجال ابن داود، قسم ثانی، ص ۲۶۰ ن ۳۳۴، رجال علامہ حلی، قسم ثانی، ص ۲۳۳ ن ۸، التحریر الطاوسی، شیخ حسن صاحب معالم، ص ۳۷۹ ن ۲۶۵، معجم رجال الحدیث خوئی، ن ۷۹۷، نقد الرجال تفریثی، ص ۳۷۹ ن ۳۵۲۲، طرائف المقال، سید علی بروجrdی، ص ۲۴۴ ن ۱۵۳۲، تنقیح المقال، مامقانی، ص ۲۷۲ ن ۸۱۹۷۔

فہرست منابع

- (۱) الاختصاص، شیخ مفید، محمد بن محمد بن نعمان بغدادی (۳۳۶-۴۱۳ق)، ط مؤسّسة النشر الاسلامی، قم، ایران.
- (۲) الارشاد، ...، ط مؤسّسة آل البيت لإحياء التراث، قم، ۴۱۳ق.
- (۳) الاستبصار فيما اختلف من الأخبار، شیخ طوسی، محمد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ق)، ط ۳، دار الکتب الاسلامیہ، طهران، ۱۳۹۰ق.
- (۴) إعلام الوری، طبرسی، فضل بن حسن (حوالی ۴۷۰-۵۴۸ق)، ط دار المعرفة، بیروت، ۱۳۹۹ق.
- (۵) بحار الأنوار، علامہ مجلسی، محمد باقر بن محمد تقی (۱۰۳۷-۱۱۱۰ق)، ط دار إحياء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۳ق.
- (۶) تفسیر عیاشی، محمد بن مسعود بن عیاش (م ۳۲۰ق)، ط مکتبه العلمیة الاسلامیة، طهران.
- (۷) تهذیب الأحکام، شیخ طوسی، محمد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ق)، ط دار الکتب الاسلامیة، طهران، ۱۳۶۴ش.
- (۸) تهذیب التہذیب، إحمد بن علی بن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ق)، ط دار صادر، بیروت.
- (۹) ثواب الأعمال، شیخ صدوق، محمد بن علی بن حسین بن بابویه قمی (م ۳۸۱ق)، ط منشورات الشریف الرضی، قم، ۱۳۶۴ش.

- (۱۰) جامع الرواة وإزاحة الاشتباهات عن الطرق والأسناد، محمد بن علي إردبيلي (م ۱۱۰۱ق)، ط دار الأنواء، بيروت، ۱۴۰۳ق.
- (۱۱) جامع المقال فيما يتعلق بأحوال الحديث والرجال، فخر الدين طريحي (م ۱۰۸۵ق)، ط مكتبة جعفری تبریزی، طهران.
- (۱۲) خلاصة الأقوال في معرفة الرجال، جمال الدين حسن بن يوسف بن مطهر حلي (۶۳۸-۲۹ق)، ط ۱، نشر الفقهية، قم، ۱۴۱۷ق.
- (۱۳) الذريعة إلى تصانيف الشيعة، آقا بزرگ طهراني (۱۲۹۳-۱۳۸۹ق)، ط ۱، نجف الأنشرف وطهران، ۱۳۵۵-۱۳۹۸ق.
- (۱۴) رجال ابن داود، تقي الدين حسن بن علي بن داود حلي (۶۲۷-۴۷۰ق)، ط جامعة طهران، ۱۳۴۲ش.
- (۱۵) رجال برقي، إمام بن محمد بن خالد برقي (م ۲۷۴ق)، ط مؤسسة القیوم، ۱۴۱۹ق.
- (۱۶) رجال شيخ طوسي، محمد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ق)، ط ۱، المطبعة الحيدرية، نجف إشراف، عراق، ۱۳۸۰ق.
- (۱۷) رجال الكشي، محمد بن حسن طوسي، ط ۱، جامعة مشهد، ۱۳۴۸ش.
- (۱۸) رجال النجاشي، إمام بن علي بن إمام نجاشي (۳۷۲-۴۵۰ق)، ط مؤسسة النشر الإسلامي، قم، ۱۴۰۷ق.
- (۱۹) روضات الجنات في أحوال العلماء والسادات، محمد باقر خوانساري إصفهاني (۱۲۲۶-۱۳۱۳ق)، ط إسماعيليان، قم، ۱۳۹۰ق.
- (۲۰) السرائر الحاوي لتحرير الفتاوى، محمد بن منصور بن إمام بن إدريس حلي (۵۴۳-۵۹۸ق)، ط ۱، مؤسسة النشر الإسلامي، قم، ۱۴۱۰-۱۴۱۱ق.

۴۷۰..... رجال ابو عمرو کثی؛ معصومین کے فرامین کا مجموعہ: ج ۶

(۲۱) شرح البدایۃ، زین الدین علی بن احمد عالمی (۹۱۱-۹۶۵ق)، ط ۱، منشورات الفیروز آبادی، قم، ۱۳۷۲ش۔

(۲۲) عدۃالأصول، شیخ طوسی، محمد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ق)، ط ۱، مؤسسۃ آل البیت باحیاء التراث، قم، ۱۴۰۳ق۔

(۲۳) الغیۃ، ... (۳۸۵-۴۶۰ق) ط مکتبہ نینوی الحدیث، طهران۔

(۲۴) من لایحضرہ الفقیہ، محمد بن علی بن حسین بن بابویہ قمی صدوق (م ۳۸۱ق)، ط دار الکتب الاسلامیہ، طهران، ۱۳۹۰ق۔

(۲۵) الفہرست، محمد بن حسن طوسی، ط ۱، نشر الفقہ، قم، ۱۴۱۷ق۔

(۲۶) الکافی، محمد بن یعقوب بن إسحاق کلینی (م ۳۲۹ق)، ط دار صعب ودار التعارف، بیروت، ۱۴۰۱ق۔

(۲۷) کشف الغمۃ، علی بن عیسی بن ابی الفتح اربلی (م ۶۹۲ و ۶۹۳ق)، ط مکتبۃ بنی ہاشم، تبریز، ۱۳۸۱ق۔

(۲۸) کمال الدین وتمام النعمۃ، محمد بن علی بن حسین بن بابویہ قمی صدوق (م ۳۸۱ق)، ط دار الکتب الاسلامیہ، ۱۳۹۵ق۔

(۲۹) مجمع الرجال، عنایۃ اللہ قہپائی (قرن ۱۱)، ط ۱، مکتبۃ اسماعیلیان، قم۔

(۳۰) المحاسن، احمد بن محمد بن خالد بزقی (م ۴۷۲ق)، ط دار الکتب الاسلامیہ، ۱۳۷۱ش۔

(۳۱) مرآۃ العقول فی شرح اخبار آل الرسول، محمد باقر بن محمد تقی مجلسی (م ۱۱۱۱ق)، ط دار الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۴ھ۔

(۳۲) مجمع رجال الحدیث وتفصیل طبقات الرواة، ابو القاسم بن علی اکبر موسوی خوی (۱۳۱۷-۱۴۱۳ق)، ط بیروت ۱۴۰۳ق۔

- (۳۳) مقباس الهدایة، عبد الله مامقانی (۱۲۹۰-۱۳۵۱ق)، ط۱، مؤسسه آل البيت لإحياء التراث، قم، ۱۴۱۱ق.
- (۳۴) مقدمة ابن الصلاح فی علوم الحديث، عثمان بن عبد الرحمن شهرزوری (م ۶۴۳ق)، ط۱، دار الكتب العلمية، بيروت ۱۴۱۶ق.
- (۳۵) المناقب، رشيد الدين محمد بن علي بن شهر آشوب، (م ۵۸۸ق)، ط مکتبه علامه، قم.
- (۳۶) منتقى الجمان فی الأحاديث الصحاح والحسان، جمال الدين حسن بن زين الدين عالي (فرزند شهيد ثانی)، (۹۵۹-۱۰۱۱ق)، ط۱، مؤسسه النشر الإسلامی، قم، ۱۴۰۴-۱۴۰۷ق.
- (۳۷) هداية المحدثين إلى طريقة المحدثين، محمد إمين بن محمد علي كاظمي (قرن ۱۱)، ط مکتبه آية ... مرعشي نجفی، قم، ۱۴۰۵ق.
- (۳۸) إحتجاج، إحمد بن علي بن إبي طالب طبرسي (قرن سادس)، ط مکتبه النعمان، نجف، ۱۳۸۶ق.
- (۳۹) إحوال الرجال، إبراهيم بن يعقوب جوزجانی (م ۲۵۹هـ)، ط مؤسسه الرساله، بيروت ۱۴۰۵هـ.
- (۴۰) الأدب المفرد، محمد بن إسماعيل بخاری (ت ۲۵۶هـ)، ط نشر عالم الكتب، بيروت ۱۴۰۵.
- (۴۱) الاستيعاب فی معرفة الأصحاب، إبو عمرو يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر (ت ۴۶۳)، ط دار النهضة، مصر.
- (۴۲) اسد الغابة فی معرفة الصحابة، ابن إثير، علي بن إبي الكرم، (ت ۶۳۰)، ط دار إحياء التراث العربی، بيروت.
- (۴۳) الإصابة فی تمييز الصحابة، عسقلانی، إحمد بن علي بن حجر (ت ۵۸۲ق)، ط دار إحياء التراث العربی، بيروت.
- (۴۴) النأالی- إبو جعفر محمد بن حسن طوسی (ت ۴۶۰ق)، مؤسسه البعثة، قم ۱۴۱۴هـ.

۴۷۲..... رجال ابو عمرو کثی؛ معصومین کے فرامین کا مجموعہ: ج ۶

(۴۵) النامی - محمد بن علی بن حسین بن بابویہ صدوق قمی (ت ۸۱۳ ق)، ط مؤسسه العلمی، بیروت ۱۴۰۰ ق.

(۴۶) بحار الأنوار، محمد باقر مجلسی (ت ۱۱۱۰ ق)، ط مؤسسه الوفاء، بیروت ۱۴۰۳ ق.

(۴۷) بغیة الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة، جلال الدین عبد الرحمن سیوطی (ت ۹۱۱ ق)، ط المکتبہ العصریة، صیدا، بیروت ۱۳۸۴ ق.

(۴۸) تاریخ الاسلام، ابو عبد اللہ شمس الدین محمد، ذہبی (ت ۷۴۸ ق)، ط دار الکتب العربی، بیروت ۱۴۰۷ ق.

(۴۹) تاریخ أسماء الثقات، ابن شاپین، ابو جعفر عمر بن احمد بن عثمان (ت ۳۸۵ ق)، ط دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۶ ق.

(۵۰) تاریخ البخاری، ابو عبد اللہ اسماعیل بن ابراہیم جعفی بخاری (ت ۲۵۶ ق)، ط دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۷ ق.

(۵۱) تاریخ بغداد، ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی (ت ۴۶۳ ق)، ط دار الکتب العلمیہ، بیروت.

(۵۲) تاریخ الثقات، احمد بن عبد اللہ بن صالح عجلی (ت ۲۶۱ ق)، ط دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۵ ق.

(۵۳) تاریخ خلیفہ بن خیاط (ت ۲۴۰ ق)، ط دار طیبہ، الریاض ۱۴۰۵ ق.

(۵۴) تاریخ الدارمی، ابو سعید عثمان بن سعید بن خالد تمیمی دارمی (ت ۲۸۰ ق)، ط دار المأمون للتراث، بیروت ۱۴۰۰ ق.

(۵۵) تاریخ مدینہ دمشق، ابن عساکر، علی بن حسن بن ہبہ اللہ شافعی (ت ۵۷۱ ق)، ط دار الفکر، بیروت ۱۴۱۵ ق.

- (۵۶) تحفۃ الأشراف بمعرفة الأطراف، أبو حجاج یوسف مزى (ت ۷۴۲ ق)، ط مؤسسة الرسالة، بیروت ۱۴۱۳ق.
- (۵۷) تدریب الراوى فی شرح تقریب النوای، عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی (ت ۹۱۱ ق)، ط دار الکتب العربی، بیروت ۱۴۱۷ق.
- (۵۸) تذکرۃ الحفاظ، أبو عبد الله شمس الدین محمد ذہبی (ت ۷۴۸ ق)، ط دار الکتب العلمیة، بیروت ۱۳۷۴ق.
- (۵۹) تہذیب تہذیب الکمال، صفی الدین احمد بن عبد الله خزرجی، ط مکتبہ القاہرہ، مصر ۱۳۹۲ق.
- (۶۰) تقریب التہذیب، احمد بن علی بن حجر عسقلانی (ت ۸۵۲ ق)، ط دار المعرفۃ، بیروت ۱۳۸۰ق.
- (۶۱) تہذیب الکمال فی إساء الرجال، جمال الدین أبو الحجاج یوسف مزى (ت ۷۴۲ ق)، ط مؤسسة الرسالة، بیروت ۱۴۱۳.
- (۶۲) الجرح والتعديل، أبو محمد عبد الرحمن بن ابی حاتم محمد بن إدريس بن منذر تيمی حنظلی رازی (ت ۳۲۷ ق)، ط دار إحياء التراث العربی، بیروت ۱۹۵۲م.
- (۶۳) جہمسة اللغة، أبو بکر محمد بن حسن بن درید (ت ۳۲۱ ق)، ط دار العلم للملایین، بیروت ۱۹۸۷م.
- (۶۴) حلیۃ الأولیاء، أبو نعیم احمد بن عبد الله إصفهانی (ت ۴۳۰ ق)، ط دار الفکر، بیروت.
- (۶۵) خصائص إمام المؤمنین، احمد بن شعیب نسائی (ت ۳۰۳ ق)، ط نینوی طہران، وط الکویت، مکتب المعلى ۱۴۰۶ق.
- (۶۶) ذکر إسماء التابعین ومن بعدهم، علی بن عمر بن احمد دار قطنی (ت ۳۸۵ ق)، ط مؤسسة الکتب الشافیہ، بیروت ۱۴۰۶ھ.

۴۷۴ رجال ابو عمرو کثی؛ معصومین کے فرامین کا مجموعہ: ج ۶

(۶۷) رجال صحیح البخاری، ابو نصر احمد بن محمد بن حسین بخاری کلاباذی (ت ۳۹۸ ق)، ط دار المعرفۃ، بیروت ۱۴۰۷ ق.

(۶۸) رجال صحیح مسلم، احمد بن علی بن منجیہ اصبہانی (ت ۴۲۸ ق)، ط دار المعرفۃ، بیروت ۱۴۰۷ ق.

(۶۹) الرفع والتکمیل فی الجرح والتعديل، محمد عبد الحی کنوی ہندی (ت ۱۳۰۴ ق)، ط ۳، مکتبہ المطبوعات الاسلامیہ، حلب، ۱۴۰۷ ق.

(۷۰) سیر اعلام النبلاء، محمد بن احمد بن عثمان ذہبی (ت ۷۴۸ ق)، ط مؤسسة الرسالة، بیروت ۱۴۰۶ ق.

(۷۱) شذرات الذهب، ابو الفلاح ابن عماد حنبلی (ت ۱۰۸۹ ق)، ط دار احیاء التراث العربی، بیروت.

(۷۲) الصواعق المحرقة، احمد بن حجر، یتیمی مکی (ت ۹۷۴ ق)، ط مکتبہ القاہرہ، ۱۳۸۵ ق.

(۷۳) طبقات الحفاظ، عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی (ت ۹۱۱ ق)، ط دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الاولى ۱۴۰۳ ق.

(۷۴) الطبقات الکبری، محمد بن سعد بصری زہری (ت ۲۳۰ ق)، ط دار بیروت للطباعة والنشر، ۱۴۰۵ ق.

(۷۵) العبر فی خبر من غبر، ذہبی (ت ۷۴۸ ق)، ط دار الکتب العلمیہ، بیروت.

(۷۶) العلل و معرفة الرجال، احمد بن محمد بن حنبل (ت ۲۴۱ ق)، ط المکتب الاسلامی، بیروت ۱۴۰۸ ق، ومؤسسة الکتب الثقافیہ.

(۷۷) الکامل فی التاریخ، ابن اثیر، علی بن محمد بن محمد (ت ۶۰۶ ق)، ط دار صادر، بیروت ۱۳۸۵ ق.

- (۷۸) الكامل في ضعفاء الرجال، أبو أحمد عبد الله بن عدي جرجاني (ت ۳۶۵ ق)، ط دار الفكر، بيروت، ۱۴۰۹ ق.
- (۷۹) كتاب الثقات، محمد بن حبان بن أحمد أبو حاتم تميمي بسطي (ت ۳۵۴ ق)، ط دار الفكر، بيروت، ۱۴۰۰ ق.
- (۸۰) كتاب الضعفاء الكبير، محمد بن عمرو بن موسى بن حماد عقيلي مكي (ت ۳۲۲ ق)، ط، دار الكتب العلمية، بيروت ۱۴۰۴.
- (۸۱) كتاب الكفاية في علم الرواية، أحمد بن علي بن ثابت خطيب بغدادی (ت ۴۶۳ ق)، دار الكتب العلمية، بيروت ۱۴۰۹ هـ.
- (۸۲) لسان المیزان - شهاب الدین أبو الفضل أحمد بن علی بن حجر عسقلانی (ت ۸۵۲ ق)، دار الفكر، بيروت ۱۴۰۷ ق.
- (۸۳) المعجم وحین، محمد بن حبان بن أحمد أبو حاتم تميمي بسطي (ت ۳۵۴ ق)، دار المعرفة، بيروت ۱۴۱۲ ق.
- (۸۴) مختصر تاریخ دمشق، ابن منظور، محمد بن مكرم (ت ۷۱۱ ق)، دار الفكر، دمشق، الطبعة الاولى ۱۴۰۵ ق.
- (۸۵) مستدرکات علم رجال الحديث، شیخ علی نمازی شاهرودی (ت ۱۴۰۵ ق) ط مصنف، تهران.
- (۸۶) المعرفة والتاریخ، أبو یوسف یعقوب بن سفیان بسوی (ت ۲۷۷ ق)، مطبعة الارشاد، بغداد.
- (۸۷) المعین فی طبقات المحدثین، أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي (ت ۷۴۸ ق)، دار الكتب العلمية.

۴۷۶..... رجال ابو عمرو کشتی؛ معصومین کے فرامین کا مجموعہ: ج ۶

(۸۸) المغنی فی ضبط اسماء الرجال، محمد طاهر بن علی ہندی (ت ۹۸۶ ق)، دار الکتاب ۱۳۹۹ ق.

(۸۹) الملل والنحل، محمد بن عبد الکریم بن احمد شہرستانی (ت ۵۴۸ ق)، الشریف الرضی، قم.

(۹۰) میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ذہبی (ت ۷۴۸ ھ)، دار احیاء الکتب العربیہ، مصر.

(۹۱) الوافی بالوفیات، صلاح الدین صفدی (ت ۷۶۴ ھ)، دار النشر فرانز شتاہنر.

(۹۲) وفیات الاعیان، ابو العباس شمس الدین احمد بن ابی بکر بن خلکان (ت ۶۸۱ ھ)، دار الثقافة، بیروت.

(۹۳) وقعة صفین، نصر بن مزاحم منقری (ت ۲۱۲ ھ)، مکتبہ مرعشی نجفی، قم ۱۴۰۳ ھ.

SHIA BOOKS
PDF

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM